وَقُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ وَیَحۡفَظۡنَ فُرُوۡجَہُنَّ وَلَا یُبۡدِیۡنَ زِیۡنَتَہُنَّ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنۡہَا وَلۡیَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِہِنَّ عَلٰی جُیُوۡبِہِنَّ ۪ (النور:32)

پردہ کی اہمیت اور برکات

لیڈی امۃ الباسط ایاز۔لندن

سر افتخار احمد ایاز۔لندن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

فہرست مضامین

پیش لفظ

مکرم منیر الدین شمس صاحب ایڈیشنل وکیل التصنیف

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کر کے جہاں انسانیت کی جسمانی نشوونما اور ترقی کے سامان پیدا فرمائے ہیں، وہاں معاشرتی، اخلاقی، روحانی اور عملی پرورش کے لئے بھی راہنمائی فرمائی ہے اور تہذیب وتمدن، رہن سہن اور سماجی اچھائیوں کو اختیار کرنے اور برائیوں سے بچنے کے بارہ میں واضح احکامات فرمائے ہیں۔قرآن کریم ان احکامات سے پُر ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت میں شامل ہونے کی شرائط ان احکامات کے مطابق رکھی ہیں۔پس ضرورت اس بات کی ہے ہم سب، جن پر اللہ تعالیٰ نے یہ خاص فضل کیا ہے کہ ہمیں امام الزماں کو ماننے کی سعادت عطا کی، ان احکامات پر پوری طرح نظر رکھتے ہوئے ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی جماعت سے جو توقعات ہیں اور خلفائے سلسلہ ہمیں جو نصائح فرماتے ہیں ان پر عمل کرنے کی از بس کوشش کریں۔آجکل کی مادی دنیا میں اپنی اور آئندہ نسلوں کو شیطان کے حملوں سے بچانے اور نیکی کی راہوں پر چلنے کے لئے لازم ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے احکامات پر کما حقہ عمل کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ کینیڈا 2016ء کے موقع پر مستورات سے خطاب میں فرماتے ہیں:

”ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرستادہ اور مسیح موعود اور مہدی معہود کو مان لیا اور اس کی بیعت میں شامل ہو کر یہ اعلان کیا کہ ہم شیطان کے ہر حملہ کو اللہ تعالیٰ کی مدد سے اس پر الٹا دیں گے۔اس کے ہر بہکاوے پر اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے بچنے کی کوشش کرتے چلے جائیں گے۔دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔پس آپ اس بات پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کریں کم

ہے۔لیکن یہ شکر گزاری صرف منہ کے اعلان سے ہی مقصد پورا نہیں کر سکتی کہ الحمد للہ ہم شکر گزار ہیں اللہ کے کہ ہم احمدی ہو گئے۔اس کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور احمدی عورت اور لڑکی کی سب سے بڑھ کر یہ ذمہ داری ہے کیونکہ اس نے صرف اپنے آپ کو ہی شیطان کے حملوں سے نہیں بچانا بلکہ اپنی نسلوں کو بھی ان حملوں سے بچانا ہے۔''

پھر فرمایا:''قرآن کریم میں بعض احکامات جو خاص طور پر عورت کے حوالے سے آئے ہیں جو عورت کے مقام کو قائم کرنے کے لئے ہیں۔ ہر احمدی عورت کو، ہر احمدی لڑکی کو اس کا جائزہ لینا چاہیئے۔مثلاً پردہ ہے، یہ کوئی ایسا حکم نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام یا آپ کے خلفاء نے جاری فرمایا۔ بلکہ یہ وہ حکم ہے جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور مختلف جگہوں پر اس کو بیان کیا ہے۔اس کی اہمیت اور اس کی حکمت بیان فرمائی ہے اور بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ بلکہ اس زمانہ کی حالت کو بھی سامنے رکھتے ہوئے بیان کیا ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 17/مارچ 2017ء)

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مکرمہ ومحترمہ امۃ الباسط ایاز صاحبہ اور مکرم ومحترم افتخار احمد ایاز صاحب کو جنہوں نے پردہ کی اہمیت وبرکات کے اہم موضوع پر بڑی محنت اور عرق ریزی سے یہ تمام مواد جمع کیا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کتاب کی طباعت ہر لحاظ سے بہت مبارک فرمائے۔آمین۔

والسلام

منیر الدین شمس

ایڈیشنل وکیل التصنیف

جنوری 2019

ابتدائیہ

اسلام ایک مکمل نظام حیات اور انسان کی عین فطرت کے مطابق ہے۔ اسلام کا یہی وہ وصف خاص ہے جو اسے باقی ادیان و مذاہب سے الگ اور نمایاں کرتا ہے۔ یہ دین انسان کے اپنے ہاتھوں کا بنایا ہوا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ساری دنیا کے انسانوں کی ہدایت کے لئے بنایا ہے۔ اب رہتی دنیا تک یہی چراغ انسانوں کی ہدایت اور روشنی کا ذریعہ رہے گا۔ جو شخص اسے اپنا لے گا دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ اسے کامیابی سے ہم کنار کرے گا اور اس کے برخلاف جو اسے قبول کرنے سے انکار کرے گا، یقیناً اسے گھاٹے اور خسارے سے دوچار ہونا پڑے گا، اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کر کے، اسے دنیا میں یوں ہی بھٹکنے کے لئے نہیں چھوڑ دیا بلکہ اس کی رہ نمائی کے لئے، ہر قوم اور ہر خطہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو بھیجا، ان پر وحی نازل کی اور انہیں اس عظیم ذمہ داری پر فائز کیا کہ وہ انسانوں کی صحیح راستے کی طرف رہ نمائی کریں۔ چنانچہ اس دنیا میں انسانوں کی ہدایت کے لئے بہت سے پیغمبر اور رسول مبعوث ہوئے اور سب سے آخر میں حضرت محمد مصطفی ﷺ تشریف لائے۔ آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے مختلف صدیوں میں اسلام کی حفاظت کا انتظام فرمایا اور سب سے آخر میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو آپ کی غلامی میں مسیح موعود اور مہدی معہود کے طور پر بھیجا۔ اور آپ کے ذریعہ دوبارہ خلافت حقہ اسلامیہ کا دور جاری ہے۔

قارئین! اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اسلام دینِ فطرت اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس ضابطہ حیات میں ہر دو مرد و زن کی حفاظت و تکریم کے لئے ایسے قواعد مقرر کئے گئے ہیں کہ ان پر عمل پیرا ہونے میں نہ کوئی دقت پیش آتی ہے نہ فطرت سلیم انہیں قبول کرنے میں گرانی محسوس کرتی ہے۔ اسلام باوقار زندگی گزارنے کا درس دیتا ہے۔ جس کے تحفظ کے لئے تعزیری قوانین نافذ کئے

گئے ہیں تا کہ عزت نفس مجروح کرنے والوں کا محاسبہ ہوتا رہے۔ مرد اور عورت کے لئے پردے کا شرعی حکم اسلامی شریعت کا طرۂ امتیاز اور قابل فخر دینی روایت ہے۔ اسلام نے مرد وعورت کو غض بصر و پردے کا حکم دے کر عزت وتکریم کے اعلیٰ ترین مقام پر لا کھڑا کیا۔ غض بصر و پردہ کا شرعی حکم معاشرہ کو متوازن کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور مرد کی شہوانی کمزوریوں کا کافی وشافی علاج ہے۔ اس لئے اسلام کے ماننے والوں کو پردہ کے سلسلے میں معذرت خواہانہ انداز اختیار کرنے کی بجائے فخریہ انداز میں اس حکم کو عام کرنا چاہیے تا کہ پوری دنیا اس کی برکات سے مستفید ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کی رو سے عورت پر پردہ فرض عین ہے جس کا تذکرہ قرآن کریم میں ایک سے زیادہ جگہ پر آیا ہے اور کتبِ احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی پیروی میں خلفائے کرام نے تفصیل سے پردہ کے احکامات و فلسفہ وبرکات پر مختلف مقامات پر اور خطابات میں تفصیلی ذکر فرمایا ہے۔ اس کتاب میں ہم نے اُنہیں علوم سے استفادہ کرتے ہوئے، پردہ کے متعلق احکامات کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس کتاب کے لکھنے کی غرض یہ ہے کہ نئی نسل اسلام کی پردہ کے متعلق حسین تعلیم کی خوبصورتی کو سمجھیں اور اپنی زندگی میں اتاریں۔ پردہ پر غیروں کی طرف سے جو اعتراضات اور الزمات لگائے جاتے ہیں اُن سے باخبر ہو کر معقولی رنگ میں اس تعلیم کو اپنی زندگی کا جُز بنائیں۔

جہاں تک ہمارے علم میں ہے احمدیہ جماعت میں ابھی تک کوئی کتاب پردہ کے متعلق یکجائی صورت میں نہیں ملی۔ خلفائے کرام کے خطابات ارشادات اور چند مضامین بے شک اس موضوع پر ہیں لیکن کوئی ایسی کتاب نظر سے نہیں گزری جس میں پردہ کے متعلق تمام بحثوں کو یکجا پیش کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ ایک پہلی کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں خصوصی برکت عطا فرمائے۔

اس کتاب کو مختلف ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے تا کہ قاری کے ذہن میں نفس مضمون آسانی سے نقش ہو۔

باب اول میں حیا و پاکدامنی کے متعلق چند باتیں بیان کی گئی ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک اسلامی پردہ کی اصل یہ ہے کہ انسان میں حیا و پاکدامنی کا خلق پایا جائے اور اس کی تکمیل کے ذریعہ حسین اور صالح معاشرہ کا قیام عمل میں آئے اور اس خلق کے قیام کے لئے مرد عورت کا پردہ ایک

ذریعہ ہے۔اس باب میں حیاو پاکدامنی کے حوالہ سے قرآن مجید، احادیث حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کے اقتباسات پیش کئے گئے ہیں۔

باب دوم میں اسلام سے قبل کے دیگر مذاہب میں حیاو پاکدامنی اور پردہ کے حوالہ سے پائی جانے والی تعلیمات کو پیش کیا گیا ہے۔تا یہ امر بپایہ ثبوت پہنچے کہ ہر مذہب ہی پاکیزگی کو قائم کرتا ہے۔لیکن سب سے افضل تعلیم اسلام نے پیش کی ہے۔اس باب میں یہودیت عیسائیت ماقبل اسلام عرب کا تمدن اور ہندو مذہب سے حیاو پاکیزگی کے متعلق تعلیمات کو بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے۔

باب سوم میں اسلام میں پردہ کی تعلیم کے اصول بیان کئے گئے ہیں۔نیز قرآن مجید میں موجود پردہ کی تعلیم پر مشتمل آیات کی تفسیر اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات اور ہدایات کو ایک تسلسل سے پیش کیا ہے۔اسی طرح اس بات کو وضاحت سے بتایا ہے کہ پردہ صرف عورت کے لئے فرض نہیں ہے بلکہ اسلام کے نزدیک مرد پردہ کرنے کا اولین مخاطب ہے۔اوراس کے بعد دوسرے نمبر پر عورت۔

باب چہارم میں پردہ کی تعلیم کے متعلق قرون اولیٰ میں صحابہ رضوان اللہ علیہم وصحابیات کے عملی نمونے پیش کئے گئے ہیں۔

باب پنجم میں پردہ کی تعلیم کے حوالہ سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادت وعملی نمونے پیش کئے گئے ہیں۔

باب ششم میں خلفائے کرام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پردہ کے حوالہ سے ارشادات پیش کئے گئے ہیں۔

باب ہفتم میں معترضین کی طرف سے پردہ پر کئے جانے والے اعتراضات کا ردقرآن حدیث اقوال بزرگان اُمت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام وعقلی ونقلی طریق سے کیا گیا ہے۔

باب ہشتم میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ آج کے فیشن زدہ معاشرہ میں احمدی خواتین کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ پردہ کی افادیت واہمیت کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنے کے لئے کوشش کریں نیز اس باب میں احمدی عورتوں کے اس سلسلہ میں عملی نمونے بھی پیش کئے گئے ہیں۔

باب نہم میں پردہ کی افادیت کے متعلق خود عورتوں اور غیروں کے اقوال پیش کئے گئے ہیں۔
مختلف ابواب کے آخر میں پردہ کی اہمیت وافادیت کے حوالہ سے مختلف نظمیں شامل کی گئی ہیں۔

ہم نے کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں اسلام کے نظام عفت وعصمت کا حسین مرقع، پردہ کی ضرورت اور پردہ کی اہمیت کا قرآن وحدیث سے ثبوت اور پردہ پر کیے جانے والے اعتراضات و اشکالات کا بہترین حل قرآن مجید احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام وخلفائے کرام کے بابرکت ارشادات کی روشنی میں پیش کیا جائے۔ اوراس بات کو بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو فحشاء سے بچانے کے لئے غض بصر کا حکم دیا ہے اور عورتوں کو خاص طور پر پردے کا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیم ایسی حسین ہے جو ہر قسم کی برائی کا قلع قمع کرتے ہوئے فطری تقاضوں کو پورا کرتی ہے اور ہر ایسی برائی کو جڑ سے ہی ختم کر دیتی ہے جو کسی وقت اور کسی زمانے میں بھی نقصان پہنچانے والی ہو۔

موجودہ زمانہ میں بے پردگی کی وجہ سے عریانیت اور حد سے زیادہ ننگ ظاہر کرنے سے اتنا فحش پھیل گیا ہے کہ شریف انسانوں کی نگاہیں شرم سے جھک جاتی ہیں اور ناقابل بیان برائیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی روح کو سمجھتے ہوئے حقیقی رنگ میں پردہ اختیار کیا جائے۔ یہی وہ حصار ہے جس میں پناہ لیکر ہم اپنی نسلوں کو زمانے کی برائیوں سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

کتاب ہذا میں قارئین کو کچھ آیات، احادیث واقتباسات ڈبل نظر آئیں گے۔ ان کو دوبارہ استعمال کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے قیام سے لے آکر آج تک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام مختلف اوقات میں پردہ کے حوالہ سے تلقین ونصیحت فرماتے رہے ہیں۔ سب نے قرآن مجید کی بنیادی آیات واحادیث زمانہ کے حالات کو مدّنظر رکھتے ہوئے نئے نئے استنباط پیش فرمائے ہیں۔ اس لئے مختلف مقامات پر بینادی احکامات کو دوبارہ شامل کیا گیا ہے۔ تانفس مضمون آسانی سے سمجھ آجائے۔

اس کتاب کی تیاری میں سب سے پہلے ہم اپنے پیارے امام، حضرت مرزا مسرور احمد صاحب

خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دل و جان سے مشکور و ممنون ہیں۔آپ کی رہنمائی اور دعاؤں کے نتیجہ میں یہ کام الحمدللہ اختتام تک پہنچا۔

بعدہ ہم مکرم و محترم مولانا منیر احمد صاحب خادم قادیان کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے بعض اہم امور کی طرف نشاندہی فرمائی۔اسی طرح مکرم و محترم مولانا شیخ مجاہد احمد شاستری قادیان کے بھی ممنون و مشکور ہے کہ آپ نے کتاب کی تیاری میں شروع سے لے آخر تک انتہائی خلوص و محنت سے ہر لحہ تعاون فرمایا۔اور اس اہم کام کو انجام تک پہنچانے میں بھر پور تعاون فرمایا۔جزاکم اللہ احسن الجزاء

ہم مکرمہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ بیگم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ،مکرمہ بشریٰ پاشا صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت،مکرمہ امۃ العلیم عصمت صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان،مکرمہ ڈاکٹر فریحہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ یوکے،مکرمہ صالحہ ملک صاحب صدر لجنہ اماء اللہ امریکہ،مکرمہ امۃ الرفیق طاہرہ صاحب سابق صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے بھی ممنون مشکور ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کے لئے قیمتی اور اہم پیغامات سے نوازا۔جزاکم اللہ احسن الجزاء

اسی طرح ہم اُن تمام لجنہ کی ممبرات کے ممنون و مشکور ہیں جنہوں نے ہمارے کہنے پر نہایت خلوص کے ساتھ پردہ کی افادیت کے متعلق اپنی ذاتی تجارب وشواہد بیان کئے۔

کتاب کا انگریزی ترجمہ بھی جلد شائع ہوگا۔اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے عامۃ المسلمین و تمام احمدیوں کی اصلاح کا ذریعہ بنائے۔

والسلام

لیڈی امۃ الباسط ایاز۔لندن

سر افتخار احمد ایاز۔لندن

’’میں پردے میں زیادہ پرسکون اور محفوظ محسوس کرتی ہوں‘‘

مکرمہ ومحترمہ طاہرہ صدیقہ ناصر صاحبہ

بیگم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

پردہ کے متعلق میرے تجربات اور احساسات عمر کے ساتھ مختلف رہے ہیں۔قریباً پینتالیس سال قبل میں نے اپنے والدین کے حکم کی تعمیل میں پندرہ سال کی عمر میں برقعہ پہننا شروع کیا۔

مجھے یاد ہے کہ جولائی میں سخت گرمی کے مہینہ میں جب میٹرک کے امتحان کے بعد میں اپنی بڑی بہن کے ساتھ مسجد مبارک میں تعلیم القرآن کی کلاس میں گئی اس وقت میں نے برقعہ پہننا شروع کیا۔وہ برقعہ موٹے کپڑے کا بنا ہوا تھا اور مجھے یاد ہے کہ دوپہر کو کلاس سے واپس آتے ہوئے سخت گرمی محسوس ہوتی جسے میرا برقعہ اور بھی بڑھا دیتا۔میرا گھر مسجد سے ڈیڑھ میل کی دوری پر تھا۔اس وقت برقعہ مجھے قطعاً پسند نہیں تھا۔

میں نے جامعہ نصرت گرلز کالج ربوہ میں پری میڈیکل(Pre Medical) (ایف ایس سی) میں داخلہ لیا۔ہمارے کالج میں کالج آفس کے قریب ہی ایک برقعہ روم تھا اور وہ کمرہ درمیانے سائز کا تھا جس کی دیواروں پر برقعے ٹانگنے کے لیے کھونٹیاں نصب تھی۔(اور جہاں تک مجھے یاد ہے اس کمرہ کو صبح اسمبلی کے بعد تالا لگا دیا جاتا تھا اور کالج بند ہونے کے وقت اس کو کھولا جاتا تھا شاید اس کی یہ وجہ تھی کہ کالج بند ہونے سے قبل لڑکیاں کالج سے باہر نہ جائیں)اس کالج میں ہر کوئی برقعہ پہنتا تھا اور برقعہ رکھنے کا انتظام بھی تھا اس لئے یہاں برقعہ پہننا کوئی ایسا مشکل امر نہ تھا۔

ازاں بعد میں نے فاطمہ جناح میڈکل کالج برائے خواتین (اب فاطمہ جناح میڈیکل یونیورسٹی) لاہور میں اپنی میڈیکل پڑھائی کے لیے داخلہ لیا۔کالج سے ہمارا ہوسٹل تھوڑی ہی دوری پر تھا۔چونکہ

کالج میں برقعہ رکھنے کی کوئی جگہ نہ تھی، برقعہ سارا دن بیگ میں اُٹھانا پڑتا تھا۔اس لئے یہاں برقعہ پہننا کچھ مشکل تھا۔لہٰذا چند یوم کے بعد میں نے برقعہ کی بجائے سفید کوٹ (ڈاکٹروں کا سفید کوٹ) پہننے کا فیصلہ کیا۔

چند ہفتوں کے بعد میں ربوہ واپس آئی اور لجنہ کے اجتماع میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ایک خطاب سنا۔حضورؒ کا خطاب پردہ کے متعلق تھا۔اس تقریر کا میرے دل پر اتنا اثر ہوا کہ میں نے دوبارہ ہوسٹل سے کالج تک کے تھوڑے سے فاصلہ کو طے کرنے کیلئے بھی برقعہ پہننا شروع کر دیا۔اگرچہ اس کے نتیجہ میں سارا سارا دن برقعہ بیگ میں اٹھائے پھرنا پڑتا تھا۔اس کالج میں ربوہ کی لڑکیوں کے علاوہ کوئی اور لڑکی برقعہ نہیں پہنتی تھی ۔(چند ''جمیعت'' کی لڑکیاں اپنے سفید کوٹ (Overall) کے اوپر نقاب لے لیتی تھیں)

ہماری جامعہ نصرت کالج ربوہ کی پرنسپل مرحومہ فرخندہ شاہ صاحبہ نے، جب ہم نے میڈیکل کالج میں داخلہ لیا، ہم سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملاقات کا واقعہ بیان کیا۔یہ اس وقت کی بات ہے جب ان کی اپنی بیٹی نے اسی میڈیکل کالج میں داخلہ لیا۔انہوں نے حضور انورؒ سے کہا میں نے محسوس کیا ہے کہ میری بیٹی کے لیے وہاں مناسب پردہ کرنا مشکل ہوگا۔جواب میں حضورؒ نے فرمایا کہ ہاں مجھے معلوم ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ انارکلی بازار میں بغیر پردہ کے گھومے۔

اللہ تعالیٰ محترمہ مسز شاہ صاحبہ کے درجات بلند فرمائے ۔ان کی تربیت اور راہنمائی میرے ایف جے میں قیام کے دوران ہمیشہ میرے ساتھ رہی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ربوہ کی تمام احمدی لڑکیوں نے وہاں اپنی تعلیم کے دوران پردے کا التزام کیا۔ہم نے کالج میں حتی الوسع اور کالج سے باہر برقعہ پہن کر مکمل پردہ کا اہتمام کیا۔

مجھے کبھی بھی اپنے ساتھی طلباء اور ڈاکٹروں کے سامنے برقعہ پہننے میں احساس کمتری نہیں ہوا۔ بسا اوقات مجھے ان کی ہنسی کا بھی سامنا ہوتا تھا لیکن اس کی مجھے پرواہ نہیں تھی اور عموماً لوگ پرواہ بھی نہیں کرتے کہ آپ کیا کر رہے ہیں بلکہ بالعموم وہ آپ کی اخلاقی جرأت کی وجہ سے آپ کی عزت کرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ میری شادی کے بعد حضورؒ نے جس طرح کے پردے کی مجھے ہدایت فرمائی، وہ ایک مختلف معیار کا پردہ تھا۔ حضورؒ نے مجھے پردہ کی خاطر کالا چشمہ پہننے کا بھی ارشاد فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ میں گھر کے اندر حضورؒ کے خاندان کے مردوں کے سامنے آتے ہوئے دوپٹہ سے اپنا سر مناسب طور پر ڈھانک لیا کروں۔ میں نے حضورؒ کی خواہشات کے مطابق پردہ کرنے کی پوری کوشش کی اور اللہ کے فضل سے مجھے ایسا کرنے میں کوئی مشکل یا دباؤ محسوس نہیں ہوتا بلکہ میں پردے میں زیادہ پرسکون اور محفوظ محسوس کرتی ہوں۔ میں بہت سفر کرتی ہوں اور پردے کی وجہ سے کبھی مجھے کوئی مشکل درپیش نہیں آئی۔

پردہ کے متعلق میرے تجربات کا خلاصہ

والدین کو اپنی بیٹیوں کیساتھ دوستانہ برتاؤ رکھنا چاہئے اور جب وہ اپنی بیٹیوں کو پردہ کرنے کے لیے کہیں تو انہیں پردہ کا مقصد اور اس کے فوائد بھی بیان کرنے چاہئیں۔ ان کا برتاؤ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ گویا لڑکیوں نے پروان چڑھ کر کوئی غلطی کر دی ہے۔ والدین جب اپنی لڑکیوں کو بڑا ہوتے دیکھیں تو اُن کو اپنا ذہنی دباؤ اپنی بچیوں کے ذہنوں پر منتقل نہیں کرنا چاہئے۔

خلیفہ وقت کی آواز ہم سب پر ایک مختلف قسم کا اور گہرا اثر کرتی ہے۔ بچے خواہ وہ چھوٹے ہی ہوں خلیفہ وقت کی نصیحت کا ان پر ایک مثبت اثر ہوتا ہے۔ لہٰذا والدین کو یہ بات یقینی بنانی چاہیے کہ ان کے بچے خلیفہ وقت کو زیادہ سے زیادہ سن رہے ہیں۔

خواتین کے لیے ایک حقیر سی نصیحت یہ بھی ہے کہ پردہ کرنے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ موسم کے مطابق برقعہ کے لیے کپڑا خریدنا چاہئے اور برقعہ کی صفائی بھی بہت ضروری ہے۔

آخری ضروری بات یہ کہ پردہ کرنے میں کسی قسم کے احساس کمتری کا شکار نہ ہوں۔ ہمارے پیارے حضورؒ نے یہ بات متعدد دفعہ ہمیں بتائی ہے۔ بلکہ اس کی بجائے ہمیں پردے میں اپنے آپ کو معزز اور سعادت مند سمجھنا چاہئے کیوں کہ پردہ خواتین کی عظمت کی ایک علامت ہے۔

اسلامی پردہ عورت کا تقدس

مکرمہ بشریٰ پاشا صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت

پردہ ہے روایت عصمت کی پردہ ہے علامت عفت کی
عورت کے تقدس کی خاطر کوئی اس سے حسین تدبیر نہیں

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اس کے اندر فطرتِ صحیحہ کو ودیعت کیا ہے اور تمام قویٰ ضروریہ جس کی انسان کو حاجت تھی وہ اکمل رنگ میں اس کو عطا کئے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ یعنی ہم نے انسان کو احسنِ تقویم میں پیدا کیا ہے۔

ان لاثانی خوبیوں کے مجموعہ میں سے ایک عظیم خوبی اور اعلیٰ خلق شرم و حیاء ہے جس کی وجہ سے انسان قبیح اور ناپسندیدہ امور سے احتراض کرتا ہے۔ دینِ اسلام نے حیاء کی اہمیت کو خوب اُجاگر کیا ہے تاکہ مومنین باحیاء بن کر حسین و جمیل معاشرے کی تعمیر میں مکمل ذریعہ بن سکیں۔ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک انصاری کو دیکھا جو اپنے بھائی کو سمجھا رہا تھا کہ زیادہ شرم نہ کیا کرو۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: فَاِنَّ الۡحَیَاءَ مِنَ الۡاِیۡمَانِ (مشکوٰۃ) یعنی حیاء ایمان کا جزو ہے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ حیاء وہ وسیلہ ہے جس کی بدولت انسان جنت النعیم کا مستحق بنتا ہے۔

قرآن کریم کی سورۃ نور آیت 32 میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:

اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے جو آپ ہی آپ بے اختیار ظاہر ہوں اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینہ سے گزار کر اوڑھا کریں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں یہ حکم سنایا تو ہم عورتیں فوراً اٹھیں اور باریک کپڑے چھوڑ کر اپنے موٹے موٹے کپڑے چھانٹے اور ان کے

دوپٹے بنائے۔ (ابوداؤد کتاب اللباس)

اسی طرح قرآن کریم سورۃ احزاب آیت 60 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے نبی اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی بیویوں سے کہہ دے کہ جب وہ باہر نکلیں اپنی بڑی چادروں کو سروں سے گھسیٹ کر اپنے سینوں تک لے آیا کریں۔

ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ عورت کو اپنی زینت چھپانے کا حکم دیتا ہے یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ مومن عورتوں سے مخاطب ہے مومن عورتوں کو پردے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ کیا ہم ان مومنات میں شامل ہونا چاہتی ہیں جن سے ہمارا خدا مخاطب ہے یا اس فرمان کی حکم عدولی کر کے ان عورتوں میں شامل ہونا چاہتی ہیں جو مومنات نہیں۔

اگر ہم پردہ کی اہمیت اور افادیت سے متعلق اسلامی احکامات کا مطالعہ کریں تو بلا شبہ دیگر تمام مذاہب سے بڑھ کر اسلام میں پردہ کی ضرورت پر زور ملتا ہے جن کا ہمارے اخلاق پر یقیناً اثر پڑتا ہے۔

اسلام وہ اوّلین مذہب ہے جس نے حجاب کا حکم دیا اور مسلمان اوّلین قوم ہے جس نے پردہ کو رواج دیا اگر چشمِ بصیرت سے دیکھیں تو پردہ ہمارے لئے ایک رحمت ہے حیاء عورت کا ایک زیور ہے اسلام نے ایک عورت کے فطرتی شرمیلے پن اور حیاء کو مسخ نہیں ہونے دیا کیونکہ حیاء اور شرم اس کی شرافت اور نجابت کی زبردست علامت ہے۔ درحقیقت یہ فطرت کی ہی آواز ہے۔

پس صحابہ کرام کے دور سے لے کر آٹھویں صدی تک ہر زمانے میں مسلم خواتین پردہ کے احکام کی سختی سے پابندی کرتی تھیں اور احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ قرآن کریم میں پردہ کی آیات کے نزول کے بعد سے عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عام طور پر مسلمان عورتیں اپنے چہروں پر نقاب ڈالنے لگیں تھیں اور کھلے چہروں کے ساتھ پھرنے کا رواج ختم ہو گیا تھا اور ازواج مطہرات کا پردہ یہ تھا کہ اپنے گھروں میں رہتی تھیں اور باہر جاتے وقت اپنا چہرہ اور زینت غیروں پر ظاہر نہ کرتی تھیں۔

اسلام نے عورت کو جو پردہ کا حکم دیا ہے تو اس سے ایک خفت یا درجہ کی کمی کرنا مقصود نہیں بلکہ اس سے اُس کی عزت کو بڑھانا احترام قائم کرنا اور معاشرے کی بہت سی برائیوں اور خرابیوں سے عورت کو محفوظ رکھنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلامی پردہ سے مراد یہ بھی نہیں کہ عورت اپنے گھر کی چار دیواری میں محصور

ہوکر رہ جائے اور اسے علمی و عملی ترقی سے روک دیا جائے بلکہ پردہ کی رعایت سے عورت کے لئے جملہ ترقیات کے مواقع موجود ہیں۔ بے شمار ایسی خواتین کی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں جنہوں نے پردہ کی رعایت کے ساتھ مردوں کے شانہ بشانہ تمام تر شعبہ ہائے زندگی میں ترقی کی اور اپنے مذہب، وطن اور قوم کی خدمات میں پیش پیش رہیں۔ اسلام جس چیز کے لئے روکتا ہے وہ یہ ہے کہ عورتیں غیر مردوں سے بے پردہ بے ضرورت آزادانہ میل ملاپ نہ کریں عورتوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے گھروں سے بلا ضرورت باہر نکلیں عورتیں اور مرد عام حالات میں اپنی اپنی حدود کے اندر رہیں اور اگر ضرورت پڑے اور بعض کام اکٹھے کرنے ضروری ہوں تو پردہ کی ہدایت کو مدنظر رکھ کر مرد اور عورت اکٹھے مل کر وہ کام کریں۔

آج ہم نام نہاد روشن خیالی کے ایسے تاریک دور سے گزر رہے ہیں جس میں عمومی طور پر انسان اپنے دینی، روحانی اور لطیف جذبات کو نہاں خانۂ دل کے کسی ویران گوشے میں ڈال کر ہوائے نفس کے گھوڑے پر سوار ہو کر مادیت پرستی کی طرف رواں دواں ہے۔ اس نے لذات اور خواہشات بھری زندگی کو اپنی اصل زندگی سمجھ لیا ہے اور تکمیلِ خواہش کو اپنی زندگی کی منزل سمجھ لیا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ خواہشِ نفس پوری ہونی چاہئے خواہ جیسے بھی ہو۔ اپنے خواہشاتِ نفسانیہ کو پورا کرنے کے لئے کچھ اس طرح سرگرداں ہے کہ شرم و حیاء کی صفت سے تہی دامن ہو چکا ہے۔ عریانی اور فحاشی کا ایک طوفان ہے جو اہل کفر کی عشرت گاہوں سے اٹھا ہے اور ہر مسلم معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لیتا جا رہا ہے۔ انٹرنیٹ وغیرہ کے شیطانی ذرائع نے کفر کی اس ثقافتی یلغار کو گھر گھر میں پہنچا دیا ہے۔ چنانچہ بے حیائی اور اخلاق باختگی کے وہ مناظر جو کبھی باطل کا خاصہ تھے آج ہر جگہ ترویج پا چکے ہیں لیکن دن بدن بجائے اس بے راہ روی سے چھٹکارا پانے کے مزید اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

آخر اس کا حل باوجود تلاش کرنے کے کیوں حاصل نہیں ہو رہا؟ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ اسلام کی اس کامل اور اکمل تعلیم کو نظر انداز کیا گیا ہے جو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطا کی۔ ان سب مسائل کا حل اگر کہیں ہے تو وہ صرف پردہ کے اسلامی نظام میں پنہاں ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''حیاء کا تصور ہر قوم اور ہر مذہب میں پایا جاتا ہے۔ آج مغرب میں جو بے حیائی پھیل رہی

ہے اس سے کسی احمدی لڑکی کو متاثر نہیں ہونا چاہئے۔ آزادی کے نام پر بے حیائیاں ہیں، لباس اور فیشن کے نام پر بے حیائیاں ہیں۔ عورت کی فطرت میں جو اللہ تعالیٰ نے حیاء رکھی ہے ایک احمدی عورت کو اسے اور چمکانا چاہئے اور پہلے سے بڑھ کر باحیاء ہونا چاہئے۔

ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کے ذریعہ عریانی اور بے حیائی کا جو طوفان اُمڑا ہے ایک احمدی لڑکی کا فرض ہے کہ وہ کسی احساس کمتری کے بغیر فیشن کی تقلید کرتے ہوئے اس حد تک نہ بڑھ جائے کہ بے حیائی کا سیلاب اسے بہالے جائے بلکہ اپنے کردار اور عمل سے ایک مضبوط بند اس کے سامنے باندھ دے اور دنیا پر یہ ثابت کر دے کہ اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر وہ اپنی عزت و عصمت کی حفاظت دوسروں سے زیادہ بہتر انداز میں کر سکتی ہیں۔ پس ہر احمدی لڑکی یہ یاد رکھے کہ اس نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کا عہد کیا ہے۔ آپ کی جماعت میں شامل ہو کر اس کا ایک مقام اور ایک تقدس ہے جو اسے دوسروں سے ممتاز کر رہا ہے۔ مگر یہ پہچان اور یہ امتیاز صرف اس صورت میں قائم رہ سکتا ہے کہ اسلامی تعلیم پر عمل پیرا ہو۔ کسی احساس کمتری میں مبتلا ہوئے بغیر ہر اس عمل سے دور رہے جس سے حیاء اور پاک دامنی پر معمولی آنچ بھی آتی ہو۔ اپنے آپ کو شیطانی حملوں سے بچائے اور اس کے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے کے ساتھ ساتھ خود کو اس لباس سے ڈھانکے جو تقویٰ کا لباس ہے۔''

(الفضل انٹرنیشنل 2 دسمبر 2011ء)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں پردے کے احکامات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور پھر اپنے فضل سے ان پر عمل کر کے لجنہ اماء اللہ کی باپردہ خادمات اور داعیات بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر ایک احمدی خاتون اپنے نمونے سے دوسروں کو متاثر کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی تو پھر اس کو بہت استغفار کے ساتھ اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے اپنے نفس کے واہموں پر مکمل طور پر حاوی ہونے کے لئے دعاؤں کے ساتھ جہاد کرنا پڑے گا۔

ہم تو عاجز ہیں خدایا تیرے در کے ہیں گدا
اپنے ہی فضلوں سے اپنے سارے حکموں پر چلا

مجھے اپنی زندگی میں پردہ کی وجہ سے کبھی کوئی مشکل نہیں ہوئی

مکرمہ امۃ العلیم عصمت صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان

اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ (سورۃ المائدہ5)

ترجمہ: خدا تعالیٰ نے اپنے کلام میں بہترین طریق پر زندگی گزارنے کے تمام اصول بیان فرما دئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اسوۂ حسنہ سے اس کی تشریف فرمادی۔ پردہ ایک خدائی حکم ہے۔ خدا کے کسی بھی حکم کو توڑنے کے نتائج بڑے خطرناک ہوتے ہیں۔ اس زمانہ کے حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

''میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سَو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔''

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد19 صفحہ 26)

مَیں اپنے تجربے سے یہ کہہ سکتی ہوں کہ مائیں ہی بچپن سے اس حکم کی اہمیت بچوں کی گھٹی میں ڈالتی ہیں۔ چھوٹی بچیوں کو اٹھنے بیٹھنے کی تمیز سکھائی جاتی ہے۔ انہیں ایسا لباس پہنایا جاتا ہے جو جسم کو ڈھانپ کر رکھے۔ حالانکہ ابھی وہ بہت چھوٹی ہوتی ہیں۔ پھر سر ڈھکنا سکھایا جاتا ہے۔ غیر مردوں سے کیسے بات کرنی ہے۔ مرد استادوں سے کیسے بات کی جائے۔ ہمیں تو یہ سب ہمارے ماں باپ نے بچپن میں پردہ کی عمر سے پہلے بتایا اور پھر جب پردہ کی عمر آئی تو برقعہ پہننے میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ اسی طرح لڑکوں کو غضِ بصر کے بارے میں اول ماں باپ کی بتاتے ہیں۔

میرا بچپن قادیان میں گزرا۔ پاک ماحول تھا۔ وہاں پردہ کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ تھی مگر اِردگرد کا ماحول آزاد تھا۔ اس سے کیسے نمٹنا ہے یہ ہمیں ابّا نے سکھایا۔ اس زمانے میں میرے ابّا

روٹری کلب امرتسر کے ممبر تھے۔(اُس وقت روٹری کلب کی ممبرشپ پر کوئی جماعتی پابندی نہ تھی۔) وہاں کے فنکشنز اور دعوتوں پر فیملیز کو بھی بلایا جاتا تھا۔ پردے کی عمر سے کافی پہلے ان دعوتوں میں ابا کبھی کبھی ہم بہنوں کو بھی لے جاتے تھے۔مکس گیدرنگ ہوتی تھی۔ وہاں کیسے بیٹھنا ہے۔ کیسے بات کرنی ہے یہ گھر سے سمجھا کر لے جایا جاتا تھا۔

اسی طرح نوعمری میں ابّا نے ہمیں بندوق چلانا سکھائی، سائیکل سکھائی۔ پرندوں کا شکار کرنے کے لئے نہر کی پٹڑی پر کندھے پر بندوق لٹکا کر میلوں سائیکل چلائی، تیراکی بھی سکھائی۔ پردہ کی عمر میں بھی ہم ابّا کے ساتھ جیپ میں شکار کرنے جاتے تھے۔خود بھی شکار کیا۔کبھی پردہ کی وجہ سے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ کالج کے زمانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے گھڑسواری سکھائی۔قصرِ خلافت کے لانز میں مرد ملازم نیز سائس وغیرہ موجود ہوتے تھےاور برقع میں ہی گھوڑا چلاتی تھی۔

اسی طرح اسی (80) کی دہائی میں شادی کے بعد جرمنی میں چند سال رہائش رہی۔ اس وقت وہاں پاکستانی زیادہ نہیں تھے۔بعض دفعہ مرد ڈاکٹروں کے پاس جانا پڑتا وہ سب سے پہلے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے تھے۔ ان کو بتانا پڑتا تھا کہ ہم مسلمان عورتیں غیر مردوں سے مصافحہ نہیں کرتی۔ مجھے پردہ میں دیکھ کر یہ بات اُن کی سمجھ میں آ جاتی تھی۔ اور اس بات کو بہت آنر کرتے تھے۔اس طرح مجھ سے بعض جرمن خواتین نے پوچھا کہ کیا چہرے پر کوئی عیب وغیرہ ہے جو چھپایا ہوا ہےاور بتانے پر کہ ہم کیوں ایسا کرتی ہیں۔گویا اسلام کا تعارف ہوجاتا تھا۔ مجھے اپنی زندگی میں پردہ کی وجہ سے کبھی کوئی مشکل نہیں ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے آسانیاں ہی پیدا کی ہیں۔ الحمدللہ۔ یہ خیال ہی غلط ہے کہ پردہ روزمرہ کے کاموں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے میں کوئی روکاوٹ بنتا ہے۔

زیر نظر کتاب ''پردہ کی اہمیت اور برکات'' بہت اچھی کوشش ہے۔اس میں قرآن مجید میں جہاں بھی پردہ کے احکامات بیان ہوئے ان کو نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوہ حسنہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات، خلفائے کرام کی تحریرات و ارشادات کو یکجا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنفین مکرمہ لیڈی امۃ لباسط ایاز اور سرفتخار ایاز صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی اس محنت اور کوشش کو قبول فرمائے۔آمین۔ ۞۞

پردہ میرے لئے ایک انتہائی خوبصورت حکم ہے

مکرمہ ڈاکٹر فریحہ خان صاحبہ۔صدر لجنہ اماءاللہ یوکے

جب محترم سر افتخار ایاز صاحب نے مجھ سے فرمائش کی کہ میں کچھ اس کتاب کے لئے لکھوں تو میں نے اس کو ایک بھاری ذمہ داری کے طور پر محسوس کیا۔ پردہ میرے لئے ایک انتہائی خوبصورت حکم ہے۔اگر آپ فی الحقیقت اس حکم الٰہی کے پس پشت خوبصورتی کو سمجھیں تو آپ کبھی اس سے روگردانی اختیار نہ کریں اور ہمیشہ باپردہ رہیں اور اس میں کوئی جھجک محسوس نہ کریں۔تاہم جیسا کہ تمام احکام الٰہی کیساتھ آپ کو ایک سفر طے کرنا ہوتا ہے۔شاید ابتداء میں آپ کسی حکم الٰہی کو مکمل طور پر نہ سمجھیں لیکن جوں جوں آپ روحانی اور جسمانی لحاظ سے ترقی کریں گے تو اس حکم کی آپ کو گہری سمجھ آتی چلی جائے گی۔ مجھے بھی یاد ہے کہ جب میں نے کوٹ اور نقاب پہننا شروع کیا تو اس وقت میری عمر 13، 14 سال کی تھی اور شاید میں نے اس وقت یہ اس لئے کیا کیوں کہ میری ماں نے مجھے ایسا کرنے کے لئے کہا تھا۔ مجھے یہ کچھ تکلیف دہ اور الگ سا محسوس ہوا مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ میری زندگی کا حصہ بن گیا۔اور جوں جوں میری دینی تعلیم ہوئی تو مجھے پردہ کے فوائد مکمل طور پر سمجھ آ گئے اور پھر کالج میں خود ان فوائد کو محسوس کیا۔ پاکستان میں اس وقت میڈیکل کالج میں تعلیم حاصل کرنا کچھ مختلف تھا۔ میرے علاوہ بمشکل ہی دو یا تین لڑکیاں ایسی تھیں جو نقاب اوڑھتی تھیں۔لڑکے اور لڑکیاں اپنی تعلیم کی بنسبت ایک دوسرے میں زیادہ دلچسپی دکھاتے تھے۔ایسے ماحول میں پردے نے میری کافی مدد کی اور ایک دیوار کا کام کیا۔ پردہ نے ایسی حدود مقرر کر دیں جن کی تشریح کی ضرورت نہیں۔اس نے میرے لئے ایک راہنما کا کام کیا۔کیوں کہ جب میں نے کالج میں تعلیم شروع کی تو میں ایک نوخیز لڑکی تھی۔ مجھے خود ہی یہ فیصلہ کرنا ہوتا تھا کہ میں کیا کر سکتی ہوں اور کیا نہیں کر سکتی۔میں نے اپنی تعلیم پر دھیان مرکوز کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہترین

کارکردگی دکھائی۔ میری دوست اکثر مجھے کہا کرتیں کہ فریحہ آپ کے لئے یہ بہت آسان ہے کیوں کہ آپ کو تیار ہونے کے لئے وقت صرف نہیں کرنا پڑتا اور نہ یہ فکر ہوتا ہے کہ میں کیا پہنوں وغیرہ وغیرہ۔ میرا بچا ہوا وقت میری تعلیم میں صرف ہوتا اور یہی میرا وہاں رہنے کا مقصد تھا۔ میرا پردہ سے لگاؤ میرے ذاتی تجربات کی بنا پر ہے۔

ایک واقعہ بھی میں اپنی احمدی بہنوں کے ساتھ سانجھا کرنا چاہتی ہوں۔ اس واقعہ کا مجھ پر بہت گہرا اثر ہوا تھا۔ جب میں برطانیہ میں آئی تو مجھے دوبارہ ایک نئی شروعات کرنی پڑی تھی۔ مجھے اس ملک میں بطور ڈاکٹر کام کرنے کے لئے بعض امتحانات دینے پڑے تھے۔ یہ امتحانات پاس کرنا بے حد مشکل تھا بالخصوص کلینیکل امتحان۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب میں نے تھیوری پاس کر لی تو مجھے کلینیکل امتحان میں بیٹھنا تھا اور میں اس کی تیاری کر رہی تھی امتحان سے کچھ عرصہ قبل ایک احمدی دوست جو کہ خود بھی ڈاکٹر تھی، اس نے مجھے بلایا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ مَیں امتحان میں کیا پہنوں گی۔ پہلے تو میں اس کا مطلب نہیں سمجھ پائی کہ اس کا کیا تعلق ہے کہ میں اپنے برقعہ کے نیچے کونسے کپڑے پہنتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ انہوں نے میری الجھن کو بھانپا اور کہا کہ اس کو بتایا گیا ہے کہ تم اس امتحان کو پاس نہیں کر سکتی جب تک تم سکرٹ یا سوٹ نہ پہنو۔ بالفاظ دیگر اس نے مجھے بتایا میں اس امتحان کے لئے پردہ نہ کروں ورنہ میں پاس نہ ہونگی۔ مجھے یاد ہے کہ میں اس دن روئی۔ میں اس لئے روئی کیوں کہ میں جانتی تھی کہ میں اپنے پردہ سے سمجھوتہ کسی صورت میں بھی نہیں کر سکتی ہاں ایسی صورت حال میں جس چیز سے سمجھوتہ کیا جا سکتا تھا وہ میرا کیریئر تھا اور مجھے میڈیسن سے بھی بہت لگاؤ تھا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ بس میرا کیریئر ختم ہو گیا۔ میں کبھی بھی بطور ڈاکٹر اس ملک میں پریکٹس نہیں کر سکتی۔ جب میرے میاں کام سے واپس آئے اور مجھے اتنا دکھی دیکھا انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ سچ نہیں ہے بلکہ ان کے میڈیکل سکول میں ایسی لڑکیاں ہیں جو کہ حجاب پہنتی ہیں۔ انہوں نے مجھے بار بار یقین دلایا کہ مجھے میرے پردہ کی وجہ سے امتحان میں سزا نہیں دی جائے گی۔ میں جانتی ہوں کہ میں نے اس امتحان کے لئے کتنی کڑی محنت کی تھی۔

بہر حال جب ہم اپنے کلینکل امتحان میں بیٹھے (اگر چہ کہ مختلف اوقات میں) تو میں نے یہ

امتحان پہلی ہی کوشش میں پاس کرلیااور میری دوست پہلی کوشش میں اس کو پاس نہیں کر پائی ۔اس دن سے میرا یقین ہے کہ یہ اس وجہ سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ دکھانا چاہتا تھا کہ اگر میں اس کے احکام کوفوقیت دیتی ہوں تو اللہ تعالیٰ خود میری دنیوی ضروریات کا متکفل ہوگا۔اس واقعہ کا مجھ پر اور میرے پردہ کرنے کے سفر پر بہت گہرا اثر تھا۔الحمدللہ۔اللہ تعالیٰ کے ہی فضل سے مجھے کبھی بھی اپنے ساتھ کام کرنے والوں یا اپنے والدین کی جانب سے کسی دشمنی یا مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔میرے لانگ کوٹ اور پاکستانی طرز کے حجاب والے اسی پردہ میں سولہ سال سے اس ملک میں میں بغیر کسی مشکل کے بطور ڈاکٹر پریکٹس کررہی ہوں۔الحمدللہ!

جیسا کہ میں نے شروع میں ہی بیان کیا تھا کہ پردہ ایک سفر ہے۔میں اب بھی یہ نہیں کہہ سکتی ہوں کہ میرا پردہ مکمل ہے۔کیوں کہ آپ کو اس خوبصورت حکم کی روشنی میں مسلسل اپنی نگرانی کرنی ہوتی ہے یا اپنے اعمال کا جائزہ لینا ہوتا ہے۔ایک اور واقعہ میری زندگی میں کوئی آٹھ یا نو سال قبل رونما ہوا۔ہماری نیشنل مجلس عاملہ کی ایک میٹنگ حضور انور کیساتھ ہوئی میں اس وقت سکریٹری اشاعت تھی۔حضور انور نے مجھ سے لجنہ کے رسالہ النصرت کے اگلے شمارہ کے موضوع کے متعلق دریافت فرمایا۔تو میں نے بتایا کہ پردہ کے متعلق ہے۔پھر حضور انور نے مجھے پردہ کی تعریف کرنے کو کہا۔مجھے یاد ہے کہ میں بہت گھبرا گئی ،میرا منہ خشک ہوگیا جیسا کہ اکثر ایسے حالات میں ہوجاتا ہے۔میں نہیں جانتی کہ میں نے کیا کہا۔لیکن حضور انور نے مجھ سے پھر پوچھا کہ کم از کم پردہ کیا ہے اور میں نے جواب دیا۔جب حضور نے مجھ سے یہ سنا کہ بالوں کا ڈھانپنا۔توحضور انور نے فرمایا۔کہ دیکھیں تم عورتوں کی اکثریت اپنے بالوں کو بالخصوص آگے سے اچھی طرح سے نہیں ڈھانپتی۔وہ لمحہ میرے لئے سخت گھبراہٹ اور زندگی بدلنے والا تھا۔کیوں کہ باوجود پردہ کرنے کے میں نے شاید جان بوجھ کر نہیں بلکہ لاپرواہی سے ہر وقت اس بات کا دھیان نہیں رکھا کہ میرے بال مناسب رنگ میں ڈھکے ہوئے ہیں۔حضور نے یہ بات اتنے مشفقانہ انداز میں فرمائی کہ اس کا اثر بہت قوی تھا۔میں جانتی ہوں اس بات کا اس دن دوسرے لوگوں پر بھی بہت اثر ہوا تھا۔اور یہ بھی خلافت کی بے شمار برکات میں سے ایک برکت ہے کہ خلیفہ وقت کے الفاظ تمہارے اندر وہ روحانی

تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں جو کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔

میں اپنی بہنوں کے لئے یہ کہنا چاہوں گی کہ براہ کرم پردہ کا اہتمام کریں۔اس کو یہ سمجھتے ہوئے کبھی بھی نظر انداز نہ کریں کہ یہ پرانے زمانے کا ایک حکم ہے یا یہ کہ اس کی اب ضرورت نہیں ہے بلکہ کسی بھی دوسرے زمانے کی بنسبت آج اس کی ضرورت کئی گنا زیادہ ہے کیوں کہ شیطان نے ہمارے اخلاق پر حملہ کرنے کے کئی راستے نکال لیے ہیں اور پردہ اس کے لئے ایک ڈھال کا کام کرتا ہے۔ہمارا پردہ صرف اتنا ہی نہیں کہ جب ہم اپنے گھر سے باہر جائیں تو پردہ کرلیں بلکہ ہمیں اس وقت بھی پردہ کرنے کی ضرورت ہے جب ہمارے ہاتھوں میں فون یا کوئی دوسری اس قسم کی چیزیں ہوں۔آیئے ہم دعا کریں ہم اور ہماری آئندہ نسلیں اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنے والی ہوں اور اس کو پوری طرح اپنانے والی ہوں۔آمین!

پردہ۔میرا روحانی سفر

مکرمہ صالحہ ملک صاحبہ۔صدر لجنہ اماءاللہ امریکہ

1987ء سے جب سے میں جماعت میں شامل ہوئی ہوں تب سے اگر میں اپنے سفر پر نظر کروں تو میں یہ کہوں گی کہ میں شدت سے اس بات کو محسوس کرتی ہوں کہ پردہ کرنے کی وجہ سے ہی میرے اندر روحانی بیداری پیدا ہوئی ہے۔اور اللہ تعالیٰ سے میرا رشتہ مضبوط ہوا ہے۔

اسلام سے متعارف ہونے سے قبل مسلمانوں کے بارے میں میرا نظریہ کافی خراب تھا۔اسلام کے بارے میں میری جانکاری وہی تھی جو میڈیا نے اس مذہب کے بارے میں دی تھی۔اور وہ یہ تھی کہ یہ مذہب ظلم اور تشدد کا حامی ہے۔مجھے مسلم خواتین کو برقعہ میں ملبوس دیکھ کر اور اپنے چہروں کو ڈھانپے ہوئے دیکھ کر ان پر رحم آتا تھا اور میں یہ سمجھتی تھی کہ ان کو محکوم بنایا گیا ہے اور ان سے برا سلوک کیا جارہا ہے۔اگر میں اس وقت یہ دیکھ پاتی کہ میری زندگی پر بھی اسلام کی حقیقت واشگاف ہوجائے گی اور میں بھی ان خوش قسمت خواتین میں شامل ہوجاؤں گی جو برقعہ یا حجاب پہنتی ہیں تو میں ہرگز ایسا گمان نہ کرتی۔میری ملاقات اپنے ایک شاگرد کی پڑھائی سے فارغ التحصیل ہونے کی تقریب کے دوران ایک احمدی مسلمان سے ہوئی۔میں یہ دیکھ کر حیران تھی کہ وہ شخص معمول سے ہٹ کر ایک معزز ،مہربان اور مفکر لگ رہا تھا اور اس نے میرے مسلمانوں کے متعلق اس نظریہ کو کہ وہ امن کو برباد کرنے والے ہیں پہلے ہی چاک کردیا تھا۔اس کے برعکس میں نے یہ سیکھا کہ اسلام کا معنے امن کے ہیں اور مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر ممکن طریقے سے امن کو بڑھائیں۔

میری اس واقف کار شخصیت سے کافی بات چیت ہوتی رہی۔اس نے مجھے بتایا کہ حضرت عیسیٰؑ کی وفات صلیب پر نہیں ہوئی اور یہ کہ مسیح موعود آچکا ہے۔یہ بات عیسائی ہونے کے ناطے میرے

لئے ایک چوٹ کی طرح تھی ۔ابتدا میں مَیں نے یہ سوچا کہ آیا اس شخص کا دماغی توازن درست ہے۔اور کیوں ہمارے لوگ ہمیں عیسیٰؑ کی حیات کے بارے میں بتاتے رہے ہیں؟ میں انتظار کرتی رہی اور مزید سیکھتی رہی۔ یہ بات جان کر کہ اللہ تعالیٰ کس طرح بالخصوص آزمائش کے وقت میں اپنے نبیوں کی حفاظت کرتا ہے مجھے سکون ملتا تھا اور پھر یہ جان کر کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنی صلیبی موت سے نجات پائی میرے اندر تجسس پیدا ہوا کیوں کہ میں یہ جانتی تھی کہ مسیح دوبارہ آئے گا۔شاعری سے میرے لگاؤ کی وجہ سے میں نے ولیم بٹلر یٹس کی ایک تمثیلی نظم ''The Second Coming'' یعنی آمد ثانی کا مطالعہ کیا۔(یہ نظم پہلی جنگ عظیم کے بعد 1919ء میں لکھی گئی تھی)اس نظم میں اس مشکل دور کے خاتمہ کے لئے مسیح کی آمد کی خواہش کی گئی تھی ۔لہذا میں اس مسیح کے بارے میں غور کرنے پر آمادہ تھی اور مجھے آپؑ کی بعض کتب دی گئی تھیں جو مجھے اس بات کے لیے مستعد کرنے والی تھیں بالخصوص کتاب ''ہماری تعلیم'' نے میری توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیا۔مسیح موعودؑ نے مجھے میری پسندیدہ دنیا کی طرف کھینچ لیا جو کہ انسانیت کے لحاظ سے ایک بہترین دنیا تھی۔آپؑ کے قوی اور پراثر الفاظ میرے دل کی گہرائیوں تک اتر گئے۔

شاعری سے میرے لگاؤ کو دیکھتے ہوئے میرے اس دوست نے یہ محسوس کیا کہ مجھے اے جے آربیری کا ترجمہ قرآن ''The Koran Interpreted'' یعنی قرآن مجید کے ساتھ تشریح مجھے پسند آئے گی۔ یہ ایک نظم کی یا گانے کی صورت میں قرآن کریم کی تشریح کی گئی ہے جس میں اسلام کے بنیادی نظریئے کو بہت ہی عظیم الشان طریقے سے انگریزی زبان میں ڈھالا گیا ہے ۔اس کو قرآن مجید کی تشریحوں یا تفسیروں میں سے ایک سب سے زیادہ مستند، معتبر اور رواں تشریح کے طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ میں نے اس متبرک کتاب کو بڑے اشتیاق سے پڑھا اور اس کی تعلیمات کو بہت پسند کیا۔لیکن جب میں نے خواتین کے بارے میں پڑھا کہ انہیں اپنے سر کو ڈھانپنا اور اپنی زینت کو چھپانا چاہیئے تو میں نے سوچا کہ یہ سب غلط ہے کیوں کہ مغربی خواتین کو اس ضمن میں آزادی حاصل ہے اور وہ جو چاہیں پہن سکتی ہیں۔ میں واپس اپنی دوست کے پاس گئی اور میں نے اس سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ خواتین کے بارے میں ایسی تعلیمات کے تعلق سے اب قرآنی تعلیمات کا

دوبارہ جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔اورایک سروے کے ذریعے سے کہ خواتین جو چاہتی ہیں وہ پہن سکتی ہیں اس میں ضرور ترمیم ہونی چاہیئے۔اس کا مختصر جواب جو مجھے ملا وہ نفی میں تھا۔قرآن اپنے وقت نزول سے آجتک کبھی بدلا نہیں گیااور نہ کبھی بدلا جائے گا۔

اگر چہ کہ ابتداء میں مایوسی ہی سہی۔اس سیدھی سادی تشریح نے خدا تعالیٰ کی جانب مجھے اپنا پہلا قدم اٹھانے میں مدد کی۔میں نے محسوس کیا کہ میری چاہت کے مطابق اللہ تعالیٰ اپنی تعلیم کو نہیں بدلے گا۔اور نہ وہ ہماری بے ہودہ خواہشات کی پیروی کرے گا۔اس کو جاننے اور سمجھنے کے لئے مجھے اپنے آپ کو بدلنے کی ضرورت ہوگی لیکن میں ابھی بھی کچھ مشکل میں تھی کہ اگر میں اسلام کو قبول کرنا چاہتی ہوں جیسا کہ میرا جھکاؤ اس کی طرف تھا تو مجھے حجاب پہننا ہوگا۔اور یہ ویسا ہی ہوگا جیسا کہ میں نے خواتین کو ٹی وی وغیرہ کی خبروں میں دیکھا تھا جو کہ مجھے محکوم ومظلوم لگتی تھیں۔تو میں یہ قدم کیسے اٹھا پاؤں گی؟

ایک رات اسی وقت میں نے ایک عظیم خواب دیکھا جس نے میری زندگی کو حیرت انگیز طور پر بدل دیا۔میں نے خواب میں دیکھا کہ میں برقعہ پہنے ہوئے ہوں جس کے ساتھ نقاب بھی ہے۔اس لباس میں میں بہت اطمینان اور امن محسوس کر رہی ہوں۔میں بڑی پریشان ہو کر اس خواب سے بیدار ہوئی۔میں نے اپنی تمام توقعات کے خلاف کیا۔اس خواب نے کئی دنوں تک میرے ذہن میں گھر کئے رکھا۔میرے اسی خواب کے لباس نے مجھے وہ اندرونی شانتی اور سکون دیا جس کی میں متمنی تھی اور جس کی میں تلاش کر رہی تھی۔اور یہ نظریہ کہ اسلام کا مطلب باطنی شانتی اور بنی نوع انسان کے درمیان امن کا قیام ہے اس نے مجھے اس مرحلہ پر غور کرنے کے لئے مستعد کیا۔مجھے کیا سوچنا تھا؟ میں نے فیصلہ کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت ہے کہ اس کو آزمایا جائے۔اسلام اور جو اس کو قبول کرنے کا تقاضا ہے اس کو آزمایا جائے۔مَیں نے بیعت فارم پر دستخط کئے اور احمدیت کو قبول کرلیا۔

مجھے مناسب طور پر پردہ کرنے میں کچھ وقت لگا۔میں نے سکارف اور کوٹ پہننا شروع کیا لیکن میں نے یہ محسوس کیا کہ یہ بھی کتنا بڑا استاد تھا۔میرے پردہ کرنے نے ایک محور کا کام کیا جس

کے گرداگرد عملی طور پر میرے قبول اسلام کی تمام تر جدوجہد چکر لگا رہی تھی۔ مجھے یہ خیال آنے لگا کہ اسلام نام ہے اس باطنی انقلاب اور باطنی جہاد کا جو کہ ہر قسم کے غرور اور گھمنڈ کو دبا دیتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے بہت دعائیں کرتی کہ وہ میری رہنمائی کرے اور مجھے صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ جو میرے لئے نیا تھا۔ پردہ کرتے ہوئے مجھے یہ بھی خیال آیا کہ میں اپنے ثقافتی اطوار اور عادات میں نہ پڑوں۔ یہ پردہ مجھے اپنے آپ کو ایک خاتون کے طور پر سمجھنے میں معاون ثابت ہوا اور اسی طرح سے معاشرے کی امیدوں اور اس کے طرز زندگی اور اس سلوک جس کے ساتھ میں پروان چڑھی اس سے نجات دلانے کے لیے ایک گاڑی ثابت ہوا۔ یہ سب کچھ مجھے سلاسل کی مانند محسوس ہو ا۔ میں نے اپنے آپ کو آزاد محسوس کیا، اب مجھے اپنے آپ کو فیشن کے ذریعہ ثابت کرنے ضرورت نہیں تھی۔ اور نہ مجھے مردوں سے غیر ضروری رابطے اور ان کی توجہ کے لیے مجھے اپنے اظہار کی ضرورت تھی حالانکہ یہ بات میری سابقہ زندگی کا ایک اہم حصہ تھی۔

مجھے بعض ناساز حالات کا سامنا بھی کرنا پڑا تھا۔ میری فیملی بالکل چکرا سی گئی کہ مجھے کیا ہو گیا تھا۔ اگرچہ کہ انہوں نے میرے نئے راستے کو متانت کے ساتھ تسلیم کر لیا۔ بسا اوقات بعض لوگ بھدے تبصرے بھی کرتے لیکن میں نے یہ سیکھا کہ ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے اور اللہ سے ہر وقت مدد طلب کی جائے۔ ایک مرتبہ ایک واقف کار نے کہا کہ آپ جیسی ایک آزاد طبع عورت نے اسلام کو قبول کیوں کیا؟ میں نے اس کو جواب دیا کہ دراصل اسلام کو قبول کر کے ہی مجھے اصل آزادی ملی ہے۔ اس نے مجھے مردوں کی ناجائز نظروں سے آزادی دی ہے اور بغیر کسی نمود و نمائش کے مجھے اپنے او پر اعتماد پیدا کیا ہے۔ ان معمولی مشکلات کے سوا میرا زیادہ تر تجربہ مثبت قسم کا رہا ہے۔ میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ اکثر لوگ مجھے عزت سے پیش آتے ہیں اور میں نے ایک تحفظ اور نگہداشت کا احساس کیا ہے۔ میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی نگہداشت میں لے رہا ہے۔

تاہم ایک حالت ایسی بھی تھی جس سے میں خوفزدہ تھی اور وہ میرے کام پر حجاب پہن کر جانا تھا۔ چونکہ میرا پیشہ ٹیچنگ تھا مجھے یہ ڈر تھا کہ میں اس نئی پہچان کے ساتھ اپنی کلاس میں کیسے جاؤں گی؟ میں نے اس نئے انداز کے ساتھ ہی آغاز کرنے کا تہیہ کر لیا۔ اور یہ بھی طے کر لیا کہ میں کوئی

نفس کا بہانہ بھی نہیں کروں گی۔ میری کلاس چوتھی منزل پر تھی۔ میرا دل خوف سے دھڑک رہا تھا لیکن جب میں کمرے میں داخل ہوئی بجائے کسی ردّعمل کے مَیں یہ محسوس کر رہی تھی کہ کوئی ہلکی سی بھی تشویش نہیں تھی۔ میں اور میرے طلباء نے پہلے کی طرح سکون سے کام کیا بلکہ وہ پہلے سے بڑھ کر احترام سے پیش آئے۔ میں نے یہ محسوس کیا پردہ کی ساری مشکلات باطنی تھیں۔ ہمارا اپنا ہی دل نکتہ چین ہوتا ہے اور شکوک وشبہات اور غیر یقینی کیفیت پیدا کرتا ہے۔

کافی عرصہ کے بعد بحیثیت ایک احمدی میں نے یہ محسوس کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو مجھے خواب میں برقعے اور حجاب میں ایک انتہائی سکون کا احساس کروایا تھا وہی میرے قبول اسلام کی وجہ بنا۔ حضور انور نے مورخہ 26 اکتوبر 2014ء اجتماع لجنہ اماء اللہ یوکے سے خطاب فرماتے ہوئے لفظ فلاح کی تشریح فرمائی نیز یہ فرمایا کہ کیسے یہ آیت قرآنی خواتین کو پردہ کرنے کی نصیحت کرتی ہے اور یہ بتاتی ہے کہ پردہ کرنا ان کی کامیابی کا ایک ذریعہ ہے۔ جیسا کہ اس آیت کے اختتام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔۔۔تاکہ تم فلاح پاؤ یا کامیاب ہوجاؤ۔(سورۃ النور آیت نمبر:32) حضور انور نے فرمایا؛

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے عورتوں کو پردہ کا حکم دیا ہے۔ کیوں کہ یہ فلاح یعنی کامیابی کا ایک ذریعہ ہے۔ اس ایک لفظ کے بہت سارے معنے اور مفہوم ہیں۔ چنانچہ فلاح کے معنی خوشحالی اور طمانت کے بھی ہیں اور اس کے معنے تحفظ اور حفاظت کے بھی ہیں۔ فلاح کے معنی زندگی میں مستقل برکات، آرام اور اطمینان کے بھی ہیں۔ لفظ فلاح کے ان معنوں سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کتنا مشفق اور محبت کرنے والا ہے کہ صرف ایک حکم پر عمل پیرا ہونے کا بدلہ اتنا وسیع اور پیچ در پیچ ہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ صرف اسی ایک حکم پر عمل کا بدلہ مستقل تحفظ اور ابدی برکات ہیں۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ ایک خاتون کے لئے اس سے بڑھ کر اور خوشی کی کیا بات ہوسکتی ہے کہ صرف ایک حکم پر عمل کے نتیجہ میں وہ اس قدر بدلہ حاصل کرسکتی ہے۔'' (26 اکتوبر 2014ء اجتماع لجنہ اماء اللہ یوکے سے خطاب)

میں اب یہ مشاہدہ کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہی بات سمجھا رہا تھا کہ برقعہ یا حجاب ایک بڑے سکون اور راحت کا ذریعہ ہوگا۔ کیوں کہ یہی بات اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں بھی بیان

فرمائی ہے۔

پردہ نے کبھی بھی میرے اندر احساس محرومی پیدا نہیں کیا۔ بلکہ اس کے برعکس چونکہ یہ میرے اسلامی سفر کے ساتھ میرا ہمسفر رہا ہے اور اس نے مجھے نئی پہچان دی ہے اور اس کی بدولت ہی میرا تمام تجربہ ترقی اور مواقع مہیا ہونے پر مشتمل رہا ہے۔ میں نے وسیع سفر کیا ہے اور نئی نئی باتیں سیکھیں ہیں اور میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میں ان پر عبور حاصل کر پاؤنگی۔ میری شادی ایک اچھے احمدی سے ہوئی۔ ہم نے دو بچوں کی پرورش کی۔ میری بیعت کے صرف ایک ماہ بعد ہی حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سین ہوز کیلی فورنیا، میری پہلی جماعت میں تشریف لائے۔ میں خوش نصیب تھی کہ مجھے آدھا گھنٹہ حضور انور سے ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی، حضور انور نے مجھے جماعت سے منسلک فرمایا اور ساتھ ہی اپنے شفقت بھرے مکالمہ سے بھی نوازا۔ اس کے بعد میں مسلسل ہر ہفتے حضور کے خطبات سنتی۔ آپ کی ہدایات اور پرحکمت باتوں سے مستفیض ہوتی اور میں نے خدمت سلسلہ کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بھی بے حد شکر ادا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سلسلہ میں شامل فرمایا، مجھے خلیفہ وقت سے وابستہ فرمایا اور مجھے دعا کی برکات اور پردہ اور حجاب کی برکات کا علم بخشا۔

پردہ برکت اور عزت کا موجب

مکرمہ امۃ الرفیق طاہرہ صاحبہ سابق صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا

میرا نام امۃ الرفیق طاہرہ ہے۔ میری پیدائش ربوہ میں ہوئی اور میں نے وہیں سے تعلیم حاصل کی اور پروان چڑھی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے میرے والد ماجد، حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب، جماعت احمدیہ کے ایک جیّد عالم اور خادم سلسلہ تھے۔ میرے انتہائی پیار کرنے والے والدین، ربوہ کے روحانی اور پاکیزہ ماحول اور نصرت گرلز ہائی اسکول اور جامعہ نصرت جہاں سے میں نے تعلیم حاصل کی، اُنہوں نے بچپن ہی سے مجھ میں پردے کی اہمیت اور برکات کا احساس پیدا کر دیا تھا۔ بی اے کی ڈگری کے حصول کے بعد میں اپنے خاوند، مکرم کریم احمد طاہر صاحب کے ساتھ لیبیا منتقل ہوگئی۔ اس وقت وہاں تقریباً پندرہ احمدی خاندان مقیم تھے۔ دو سے تین ماہ کے عرصہ کے بعد میری ایک دوست نے مجھے کہا کہ اب تم یہاں آ گئی ہو اور یہاں کوئی بھی اس قسم کا برقع استعمال نہیں کرتا جس قسم کا برقع تم استعمال کرتی ہو، اس لئے تمہیں بھی چاہئے کہ اس برقع کے استعمال کو چھوڑ دو۔ یہ میرے لئے پہلا موقع تھا کہ میں نے کسی کو برقع کے خلاف کچھ کہتے ہوئے سنا ہو کیونکہ میری تمام عمر ربوہ میں گزری تھی جہاں پردے کو چھوڑ دینے کا تصور ہی نہیں تھا۔ میں نے انہیں کہا کہ میں اسی قسم کے پردے کی عادی ہوں اور میرا نہیں خیال کہ میں کبھی بھی پردے کو چھوڑوں گی۔ گو کہ لیبیا ایک مسلمان ملک ہے مگر وہاں پر بھی دو قسم کے لوگ آباد تھے۔ ایک وہ جو پردے کی سختی سے پابندی کرتے تھے اور دوسرے وہ جو ماڈرن تھے۔ مگر درحقیقت مجھے لیبیا میں بھی پردے کی پابندی میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔

دس سال کے عرصہ کے بعد ہم کینیڈا منتقل ہو گئے۔ یہاں آ کر مجھے احساس ہوا کہ پردے کی پابندی اور باحیا کپڑے پہننا انتہائی ضروری اور مشکل امر ہے۔ گو کہ میں کسی آفس میں جاب نہیں

کرتی تھی اور نہ ہی یونیورسٹی جاتی تھی مگر ڈاکٹر کے پاس جانا، گھر کا سودا سلف لانا اور بچوں کے سکول میں اساتذہ سے ملنے جانا بھی ایک اپنے قسم کا امتحان تھا۔ میں جہاں بھی جاتی لوگوں کا پہلا سوال اکثر یہی ہوتا تھا کہ میں اپنے چہرے اور جسم کو کیوں ڈھانکتی ہوں؟ بعض اوقات بچوں کی خواتین اساتذہ مجھ سے اپنے کپڑے دکھانے کی درخواست کرتیں اور پاکستانی کپڑوں کو پسند کرتیں، اور اکثر اس بات پر تعجب کا اظہار کرتیں کہ ہم اس قدر خوبصورت کپڑوں کو لوگوں کی نگاہ سے چھپا کر کیوں رکھتے ہیں۔ یہاں مجھے اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کو سمجھانے کا موقع میسر آجاتا۔

کچھ عرصہ کے بعد مجھے خدا تعالیٰ کے فضل سے صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے طور پر خدمات سر انجام دینے کی توفیق ملی اور 14 سال تک اس عاجزہ کو یہ توفیق ملتی رہی۔ اس حیثیت سے مجھے مزید لوگوں سے ملنے اور انہیں اسلام کی خوبصورت تعلیم سے مطلع کرنے کا موقع ملتا رہا۔ مجھے مختلف تعلیمی اداروں، ہسپتالوں، نجی تنظیموں اور سیمینار میں شرکت کرنے کی توفیق ملی۔ ہر جگہ پہلا سوال اور گفتگو کا آغاز میرے کپڑوں اور پردے کی تعلیم ہی سے ہوتا، اور اس طرح مجھے تبلیغ اسلام کا موقع مل جاتا۔ میری فیملی ڈاکٹر ایک تجربہ کار اور انتہائی مصروف خاتون تھی۔ ایک مرتبہ مجھے انہیں مسجد بیت الاسلام میں لجنہ کے بین المذاہب سمپوزیم میں مدعو کرنے کا موقع ملا۔ میں انہیں اکثر جماعتی پروگراموں اور اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کرتی رہتی تھی۔ وہ میری دعوت قبول کرتے ہوئے مسجد آئیں اور تقریباً تین گھنٹے کا وقت ہمارے ساتھ گزارا۔ پروگرام کے اختتام پر جب میں نے ان کا شکریہ ادا کیا تو انہوں نے انتہائی جذباتی اور تشکر آمیز لہجہ میں ہمارا شکریہ ادا کیا کہ ہم نے انہیں مدعو کر کے انتہائی پاکیزہ ماحول میں مختلف ادیان کی تعلیمات کے بارے میں جاننے کا موقع فراہم کیا۔

اسی طرح جلسہ سالانہ، مینا بازار، سمپوزیم اور دیگر ثقافتی پروگراموں پر آنے والے غیر احمدی مہمان ہمیشہ اس بات پر حیران اور متأثر ہوتے کہ جماعت احمدیہ کی خواتین اپنے کاموں میں کس قدر فعّال ہیں اور وہ اپنے تمام پروگرام خود منعقد کرتی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ پردے کی پابندی میں بھی خلل نہیں پڑنے دیتیں۔ ایک غیر احمدی مسلمان خاتون نے ایک بار پروگرام کے اختتام پر کہا کہ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ پردہ کرنے والی احمدی عورتیں اس قدر باعلم اور منظم ہوں گی۔ انہوں

نے کہا کہ ہمیں الزام لگانے کے بجائے اس بہترین نمونہ کی پیروی کرنی چاہئے۔

ایک دفعہ میں میڈیکل بلڈنگ کی لفٹ میں سوار تھی کہ ایک کینیڈین خاتون نے مجھے دیکھ کہ کہا کہ مجھے آپ کے چہرے پر کوئی داغ یا زخم کا نشان نظر نہیں آتا نہ ہی آپ کے چہرے میں اور کوئی خرابی نظر آتی ہے تو پھر آپ نے اپنا چہرہ چھپایا کیوں ہوا ہے۔اس پر میں نے انہیں سمجھایا کہ ہم اپنا چہرہ اس لئے ڈھانکتے ہیں کہ تا کہ ہم اپنے آپ کو غیروں کی بدنظر سے بچا سکیں کیونکہ معاشرہ میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے کینیڈا میں ہمیشہ پردے کی وجہ سے عزت اور تکریم ہی ملی ہے۔ گزشتہ دس سالوں سے میں Human Endeavour نامی ایک تنظیم کے ساتھ منسلک ہوں۔ یہ تنظیم بڑی عمر کے لوگوں کی مختلف طریقوں سے مدد کرتی ہے مثلاً ہفتہ وار تفریحی پروگراموں کا انعقاد کر کے، سیر، ورزش وغیرہ کے پروگراموں کے ذریعہ اوران کی عمر، صحت اور ضروریات کے مطابق معلوماتی پروگراموں کے ذریعہ۔ تین سال قبل وان (Vaughn) شہر نے میرے رضا کارانہ کاموں کو سراہتے ہوئے مجھے ایوارڈ سے نوازا۔اس وقت میں واحد عورت تھی جس نے پردہ کیا ہوا تھا اوراس کی وجہ سے مجھے بے حد عزت ملی۔ وہ افسر جو لوگوں سے مصافحہ کرتے ہوئے انعامات دے رہے تھے نے پردے کا احترام کرتے ہوئے مجھ سے مصافحہ نہیں کیا اور انتہائی عزت افزائی کے ساتھ مجھے ایوارڈ دیا۔ پروگرام کے آخر میں خواتین کاؤنسلر اور دیگر خواتین مجھ سے ملنے آئیں اور میرے ساتھ تصاویر بنوائیں۔ الحمدللہ، پردہ میرے لئے کوئی رکاوٹ نہیں بلکہ ایک بہت بڑی برکت اور عزت کا موجب ہے۔

باب اوّل

شرم وحیاء کا اسلامی تصوّر

اسلام نے انسانوں کو اخلاق و کردار سے قیمتی جو ہر سے نوازا ہے، اور زندگی گزارنے کے اصول وآداب سے سرفراز کیا ہے، کون سی چیز اچھی ہے اور کون سی بری اس کو تفصیل کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپ کی پیروی میں آپ کے غلام صادق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے، کن چیزوں کو اختیار کرنے سے ایک صالح اور پاکیزہ معاشرہ کی تعمیر ہوتی ہے اور کن چیزوں کو اپنانے کی وجہ سے معاشرہ داغدار ہوتا ہے اس کو بھی واضح فرمایا۔اور انسانوں کے دلوں میں حیاء کے جذبات کو پروان چڑھایا، شرم والی کیفیات سے بہرہ ور کیا، اور اس سے متعلق تعلیمات وہدایات عطا کر کے انسانوں کو اوجِ ثریا کی بلندی پر پہنچایا۔ بلاشبہ اسلام کا امتیاز ہے کہ اس نے ایک اچھے اور صاف ستھرے معاشرہ کو بنانے اور اس معاشرہ کے ہر فرد کو عادات واخلاق میں بہتر بنانے کے لئے نہایت اہم اور ضروری تعلیمات عطا کی ہیں۔اور جو چیزیں معاشرہ کی صحیح رخ پر تشکیل کرنے والی ہیں ان کی اہمیت کو دلوں میں جاگزیں کروایا۔

چنانچہ ایک پاکیزہ معاشرہ کی تعمیر میں ''شرم وحیاء'' کی بڑی اہمیت ہے، نگاہ ودل جب تک پاک نہیں ہوں گے اس وقت تک پاکیزہ تصورات اور پاک خیالات ترویج نہیں پاسکتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے اہتمام کے ساتھ شرم وحیاء کی تعلیمات دیں، اس کی قدر ومنزلت کو بیان فرمایا، اور ہر ایک کی اس سلسلہ میں کیا ذمہ داریاں ہیں اس کو اجاگر کیا، مرد وعورت دونوں کو باحیاء بننے اور بااخلاق ہونے کی ترغیب دی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان کے بااخلاق ہونے کے لئے حیاء کے زیور سے مزین ہونا ضروری ہے، ورنہ چاہے وہ جتنا بھی تعلیم یافتہ، قابل، تہذیب وتمدن کا دعوے دار ہو اگر حیاء کے

جوہر سے محروم ہے تو بہت بڑا بداخلاق اور بدکردار کہلائے گا۔اگر اس زاویہ سے دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ آج کی دنیا میں جو اپنے آپ کو مہذب ہونے اور ماڈرن ہونے کا صبح وشام راگ الاپتے دکھائی دیتے ہیں وہ حیاء کے قیمتی زیور سے محروم ہیں اور پوری دنیا کو بے حیائی کا بازار بنا رکھے ہیں۔ایسے لوگ کبھی مہذب اور شرافت والے نہیں ہوسکتے جن کے یہاں آئے دن مختلف بہانوں سے اور دنوں کے نام پر بے حیائی کو پھیلایا جاتا ہو،شرم وحیاء کی چادر کو تارتار کیا جاتا ہو، بچوں کو باغی اور نوجوانوں کو بے راہ رو ہونے کا سامان فراہم کیا جاتا ہواور دلوں میں ہوس کی آگ بھڑکائی جاتی ہو۔

ہر انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے معاشرہ اور سوسائٹی کو پاکیزہ بنانے کی فکر کرے،اس کے مردوں اور عورتوں میں پاکیزگی کے خیالات کو فروغ دے، بچوں اور نوجوانوں کو پاکیزہ اخلاق کا حامل بنائے ،اس کے لئے ضروری ہے اسلام نے جو حیاء والی تعلیمات عطا کی ہیں ان پر عمل پیرا ہوا جائے۔تو آیئے ایک مختصر نظر ان تعلیمات اور ہدایات پر ڈالتے ہیں جو اسلام نے اور پیغمبر اسلام سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیاء کے سلسلہ میں عطا کی ہیں۔

حیاء اور پاکدامنی کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر فطرت کی خوبیوں سے مالا مال کیا ہے۔ان خوبیوں میں سے ایک خوبی شرم وحیاء ہے۔شرعی نقطہ نظر سے شرم وحیاء اس صفت کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان قبیح اور ناپسندیدہ کاموں سے پرہیز کرتا ہے۔دین اسلام نے حیاء کی اہمیت کو خوب اُجاگر کیا ہے تاکہ مومن باحیاء بن کر معاشرے میں امن وسکون پھیلانے کا ذریعہ بنے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک انصاری کو دیکھا جو اپنے بھائی کو سمجھا رہا تھا کہ زیادہ شرم نہ کیا کرو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُنا تو فرمایا۔فَاِنَّ الْحَيَآءَ مِنَ الْاِيْمَانِ۔ یعنی یقیناً حیاء ایمان میں سے ہے۔

(صحیح البخاری. کتاب الإیمان۔باب الحیاء من الإیمان)

ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ

اَلْحَيَاءُ لَا يَاْتِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ (صحیح البخاری۔ کتاب الأدب۔باب الحیاء)

حیاء خیر خواہی کا موجب ہوتی ہے۔

گویا انسان جس قدر باحیاء بنے گا اتنی اس میں خیر بڑھتی جائے گی۔ حیاء ان صفات میں سے ہے جن کی وجہ سے انسان آخرت میں جنت کا حقدار بنے گا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَلْحَيَاۤءُ مِنَ الْاِيْمَانِ وَ الْاِيْمَانُ فِی الْجَنَّةِ وَ الْبَذَاۤءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَ الْجَفَاۤءُ فِی النَّارِ۔

(سنن الترمذی ابواب البر و الصلة باب ما جاء فی الحیاء)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں لے جانے کا موجب ہے اور فحش گوئی بد خُلقی ہے اور بد خلقی دوزخ میں لے جانے کا ذریعہ ہے۔

حیاء کی وجہ سے انسان کے قول وفعل میں حسن و جمال پیدا ہو جاتا ہے لہٰذا باحیاء انسان مخلوق کی نظر میں بھی پُرکشش بن جاتا ہے اور پروردگار عالم کے ہاں بھی مقبول ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید سے اس کا ثبوت بھی ملتا ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لئے آئی تو اس کی چال ڈھال میں بڑی شائستگی اور میانہ روی تھی۔ اللہ رب العزت کو یہ شرمیلا پن اتنا اچھا لگا کہ قرآن مجید میں اس کا تذکرہ فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ (سورۃ القصص آیت:26)

ترجمہ: اور آئی اُن کے پاس اُن میں سے ایک لڑکی شرماتی ہوئی۔

سوچنے کی بات ہے کہ جب باحیاء انسان کی رفتار و گفتار اللہ تعالیٰ کو اتنی پسند ہے تو اس کا کردار کتنا مقبول و محبوب ہوگا۔ جو شخص حیاء جیسی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے وہ حقیت میں محروم القسمت بن جاتا ہے ایسے انسان سے خیر کی توقع رکھنا بھی فضول ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ اِذَا لَم تَستَحیِ فَاصنَع ماشِئتَ

(صحیح البخاری کتاب الادب باب إذا لم تستحی فاصنع ما شئت)

ترجمہ: جب شرم نہ رہی تو پھر جو مرضی کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ بے حیاء انسان کسی ضابطہ اخلاق کا پابند نہیں ہوتا۔اس کی زندگی شترِ بے مہار کی مانند ہوتی ہے۔ حیاء ہی وہ صفت ہے جس کی وجہ سے انسان پاکیزگی اور پاکدامنی اختیار کرتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ حیاء اور پاکدامنی لازم وملزوم ہیں۔ان دونوں میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔

پاکدامنی قرآن مجید کی نظر میں

(ا)اجرعظیم کا وعدہ

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا○(سورۃ الاحزاب آیت 36)

ترجمہ: اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور عورتیں۔ان کے لئے اللہ نے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت میں کتنی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ پاکدامنی کے ساتھ یاد الٰہی میں زندگی گزارنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ثواب سے مراد دنیا کی برکتیں اور آخرت کی نعمتیں ہیں جب کہ مغفرت سے مراد یہ ہے کہ پاکدامنی سے ہونے والی دوسری کوتاہیوں کو اللہ تعالیٰ جلدی معاف کر دیں گے۔اجر کے ساتھ عظیم کا لفظ نشاندہی کر رہا ہے کہ پاکدامنی پر ملنے والا انعام عام معمولی سے زیادہ ہوتا ہے ویسے بھی دستور ہے کہ بڑے لوگ جس چیز کو بڑا کہہ دیں وہ واقعی بڑی ہوتی ہے۔ یہاں تو پرودگار عالم پاکدامنی پر ملنے والے اجر کو بڑا کہہ رہے ہیں تو واقعہ وہ انعام بہت بڑا ہوگا۔مبارک کے لائق ہیں وہ خوش قسمت ہستیاں جو پاکدامنی کی زندگی گزار کر ایسے اجر کی مستحق بن جاتی ہیں۔

فلاح کامل کی خوشخبری

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ○الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ○وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ○وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ○وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ

(سورۃ المومنون آیت نمبر 1 تا 6)

ترجمہ: یقیناً مومن کامیاب ہو گئے۔ وہ جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور وہ جولغو سے اعراض کرنے والے ہیں او وہ جو زکوٰۃ کا حق ادا کرنے والے ہیں اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

ان آیات میں فلاح پانے والے مومنوں کی جو نشانیاں بیان گئی ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ پاکدامن ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ فلاح کامل پاک دامن لوگوں کو ہی مل سکتی ہے۔ عربی زبان میں فلاح ایسی کامیابی کو کہتے ہیں جس کے بعد ناکامیابی نہ ہو۔

احادیث میں پاکدامنی کی دعائیں

حیاء و پاکدامنی وہ اعلیٰ صفت ہے جس کی نبی کریم ﷺ بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرتے تھے۔ آپ گو اپنی ذات میں معصوم تھے لیکن اس سے آپ کی حیاء و پاکدامنی کی زندگی سے محبت کا اندازہ ہوتا ہے، دوسرا یہ کہ امت کے لئے آپ نے یہ دعائیں مانگیں۔ چنانچہ احادیث میں کئی ایسی دعائیں منقول ہیں۔ جس میں اللہ تعالیٰ سے آنکھ کی پاکیزگی دل کی پاکیزگی اور عفت وعصمت کو تمنا بنا کر مانگا گیا ہے۔ چند ایک دعائیں درج ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعِفَافَ وَالْغِنٰی۔

(صحیح مسلم بحوالہ ریاض الصالحین جلد 1 باب االتقویٰ حدیث 71)

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے ہدایت اور پرہیز گاری اور پاکدامنی اور غنی کا سوال کرتا ہوں

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الصِّحَّةَ وَالْعَافَةَ وَالْاَمَانَةَ وَحُسْنِ الْخُلُقِ وَالرِّضَا بِالْقَدْرِ

(مشکوۃ شریف۔ جلد دوم۔ جامع دعاؤں کا بیان۔ حدیث 1031)

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے صحت اور پاکدامنی اور امانت اور اچھے اخلاق حسن اور رضا بالقدر کا سوال کرتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ مُنْكِرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ

(الترمذی، کتاب الدعوات، باب دعاء أم سلمة، حدیث نمبر 3591)

اے اللہ میں ناپسندیدہ اخلاق اور اعمال اور خواہشات سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

عورتوں سے عفت وحیاء اور پاکدامنی پر بیعت

شرم و حیاء عورت کا زیور ہے اور اس کی فطرت میں ودیعت کیا گیا ہے۔ جب تک عورت اپنے اس زویر کی حفاظت کرتی ہے اس وقت تک معاشرہ پاکیزگی اور امن کا گہوارہ بنا رہتا ہے اور جب عورت ہی خائنہ بن کر اپنے اس زیور کو لٹانے پر آمادہ ہو جائے تو معاشرہ میں بہت سی اخلاقی برائیوں کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ لہذا عورت کو بذات خود اپنی عفت وعصمت کی حفاظت کا خیال رکھنا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا کہ وہ عورتوں سے اس بات پر بیعت لیں کہ

وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ (سورۃ الممتحنہ آیت 13)

اور نہ وہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ افترا باندھیں گی۔

بے حیائی کی مذمت قرآن مجید میں

قرآن مجید میں بے حیائی کے لئے ''فُحْشَا'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اور متعدد مقامات پر فحاشی سے سختی سے منع کیا گیا ہے اور متنبہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا

وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ (سورۃ النحل آیت 91)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ منع کرتا ہے فحاشی اور منکر اور حد سے نکلنے سے۔

ایک اور جگہ پر فرمایا

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ (سورۃ الاعراف آیت 34)

ترجمہ: تو کہہ دے کہ میرے رب نے محض بے حیائی کی باتوں کو حرام قرار دیا ہے اور جو بھی اس میں ظاہر ہو اور جو بھی اس میں پوشیدہ ہو۔

دوسری جگہ بڑے کھلے لفظوں میں زنا کو فاحشہ قرار دیا اور اسے انتہائی قبیح بات قرار دیا فرمایا:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَسَآءَ سَبِیْلًا (سورۃ بنی اسرائیل آیت 33)

اور زنا کے قریب نہ جاؤ یقیناً یہ بے حیائی ہے اور بہت برا راستہ ہے۔

حیاء احادیث کی نظر میں

حیاء عربی زبان کا لفظ ہے جو حیات سے نکلا ہے اور حیات کے معنی زندگی ہیں۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی بھی معاشرے یا فرد میں حیاء کا ہونا زندگی کی علامت ہے۔حیاء کا لفظ بہت وسیع ہے،جس کے مطالب میں عاجزی،خودداری اور عزت کو لیا جا سکتا ہے۔مومن کی زندگی میں حیاء ایک لازمی جزو ہے۔حیاء،ایمان کا حصہ ہے جس کے بغیر انسان کا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:ایمان کی ساٹھ سے اوپر کچھ شاخیں ہیں،جن میں سے ایک حیاء ہے۔

حیاء اور ایمان لازم وملزوم ہیں۔اگر حیاء انسان کے اندر سے رخصت ہوگئی تو ایمان بھی جاتا رہے گا،کیوں کہ سارے نیک اعمال کی بنیاد حیاء ہے۔

حیاء وہ خوبی ہے جو انسان کو گناہ کے راستے پر جانے سے بچاتی ہے۔یہ انسان کی زبان،اس کی نگاہوں،سماعت اور قدموں کو غلط کاموں سے روکے رکھتی ہے۔جب انسان میں حیاء نہ رہے تو وہ بے حس ہو جاتا ہے،اسے نہ تو گناہ کا احساس ہو پاتا ہے نہ اللہ کی ناراضگی کا ڈر۔اس لئے کہا گیا ہے کہ جب تم حیاء نہ کرو تو جو چاہے کرو۔حیاء نہ صرف انسان میں اللہ کا ڈر پیدا کرتی ہے بلکہ جس میں حیاء ہوتی ہے وہ لوگوں کے ساتھ معاملات میں بھی لحاظ ومروت سے کام لیتا ہے۔حیاء انسان کو بداخلاقی وبدتہذیبی سے بچاتی ہے۔

انسان میں حیاء کا ہونا مرد وزن دونوں کے لئے یکساں ضروری ہے۔اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب بھی حیاء کا لفظ ادا کیا جائے تو اس کو محض عورت سے منسوب کر دیا جاتا ہے،جب کہ قرآن مجید میں سورۃ نور میں عورتوں سے پہلے مردوں کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔اس کے ساتھ عورتوں کے لئے بھی پردے اور نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم ہے۔نگاہ کی حفاظت انسان کو باحیاء بناتی ہے۔کیوں کہ اگر نظر میلی ہوگئی تو دل بھی میلا ہوگا۔نظر کا جھکانا دل کو روشن کرتا ہے۔آنکھ میں حیاء ہوگی تو دل میں تقویٰ کی کیفیت پیدا ہوجائے گی۔جیسا کہ حیاء کا لفظ حیات سے نکلا ہے تو یہ حیات القلب یعنی دل کی زندگی کا نام ہے۔

اسلام کا مزاج شرم وحیاء کا ہے اور مغربی ثقافت کی ساری بنیاد ہی بے حیائی اور بے شرمی پر

کھڑی ہے، حیاء ہی وہ جوہر ہے جس سے محروم ہونے کے بعد انسان کا ہر قدم برائی کی طرف ہی اٹھتا ہے اور ہر گناہ کرنا آسان سے آسان تر ہو جاتا ہے۔شرم وحیاء آپ کیلئے ایسی قدرتی اور فطری ڈھال ہے جس کی پناہ میں آپ معاشرے کی تمام گندگیوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

شرم وحیاء کی اسی اہمیت کی وجہ سے قرآن مجید وحدیث میں ہمیں بار بار اس کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔اور شریعتِ اسلامی میں اس صفت کو نمایاں مقام حاصل ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمت کو اس کی نہایت تاکید فرمائی ہے۔اس سلسلہ کی چند احادیث درج ذیل ہیں

حیاء ایمان کا حصہ ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى رَجُلٍ وَ هُوَ يُعَاتِبُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ يَقُوْلُ اِنَّكَ لَتَسْتَحْيِيْ حَتّٰى كَاَنَّهٗ يَقُوْلُ قَدْ اَضَرَّ بِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَآءَ مِنَ الْاِيْمَانِ۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الحیاء)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے وہ اپنے بھائی کو حیاء کے بارے میں بارے سرزنش کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ تو اتنی شرم کرتا ہے کہ شرم نے تجھے تکلیف میں ڈال دیا ہے۔یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو کیونکہ حیاء ایمان میں سے ہے۔

اسی طرح فرمایا کہ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْحَيَآءُ مِنَ الْاِيْمَانِ وَ الْاِيْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَ الْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَ الْجَفَاءُ فِي النَّارِ۔ (سنن الترمذی ابواب البر والصلۃ الحیاء)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں لے جانے کا موجب ہے اور فحش گوئی بد خُلقی ہے اور بد خلقی دوزخ میں لے جانے کا ذریعہ ہے۔

حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّ سِتُّوْنَ شُعْبَةً وَّ الْحَيَآءُ شُعْبَةٌ

مِّنَ الْاِیْمَانِ۔ (صحیح البخاری۔ کتاب الایمان باب امور الایمان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ”ایمان کی ساٹھ سے زائد شاخیں ہیں اور حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے۔“

حیاء اور کم گوئی ایمان کا حصہ ہیں

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ الْحَیَاءُ وَ الْعَیُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَ الْبَذَاءُ وَ الْبَیَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ۔ (سنن الترمذی ابواب البر والصلۃ)

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حیاء اور کم گوئی ایمان کے دو شعبے ہیں اور فحش گوئی اور بے مہابا گفتگو نفاق کے دو اجزاء ہیں۔

اللہ تعالیٰ حیاء کو پسند فرماتا ہے

عَنْ یَعْلٰی أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ رَاٰی رَجُلًا یَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَ أَثْنٰی عَلَیْہِ وَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ حَلِیْمٌ حَیٌّ سِتِّیْرٌ یُحِبُّ الْحَیَآءَ وَ السَّتْرَ فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْتَتِرْ۔ (سنن نسائی کتاب الغسل والتیمم باب الاستتار عند الاغتسال)

حضرت یَعلٰی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو سرِ عام نہاتے ہوئے دیکھا، اس پر آپ منبر پر چڑھے۔ خدا تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور فرمایا: اللہ عزّ وجلّ حلیم ہے بہت باحیاء ہے بہت ستاری کرنے والا ہے۔ وہ حیاء کو اور ستاری کرنے کو پسند کرتا ہے پس تم میں سے جب کوئی نہائے تو پردہ کر کے نہایا کرے۔

حیاء کا نتیجہ خیر ہی خیر ہوتا ہے

عَنْ اَبِی السَّوَّارِ الْعَدَوِیِّ قَالَ سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلْحَیَآءُ لَایَاْتِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ فَقَالَ بُشَیْرُ بْنُ کَعْبٍ مَکْتُوْبٌ فِی الْحِکْمَۃِ اِنَّ مِنَ الْحَیَآءِ وَقَارًا وَاِنَّ مِنَ الْحَیَآءِ سَکِیْنَۃً فَقَالَ لَہٗ عِمْرَانُ اُحَدِّثُکَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَ تُحَدِّثُنِیْ عَنْ صَحِیْفَتِکَ۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب باب الحیآء)

ابوسوّار عدوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمران بن حُصَین ؓ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: شرم وحیاء کا نتیجہ ہمیشہ خیر ہوتا ہے۔ یہ حدیث سن کر بُشَیر بن کعب نے کہا'' کِتَابُ الْحِکْمَة ''میں ہے کہ وقار اور سکینت حیاء کا حصہ ہیں۔ اس پر عمران نے انہیں کہا میں تمہیں آنحضرت ﷺ کی باتیں بتاتا ہوں اور تم مجھے اپنی کتاب کی باتیں سنانے لگے ہو۔

حیاء ہر چیز کو سنوارتی ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا کَانَ الْفُحْشُ فِیْ شَیْئٍ اِلَّا شَانَہٗ وَمَا کَانَ الْحَیَآءُ فِیْ شَیْئٍ اِلَّا زَانَہٗ۔ (ترمذی' ابواب البر والصلة باب ماجاء فی الفُحش)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فحش جس چیز میں بھی ہو اس کو بدصورت کر دیتی ہے اور حیاء جس چیز میں بھی ہو اس کو مزیّن کر دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنا زیادہ ضروری ہے

حیاء ایسا وصف ہے جسے خود مالک وخالق کائنات نے بھی اختیار فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں جا بجا اس کا تذکرہ ہے اور احادیث میں بھی اللہ کے اس وصف کو بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں درج ہے کہ

حَدَّثَنَا بَھْزُبْنُ حَکِیْمٍ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِیْ مِنْھَا وَ مَا نَذَرُ قَالَ احْفَظْ عَوْرَتَکَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِکَ اَوْ مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ فَقَالَ الرَّجُلُ یَکُوْنُ مَعَ الرَّجُلِ قَالَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَّا یَرَاھَا اَحَدٌ فَافْعَلْ قُلْتُ وَ الرَّجُلُ یَکُوْنُ خَالِیًا قَالَ فَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ یُسْتَحْیَا مِنْہُ۔

(سنن الترمذی' ابواب الادب باب ماجاء فی حفظ العورة)

ہمیں بَھز بن حکیم نے بتایا کہ میرے والد نے میرے دادا کے حوالہ سے روایت بیان کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے پوشیدہ اعضاء کے بارے میں دریافت کیا' حضورؐ نے فرمایا سوائے اپنی بیوی یا اپنی لونڈی کے کسی پر ظاہر نہ کرو اس پر انہوں نے کہا کہ بعض دفعہ ہم مرد ہی

اکیلے ہوتے ہیں تو اس صورت میں کیا کریں، فرمایا: تو کوشش کر کہ تیرے پوشیدہ اعضاء کوئی نہ دیکھے، میں نے کہا اگر کوئی آدمی تنہا ہو تو کیا کرے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے حیاء کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا: ''عزت اور جلال والے خدا کے آگے جب کوئی بندہ ہاتھ پھیلا کر کچھ بھلائی مانگتا ہے تو وہ اس کو نامراد لوٹاتے ہوئے شرماتا ہے۔'' (بیہقی)

اللہ کے لئے حیاء کے معنی

سید سلمان ندویؒ، سیرت النبیؐ جلد ششم میں رقمطراز ہیں کہ ''اللہ کے لئے حیاء کے معنی وہی ہوں گے جو اس کی ذات اقدس کے لائق ہیں مثلاً یہ کہ وہ اپنے بدکار بندوں کو برائی کرتے دیکھتا ہے لیکن ان کو پکڑتا نہیں اور اس کے آگے جو ہاتھ پھیلاتا ہے اس کو نامراد لوٹاتا نہیں۔'' (صفحہ 383)

اللہ کی حیاء مثبت حیاء ہے اور اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسۡتَحۡیٖۤ اَنۡ یَّضۡرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوۡضَۃً (سورۃ البقرہ آیت 26)

اللہ حق کے اظہار سے نہیں شرماتا چاہے مچھر کی مثال ہی کیوں نہ ہو۔

فرمان نبوی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسۡتَحۡیٖ مِنَ الۡحَقِّ (المسند للإمام أحمد۔ جلد 19 صفحہ 655)

حدیث ہے کہ اللہ سب سے زیادہ غیرت مند ہے اور اسی لئے اس نے بدکاریوں کو حرام کیا ہے۔

غور کیا جائے تو حیاء کی یہی صفات مسلمان مردوں میں بدرجہ اتم موجود ہونا ضروری ہیں مثلاً اعلیٰ ظرفی، حق کے لئے جری و بے باک ہونا، بدکاریوں اور برائیوں کے سدباب کے لئے کمربستہ ہونے والے۔ وغیرہ۔

قارئین کرام! اسلامی شریعت میں حیاء سے مراد محض انسانوں سے حیاء نہیں بلکہ اسلام اپنے ماننے والوں کو اس اللہ علیم و خبیر سے بھی شرم کرنے کی تلقین کرتا ہے جو ظاہر و پوشیدہ، حاضر و غائب ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔ اس سے شرم کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ جو فعل بھی اس کی نظر میں برا ہو اُسے کسی بھی حال میں ہرگز ہرگز نہ کیا جائے اور اپنے تمام اعضاء و جوارح کو اس کا پابند بنایا جائے کہ ان سے کسی بھی ایسے کام کا صُدور نہ ہو جو اللہ تعالیٰ سے شرمانے کے تقاضے کے خلاف ہو۔ اس سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو واضح ہدایت فرمائی ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے خطاب کرتے ہوئے ارشادفرمایا

اِسْتَحْیُوْا مِنَ اللّٰہِ حَقُّ اَلْحَیَاءِ قَالُوْا اِنَّا نَسْتَحْیِی مِنَ اللہَ یَا نَبِیُ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ قَالَ لَیْسَ ذٰلِكَ وَلٰکِنْ من استحی مِنَ اللّٰہِ حَقُّ اَلْحَیَاءُ فَلْیَحْفِظ الرَّاسُ وَ مَا وَعیٰ وَلْیَحْفِظُ الْبَطْنُ وَمَا حَوٰی وَلْیَذْ کَرُ الْمُوتَ وَالْبَلٰی وَ مِنْ اَرَادَ الَا خِرَۃَ تَرَكَ زِیْنَۃُ الدُّنْیَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ اِسْتَحیٰ مِنَ اللہِ حَقُّ الْحَیَاءِ (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے اتنی شرم کروجتنی اُس سے شرم کرنے کا حق ہے۔صحابہ نے عرض کیا تمام تعریف اللہ کے لئے ہے۔اے اللہ کے نبی! ہم اللہ سے شرم تو کرتے ہیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : یہ مرادنہیں بلکہ جوشخص اللہ سے شرمانے کے حق کوادا کرے گا تو (اسے تین کام کرنے ہوں گے) اول یہ کہ اپنے سر کی حفاظت کرے اوراس چیز کی جس کوسر نے جمع کیا اور (دوسرے یہ کہ) پیٹ کی حفاظت کرے اوراس چیز کی جو پیٹ سے لگی ہوئی ہے اور (تیسرے یہ کہ) موت کواورموت کے بعد کے حالات کو یاد کرے اور (خلاصہ یہ ہے کہ) جوشخص آخرت کا ارادہ کرے وہ دنیا کی زیب و زینت چھوڑ دے پس جو ایسا کرے گا تو وہ اللہ سے حیاء کرنے کا حق ادا کرے گا۔)

حیاء کی تعریف

عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ اِسْتَحْیُوْا مِنَ اللہِ حَقَّ الْحَیَآءِ قَالَ قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللہِ اِنَّا نَسْتَحْیِیْ وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ قَالَ لَیْسَ ذَاكَ وَ لٰکِنَّ الْاِسْتِحْیَآءُ مِنَ اللہِ حَقَّ الْحَیَآءِ اَنْ تَحْفَظَ الرَّاْسَ وَ مَا وَعٰی وَ الْبَطْنَ وَ مَا حَوٰی وَ لْتَذْ کُرِ الْمَوْتَ وَ الْبَلٰی وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَۃَ تَرَكَ زِیْنَۃَ الدُّنْیَا فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدِ اسْتِحْیَا مِنَ اللہِ حَقَّ الْحَیَآءِ۔

(سنن الترمذی ابواب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع، باب ماجآء فی صفۃ اوانی الحوض)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ سے ویسے حیاء کرو جیسے اس سے حیاء کرنے کا حق ہے۔" ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کی یارسول اللہ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہم اللہ تعالیٰ سے حیاء تو کرتے ہیں۔آپ ؐ نے فرمایا میری مراد یہ نہیں بلکہ میری مراد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے حیاء کا حق ادا کرنا یہ ہے کہ تو اپنے سر اوراس سے ملحقہ اعضاء کومحفوظ

رکھے اور اپنے پیٹ اور اس سے ملحقہ اعضاء کو محفوظ رکھے اور موت اور آزمائش کو ضرور یاد رکھے اور جو طالبِ آخرت ہو وہ دنیوی زینت کو ترک کر دیتا ہے اور جو بھی یہ امور بجا لاتا ہے وہ خدا تعالیٰ سے حیاء کا حق ادا کرتا ہے۔

حیاء کرنے والے سے اللہ تعالیٰ کا سلوک

عَنْ اَبِیْ وَاقِدٍ اللَّیْثِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ بَیْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهٗ اِذْ اَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَاَقْبَلَ اثْنَانِ اِلٰی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَذَهَبَ وَاحِدٌ فَلَمَّا وَقَفَا عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ سَلَّمَا فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰی فُرْجَةً فِی الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِیْهَا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاَوٰی اِلَی اللهِ فَاٰوَاهُ اللهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْیَا فَاسْتَحْیَا اللهُ مِنْهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللهُ عَنْهُ۔

(ترمذی ابواب الاستئذان باب فی الثلاثۃ الذین اقبلوا فی مجلس النبی ﷺ وحدیث جلوسہم فی المجلس حیث انتھوا)

ابوواقد لَیثی روایت کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ مسجد میں لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے۔ تین اشخاص آئے۔ دو تو حضور ﷺ کی طرف بڑھے جب کہ ایک واپس مڑ گیا۔ وہ دونوں کھڑے رہے اور آنحضور ﷺ کو سلام عرض کیا۔ ان میں سے ایک نے لوگوں کے حلقہ میں خالی جگہ دیکھی تو وہاں بیٹھ گیا۔ دوسرا شخص لوگوں کے پیچھے آخر پر بیٹھ گیا۔ تیسرا پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ سلسلہ کلام سے فارغ ہوئے تو فرمایا: کیا میں تمہیں تین اشخاص کے بارے میں نہ بتاؤں۔ ان میں سے ایک نے اللہ کی پناہ چاہی تو خدا تعالیٰ نے اس کو اپنی پناہ سے نوازا۔ دوسرے نے حیاء کی تو خدا تعالیٰ نے اس کی حیاء کی لاج رکھی۔ تیسرے نے منہ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اُس سے اعراض فرمایا۔

جب اللہ تعالیٰ کسی کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس سے حیاء چھین لیتا ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا اَرَادَ اَنْ یُّهْلِكَ عَبْدًا نَزَعَ مِنْهُ الْحَیَاءَ

فَإِذَا نَزَعَ مِنْهُ الْحَيَاءَ لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا مُقِيتًا مُمَقَّتًا فَإِذَا لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا مُقِيتًا مُمَقَّتًا نُزِعَتْ مِنْهُ الْأَمَانَةَ فَإِذَا نُزِعَتْ مِنْهُ الْأَمَانَةُ لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا خَائِنًا مُخَوَّنًا فَإِذَا لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا خَائِنًا مُخَوَّنًا نُزِعَتْ مِنْهُ الرَّحْمَةُ فَإِذَا نُزِعَتْ مِنْهُ الرَّحْمَةُ لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا رَجِيمًا مُلَعَّنًا فَإِذَا لَمْ تَلْقَهُ إِلَّا رَجِيمًا مُلَعَّنًا نُزِعَتْ مِنْهُ رِبْقَةُ الْإِسْلَامِ۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب ذھاب الامانۃ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ عزَّ وجلَّ جب کسی شخص کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمالیتا ہے تو اس سے حیاء چھین لیتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ اس سے حیاء چھین لیتا ہے تو تُو اسے انتہائی ناپسندیدہ شخص پائے گا۔ اور جب تُو اسے ناپسندیدہ شخص پائے تو اس سے امانت بھی چھین لی جائے گی۔ اور جب اس سے امانت چھن جائے گی تو تُو اسے انتہائی بددیانت اور خائن پائے گا۔ اور جب وہ انتہائی بددیانت اور خائن ہوجائے گا تو پھر اس سے رحمت بھی چھین لی جاتی ہے۔ اور جب اس سے رحمت چھن جاتی ہے تو تُو اسے ملعون اور دھتکارا ہوا پائے گا اور جب وہ ملعون اور دھتکارا ہوا ہوجائے گا تو وہ اسلام کے دائرے سے بھی نکل جائے گا۔

''بے حیاء باش وہرچہ خواہی کن'' (یعنی بے شرم ہوجا اور جو چاہے کر)

عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ عُقْبَةُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ۔

(صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء)

ہمیں ابومسعود عُقبہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو جو کلام نبوت پہنچا ہے اس میں یہ بھی ہے ''إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ'' کہ اگر تو حیاء سے کام نہیں لیتا تو جو چاہے کر۔

حیاء سنت مرسلین میں سے ہے۔

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ الْحَيَاءُ وَالتَّعَطُّرُ

وَالسِّوَاكُ وَالنِّكَاحُ۔(سنن الترمذی ابواب النکاح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء کی سنت میں سے یہ چار چیزیں ہیں۔حیاء،عطر لگانا،مسواک کرنا اور نکاح کرنا۔

قرآن مجید حیاء کے متعلق ایک خوبصورت واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہے،جس سے مسلمان عورت کو یہ سبق بھی ملتا ہے کہ وہ کس طرح اپنے گھر سے نکلے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک عظیم پیغمبر تھے، جو اللہ تعالیٰ سے براہ راست ہم کلام ہوئے۔ ایک مرتبہ سفر میں تھے گرمی کا موسم تھا پاؤں ننگے تھے۔سفر کی تھکاوٹ اور پیدل چل چل کر پاؤں میں چھالے پڑ چکے ہیں، ذرا آرام کرنے کے لئے ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے۔کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ فاصلے پر ایک کنواں ہے وہاں کچھ نوجوان اپنی بکریوں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان سے کچھ فاصلے پر باحیاء دو لڑکیاں کھڑی ہیں۔جب آپ نے ان کو دیکھا تو حیرانگی کی انتہا نہ رہی کہ یہ دونوں لڑکیاں اس جنگل میں کیوں کھڑی ہیں اور کس کا انتظار کر رہی ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب وجہ دریافت کی تو پتہ چلا کہ ان کا کوئی بھائی نہیں، باپ بوڑھا ہے وہ اس قابل نہیں کہ چل پھر سکے اور وہ دونوں اپنی بکریوں کو پانی پلانے کے لئے آئی ہیں کہ جب تمام لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے جائیں گے تو آخر میں یہ اپنی بکریوں کو پانی پلائیں گی۔حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کی بات سننے کے بعد آگے بڑھے اور خود پانی کنوئیں سے نکالا اور ان کی بکریوں کو پلا دیا۔لڑکیاں جب خلاف معمول جلدی گھر پہنچیں تو باپ نے جلدی آنے کی وجہ پوچھی تو دونوں نے باپ کو پوری حقیقت سے آگاہ کر دیا۔باپ خود بھی پیغمبر تھے فرمایا کہ جاؤ اس نوجوان کو بلا کر لاؤ تا کہ ہم اس کو پورا پورا بدلہ دیں۔اب ایک لڑکی جب موسیٰ علیہ السلام کو بلانے آئی تو وہ کس طرح آئی، اس کا انداز کیا تھا۔ قرآن مجید نے اس کے چلنے کا انداز جو کہ شرم وحیاء سے لبریز تھا(سورۃ القصص آیت 26) میں اس طرح بیان کیا ہے کہ

ترجمہ: پھر آئی ان دونوں میں سے ایک،شرم وحیاء سے چلتی ہوئی۔وہ کہنے لگی کہ میرا باپ آپ کو بلاتا ہے تا کہ وہ بدلہ دے جو آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے آئی۔شرم وحیاء کا دامن نہیں چھوڑا نگاہ نیچے تھی۔بات بھی شرما کر زیادہ کھل کر نہیں کی۔اللہ تعالیٰ کو اس کی حیاء اس قدر پسند آئی کہ اس حیاء کو قرآن مجید بنا کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کر دیا تاکہ پوری امت کی عورتوں کو پتہ چل جائے کہ جب وہ گھروں سے نکلیں تو شرم وحیاء سے عاری لوگوں کی طرح گردن اٹھا کر نہ چلیں بلکہ دھیمی چال سے کہ شرافت اور حیاء ان سے واضح نظر آئے۔جس طرح شعیب علیہ السلام کی بیٹی شرم وحیاء سے چلتی ہوئی آئی۔

حیاء اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کنواری پردہ نشین لڑکیوں سے زیادہ حیادار تھے۔چنانچہ صحیح بخاری شریف میں یہ حدیث درج ہے کہ

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اَشَدُّ حَیَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِھَا فَاِذَا رَاٰی شَیْئًا یُّکْرِھُهٗ عَرَفْنَاهُ فِیْ وَجْھِهٖ۔

(صحیح البخاری کتاب الادب باب الحیاء)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس باکرہ لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے جو پردہ میں رہتی ہے۔اور جب آپ کسی ایسی چیز کو دیکھتے جو آپ کو ناپسند ہوتی تو ہم آپ کے چہرہ سے ہی اس بات کو جان لیتے تھے۔

حدیثوں میں ہے کہ شرم وحیاء کا اثر آپؐ کی ایک ایک ادا سے ظاہر ہوتا تھا۔کبھی کسی کے ساتھ بدزبانی نہیں کی، بازاروں میں جاتے تو چپ چاپ گزر جاتے۔تبسم کے سوا کبھی لب مبارک خندہ و قہقے سے آشنا نہ ہوئے۔

بھری محفل میں کوئی بات ناگوار ہوتی تو لحاظ کی وجہ سے زبان سے کچھ نہ فرماتے۔چہرہ کے اثر سے ظاہر ہوتا اور صحابہ متنبہ ہوجاتے۔آپؐ کو کعبہ کے گرد برہنہ طواف سخت ناپسند تھا، حمام میں برہنہ نہانے سے سختی سے منع فرمایا، عورتوں کے حمام میں جانے پر پابندی لگائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ رفع حاجت کے لئے اس قدر دور نکل جاتے کہ آنکھوں سے

اوجھل ہو جاتے۔ مکہ معظّمہ میں جب تک قیام تھا حدودحرم سے باہر نکل جاتے جس کا فاصلہ مکہ معظّمہ سے کم ازکم تین میل تھا۔(سیرت النبیؐ جلددوم سید سلمان ندوی صفحہ 15)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچپن میں ہی بہت حیادار تھے۔مشہور واقعہ ہے کہ تعمیر کعبہ کے وقت اینٹیں اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔اپنے چچا عباسؓ کے کہنے پر تہبند اتار کر کندھے پر رکھنا چاہا تو حیاء کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے۔ہوش آیا تو زبان پر تھا میرا تہبند، میرا تہبند۔(صحیح البخاری)

بعض مواقع پر آپؐ کو صحابہ کرام کے کسی عمل سے تکلیف ہوتی تھی لیکن آپؐ حیاء کی وجہ سے خاموش رہتے۔ جیسے حضرت زینبؓ کے ولیمہ کے روز صحابہ دیر تک بیٹھے رہے، آپؐ کو ناگوار محسوس ہوتا رہا لیکن منع نہ فرمایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے خصوصی حکم نازل فرما کر ان امور سے منع فرمایا۔

حیاءاور صحابہ کرامؓ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ جلیل القدر بزرگ تھے جن کی تربیت وحی الٰہی کی روشنی میں خود نبی کریمؐ نے کی۔ان کے فطری اوصاف کو پروان چڑھایا، ان کی موروثی صفات کو صحیح رخ دیا اور تاریخ کے بہترین انسان بنا کر اٹھا کھڑا کیا۔

خلفائے راشدین میں حضرت عثمانؓ سب سے زیادہ حیادار تھے اور نبی کریمؐ بھی ان کی اس صفت کا لحاظ رکھتے تھے۔ باقی صحابہ کرام کے سامنے اگر کبھی پنڈلیاں کھول کر بیٹھ جاتے تھے تو حضرت عثمان کی آمد پر ڈھانپ لیتے تھے کہ ان کی حیاء پسند طبیعت پر یہ ناگوار نہ گزرے۔

حضرت عمرؓ کی حیاء غیرتِ مردانہ کا روپ رکھتی تھی۔ اللہ کے دین کے بارے میں وہ بہت باغیرت تھے اور بے شمار تاریخی واقعات ہیں کہ جب انہوں نے چاہا کہ کسی دشمن خدا کی گردن تن سے جدا کر دیں اور رسولؐ کے حلم نے اس سے روکا۔

پردہ کے احکام آنے سے قبل حضرت عمر کئی مرتبہ نبی کریمؐ سے اس بات کا اظہار کر چکے تھے کہ آپؐ کے گھر میں ہر طرح کے لوگ آتے ہیں بہتر ہے کہ امہات المومنین پردہ کیا کریں۔ پردے کے بغیر کوئی عورت پہچان لی جاتی تو ان کو ناگوار ہوتا۔ سورہ نور میں جب زنا اور قذف کے احکام نازل ہوئے اور چار گواہوں کی پابندی عائد کی گئی تو حضرت سعد بن عبادہؓ نے اس پر قدرے

گرمجوشی کا اظہار کیا کہ مرد اگر اپنی بیوی کو غلط کاری کرتے دیکھے تو چار گواہ لانے تک تو کام تمام ہوجائے گا۔ یہ کیسا قانون ہے؟ نبی کریمؐ نے اس تبصرے پر ناگواری کا اظہار فرمایا تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ سعد بن عبادہؓ کے بارے میں جلدی نہ فرمائیے یہ بہت غیرت مند ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے حیاء اور غیرت کا صحیح مفہوم سمجھا۔ ان کی حیاء نے انہیں ہر طرح کی بے حیائی، فحاشی اور عریانی سے روکے رکھا۔ معاشرے کو پاکیزہ رکھا۔ حیاء نے ان کو ایک دوسرے پر ہر طرح کی دست درازی سے روکے رکھا۔ وہ احسان کی قدر کرنے والے، سائلین کو نہ لوٹانے والے تھے۔ وہ اتنے غیرت مند تھے کہ معاشرے میں کسی کو کھلے عام گناہ کرنے کی جرات نہ ہوتی تھی۔ لیکن ان کی حیاء اسلامی حیاء تھی اس میں کمزوری اور بزدلی کا عنصر شامل نہ تھا کہ وہ حق بات کرنے سے شرما جائیں۔ کافروں کے سامنے کلمہ حق نہ کہہ سکیں۔ جابر و ظالم حکمرانوں کے سامنے اللہ کی کبریائی نہ بیان کرسکیں۔ ظالموں کو ظلم سے روکنے میں کوئی چیز مانع نہ ہوتی تھی۔ اللہ کے دین کے دفاع میں وہ بہت غیرت مند تھے۔ صحابہ کرامؓ کو حیاء نے ان مواقع پر بھی دلیر بے جھجک اور آزاد بنادیا تھا جہاں دین سیکھنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ صحابیات بھی سوال کرنے سے نہ شرماتیں اور احسن طریقے سے سوال کرتیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ''انصار کی عورتیں کس قدر اچھی عورتیں تھیں کہ دین کا علم حاصل کرنے سے ان کو حیاء نہیں روکتی تھی۔'' (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ)

اس دور کی مسلمان عورتیں بھی حیاء میں مثالی تھیں اور مسلمان مرد بھی بدرجہ اتم اس صفت سے متصف تھے۔ سب اللہ سے بھی حیاء کرتے تھے اور ہر طرح کی نافرمانی اور فحاشی سے اجتناب کرتے تھے اور آپس میں بھی حیاء کرتے تھے۔ مردوں میں غیرت بدرجہ اتم تھی جو حیاء کا مظہر ہے۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ مسلم معاشرے میں کوئی بہن، بیٹی، بیوی اور کوئی عورت بے حیائی کے ساتھ باہر نکلنے کی جرأت نہ کرسکتی تھی اور حضرت عمرؓ اور سعد بن عبادہؓ جیسے جری اور غیرت مند انسان معاشرے میں حیاء کی ترویج کے لئے موجود ہوتے تھے۔

قرآن مجید وحدیث کی روشنی میں اوپر بیان کی گئیں چند آیات اور احادیث کے مطالعے سے

ہمیں پتہ چلتا ہے کہ اسلام نے شرم وحیاء پر کتنا زیادہ زور دیا ہے اور اس کی اتنی زیادہ اہمیت ہے کہ اسے ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔

شرم وحیاء ایمانی زیور ہے لیکن آج کل کے دور میں شرم وحیاء، عفت وعصمت کا جنازہ نکل چکا ہے۔ آج حیاء ایک عیب بن کر رہ گیا ہے۔ مغربی تہذیب نے دنیا کو بے شرم اور بے حیاء بنا دیا ہے۔ آج اگر ہم اپنے معاشرے میں نظر دوڑائیں تو ہر طرف بیہودہ تصویریں نظر آتی ہیں۔ مغربی میڈیا ہر جگہ عورت کی تصویر کو نمائش بنا کر پیش کر رہا ہے، آپ کو مختلف چوکوں اور چوراہوں پر ایسے سائن بورڈ نظر آئیں گے جہاں عورت کی تصویر ذریعہ اشتہار برائے کمائی نظر آئے گی، عورت کی اس حالت کو دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے: پھر افسوس ہے کہ بے وقوف لوگ اسی کو آزادیٔ نسواں اور حقوقِ نسواں کا نام دیتے ہیں۔

اخلاقی زوال کے ایسے پُرآشوب زمانہ میں انسان کو پھر دوبارہ اسلام کی حقیقی اخلاقی وروحانی تعلیم سے واقف وآراستہ کرانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے موعود امام مہدی کو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی صورت میں مبعوث فرمایا۔ آپ نے اور آپ کے بعد قائم شدہ خلافت حقہ اسلامیہ نے دوبارہ اُن گم گشتہ اسلامی قدروں کو دلوں میں قائم فرمایا جو کہ اسلام کا خاصہ عظیم ہیں۔ چنانچہ حیاء کے حوالہ سے آپ علیہ السلام اور آپ کے خلفائے کرام کے چند اقتباسات پیش ہیں۔

حیاء وشرم کے بارے میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

شرم کے ذکر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ

''ایک شرم انسان کو دوزخ میں لے جاتی ہے اور ایک شرم جنت میں لے جاتی ہے۔ جو شخص شرم کی وجہ سے اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھاتا اس کے لئے شرم دوزخ ہے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 346 مطبوعہ ربوہ سن اشاعت 2016ء)

''ولدالزنا میں حیاء کا مادہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے نکاح کی بہت تاکید فرمائی ہے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 341 مطبوعہ ربوہ سن اشاعت 2016ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں حیاء کی انتہاء

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

''خاکسار ایک لمبے عرصے تک حضرت اقدس علیہ السلام کی صحبت میں رہا اور خَلوت و جَلوت میں آپ کے پاس رہنے کا بِالْاِلْتِزَام اتفاق رہا۔ یہی آپ کی عادت شریف دیکھی کہ بایاں ہاتھ اپنے چہرہ مبارک پر رکھ کر بیٹھتے۔ کبھی آنکھ ملا کر کسی سے بات نہ کرتے۔ اگر ہمارا مُنہ کسی اور طرف یا نیچے اوپر ہوتا تو آپ ہماری طرف دیکھتے تو فوراً آنکھ نیچی کر لیتے۔ آپ میں ایسی شرم تھی جیسے کنواری لڑکیوں میں ہوتی ہے۔'' (تذکرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ 299 ایڈیشن جون 1915ء)

نیک عورتیں حیادر ہوتی ہیں

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حیاء کے حوالہ سے احمدی مستورات کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''اب پردہ بھی ایک اسلامی حکم ہے قرآنِ کریم میں بڑی وضاحت کے ساتھ اس کا ذکر ہے۔ نیک عورتوں کی نشانی یہ بتائی گئی ہے کہ وہ حیادار اور حیاء پر قائم رہنے والی ہوتی ہیں، حیاء کو قائم رکھنے والی ہوتی ہیں۔ اگر کام کی وجہ سے آپ اپنی حیاء کے لباس اُتارتی ہیں تو قرآنِ کریم کے حکم کی خلاف ورزی کرتی ہیں۔ اگر کسی جگہ کسی ملازمت میں یہ مجبوری ہے کہ جینز اور بلاؤز پہن کر سکارف کے بغیر ٹوپی پہن کر کام کرنا ہے تو احمدی عورت کو یہ کام نہیں کرنا چاہئے۔ جس لباس سے آپ کے ایمان پر زد آتی ہو اُس کام کو آپ کو لعنت بھیجتے ہوئے ردّ کر دینا چاہیے کیونکہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔ اگر آپ پیسے کمانے کے لئے ایسا لباس پہن کر کام کریں جس سے آپ کے پردے پر حرف آتا ہو تو یہ کام اللہ تعالیٰ کو آپ کا متولّی بننے سے روک رہا ہے۔ یہ کام جو ہے اللہ تعالیٰ کو آپ کا دوست بننے سے، آپ کی ضروریات پوری کرنے سے روک رہا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ایمان والوں کی ضروریات پوری کرتا ہے، تقویٰ پر چلنے والوں کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ کوئی بھی صالح عورت یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ اس کا ننگ ظاہر ہو یا جسم کے اُن حصوں کی نمائش ہو جن کو چھپانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

پس آپ کو اس مغربی معاشرے میں رہتے ہوئے جہاں اپنی اور اپنی نسلوں کی حفاظت کے لئے اور بھی بہت سے مجاہدے کرنے ہیں وہاں پردے کا مجاہدہ بھی کریں کیونکہ آج جب آپ پردے سے آزاد ہوں گی تو اگلی نسلیں اُس سے بھی آگے قدم بڑھائیں گی۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

''یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں۔لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں ۔یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا اُن کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔''

آپ ان ملکوں میں رہتے ہیں، دیکھ لیں اس آزادی کی وجہ سے کیا اُن کے اخلاق کے اعلیٰ معیار قائم ہیں؟ پھر فرمایا:

''اگر اس کی آزادی اور بے پردگی سے اُن کی عفت اور پاک دامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں۔''

آپ یہاں رہ رہے ہیں، حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اگر اس آزادی سے اور بے پردگی سے تمہارے خیال میں یہاں مغربی ملکوں کی عورتیں بہت زیادہ پاک ہوگئی ہیں، اللہ والی ہوگئی ہیں تو ہم مان لیتے ہیں کہ ہم غلطی پر ہیں۔لیکن فرمایا کہ

''لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو ان کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بدنظری ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصّہ ہے۔ پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہوگا''۔

فرمایا کہ جب پردہ ہوتا ہے تو وہاں بھی بعض دفعہ ایسی باتیں ہو جاتی ہیں لیکن جب آزادی ملے گی تو پھر تو کھلی چھٹی مل جائے گی۔ پھر فرماتے ہیں کہ:

''مردوں کی حالت کا اندازہ کرو کہ وہ کس طرح بے لگام گھوڑے کی طرح ہو گئے ہیں۔ نہ خدا کا خوف رہا ہے نہ آخرت کا یقین ہے۔ دنیاوی لذّات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ پس سب سے اوّل

ضروری ہے کہ اس آزادی اور بے پردگی سے پہلے مردوں کی اخلاقی حالت درست کرو"۔

اگر تمہارے خیال میں تم پاک دامن ہو بھی تو یہ ضمانت تم کہاں سے دے سکتی ہو کہ مردوں کی اخلاقی حالت بھی درست ہے۔ اپنے پردے اتارنے سے پہلے مردوں کے اخلاق کو درست کرلو، گارنٹی لے لو کہ ان کے اخلاق درست ہو گئے ہیں پھر ٹھیک ہے پردے اتاردو۔

"اگر یہ درست ہو جاوے اور مردوں میں کم از کم اس قدر قوت ہو کہ وہ اپنے نفسانی جذبات کے مغلوب نہ ہو سکیں تو اُس وقت اس بحث کو چھیڑو کہ آیا پردہ ضروری ہے کہ نہیں۔ ورنہ موجودہ حالت میں اس بات پر زور دینا کہ آزادی اور بے پردگی ہو گویا بکریوں کو شیروں کے آگے رکھ دینا ہے۔......"

ایک جگہ آپ نے فرمایا ہے کہ "بے پردہ ہو کر مردوں کے سامنے جانا اسی طرح ہے جس طرح کسی بھوکے کُتے کے سامنے نرم نرم روٹیاں رکھ دی جائیں۔"

تو یہاں تک آپ نے الفاظ فرمائے ہوئے ہیں۔

فرمایا کہ: "کم از کم اپنے کانشنس (Conscience) سے ہی کام لیں کہ آیا مردوں کی حالت ایسی اصلاح شدہ ہے کہ عورتوں کو بے پردہ اُن کے سامنے رکھا جاوے۔ قرآن شریف نے جو کہ انسان کی فطرت کے تقاضوں اور کمزوریوں کو مدِ نظر رکھ کر حسبِ حال تعلیم دیتا ہے کیا عمدہ مسلک اختیار کیا ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ۔

(سورۃ النور آیت:31)

کہ تو ایمان والوں کو کہہ دے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں۔ یہ وہ عمل ہے جس سے اُن کے نفوس کا تزکیہ ہوگا"۔ فرمایا کہ:

"فروج سے مُراد شرمگاہ ہی نہیں بلکہ ہر ایک سوراخ جس میں کان وغیرہ بھی شامل ہیں اور اس میں اس امر کی مخالفت کی گئی ہے کہ غیر محرم عورت کا راگ وغیرہ سُنا جاوے۔ پھر یاد رکھو کہ ہزار در ہزار تجارب سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جن باتوں سے اللہ تعالیٰ روکتا ہے آخر کار انسان کو اُن سے رُکنا ہی پڑتا ہے......اس لئے ضروری ہے کہ مرد اور عورت کے تعلقات میں حد درجہ کی آزادی

وغیرہ کو ہرگز نہ دخل دیا جاوے‘‘۔

(ملفوظات جلد 4،صفحہ 105 دوسرا ایڈیشن ربوہ سن اشاعت.1960ء)

پس یہ باتیں جو مَیں زور دے کر کہہ رہا ہوں یہ میری باتیں نہیں ہیں۔ یہ اس زمانے کے حَکم اور عدل کی باتیں ہیں جن کی باتیں ماننے کا آنحضرتؐ نے حکم دیا تھا۔ یہ باتیں آنحضرتؐ کی باتیں ہیں، یہ باتیں قرآن کریم کی باتیں ہیں، یہ خدا کا کلام ہے۔

اپنے لباس میں اور اپنے آپ پر حیاء طاری رکھیں

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ جو ہمیں نصیحت کی ہے اگر اُن کی جماعت میں شامل رہنا ہے تو پھر ان کی بات مان کر ہی رہا جاسکتا ہے۔ پس اپنے لباس ایسے رکھیں اور اپنے اوپر ایسی حیاء طاری رکھیں کہ کسی کو جُرأت نہ ہو۔ احمدی لڑکی کے مقام کو پہچانیں۔ مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آتی کہ پاکستان سے جو عورتیں اور بچیاں آتی ہیں انہوں نے پاکستان میں، بڑی عمر میں برقعہ پہنا ہوتا ہے نقاب کا پردہ کرتی ہوئی آتی ہیں، وہ یہاں آکر اپنے نقاب کیوں اُتار دیتی ہیں۔ یہاں پلی بڑھی جو بچیاں ہیں اُن کے بارے میں تو کہا جاسکتا ہے کہ اُس ماحول میں پڑھی ہیں جہاں سکارف لینے کی عادت نہیں رہی ہے۔ ان کو ماں باپ نے عادت نہیں ڈالی یہ بھی غلط کیا۔ لیکن بہرحال جن بچیوں کو یہاں سکارف لینے کی عادت پڑ گئی وہ ٹھیک ہے سکارف لیتی رہیں۔ لیکن جو نقاب لیتی ہوئی آئی ہیں وہ کیوں اُتار دیتی ہیں۔ جہاں تک پردے کا سوال ہے اگر میک اپ میں نہیں ہیں، اچھی طرح سکارف اگر باندھا ہوا ہے، لباس پر لمبا کوٹ پہنا ہوا ہے تو پھر ٹھیک ہے تاکہ آپ کا ننگ ظاہر نہ ہو، اس طرح اظہار نہ ہو جو کسی بھی قسم کی ایٹرکشن (Attraction) کا باعث ہو۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نصیحت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ:

’’تقویٰ اختیار کرو۔ دنیا سے اور اُس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ۔ قومی فخر مت کرو۔ کسی عورت سے ٹھٹھا ہنسی مت کرو۔ خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو اُن کی حیثیت سے باہر ہیں۔ کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاک دامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔ خدا کے فرائض نماز

زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو۔ اپنے خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو۔ بہت سا حصہ ان کی عزّت کا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ سوتم اپنی اس ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات اور قانتات میں گنی جاؤ۔ اسراف نہ کرو''۔ یعنی کہ بلا وجہ پیسے خرچ نہ کرو۔ ''اور خاوندوں کے مالوں کو بے جا طور پر خرچ نہ کرو، خیانت نہ کرو، چوری نہ کرو، گلہ نہ کرو، ایک عورت دوسری عورت یا مرد پر بہتان نہ لگاوے''۔ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ 81)

(جلسہ سالانہ کینیڈا 2005 کے موقع پر مستورات سے خطاب مطبوعہ روزنامہ الفضل ربوہ 16/اپریل 2007)

عورت کیلئے پردے کا حکم ہے کہ معاشرے میں اس کی حیاء قائم رہے

اسی طرح سے ایک اور مقام پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ یہ حکم سات سو ہیں۔ پس ایک احمدی کو احمدیت قبول کرنے کے بعد ڈرتے ڈرتے اپنی زندگی گزارنی چاہئے کہ کہیں کسی حکم کی نافرمانی نہ ہو جائے۔ اب مثلاً ایک حکم ہے حیاء کا، عورت کو خاص طور پر پردے کا حکم ہے۔ مردوں کو بھی حکم ہے کہ غضِّ بصر سے کام لیں، حیاء دکھائیں۔ عورت کے لئے اس لئے بھی پردے کا حکم ہے کہ معاشرے کی نظروں سے بھی محفوظ رہے اور اس کی حیاء بھی قائم رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔ اب آج کل کی دنیا میں، معاشرے میں، ہر جگہ ہر ملک میں بہت زیادہ کھل ہوگئی ہے۔ عورت مرد کی حدود کا احساس مٹ گیا ہے۔ Mix Gatherings ہوتی ہیں یا مغرب کی نقل میں بدن پوری طرح ڈھکا ہوا نہیں ہوتا۔ یہ ساری اس زمانے کی ایسی بیہودگیاں ہیں جو ہر ملک میں ہر معاشرے میں راہ پا رہی ہیں۔ یہی حیاء کی کمی آہستہ آہستہ پھر مکمل طور پر انسان کے دل سے، پکے مسلمان کے دل سے، حیاء کا احساس ختم کر دیتی ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ کے ایک چھوٹے سے حکم کو چھوڑتا ہے تو پھر آہستہ آہستہ حجاب ختم ہوتا چلا جاتا ہے اور پھر بڑے حکموں سے بھی دُوری ہوتی چلی جاتی ہے اور آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے بھی دُوری ہو جاتی ہے۔ اور پھر انسان اسی طرح آخر کار اپنے مقصد پیدائش کو بھلا

بیٹھتا ہے۔اس لئے اس زمانے میں خاص طور پر نوجوان نسل کو بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ ہر وقت دل میں یہ احساس رکھنا چاہئے کہ ہم اس شخص کی جماعت میں شمار ہوتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق بندے کو خدا کے قریب کرنے کا ذریعہ بن کر آیا تھا۔

پس اگر اُس سے منسوب ہونا ہے تو پھر اُس کی تعلیم پر بھی عمل کرنا ہوگا اور وہ تعلیم ہے کہ قرآن کریم کے چھوٹے سے چھوٹے حکم کی بھی تعمیل کرنی ہے۔اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو توفیق دے کہ وہ اس پر عمل کرنے والا بن جائے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7/اپریل 2006ء بمقام مسجد طٰہٰ ،سنگاپور)(بحوالہ خطبات مسرور جلد چہارم صفحہ 180)

حیاء ایمان کا حصّہ اور عورت کا ایک خزانہ ہے ہمیشہ حیاء دار لباس پہنیں۔

اسی طرح سے ایک اور مقام پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدی مستورات سے خطاب برموقع جلسہ سالانہ جرمنی 2007ء میں فرمایا:

''اس مغربی معاشرے میں بعض پڑھی لکھی بچیاں اور عورتیں معاشرے کے زیرِ اثر یا خوف کی وجہ سے کہ آج کل پردے کے خلاف بڑی رو چل رہی ہے، پردے کا خیال نہیں رکھتیں۔ان کے لباس فیشن کی طرف زیادہ جا رہے ہیں۔مسجد میں بھی اگر جانا ہو یا سینٹر میں آنا ہو تو اس کے لئے تو پردے کے ساتھ یا اچھے لباس کے ساتھ آجاتی ہیں لیکن بعض یہ شکایتیں ہوتی ہیں کہ بازاروں میں اپنے لباس کا خیال نہیں رکھتیں۔ایک بات یاد رکھیں کہ حیاء ایمان کا حصہّ ہے اور حیاء عورت کا ایک خزانہ ہے اس لئے ہمیشہ حیاء دار لباس پہنیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی عورت کا، ایک احمدی بچی کا ایک تقدس ہے اس کو قائم رکھنا ہے آپ نے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں پردے کا حکم دیا ہے تو یقیناً اس کی کوئی اہمیت ہے۔

(مستورات سے خطاب برموقع جلسہ سالانہ جرمنی 2007ء)

ایک احمدی کے لئے حیاء کا معیار

اسی طرح سے ایک اور مقام پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے

احمدی مستورات سے خطاب برموقع جلسہ سالانہ جرمنی 2007ء میں فرمایا:

''حیاء کا معیار بلند کرنے کا مَیں نے ذکر کیا ہے۔ حیاء بھی ایک ایسی چیز ہے جو ایمان کا حصہ ہے۔ آج کل کی دنیاوی ایجادات جیسا کہ مَیں نے شروع میں بھی ذکر کیا تھا، ٹی وی ہے، انٹرنیٹ وغیرہ ہے اس نے حیاء کے معیار کی تاریخ ہی بدل دی ہے۔ کھلی کھلی بے حیائی دکھانے کے بعد بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ بے حیائی نہیں ہے۔ پس ایک احمدی کے حیاء کا یہ معیار نہیں ہونا چاہئے جو ٹی وی اور انٹرنیٹ پر کوئی دیکھتا ہے۔ یہ حیاء نہیں ہے بلکہ ہوا و ہوس میں گرفتاری ہے۔ **بے حجابیوں اور بے پردگی نے بعض بظاہر شریف احمدی گھرانوں میں بھی حیاء کے جو معیار ہیں الٹا کر رکھ دیئے ہیں۔ زمانہ کی ترقی کے نام پر بعض ایسی باتیں کی جاتی ہیں، بعض ایسی حرکتیں کی جاتی ہیں جو کوئی شریف آدمی دیکھ نہیں سکتا چاہے میاں بیوی ہوں۔ بعض حرکتیں ایسی ہیں جب دوسروں کے سامنے کی جاتی ہیں تو وہ نہ صرف ناجائز ہوتی ہیں بلکہ گناہ بن جاتی ہیں۔** اگر احمدی گھرانوں نے اپنے گھروں کو ان بیہودگیوں سے پاک نہ رکھا تو پھر اُس عہد کا بھی پاس نہ کیا اور اپنا ایمان بھی ضائع کیا جس عہد کی تجدید انہوں نے اس زمانہ میں زمانے کے امام کے ہاتھ پہ کی ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15رجنوری 2010ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 05رفروری 2010ء)

اختتام

قارئین کرام! اسلام میں حیاء کی بقا اور پاکدامنی کے سلسلہ میں مستقل احکام و ہدایات اور ارشادات موجود ہیں۔ اوپر چند باتیں صرف مختصر اشارہ کے لئے ذکر کی گئیں ہیں۔ باقی یہ کہ اسلام نے بہت ہی اہتمام کے ساتھ حیاء کی تعلیمات دی ہیں۔ دنیا کے کسی اور مذہب اور قوم کے پاس حیاء کے باب میں اس قدر بہترین تعلیمات نہیں پائی جاتیں۔ یہ صرف اسلام کا ہی امتیاز ہے کہ ان تمام تعلیمات کو عملی جامہ پہنا کر معاشرہ کو صاف اور پاکیزہ بنایا ہے اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے کردار کو حیاء سے مزین کر کے ایک خوبصورت معاشرہ کی تشکیل میں اپنا حصہ ڈالیں۔

✡✡

آج کی تعلیم یافتہ بچی کے نام

حجاب کا حسن

ارشاد عرشی ملک اسلام آباد پاکستان

اس نظم کے متعلق مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیوٹ سیکریٹری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 29 جنوری 2004ء کو مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کینیڈا کو لکھا کہ

مکرمہ صدر صاحبہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ اللہ کے فضل سے خیریت سے ہوں گی۔

حسب ارشاد حضور انور ایدہ اللہ ''عرشی ملک صاحبہ'' کی نظم 'بعنوان ایک تعلیم یافتہ بچی کے نام' بھجوا رہا ہوں۔ حضور انور نے فرمایا ہے کہ اسے آپ اپنے ماہانہ میگزین میں بغرض اشاعت بھجوائیں یا لجنہ کے اجتماعات یا اجلاسات میں یا پمفلٹ کی صورت میں پہنچائیں۔ اللہ کرے کسی نیک پر ان کے مخلصانہ خیالات کا گہرا اثر ہووے۔ آمین

والسلام

خاکسار منیر احمد جاوید

مری بچی جو فرصت ہے تو آ کچھ کام کرنا ہے
تجھے کچھ وقت کا حصہ خدا کے نام کرنا ہے

پیامِ احمدیت کو جہاں میں عام کرنا ہے
وجودِ زن پہ تجھ کو حُجتِ اتمام کرنا ہے

نہیں طاقت اگر کردار میں بے کار ہے ڈگری
نہیں شوکت اگر افکار میں بے کار ہے ڈگری

نئے اس دور پر آسیبِ آزادی کا سایہ ہے
عجب اِک خودسری کا شوق ہر دل میں سمایا ہے

بہت ہے زعم عورت کو مقام اپنا بنایا ہے
فقط فیشن کے پردے میں جہالت کو چھپایا ہے

ہے سر پر علم کی گٹھڑی، پر اس کی عقل حیراں ہے
خبر اس کو کُھلے سر کی ہے، نہ ہوشِ گریباں ہے

بجا ہے منفرد ہونا ہر اِک عورت کی خواہش ہے
مگر اس دور میں بھڑکی ہوئی حِسِ نمائش ہے

ہر اک کو فکر فیشن کی تمنائے ستائش ہے
سو پردہ آج عورت کے لئے اک آزمائش ہے

مؤدب ہوں زمانے کی نگاہیں تُو اگر چاہے
تری خاطر یہ بن جائیں پناہیں تُو اگر چاہے

حسیں باطن سے اپنے جانِ من تُو بے خبر کیوں ہے
لباس اور خال و خد تک ہی فقط تیری نظر کیوں ہے

تری نظروں میں حُسنِ ظاہری ہی معتبر کیوں ہے
اسی محدود سے میدان میں تیرا سفر کیوں ہے

نمائش کی نہیں تُو چیز دُنیا کو بتانا ہے
بہت سج دھج ہوئی باہر کی، اب اندر سجانا ہے

بڑی چاہت سے تُجھ کو دستِ قدرت نے سنوارا ہے
خدا کے حُسن و احساں کا تُو زندہ استعارہ ہے

جو بیٹی ہے تو تُو جانِ پدر آنکھوں کا تارہ ہے
جو بیوی ہے تو تیری دل رُبائی آشکارہ ہے

شعور و آگہی کا اب تجھے احساس کرنا ہے
فقط اِک جست میں طے تُجھ کو ہفت افلاک کرنا ہے

تری تخلیق میں کیا کیا نہ خوبی مرحبا رکھ دی
وفا رکھ دی، ادا رکھ دی، نگاہوں میں حیاء رکھ دی

دیا جب ماں کا رُتبہ تیری عزت بے بہا رکھ دی
ترے پاؤں تلے جنت کی پھر آب و ہوا رکھ دی

تری بانہوں کی وادی میں نئی نسلیں ہمکتی ہیں
ترے ماتھے پہ کرنیں حُسنِ ممتا کی دمکتی ہیں

یہ دوراہا کڑا ہے ابتلا جس پر کھڑی ہے تُو
خدا کا پیار ہے دل میں پہ دنیا میں گڑی ہے تُو

زمانہ جس میں کروٹ لے رہا ہے وہ گھڑی ہے تُو
خدیجہؓ ،عائشہؓ کے دور کی اگلی کڑی ہے تُو

خدا سے عہد جو باندھا ہے وہ پل پل نبھانا ہے
نمونہ صبر و استقلال کا تُو نے دکھانا ہے

نئے دورِ تمدن کی تجھے بنیاد بننا ہے   غلامی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کر اگر آزاد بننا ہے
زمانہ جس کو دھرائے گا وہ روداد بننا ہے   تجھے تاریخ کے سینے میں میٹھی یاد بننا ہے
مسلسل تُجھ کو چلنا ہے، کہاں آرام کرنا ہے   تُجھے شیطان کے ہر وار کو ناکام کرنا ہے
مری جاں تیرے علم وفن کی دُنیا کو ضرورت ہے   ترے اُجلے چمکتے من کی دنیا کو ضرورت ہے
ترے مذہب کے پیراہن کی دنیا کو ضرورت ہے   ترے کردار کی اُترن کی دنیا کو ضرورت ہے
مری جاں تُو ہی مستقبل کی وحدت کی علامت ہے   نئی نسلیں سلامت گر ترا ایماں سلامت ہے
تری ساری توانائی جماعت کی امانت ہے   تری سوچوں کی گہرائی جماعت کی امانت ہے
فراست اور دانائی جماعت کی امانت ہے   ترے باطن کی رعنائی جماعت کی امانت ہے
خُدائی کا جمالی رُخ تجھی سے آشکارہ ہے   تُو اس بھٹکے زمانے کے لئے قطبی ستارہ ہے
تری پاکیزگی کی لو سے دنیا جگمگا جائے   تقدس تیرے باطن کا ترے ظاہر پہ چھا جائے
خُدا چاہے تو تُو ہستی کا اپنی راز پا جائے   زمانے کو بدل دینے کی طاقت تُجھ میں آجائے

چلن جو مٹ گئے عرشی اُنہیں پھر عام کرنا ہے
پسِ پردہ تجھے رہ کر یہ سارا کام کرنا ہے

باب دوم

مذاہب عالم میں پردہ کے متعلق تعلیم

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر عقل کا نور عطا کیا۔ اسی عقل سلیم کی وجہ سے انسان اور حیوان کی زندگی میں بنیادی فرق ہے۔ کھانا پینا اور بیوی بچے والے کام میں انسان اور حیوان سب برابر ہیں۔ مکان بنا کر رہنے میں بھی کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ انسانی ضروریات زیادہ ہیں لہٰذا اس سے پرتعیش فلک بوس عمارت کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ جانوروں کی زندگی سادہ ہے ان کی رہنے کہ جگہیں بھی معمولی ہوتی ہیں چڑیا گھونسلہ بنا کر رہتی ہے، سانپ بل بنا کر گھستا ہے تو شیر کھچار میں آرام کرتا ہے۔

رہ گئی بات آپس کے رہن سہن کی تو اس میں جانور انسان سے پیچھے ہیں۔ چیونٹی کی زندگی میں اتفاق واتحاد کی اعلیٰ مثال ہے، شہد کی مکھیوں میں آداب سلطانیہ کی انتہا ہے، پرندوں میں قانونِ الٰہی کی پیروی نمایاں نظر آتی ہے۔ البتہ ایک ایسی بات ہے جس میں انسان کو حیوان پر فوقیت حاصل ہے وہ شرم وحیاء والی صفت ہے۔ اسی صفت کی وجہ سے انسان پاکدامنی کی زندگی گزارتا ہے اور اپنے مالک کی قدم قدم پر فرمانبرداری کرتا ہے۔ اسی شرم وحیاء والی صفات کا تقاضا ہے کہ انسان دوسروں کے سامنے آنے کے لئے اپنی شرم گاہ کو چھپائے۔ چنانچہ تاریخ انسانیت اس حقیقت کی غمازی کرتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور اُن کی زوجہ کو لباس عطا کیا گیا۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی زوجہ کے حوالہ سے قرآن مجید میں درج ہے کہ

وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ

(سورۃ الاعراف آیت 23)

اور وہ دونوں جنت کے پتوں میں سے کچھ اپنے اوپر اوڑھنے لگے۔

ستر کا پس منظر

جسم کے پوشیدہ اعضا کو چھپانے کے لئے عربی میں عورت اور اردو فارسی میں ستر کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اولادِ آدم پتھر کے زمانہ سے ہی اپنے ستر کو چھپاتی چلی آرہی ہے وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ جب عقل و شعور میں پختگی آئی اور انسان نے معاشرتی آداب و اخلاق کو اپنایا تو اس کے لباس میں اور زیادہ شائستگی آتی گئی چنانچہ تمام ادیانِ عالم نے انسان کو مہذب لباس پہننے کی تعلیم دی۔ مثال کے طور پر عیسائیت میں عورت کے لباس پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ ستر ہی نہیں چھپاتی بلکہ ہاتھ پاؤں اور چہرے کے سوا باقی تمام جسم کو کپڑوں سے چھپاتی ہے۔ کلیسا میں زندگی گزارنے والی عورتیں آج بھی اسی لباس میں ملبوس نظر آتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ اعضائے مستور کو چھپانا طبعی عقلی اور شرعی لحاظ سے لازمی ہے۔ تمام انبیائے کرام کی شریعتوں میں یہ ہدایت موجود رہی ہے۔

دیگر مذاہب و تہذیبوں میں پردہ کا وجود

تمام دنیا کی مہذب قومیں کسی نہ کسی شکل میں پردہ کی قائل ہیں۔ کوئی بھی شریف اور مہذب انسان بے پردہ اور ننگا پھرنا پسند نہیں کرتا اور لباس اختیار کرنا انسانیت کا ضروری حصہ تصور کرتا ہے اور غیر محرم عورتوں کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا بھی شرافت کے خلاف سمجھتا ہے۔ البتہ پردہ کی حدود کے بارے میں ان میں ضرور اختلافات پائے جاتے ہیں۔

پردہ کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ تمام وہ اقوام جنہوں نے عورت کو اس کا صحیح اور فطری مقام دیا۔ ان میں پردہ کا رواج تھا۔ ترقی پذیر اقوام کے مفکرین ہمیشہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مرد و زن کا آزادنہ اختلاط لازمی طور پر بدعواقب پر منتج ہوتا ہے اس لئے انہوں نے ایسے قوانین بنائے جن کی رو سے مرد و زن کا اختلاط کم سے کم ہو سکے انہوں نے عورت کو اس کے فطری فرائض یعنی اولاد کی تربیت اور گھر کی نگرانی سپرد کئے اور مرد کے ذمہ کسب معاش کا فریضہ لگایا اور جب تک وہ اس پر عمل پیرا رہے۔ ارتقاء کی طرف گامزن رہے اور جب بھی کسی معاشرہ نے مرد و زن کے آزادنہ اختلاط کو رواج دیا اور عورت کے فطری حجاب کو بالائے طاق رکھ دیا تو ایک قلیل عرصہ میں وہ قوم بداخلاقی کے

سیلاب میں غرق ہوگئی اوران کی تمام اعلیٰ قوتیں جنسی رجحانات کے غلبہ کی وجہ سے ضائع ہوگئیں۔ان کے قوائے فکر منتشر ہو گئے اور نہایت ہی قلیل عرصہ میں وہ صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں۔

اس نظریئے کوغلط ثابت کرنے کے لئے شاید کسی کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ موجودہ مغرب کی مثال پیش کی جاسکتی ہے جس میں عورت کو بالکل بے حجاب کر دیا گیا ہے اور پھر بھی وہ ترقی کی طرف گامزن ہے۔مگر مغربی تہذیب کے اندر رہنے والے اس امر کا بارہا اظہار کرتے رہتے ہیں کہ اس معاشرہ کے اندر رہ کر اس امر کا احساس ہوتا ہے کہ ان کا کوئی فرد بھی اس زندگی سے مطمئن نظر نہیں آتا۔بے حجابی کی وجہ سے پیدا ہونے والے عواقب نے ان کے معاشرہ میں بے چینی اور بے اطمینانی کی فضا پیدا کر دی ہے۔

کسی تمدن کی پہلی کڑی اس کا خاندانی اور عائلی نظام ہوتا ہے یورپ کے گھریلو حالات کا اندازہ ان روزمرہ خبروں سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جن میں میاں بیوی کے جھگڑے طلاق کی صورت پر منتج ہوتے ہیں اوراس کے نتیجہ میں اگلی نسل کی تربیت کے جو مسائل پیدا ہورہے ہیں۔عیسائیت میں طلاق سے سختی سے روکا گیا ہے مگر مغربی ممالک میں حکومتیں مجبور ہوگئی ہیں کہ وہ طلاق کے قوانین جاری کریں۔اس لئے ہمیں ابھی ذرا انتظار کرنا چاہیے۔اوراب جب کہ ان ممالک کے دوربین نگاہ لوگ بھانپ چکے ہیں کہ ان کے یہ گھریلو حالات بہت جلد ان کے قومی اور ملکی حالات پر اثر انداز ہوں گے اور پھر وہ زوال کی طرف مائل ہوں گے۔

اب ہم ان اقوام اور مذاہب کا تذکرہ کریں گے جن میں پردہ رائج تھا اور جنہوں نے پردہ کو عورت کے لئے بے جا ظلم نہ سمجھا۔بلکہ اسے عورت کی فطرت کے عین مناسب سمجھا اور ساتھ ہی اس شک کا بھی ابطال ہوگا کہ پردہ صنف نازک کو قومی ترقی میں مردوں کے دوش بدوش چلنے سے روکتا ہے اور نتیجۃً قوم کے پاؤں بوجھل ہوکر رہ جاتے ہیں۔

عہد ابراہیمی میں پردہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ مسیح ناصری کی پیدائش سے قریباً دو ہزار برس قبل ہے۔ بائبل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے زمانہ میں عراق، شام اور عرب ممالک میں پردہ رائج تھا۔ یعنی عورتیں اجنبی مردوں سے پردہ کرتی تھیں۔ اپنے قریبی رشتہ داروں اور غلاموں وغیرہ کے سامنے بے حجاب رہتی تھیں۔ گویا ان ایام میں پردہ میں شدت نہ تھی۔ چنانچہ کتاب پیدائش میں حضرت اسحاق علیہ السلام کی بیوی ربقہ کے برقعہ اوڑھنے کا ذکر ہے۔ لکھا ہے:

''جب رِبقہ نے چاروں طرف نگاہ کی تو اِسحاق پر نظر پڑی تو فوراً اونٹ سے نیچے اُتر آئی۔ اس نے اس نوکر سے پوچھا، وہ نوجوان کون ہے جو کھیت میں ہم لوگوں سے ملنے آرہا ہے؟ اس نوکر نے جواب دیا،''میرے مالک کا بیٹا ہے'' اس کے فوراً بعد رِبقہ نے اپنے چہرے پر نقاب ڈال لیا۔

(کتابُ المقدس۔ کتاب۔ پیدائش باب 24 آیت 64 تا 66)

گھروں میں بھی عورتیں اجنبی مہمانوں کے سامنے بے حجابانہ نہ آتی تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب فرشتے انسانی شکل میں آئے تو حضرت سارہ علیہا السلام اس وقت کے رواج کے مطابق ان کے سامنے نہ گئیں۔ پیدائش میں لکھا ہے:

''تب خداوند نے اس سے کہا کہ میں پھر موسمِ بہار میں آؤں گا۔ اور اس وقت تیری بیوی سارہ کے ایک بچہ رہے گا۔ اور سارہ اس وقت خیمہ میں رہکر ہی ان تمام باتوں کو سُن رہی تھی۔''

(کتابُ المقدس۔ کتاب۔ پیدائش باب 18 آیت 9۔10)

بنی اسرائیل میں پردہ

اس نے اس نوکر سے پوچھا،'' وہ نوجوان کون ہے جو کھیت میں ہم لوگوں سے ملنے آرہا ہے؟''

اس نوکر نے جواب دیا، ''میرے مالک کا بیٹا ہے۔'' اس کے فوراً بعد رِبقہ نے اپنے چہرے پر نقاب ڈال لیا۔ اس نوکر نے پیش آئے ہوئے سارے واقعات اسحاق کے علم میں لائے۔

(توریت کتاب پیدائش باب 24 آیت 65۔66)

یہودیت میں پردہ کے متعلق تعلیم

لفظ یہود یا تو ہود سے لیا گیا ہے، جس کا معنیٰ یہ ہے ''توبہ'' یا یہواد سے لیا گیا ہے، جو حضرت یوسف علیہ السلام کا بھائی اور بنی اسرائیل میں سے تھا، اور تقریباً اُس کا اطلاق تمام بنی اسرائیل پر کیا جاتا ہے۔

یہودی بزعمِ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ہیں، تورات ان کی آسمانی کتاب ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں انہیں بنی اسرائیل کہا جاتا تھا، یہودی کب سے کہا جانے لگا حتمی طور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

یہودی مذہب کے بڑے عجیب وغریب عقائد ہیں، مثلاً یہودی اللہ تعالیٰ کی محبوب ترین مخلوق ہیں، یہودی اللہ کے بیٹے ہیں، دنیا میں اگر یہودی نہ ہوتے تو زمین کی ساری برکتیں اٹھالی جاتیں، سورج چھپالیا جاتا، بارشیں روک لی جاتیں، یہود غیر یہود سے ایسے افضل ہیں جیسے انسان جانوروں سے افضل ہیں، یہودی پر حرام ہے کہ وہ غیر یہودی پر نرمی ومہربانی کرے، یہودی کے لئے سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ وہ غیر یہودی کے ساتھ بھلائی کرے، دنیا کے سارے خزانے یہودیوں کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، یہ ان کا حق ہے، لہٰذا ان کے لئے جیسے ممکن ہو ان پر قبضہ کرنا جائز ہے، اللہ تعالیٰ صرف یہودی کی عبادت قبول کرتا ہے، ان کے عقیدہ میں انبیاءِ کرام علیہم السلام معصوم نہیں ہوتے؛ بلکہ کبائر کا ارتکاب کرتے ہیں۔

دجال ان کے عقیدہ میں امام عدل ہے، اس کے آنے سے ساری دنیا میں ان کی حکومت قائم ہوجائے گی، یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے قائل نہیں ہیں، حضرت مریم

علیہ لسلام پر تہمت لگاتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ان کا گمان یہ ہے کہ ہم نے انہیں سولی پر لٹکا کر قتل کر دیا ہے،قرآن مجید نے ان کے غلط نظریات کی جا بجا تردید کی ہے۔

حضرت عزیز علیہ السلام کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں، ان کے عقیدہ میں اللہ تعالیٰ زمین وآسمان بنانے کے بعد تھک گئے اور ساتویں دن آرام کیا، اور وہ ساتواں دن ہفتہ کا دن تھا، اس قسم کے اور بھی بہت سارے غلط عقیدے ان کے مذہب کا حصہ ہیں، یہ اہل کتاب ہیں اور اپنے ان عقائد کی بناء پر کافر ومشرک ہیں۔

توریت میں پردہ کے احکامات

کسی شخص نے تمر کو کہا کہ اس کا خسرا اپنے بھیڑوں کی اُون کاٹنے کے لئے 'تمنا' چلا گیا ہے۔تمر ہمیشہ بیوگی کے کپڑے ہی پہنا کرتی تھی۔لیکن اب وہ دوسرے ہی کپڑے پہن کر اور اپنے چہرے پر نقاب ڈال کر تمنا کے قریب واقع 'عینیم' کے راستے پر بیٹھ گئی۔تب تک یہوداہ کے بیٹے سیلہ کے جوان ہونے کا علم تمر کو ہو چکا تھا۔لیکن یہوداہ اس کی شادی اپنے بیٹے سے کروانے پر غور نہیں کر رہا تھا۔یہوداہ جب اس راستے پر سفر کر رہا تھا تو اُس کو دیکھا اور سمجھا کہ کوئی فاحشہ عورت ہے۔(کیوں کہ اُس نے فاحشہ عورت کی طرح اپنے مُنہ پر نقاب ڈال لیا تھا۔) جس کی وجہ سے یہوداہ نے اُس کے قریب جا کر اُس سے پوچھا برائے مہربانی مجھے اپنے ساتھ مباشرت کرنے دے۔(یہوداہ کو اس بات کا علم نہ تھا کہ وہ اس کی بہو تمر ہے) اُس نے اِس سے پوچھا،"تو مجھے کیا دے گا؟ یہوداہ نے جواب دیا،"میں تجھے اپنے ریوڑ سے ایک بھیڑ کے بچے کو بھیج دوں گا۔اُس نے کہا،"ٹھیک ہے لیکن پہلے تو بکری کا بچہ بھیجنے تک مجھے کچھ رکھنے کے لئے دے۔تب یہوداہ نے پوچھا،"تو کیا چاہتی ہے کہ میں تجھے دوں؟ تمر نے جواب دیا"تیری وہ مُہر جو تو خطوط پر لگاتا ہے اور اُس کا دھاگہ اور اپنی لاٹھی بھی دیدے۔" یہوداہ نے اُن تمام چیزوں کو اُسے دیدیا۔ پھر یہوداہ نے اُس سے مباشرت کی۔ اور وہ حاملہ ہوئی۔تمر گھر گئی اور چہرے سے نقاب اٹھایا اور پھر بیوگی کے کپڑے پہن لئے۔یہوداہ نے ایک بھیڑ کا بچہ اپنے دوست حیرہ کے ذریعے عینیم کو بھیج دیا اور یہ بھی کہا کہ وہ مُہر اور لاٹھی بھی اس سے واپس لانا لیکن وہ اسے نہ پا سکا۔اس نے عینیم گاؤں کے چند لوگوں سے پوچھا۔"وہ ہیکل والی

فاحشہ عورت کہاں ہے۔؟ جو راستے کے کنارے بیٹھی تھی۔ اِس پر انہوں نے جواب دیا کہ یہاں کوئی ایسی ہیکل والی فاحشہ عورت نہیں رہتی ہے۔

(کتابُ المقدس۔ کتاب پیدائش۔ باب 38 آیت 13۔22)

اسی طرح لکھا ہے کہ

تب رُوت کی ساس نعومی نے کہا ''میری بیٹی! شاید کہ میں تیرے لئے ایک شوہر اور گھر پا سکوں۔ تو وہ تیرے لئے اچھا ہوگا۔ شاید کہ بوعز صحیح آدمی ہے۔ بوعز ہمارا قریبی رشتے دار ہے۔ تم نے اس کی خادماؤں کے ساتھ کام کیا ہے آج رات وہ کھلیان میں کام کر رہا ہوگا۔ جاؤ نہاؤ اپنے آپ کو معطر کرو اچھا لباس پہنو اور کھلیان میں جاؤ لیکن اپنے آپ کو بوعز کو نہ دکھانا جب تک کہ وہ رات کا کھانا نہ کھالے۔ کھانا کھانے کے بعد وہ آرام کرنے کیلئے لیٹے گا۔ دیکھتی رہنا تا کہ تم جان سکو کہ وہ کہاں لیٹتا ہے۔ تب وہاں جانا اور اس کے پیر کے لباس کو اٹھانا اور وہاں بوعز کے ساتھ سو جانا۔ وہ بتائے گا کہ تمہیں شادی کیلئے کیا کرنا ہوگا۔ تب روت نے جواب دیا'' آپ جو کرنے کو کہتی ہیں میں وہی کروں گی۔'' اس لئے رُوت کھلیان گئی۔ روت نے وہ سب کچھ کیا جو اس کی ساس نے اس سے کرنے کو کہا تھا۔ کھانے اور پینے کے بعد بوعز مطمئن تھا۔ وہ اناج کے ڈھیر کے پاس لیٹنے گیا۔ تب رُوت چپکے سے اس کے پاس گئی اور اس نے اس کے پیروں کا لباس اٹھا دیا۔ رُوت اس کے پیروں کے پاس لیٹ گئی۔ تقریباً آدھی رات کو بوعز نے نیند میں اپنی کروٹ بدلی اور وہ جاگ پڑا وہ بہت حیران ہوا ایک عورت اس کے پیروں کے قریب تھی۔ بوعز نے کہا'' تم کون ہو؟'' اس نے کہا'' میں تمہاری باندی رُوت ہوں۔ اپنا اوڑھنا میرے اوپر پھیلا دو۔ تم میرے محافظ ہو۔'' تب بوعز نے کہا ''اے جوان عورت خداوند تم پر فضل کرے تم نے مجھ پر خاص مہربانی کی ہے تمہاری یہ مہربانی میرے ساتھ اس سے بھی زیادہ ہے جو تم نے شروع میں نعومی کے ساتھ دکھائی تھی۔ تم شادی کے لئے کسی بھی دولت مند یا غریب نوجوان کو تلاش کر سکتی تھی لیکن تم نے ویسا نہیں کیا۔ اے جوان عورت اب ڈرو نہیں میں وہی کروں گا جو تم کہتی ہو۔ ہمارے شہر کے تمام لوگ جانتے ہیں کہ تم ایک بہت اچھی عورت ہو۔ اور یہ سچ ہے کہ میں تمہارے خاندان کا قریبی رشتے دار ہوں۔ لیکن یہاں ایک

دوسرا آدمی ہے جوتمہارے خاندان کا مجھ سے بھی زیادہ قریب کا رشتے دار ہے۔آج کی رات تم یہیں ٹھہرو۔صبح ہم پتہ لگائیں گے کہ کیا وہ ہماری مدد کرے گا۔اگر وہ تمہاری مدد کرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو بہتر ہے۔اگر وہ تمہاری مدد کرنے سے انکار کرتا ہے تو خداوند کے وجود کو گواہ کر کے میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں تم سے شادی کروں گا اور الیملک کی زمین تمہارے لئے خرید کر لوٹا دوں گا اس لئے صبح تک یہاں لیٹی رہو۔اس لئے روت بوعز کے پیروں کے پاس صبح تک لیٹی رہی۔وہ اس وقت اٹھی جبکہ ابھی اندھیرا ہی تھا اس سے پہلے کہ کوئی اسے پہچان سکے۔بوعز نے اس سے کہا ''ہم اسے راز میں رکھیں گے کہ تم پچھلی رات میرے پاس آئی تھی'' تب بوعز نے یہ بھی کہا ''اپنی چادر میرے پاس لاؤ اور اسے پھیلاؤ۔''اس لئے روت نے اپنی چادر کھول کر رکھی۔بوعز نے تقریباً ایک بوشل جَو ناپا اور اُس کی ساس نعومی کیلئے تحفہ کے طور پر دیا۔تب بوعز نے اسے چادر میں لپیٹا اور اسے اس کی پیٹھ پر رکھ دیا تب بوعز شہر چلا گیا۔(کتابُ المقدس۔کتاب روت۔باب 3 آیت 1-15)

اسی طرح لکھا ہے کہ

''جب تم کو یہ خبر ملی کہ اس کا سسر بھیڑوں کی پشم کترنے کے لئے تمنت آرہا ہے تو اس نے اپنا بیوگی کا لباس اتار کر برقع پہن لیا تا کہ اپنا بھیس بدل لے۔''(پیدائش باب 38 آیت 13-14)

اے بابل کی کنواری بیٹی! نیچے اتر آ اور خاک پر بیٹھ اے کسدیو کی بیٹی، تو بنا تخت زمین پر بیٹھ تو پھر نازک اندام اور نازنین نہ کہلائے گی۔(آیت 1)

چکے لے اور آٹا پیس! اپنا نقاب اتار۔اپنا دامن سمیٹ لے اور ٹانگیں برہنہ کر کے ندیوں میں گزر جا۔(آیت۔2)

تیرا بدن بے پردہ کیا جائے گا اور تیری حیاء بے پردہ ہو جائے گی۔میں انتقام لوں گا۔اور کسی سے رعایت نہ کروں گا۔(آیت۔3)(یسعیا باب 47 آیت 1 تا 3)

عورت مرد کا لباس نہ پہنے اور نہ مرد عورت کا کیونکہ جو ایسا کرتا ہے خداوند تمہارا خدا نفرت کرتا ہے۔ (استثنا باب 22 آیت 5)

جس سال عزیاہ بادشاہ نے وفات پائی مَیں نے خداوند کو ایک بلند و بالا تخت پر جلوہ افروز دیکھا

اوراس کی قبا کے گھیرے سے ہیکل معمور ہوگئی اس سے ذرااونچا ''سیرافیم'' تھے جن کے چھ چھ پر تھے دو پروں سے انہوں نے اپنے چہرے چھپا رکھے تھے، دو سے اپنے پاؤں اور دو پروں کی مدد سے وہ اڑتے تھے۔(یسعیاباب 6 آیت 1۔2)

ایک شام کو جبکہ اسحاق اپنے خیالوں میں غرق میدان میں پھر رہا تھا تو اس نے دور سے کچھ اونٹ آتے ہوئے دیکھے۔جبکہ ربقہ کو اس کا نام معلوم ہوا کہ اسحاق یہی ہے تو اس کو مشرقی حیاء اور شرم دامنگیر ہوئی اور اس نے اونٹ پر سے اتر کر چہرے پر نقاب ڈال لیا۔جب اسحاق کو خادم کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ جوان لڑکی جو اس کے سامنے کھڑی ہے اس کی منگیتر ہے تو اس کو لیجا کر اپنی ماں کے خیمہ میں رکھا۔(پیدائش کی کتاب کی تفسیر صفحہ 119۔120)

یہودیت کی ان تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ یہودی مذہب کی مقدس کتب اور یہودی تہذیب میں پردہ کا وجود پایا جاتا تھا۔بے شک مرورزمانہ اور اسلام دشمنی کی وجہ سے ان اقوام نے پردہ کرنا بالکل ترک کردیا ہے۔مگر آج بھی ان کتب میں ایسے حوالہ جات موجود ہیں جو عورت کو پردہ کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور باپردہ خواتین کی اس مذہب میں قدرومنزلت ہے۔

عیسائیت کی تعلیم بابت پردہ

''بیویو!تم بھی اپنے اپنے شوہروں کے تابع رہو تا کہ اگر ان میں سے بعض جو پاک کلام کو نہ بھی مانتے ہوں تمہارے کہے بغیر ہی تمہارے نیک چال چلن کی وجہ سے قائم ہو سکیں۔کیونکہ وہ دیکھیں گے کہ تم خدا کا خوف رکھتی ہو اور تمہارا چال چلن کیسا پاکیزہ ہے۔صرف ظاہری خوبصورتی کا خیال مت کرو جو بالوں کی سجاوٹ، سونے کے زیورات اور قیمتی لباس کا محتاج ہوتی ہے۔بلکہ تم باطنی آسائش کی طرف دھیان دو یعنی حلم اور نرم مزاج رہو یہ خوبیاں غیر فانی ہیں اور خدا کی نظر میں باطنی حسن کی بڑی قدر ہے۔''(1۔پطرس باب 3 آیت 1 تا 4)

''اسی طرح عورتوں کو بھی چاہیئے کہ وہ حیاء دار لباس پہن کر اپنے آپ کو شرم اور پرہیز گاری

کے ساتھ سنواریں نہ بال گوندھیں اور سونے کے زیورات یا موتیوں یا قیمتی لباس سے اپنی آرائش کریں۔'' (1۔تیمتھیس باب 2 آیت 9)

''عورتیں کلیسا کے اجتماع میں خاموش رہیں۔انہیں بولنے کی اجازت نہیں بلکہ تابع رہیں جیسا کہ توریت میں بھی مرقوم ہے۔'' (1۔کرنتھیو باب 14 آیت 34)

قرنتی کلیسا میں یہ بڑا اخراب دستور تھا کہ ان کی عورتیں عام جماعت میں کلام کرتی تھیں۔کلیسا سے اس جگہ وہ عام جماعت مراد ہے کہ جس میں مرد اور عورت دونوں اکھٹے ہوں۔

لہذا پولوس عورتوں کو کلیسا میں کسی مرد پر خاص کر اپنے شوہروں پر حکومت کرنے کو منع کرتا ہے۔کیونکہ عورتوں کا شوہروں اور مردوں پر حکومت کرنا بے ترتیبی اور بے انتظامی کا باعث ہے اور اسے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا کلیسا کی عام جماعت میں بولنا خدا کو بھی پسند نہیں ہے۔جیسا کہ آیا ہے(کیونکہ خداوند خدا بے انتظامی کا بانی نہیں)(1۔قرنتھیو 1۔14،34)

حقیقت یہ ہے کہ وہ عورتوں کی جماعت کو روبرو اوڑھنی اوڑھنے کا حکم دیتا ہے اور سر کھول کے اس میں شامل ہونے اور بولنے کو منع کرتا ہے اور اس کو بے حیائی اور شرم کا باعث سمجھتا ہے۔ظاہر ہے کہ اس سے ان کے بولنے کی اجازت نہیں ثابت ہوتی۔

(قرنتھیوں کے پہلے خط کی تفسیر صفحہ 320۔362)

''اگر کوئی عورت اوڑھنی استعمال نہ کرنا چاہے تو وہ اپنا سر بھی منڈا دے لیکن اگر وہ سر منڈوانے کو باعث شرم سمجھتی ہے تو وہ اوڑھنی سے اپنا سر ڈھانکے۔'' (1۔کرنتھیو باب 11 آیت 6)

پولوس کے زمانہ میں اوڑھنی نہ اوڑھنا یا ان کی چوٹی کاٹنا یا سر منڈوانا ان کی بے حرمتی کے نشان تھے بلکہ یہ نشان غلاموں کسبیوں غمزدوں اور پست حالوں کے نشان تھے۔استثناء 21۔12 پولوس طنز کی راہ سے مسیحی عورتوں کو شرم دلاتا ہے۔کہ اے عورتو! تم جو مسیحی جماعت میں مردوں کے سامنے بغیر سر ڈھانپے بندگی کرتی ہو۔تو اس سے تمہارا کیا مطلب ہے؟ کیا اس طرح سے تم اپنی آزادی دکھلانا چاہتی ہو یا اپنے کو بے خصم کے ظاہر کرنا چاہتی ہو؟ اگر سر کھلا رکھنے سے تمہارا یہی مطلب ہے تو تم کو چاہیئے کہ اوڑھنی کے ساتھ اپنی چوٹی کو بھی الگ کرو۔کیونکہ چوٹی رکھنا پاک اور بیاہی عورتوں کا

نشان ہے۔تم اپنی چوٹی بھی کٹواؤ۔اپنا سر منڈواؤ تا کہ سب لوگوں کو بخوبی علم ہو جائے کہ یہ عورت کسی کی نہیں ہے۔یہ اپنے بدن پر اختیار رکھتی ہے یہ کسی کو اپنا سر اور مالک نہیں جانتی۔یہ بالکل آزاد ہے۔یہ اپنی خوشی کے مطابق کر سکتی ہے۔یہ نہ خدا کے انتظام نہ کلیسیا کے درجوں کو نہ خصم کے اختیار کو مانتی ہے۔کیونکہ یہ عام جماعت میں سر کھولے بغیر اوڑھنی کے بیٹھتی ہے۔اسی طرح طعنہ دے کر اور شرم دلا کر پولوس ان کے قرنتی مسیحی عورتوں کی نادانی اور بے شرمی کو دور کرتا تھا۔جو کہ کلیسیا کی عام جماعت میں سے اپنی آزادی ظاہر کرنے یا اپنے خصم کے ساتھ برابری کرنے کے لئے بے اوڑھنی اوڑھے یا بغیر سر ڈھانپے عبادت کرتی تھیں۔

(کرنتھیو کے پہلے خط کی تفسیر صفحہ 277)

اگر عورت لمبے بال رکھے تو یہ اس کے لئے زینت کا باعث ہیں کیونکہ لمبے بال اسے گویا پردے کی غرض سے دئے گئے ہیں۔(1۔کرنتھیوں باب 11 آیت 15)

اگر کوئی عورت اس بارے میں حجت کرنا چاہے تو اسے معلوم ہو کہ نہ ہمارا ایسا دستور ہے نہ کلیسیاؤں کا۔‘‘(1۔کرنتھیوں باب 11 آیت 16)

اور چونکہ بالطبع عورتوں کو لمبے بال دئے گئے ہیں۔لہٰذا خدا ان کو لمبے بال رکھنے کا حکم دیتا ہے اور اس میں اپنی خوشنودی اور مرضی ظاہر کرتا ہے۔برعکس اس کے مرد کے لئے لمبے بال رکھنا بے حرمتی کا باعث ہے۔جس طرح مرد کا لباس عورتوں کو پہننا شرم کا باعث ہے۔

لمبے بال عورت کی زینت ہے۔ہر ملک اور ہر قوم کی عورتیں چاہے وہ کیسے ہی وحشی کیوں نہ ہوں۔مگر بال لمبے رکھتی ہیں۔جو کہ پردے کا باعث ہیں۔اور اگر کسی سبب عورت کا سر منڈوایا جاتا ہے تو اس عورت کو بڑا رنج ہوتا ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عورتوں کا لمبے بال رکھنا اتفاقیہ نہیں ہے بلکہ اصلی طبیعت کی خواہش کے موافق اور خدا کی مرضی کے مطابق ہے۔

اب پولوس اس بارہ میں کہ مسیحی عورت جماعت کے سامنے اوڑھنی اوڑھے یا نہ اوڑھے کسی سے بحث وحجت نہ کرے گا۔جو دستور پیدائش سے طبیعت اور کل کلیسیاؤں کے نزدیک بے جا اور نا مناسب ٹھہرے گا اس کو وہ حتی الامکان روکے گا۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو بات صاف اور صحیح ہو

اس کی نسبت ہم کسی سے حجت نہ کریں۔

ہم لوگ جو کہ رسول ہیں عورتوں کو بغیر سر ڈھانپے جماعت میں دعا نہیں مانگنے دیتے تھے۔یعنی بالاتفاق سب رسول اس طرح دعامانگنے سے عورتوں کو منع کرتے تھے۔

نہ خدا کے کلیسیاؤں کا کوئی ایسا دستور ہے۔یعنی سوا قرنتی کلیسیا کے اور کسی کلیسا میں یہ دستور نہیں تھا کہ عورت برہنہ سر ہو کے دعا مانگے۔قرنتی عورتوں کے اس دستور کو صرف رسول ہی ناجائز نہیں ٹھہراتے ان کے اس دستور کو ناپسند کرتے تھے۔اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس دستور کو کل کلیسیائیں ناپسند کرتی ہوں اس سے ہم بھی پرہیز کریں۔بزرگ ترتلیان کہتا ہے کہ پولوس کا اس نصیحت سے قرنتی مسیحی عورتوں کے دلوں پر اس قدر اثر ہوا آخر انہوں نے اس بے جا اور بے شرم دستور کو چھوڑ دیا اور جماعت میں اوڑھنی اوڑھنے لگیں۔

(کرنتھیو کے پہلے خط کی تفسیر صفحہ 282۔284)

''اگر کوئی آدمی عبادت میں دعا یا نبوت کرتے وقت اپنا سر نہیں ڈھانکتا ہے تو وہ اپنے سر کی بے حرمتی کرتا ہے''(1۔کرنتھیوں باب 11 آیت)

یہاں سر سے مراد درجے اور رتبے کے لائق کپڑا نہیں پہنتا وہ اپنے کو بے حرمت کرتا ہے۔بندگی کے وقت سر ڈھانپنا صرف عورتوں کو زیبا ہے۔مگر مرد کے لئے بے حرمتی کا باعث ہے۔غرض مردوں کے لئے بائیبل میں کوئی پردہ ہی نہیں ہے۔مگر عورتوں کے لئے خاص طور پر ہے۔

(کرنتھیوں کے پہلے خط کی تفسیر صفحہ 274۔275)

اگر کوئی عورت عبادت میں دعا میں نبوت کے وقت اپنا سر نہیں ڈھانکتی تو وہ اپنے سر کی بے حرمتی کرتی ہے گویا اس نے سر منڈوا دیا ہے۔(1۔کرنتھیوں باب 11 آیت 5)

اگر کوئی عورت مسیحی جماعت میں بغیر سر ڈھانکے عبادت کرے تو وہ اپنے سر کو یعنی اپنے خصم کی بے حرمتی کرتی ہے اس لئے کہ عورت کا سر ڈھانکنا اس بات کا نشان ہے وہ اپنے خصم کے بس میں ہے۔اور اس نشان کے اتارنے سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ گویا اپنے خصم کے اختیار میں رہنے سے انکار کرتی ہے۔

سرمنڈوانا

یہ اس زمانہ میں کسبیوں کا نشان تھا ایسی عورتوں کو یہ سزا مقرر کی گئی تھی کہ ان کا سر منڈوا دیا جاتا تھا اور چونکہ ان کو کچھ لحاظ اور شرم نہیں تھی اس سبب سے وہ سر منڈوائے ننگے سر مرد کے سامنے بیٹھتی تھی سو پولوس کہتا ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے خصم کے بس میں رہنے کا ایک نشان اتارتی ہے یعنی جماعت میں بغیر سر ڈھانپے بیٹھتی اور اپنی آزادی اور خود اختیاری دکھلاتی ہے تو بہتر ہے کہ وہ بے خصم آزاد عورتوں کا دوسرا نشان بھی دکھلائے یعنی اپنا سر بھی منڈوائے۔ (کرنتھیو کے پہلے خط کی تفسیر صفحہ 276۔277)

''پس چاہئے کہ عورت فرشتوں کے سبب اپنے سر کو ڈھانپ رکھے۔''

(1۔کرنتھیوں باب 1 آیت 10)

فرشتوں کے سبب یعنی پاک فرشتے مسیحیوں کی جماعت میں حاضر ہو کے ان کی بندگی کو دیکھتے ہیں۔اور وہ مسیحیوں کی خدمت کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔اس سبب سے پولوس ان مسیحی عورتوں کو جو جماعت کے سامنے اوڑھنی نہیں اوڑھتیں یوں سمجھاتا ہے کہ اے عورتو! اگر تم کو مردوں کا کچھ لحاظ نہیں ہے یہاں تک کہ بازاری عورتوں کی مانند تم جماعت کے سامنے اوڑھنی اتارتی ہو۔تو فرشتوں کا لحاظ تو کرو۔مرد صرف تمہاری بے شرمی و بے حیائی کو نہیں دیکھتے بلکہ پاک فرشتے بھی اس کو دیکھتے ہیں۔انہیں سے تم کچھ شرم کرو۔اور اپنے سر کو ڈھانپو۔وہ تمہاری اطاعت و فرمانبرداری کو دیکھ کے بہت خوش ہونگے۔اے مسیحی بھائیو اور بہنو! ہم فرماں بردار ہو کے فرشتوں کو بھی خوشی پہنچا سکتے ہیں۔
(کرنتھیو کے پہلے خط کی تفسیر صفحہ 279۔280)

''تم خود ہی فیصلہ کرو کیا عورت کا سر ڈھانکے بغیر خدا سے دعا کرنا مناسب ہے؟''

(کرنتھیوں باب 11 آیت 13)

عورتوں کو بغیر سر ڈھانپے مسیحی جماعت میں خدا کی بندگی کرنا نا مناسب ہے۔اس لئے کہ ان کے سر کھلے رکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ اپنے شوہروں سے آزاد ہیں اور سر پر کچھ اوڑھنا اس بات کا نشان ہے کہ وہ اپنے مردوں کے تحت ہیں۔پس جو عورت اوڑھنی اتارتی ہے وہ اپنے

مرد کی ماتحتی سے انکار کرتی اور بازاری عورتوں کا طریقہ اختیار کرتی ہے جس طرح بازاری عورتیں اوڑھنی اتار کے لوگوں پر اپنی آزادی ظاہر کرتی ہیں اور خداوند کے نزدیک اوڑھنی اتارنے کے سبب اس کی حکم عدولی بھی کرتی ہیں۔

کیا مناسب ہے۔ جو دستور یا عادت یا کام انسانی اخلاق اور شائستگی کے خلاف ہو اس کا کرنا نا مناسب ہے۔ پس عورت کو مسیحی جماعت میں بغیر سر ڈھانپے عبادت کرنا نہ صرف پاک کلام کے خلاف ہے بلکہ عام طبیعت کے بھی خلاف ہے اور نازیبا بھی ہے۔

(کرنتھیو کے پہلے خط کی تفسیر صفحہ 281۔282)

''جس کسی نے بھی بری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا۔'' (متی باب 5 آیت 28)

اس حوالہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ صرف بدنظری اور شہوت کے خیال سے نامحرم عورتوں کو مت دیکھ اور بجز اس کے دیکھنا حلال ہے۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ دیکھ نہ بدنظری سے اور نہ نیک نظری سے کہ یہ سب تمہارے لئے ٹھوکر کی جگہ ہے۔ بلکہ چاہئے کہ نامحرم کے مقابلہ کے وقت تیری آنکھ خوابیدہ رہے۔ تجھے اس کی صورت کی کچھ خبر نہ ہو۔ مگر اسی قدر جیسا کہ ایک دھندلی نظر سے ابتدا نزول الماء میں انسان دیکھتا ہے۔''

(کشتی نوح صفحہ 26، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 28۔29)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

''اسلام یہ کہتا ہے کہ تو کسی غیر عورت کے چہرے پر نگاہ نہ ڈال نہ اچھی نظر سے نہ بری نظر سے کیونکہ اگر تو نے دیکھا تو ہوسکتا ہے کہ شیطان تجھے ورغلائے اور تیرے دل میں بھی بدی کا بیج بودے۔

پھر اسلام اگر ایک طرف مردوں کو غض بصر کی ہدایت دیتا ہے تو ساتھ ہی عورتوں کو بھی اس کی تاکید کرتا ہے مگر عیسائیت صرف مردوں کو اس کی تعلیم کا پابند قرار دیتی ہے اور وہ بھی اس شکل میں کہ وہ غیر محرم عورت کو تو کھلے بدوں دیکھنے کی اجازت دیتی ہے مگر اتنی احتیاط رکھنے کی ہدایت دیتی ہے کہ

بری نگاہ سے نہ دیکھومگر یہ تو ویسی ہی بات ہے جیسے کسی شاعر نے کہا کہ ؎

درمیانِ قعر دریا تختہ بندم کردہٖ
بازمی گوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

یعنی دریا کے وسط میں قید کر دینا اور پھر کہنا کہ دیکھنا تمہارے کپڑے گیلے نہ ہوں عقل کے بالکل خلاف ہے۔اسی طرح یہ کہنا کہ عورتوں کو تو دیکھومگر بری نیت سے نہ دیکھو ایسی بات ہے جو کسی صورت میں بھی قابل عمل نہیں کہلاسکتی۔کیونکہ بدی کی جڑ کو کاٹ دیا جائے تو بدی کے اُگنے کا کوئی احتمال ہی نہیں ہوسکتا۔پس عیسائیت ایک ایسی تعلیم پیش کرتی ہے جو نا قابل عمل ہے مگر اسلام کہتا ہے کہ مردوں کو چاہئے کہ وہ غیر محرم عورتوں کو نہ دیکھیں اور عورتوں کو چاہئے کہ وہ غیر محرم مردوں کو نہ دیکھیں اور اسی طرح اپنے ایمان اور تقویٰ کی حفاظت کریں۔

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 296۔297)

اب ہم اس کی دلیل میں عیسائیوں کے علماء کے بیان کو بطور ثبوت پیش کرتے ہیں۔جنہوں نے ازخود عیسائیت کی تعلیم کی وجہ سے مذہب سے دوری اختیار کرنے والی عورتوں کو پردہ کی اہمیت و افادیت سے آگاہ کرنے کے لئے باقاعدہ ایک مہم کا آغاز کیا ہے۔اور نہایت دردمندانہ دل کے ساتھ وہ اپنے ساتھی مبلغین کو پردہ کی رعایات پر عورتوں کو کاربند کرنے کے لئے کوششیں کرنے کی نصیحت کررہے ہیں۔

پوپ اور بشپوں کے عورتوں کی بے پردگی کے متعلق خیالات

8رمئی 1925ء رومن کیتھولک چرچ کے لئے خود پوپ عورتوں کے موجودہ خیالات۔لباس اوراخلاقی رویہ کے متعلق نہایت ناپسندیدگی کا اظہار کررہے ہیں۔اگرچہ پوپ نے کچھ بھی باقاعدہ فرمان اس کے متعلق جاری نہیں کیا اب وہ عورتوں کے موجودہ طرز لباس اوران کی زندگی کے رویہ کے متعلق متواتر طور پر ایک نہایت گہرے افسوس کا اظہار کررہے ہیں اوراُنہوں نے اس بات کو مقامی بشپوں کے سپرد کیا کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں خطوط کے ذریعہ عورتوں کی بے حجابی اوراخلاقی خرابی کو بڑھنے سے روکنے کی کوشش کریں۔

رومن کیتھولک کے پوپ صاحب نے اس وقت کے بشپ برٹرام کے اس خط کو جو اس نے جرمنی کے ایک بشپ کو لکھا جسے اُس نے بہت پسند بھی کیا ہے۔اس خط میں لکھا گیا ہے کہ

''ہر وہ عورت جو کہ بہت شوخ ہوگئی ہے اور اپنی حیاء کھو چکی ہے پاؤں اور پنڈلیاں ننگی رکھتی ہے اور جسم کے اوپر کے حصہ کو پورا پورا نہیں ڈھانپتی اس کو شادی اور دیگر رومن کیتھولک واجبات کے مراسم بجالانے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔اٹلی کے شمالی مشرقی علاقہ کے بشپ کو بھی اسی مضمون کا ایک خط ان عورتوں کے متعلق موصول ہوا ہے جو کہ کھیلوں میں حصہ لیتی ہیں''۔

(ریویو آف ریلیجنز مئی 1925)

کارڈینل لافان ٹینن کا خیال پختہ ہو رہا ہے کہ ٹینس و گولف اور بعض دیگر مردانہ کھیلوں میں حصہ لینے والی عورتوں نے اپنے لباس میں تخفیف در تخفیف شروع کر رکھی ہے۔حتی کہ اب بعض نے بغیر جرابوں کے پھرنا شروع کر دیا ہے۔کارڈینل مذکور کی زیر صدارت تمام بشپوں نے وینس میں جمع ہو کر مندرجہ ذیل ریزورلیوشن پاس کیا ہے۔

عیسائیت کے حیاء پر بے دینی خطرناک طور پر حملہ آور ہو رہی ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ عورتیں اور لڑکیاں ان کھیلوں کی عادی ہو رہی ہیں جو کہ صریحاً عورتوں کی عزت اور وقار کے خلاف ہیں۔ان کا کھیلوں کی طرف یہ شدید میلان ان کے لئے اخلاقی خطرات کا موجب ہے۔نیز ایسی عادات اور چلن پیدا کر رہا ہے جو کہ عورتوں کے اپنے عیال اور سوسائٹی کے متعلق جو فرائض ہیں ان کے خلاف ہیں۔مزید برآں انجیل کی اخلاقی تعلیم و چرچ کے سعی شدید کے باوجود بعض نہایت قابل شرم فیشن عام ہو رہے ہیں۔ہم تمام باپوں اور ماؤں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس بے دینی کے فروغ کے روکنے کی کوشش کریں۔

نیز بشپوں نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ آئندہ عورتیں جو کہ جرابیں نہ پہنیں گی اور ایک مختصر لباس پہن کر اپنے آپ کو ستر رکھیں گی ان کو گرجا گھر کی عبادات وغیرہ میں شامل ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔پاؤں، پنڈلیاں اور گردن و گریباں کو ننگا نہ رکھنے کے متعلق بھی خصوصیت سے ذکر کیا گیا۔

(ریویو آف ریلیجنز جلد 8 صفحہ 316)

ہندوازم میں پردہ کے متعلق پائی جانے والی تعلیمات

پردہ کے متعلق ویدکی تعلیمات

ویدک کال (زمانہ) میں انسانی دماغ ابھی شعور کی ابتدائی منازل میں تھا مرد اور عورت کے دائرہ عمل میں کوئی حدفاصل نہ تھی۔اوروہ مویشیوں کی طرح اکھٹے رہا کرتے تھے۔اس حالت میں ان کے باہمی بے روک ٹوک اختلاط کے جو بدنتائج پیدا ہوسکتے تھے اور پیدا ہوتے تھے ان سے وہ لوگ یکسر بے نیاز تھے۔

جوں جوں زمانہ گزرتا گیا رفتہ رفتہ انسانی شعور میں بھی ترقی ہوتی گئی۔انسان کو اپنی بعض قوتوں کا احساس ہونے لگا۔مرداور عورت اپنے لئے الگ ماحول بنا کر رہنے کے لئےسوچنے لگے۔مگر ابھی۔۔۔نہ مرد میں نہ عورت میں۔۔۔اتنا شعور پیدا ہوا تھا کہ ایک مرد ایک ہی عورت سے تعلق رکھے یا عورت ایک ہی مرد کے ساتھ رہے۔ایک مرد اپنی خواہش کے مطابق کئی عورتیں رکھ سکتا تھا۔اسی طرح ایک عورت کئی مردوں کے ساتھ تعلق کرلیتی تھی۔نہ کسی مرد کو اپنی ساتھی کی مستقل رفاقت پر بھروسہ تھا۔اور نہ کسی عورت کو کسی مرد کی دلی محبت پر اعتماد تھا۔رگ ویدمنڈل 10 سوکت 95 منتر 15 میں درج ہے

یعنی عورتوں کی دوستی میں کوئی پائیداری نہیں ہوتی۔ان کے دل گیدڑوں کی طرح (مکار) ہوتے ہیں۔اوراسی طرحرگ ویدمنڈل 10 سوکت 95 منتر 15 میں لکھا ہے کہ ترجمہ عورت کا من ایسا ہے جس پر کوئی کنٹرول نہیں کیا جاسکتا۔شائداسی صورت حال کی طرف اشارہ ہے۔

ویدک کال میں شراب نوشی عام تھی۔عورت مرد آزادانہ طور پر آپس میں ملتے تھے۔اگر مرد کھیل تماشے کر کے اپنا پیٹ پالا کرتے تھے تو عورتیں بھی تقریبات اور دوسری مجالس میں برسرعام گا بجا کر اور ناچ دکھا کر نوجوانوں کے جذبات ابھارنے کا باعث بنا کرتی تھیں۔لکھا ہے کہ جیسے دودھ دینے والی گائے کے تھن بھرے بھرے ہوتے ہیں اسی طرح عورتیں اپنا بھرا ہوا سینہ تان کر

اور ننگا کر کے نا چا کرتی تھیں۔اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ کئی نوجوان لڑکیاں بداخلاقی کا شکار ہوجایا کرتی تھیں اور کئی عورتیں اپنے مردوں اور بچوں کو چھوڑ کر دوسرے مرد کے ساتھ بھاگ جایا کرتی تھیں۔اس کے علاوہ آزادی کا یہ عالم تھا کہ جو مرد جس عورت کو جس وقت چاہے اپنے ساتھ لے جا سکتا تھا اس پر کوئی روک نہ تھی۔گویا حیوانوں کی طرح اپنی پرائی میں کوئی تمیز نہ تھی۔مصنف ''ہمارا سماج'' ہندی صفحہ 29 پر لکھتا ہے۔

''جیسے آج کل مرد عورت کی باقاعدہ سبھا منڈپ میں شادی ہوتی ہے اور کسی دوسرے آدمی کا اس شادی شدہ عورت سے تعلقات رکھنا حرام بلکہ گناہ سمجھا جاتا ہے۔ویسی بات ابتداء زمانہ Ancient times میں نہ تھی۔اس سے کئی بار سانڈوں کی طرح مردوں کی آپس میں لڑائیاں ہوجایا کرتی تھیں۔اس سے سوشل زندگی غیر مطمئن رہتی تھی۔اس برائی کو دور کرنے کے لئے شادی کی رسم بنائی گئی۔اس کے بنانے والے اُدالک Uddalaka منی کے پتر ''شویت کیتو'' تھے۔

شویت کیتو Shvetketu کے بارے میں ایک کہانی ہے کہ ایک دن شویت کیتو رشی اپنی ماں کے پاس بیٹھے تھے۔اس کے باپ بھی وہیں پر تھے۔اسی دوران ایک براہمن آکر ان کی ماتا کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا ''اے جوان عورت تم میرے ساتھ چلو'' وہ براہمن گویا زبردستی شویت کیتو کی والدہ کو لے کر چل دیا۔اس سے شویت کیتو کو بڑا غصہ آیا۔شویت کیتو کو غصہ میں دیکھ کر ان کے والد ادالک نے کہا ''بیٹا! غصہ نہ کرو۔بہت پرانے زمانے سے یہ دھرم چلا آرہا ہے دنیا میں سبھی ذاتوں کی اس بارے میں آزاد ہیں سب انسان اپنی ذات کی عورتوں سے گائے بیل کی مانند سلوک کرتے ہیں جو جس سے چاہے جیسا سلوک کرسکتا ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھیں مہابھارت آدی پرو ادھیائے 128 شلوک 13۔14)

اسی طرح ہندو دھرم شاستروں میں ایسی بے راہ روی کی ان گنت مثالیں موجود ہیں۔ظاہر ہے کہ یہ بے حیائی عورتوں اور مردوں کے باہمی اختلاط کا ہی نتیجہ تھا۔رگ وید کی تصنیف و تدوین کا زمانہ سینکڑوں سالوں تک پھیلا ہوا ہے۔اس کے آخری حصہ میں (جو نسبتاً زیادہ ہوش کا زمانہ تھا) ایک منتر ایسا ملتا ہے جس میں عورت کو حیاء کا پہلو اختیار کرنے اور غض بصر کی ہدایت کی گئی ہے۔

اُس منتر کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

یعنی اے عورت تو نیچے دیکھا اوپر مت دیکھ۔ تو اپنے دونوں پاؤں کو ملا کر رکھ تیرے ٹخنوں کو کوئی بھی دیکھ نہ سکے۔ اگر تو ایسی شرم وحیا والی ہو جائے۔ تو تو عورت ہو کر بھی قابل احترام ہو سکتی ہے۔
(رگ وید منڈل 19 سوکت 33 منتر 8)

اس منتر میں عورت کو غض بصر اور اپنے جسم کے ہر حصہ کو پردہ میں رکھنے کی ہدایت ہے۔ ایسا پردہ کہ اس کے جسم کا کوئی بھی حصہ دوسرا شخص نہ دیکھ سکے۔ اور لکھا ہے کہ اگر وہ اپنا کیریکٹر ایسا بنا لے تو وہ عورت ہوتے ہوئے بھی خدا رسیدہ بن سکتی ہے۔

ویدوں میں عشق و محبت کی ننگی داستانیں داخل کر دی گئیں۔ محبوب کے دل کو اپنی طرف راغب کرنے والے منتر بتائے گئے۔ معشوقہ کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے گئے جنسی تعلقات کے عجیب و غریب طریقے ایجاد کئے گئے۔ نیوگ جیسی شرمناک رسم ان میں سے ایک ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ طبائع میں ہیجان اور عادات میں آوارگی بڑھنے لگی۔ مرد عورت کے باہمی اختلاط نے معاشرے کو بے حد ناپاک کر دیا۔ جوان لڑکیاں اپنی پسند کا خاوند تلاش کرنے کے لئے آزادانہ باہر پھرنے لگیں۔ راجاؤں مہاراجاؤں کی لڑکیوں کے لئے سوئمبر کی رسم جاری ہوئی جس میں قسمت آزمائی کے لئے ہر طبقہ کے لوگ آجاتے ناکام رہنے والے نوجوان حیوانی جذبہ میں اندھے ہو کر جیتنے والے پر حملہ کر کے لڑکی کو چھین لے جانے کی کوشش کرتے۔
کامگھو (kamaghu) نے سوئمبر میں ''وِمادا'' رشی کو اپنا خاوند چنا تو جب:

Vimada was returning with his Bride.He was attacked on the way by the Disappointed kings and Princes who had been suitors for the hand of the princess .The ashvins helped Vimada in the skirmish and taking up the bride on thier own chariot conveyed her to her husband's home.

(Status of Women in Ancient India Page 92.93)

ترجمہ: وِمادا اپنی دلہن کے ساتھ لوٹ رہا تھا وہ نا اُمید راجاؤں اور راجکُماروں کے ہاتھوں پریشان تھا۔ اَشون نے اس موقع پر وِمادا کی دُلہن کو رتھ پر لے جانے میں مدد کی اور اُس کے گھر پہنچایا۔

اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس وقت معاشرے کی کیا حالت تھی۔ سوئمبر کی رسم نے گھر اور باہر کے امن کو برباد کردیا۔ آخر اس رسم کے خلاف آواز اٹھنے لگی۔ کش نابھ (KUSHNABAH) کی لڑکی نے کہا۔

''وہ دن بڑا ہی منحوس ہوگا جب لڑکیاں اپنے ماں باپ کی مرضی کو بالائے طاق رکھ کر اپنا خاوند خود تلاش کریں گی''

(رامائن۔ بال کانڈ۔BAL KAND)

لڑکیوں کی اس بے راہ روی کے نتیجہ میں اخلاق سے گری ہوئی نسل پیدا ہونا شروع ہوئی معاشرے کی اس گرتی ہوئی حالت کو دیکھ کر وقت کے کچھ دانشمندوں نے معاشرہ کی اصلاح کے لئے کچھ قوانین وضع کئے جن میں عورت کی آزادی پر پابندیاں عائد کی گئیں۔ سوئمبر کی رسم کی بجائے ''دان'' کا طریق اختیار کیا گیا۔ جس میں باپ اپنی بیٹی کو ''دان'' یعنی خیرات کے طور پر دوسرے مرد کے حوالے کر دیتا۔ عورتوں کا گھر سے باہر نکلنا بند کر دیا گیا۔ مشہور ہندو قانون دان چانکیہ (CHANAKYA) (320 ق۔م) نے باہر پھرنے والی عورت کو چھ پیسے جرمانہ بطور سزا مقرر کیا۔ عورتوں کے رہنے کے لئے باپردہ گھر بنانے کا طریق بتایا۔ ایسے گھروں کو ''حرم'' یا ''پردہ'' کہا جاتا تھا۔ بعض عورتوں کو پاکیزہ اور باحیا زندگی اختیار کرنے میں اپنی عزت کا احساس ہونے لگا۔ مردوں میں بھی کچھ غیرت کا مادہ پیدا ہونے لگا۔ انہوں نے اپنی عورتوں کو بیرونی بد اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے ان کو عام حالات میں گھروں میں رہنے کی عادت ڈالنے کی کوشش کی عورتوں نے بھی اپنے آپ کو غیر مردوں کی غیر شریفانہ نظروں سے بچائے رکھنے کی طرف توجہ دی۔ گھروں سے بے مطلب باہر نکلنا بند کر دیا گیا۔ اگر کبھی کسی عورت کو باہر جانا بھی ہوتا تو محافظہ کو ساتھ لے کر اور چہرہ پر نقاب ڈال کر نکلتی تھیں۔

جیسا کہ ایک جگہ ذکر ملتا ہے:

"Girls of youthful ages were positively barred from roaming about in the open without the company of thier guardians...A maiden of tender years was made to live behind Purdah lest she should go astray.A married woman was not to go out of the house,without the permission of her husband,If she ever needed to go OUTSIDE She had to put on garments properly. She was not to walk fast; nor was she allowed to speak with anyone on the way, except a dealer,a recluse,an old man,or a physician. While walking,she was not to laugh,not to talk, not to make any particular gestures. She was ever to be careful about the proper covering of her body; and never allow any part of her person to be bare"

(The status of Women in Ancient India)

ترجمہ:عنفوان شباب کے زمانے کی لڑکیوں کے لئے اپنے سر پرستوں کی صحبت کے بغیر کھلے گھومنا ممنوع تھا۔ایک نوخیز لڑکی کو پردہ کرنا ہوتا تھا تاکہ وہ گمراہ نہ ہوجائے۔شادی شدہ عورت کواپنے میاں کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلنا منع تھا۔اگر اس کو گھر سے باہر جانے کی ضرورت ہوتی تو اس کو مناسب لباس پہننا ہوتا تھا۔اسے تیز نہیں چلنا ہوتا تھا اور نہ ہی اس کو راستہ میں کسی سے بات چیت کرنے کی اجازت ہوتی تھی سوائے کسی معاملہ دار کے یا پھر تارک الدنیا کے، یا کسی بوڑھے کے یا پھر کسی ڈاکٹر کے۔ چلتے ہوئے اس کو ہنسنے،کسی سے بات کرنے یا کوئی مخصوص اشارہ کرنے کی اجازت نہ تھی۔اس کو اپنے جسم کے مناسب لباس کا دھیان رکھنا ہوتا تھا۔اور اس کو اپنے جسم کے کسی بھی حصہ کو ننگا رکھنے کی اجازت نہ تھی۔‘‘

(قدیم بھارت میں عورت کا مقام صفحہ 18)

رامائن

اچھے خاندان کی لڑکیوں میں پردے کا وجود

رامائن کے زمانہ میں شادی سے قبل لڑکا لڑکی میں کسی بھی قسم کا تعارف نہیں ہوتا تھا۔

اعلیٰ مقام رکھنے والے لوگوں میں لڑکیاں اکثر اکیلی رہتی تھیں اور انہیں اپنے محبوب سے ملنے کا کم ہی موقع ملتا تھا۔اس کی مثال ۔سیتا۔مندو ددرا،شانتا وغیرہ ہیں۔جو اعلیٰ ترین شخصیات میں شمار تھے۔

ان میں سے کسی نے شادی سے قبل خاوند کو نہیں دیکھا تھا۔اس زمانہ میں یہ بھی دیکھنے کو ملتا ہے کہ جب بھی کسی کو شادی کا پیغام دیا جاتا تھا تب یا تو وہ ان لڑکیوں کے ذریعہ بے عزت ہوتے تھے یا ان کا پیغام ٹھکرا دیا جاتا تھا۔

اسی طرح نچلے درجے کے لوگوں میں اسی طرح کے میل ملاپ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔اس کی مثال ارجا،ویدوتی وغیرہ ہیں۔

لڑکے لڑکیوں کی شادی ماں،باپ ہی کیا کرتے تھے۔از خود انہیں شادی کرنے کا کوئی اختیار نہ تھا۔اگر لڑکی از خود خاوند یا محبوب چن لیتی تو یہ بہت بداخلاقی کا باعث مانا جاتا تھا۔

اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اچھے خاندانوں کی لڑکیاں پردہ کیا کرتی تھیں اور ان میں حیاء اور شرم کا مادہ بھی پایا جاتا تھا۔

(رامائن کالین سماج صفحہ 108۔109 مصنف شانتی کمار نانورام ویاس طبع 2009۔)

حضرت رامچندر کے وقت میں پردہ کا رواج

رامائن کی کتاب کے کئے ادھیایوں (دروس) سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو مردوں کے تمدن سے الگ رکھنے کے لئے پردے کا رواج تھا مثال کے طور پر چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

جب سیتا ایودھیا کی سڑکوں پر بغرض جنگل (بن باس) میں رہنے کے لئے جارہی تھی تب اس نقشہ کو شاعر نے کچھ اس رنگ میں بیان کیا ہے۔

ترجمہ: بن باس کے وقت جب رام چندر جی سیتا کے ساتھ گھر سے نکلے تو لوگوں نے شور مچایا ''کیا برا وقت ہے کہ وہ سیتا جن کو کبھی آسمانی دیوتا بھی نہ دیکھ پائے تھے آج بازاری لوگ اسے دیکھ رہے ہیں۔''

(بحوالہ ایودھیا کانڈ سرگ 33 شلوک۔8)

رامائن میں پردہ سے متعلق یہ ذکر بھی ملتا ہے کہ جب سیتا جی کو راون (لنکا کا راجا) زبردستی اغوا کر لے جاتا ہے اس وقت سیتا جی جاتی ہوئی راستہ میں اپنے زیور پھینکتی جاتی ہیں تاکہ رام کو اس کا سراغ لگانے میں آسانی ہو۔ ''رام اور لکھشمن جنگل میں سیتا کو تلاش کررہے تھے کہ رام کو بازو بند اور کانوں کی بالیاں ملیں۔ رام نے وہ زیورات درستی کے لئے لکشھمن کو دکھا کر پوچھا کہ بھائی پہچانو کیا یہ زیور سیتا کے ہی ہیں۔''

لکھشمن نے کہا۔ ترجمہ: کہ نہ میں ان دونوں بازو بندوں کو جانتا ہوں اور نہ ہی ان دونوں بالیوں کو پہنچانتا ہوں البتہ دونوں پازیبوں کو ہی جانتا ہوں کیونکہ میں نے سیتا کے پاؤں سے اوپر کبھی نظر نہیں اٹھا کر دیکھا تھا۔ (کشکندھ کانڈ سرک۔6 شلوک۔22)

اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جس لکشھمن نے سیتا جی کو کبھی پیروں سے اوپر نہ دیکھا ہو اس زمانہ میں پردہ اور غض بصر کی کیا اہمیت تھی۔

اسی طرح رامائن میں درج ہے کہ

ترجمہ: شری رام کی اجازت سے وبھیشن کا سیتا کو اُن کے نزدیک لانا اور سیتا کا محبوب کے پیارے چہرے کو دیکھنا۔

(شری والمیکی رامائن یدھ کانڈ سرگ 114، شلوک 8 تا 23)

اسی طرح ایک مقام پر لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

کہ جب وبھیشن سیتا سے ملاقات کے لئے گئے تو پہلے پوری احتیاط کے ساتھ ان کے پاس

پیغام بھجوایا پھر ملاقات کی اور جب وبھیشن سیتا جی کو رام چندر جی کے حضور ایک خوبصورت پالکی میں لے جارہے تھے اس وقت پالکی کے چاروں طرف بغرض حفاظت راکشش (شیاطین) اور بہت سے نشاچر (رات کو چلنے والے جانور) یا (گیدڑ) سیتا کو گھیر کر چل رہے تھے جب سیتا جی کی پالکی رام چندر جی کے پاس پہنچی تو سپاہیوں نے تمام لوگوں کو ہٹاتے ہوئے چاروں طرف سے گھیر لیا اس وقت ''وانر'' (ایک نسل کے لوگ) اور شیاطین کے گروہ کو ہٹائے جانے پر وہ دور جا کر کھڑے ہوگئے۔ کیونکہ ان کے رواج کے مطابق عورتوں کو پردہ میں رکھا جاتا تھا۔ تاکہ عام لوگوں کی نظر ان پر نہ پڑے۔

(شری والمیکی رامائن 6/114/8۔23)

راکشش قوم میں پردہ کا رواج

اسی طرح راکشش قوم (لنکا) میں بھی پردے کا بہت رواج تھا۔ پردے کا رواج ان میں تھا یہ اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب راون مارا گیا تو اس کی بیوی مندودری جنگ کے میدان میں مع اپنی سوتنوں کے آئی اور یہ کہا

یعنی: اے میرے محبوب! آج میرے منہ پر گھونگھٹ نہیں ہے اور میں شہر کے دروازے سے چل کر یہاں آئی ہوں۔ اس حالت میں آپ مجھے دیکھ کر غصہ کیوں نہیں کرتے۔

(یدھ کانڈ سرگ 111 شلوک 61)

اسی طرح ایک اور شلوک میں یہ ذکر بھی ملتا ہے کہ

یعنی: آپ اپنی بیویوں سے بڑی محبت کرتے تھے۔ آج آپ کی سبھی بیویاں حیاء چھوڑ کر اور پردہ ہٹا کر باہر نکل آئی ہیں انہیں دیکھ کر آپ کو غصہ کیوں نہیں آتا۔

(یدھ کانڈ سرگ 111 شلوک 62)

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ اس قوم میں پردے کا اہتمام بہت زیادہ سختی سے کیا جاتا تھا۔ ایسی باپردہ عورتوں کے لئے پانی (PANINI)۔ (500 قبل مسیح) نے 'اَسُوریم پُشْیا'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یعنی جن کو سورج کی آنکھ نے بھی کبھی نہیں دیکھا تھا۔

پس ہندو مذہب میں بھی پردہ کی بہت اہمیت تھی۔عورتیں ہمیشہ اپنے آپ کو پردہ کی آغوش میں رکھتی تھیں اورغیروں کی نظروں سے اپنے آپ کو بچاتی تھیں۔

پردہ کے بارے میں مہابھارت کی تعلیمات

مہا بھارت کے ''شلہ پرب'' کے مطابق راجاؤں میں پردے کا رواج تھا جیسا کہ اس میں ذکرآتا ہے کہ جنگ کے ختم ہونے پر دریودھن کی بیویاں ہستینا پور کی طرف بھاگنےلگیں اب جن عورتوں کے ناخنوں تک کوبھی دیوتا نہیں دیکھے تھے وہ عورتیں باہرنکل کر بھاگنےلگیں۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت راجاؤں کی بیویاں پردہ میں رہتی تھیں اسی طرح یہ بھی لکھا ہے کہ جب ہستینا پور سے عورتیں (وہ عورتیں جوشادی شدہ ہوں) گنگا سے پانی حاصل کرنے کے لئےنکلتیں تو وہ جن کو کبھی سوررج دیوتا نے بھی نہیں دیکھا تھا اب ان کے باہر نکلنے سے انہیں دیکھ لیا۔

مہا بھارت کے استری پرب ادھیائے 10 کے مطابق جب ہم مندرجہ بالا حوالے کو تطبیق دیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورتیں جن کی شادی ہوچکی تھی اوران کے شوہراب زندہ بھی تھے وہی عورتیں پردہ میں رہتی تھیں یا پردہ کا خیال رکھتی تھیں۔

ان حوالوں کی شہادت ''کتھا سریت ساگر'' میں نندوں کے ''انت پور'' کے واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ راجاؤں کی بیویاں پردہ میں رہتی تھیں۔

اسی طرح لکھا ہے کہ جب ایک راہ گیر (راہب) نے انت پور کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا (یعنی عورتوں کو) تو اس کو پاٹلی پتر میں سزادی گئی۔

خلاصہ کلام یہ کہ 300 قبل مسیح مہا بھارت کے وقت میں پردے کا رواج تھا۔اور 400 قبل مسیح سے 500 قبل مسیح تک شادی شدہ عورتوں کے پردہ کا رواج پرشین بادشاہوں کی پیروی میں ہندوستان آیا جومہا بھارت کے وقت موجود تھا۔(مہا بھارت ممانسا صفحہ 243 تا 244)

اب ہم مہا بھارت کے چند حوالے پیش کرے گا۔جس سے معلوم ہوگا کہ اس وقت پردہ کا رواج تھا۔

دروپدی کہتی ہے۔یعنی ہم نے سنا ہے کہ قدیم وقت میں لوگ شادی شدہ عورتوں کو

(جلسوں میں) لوگوں کے گروہوں میں نہیں لے جاتے تھے۔(سبھا پرب سرگ 9 شلوک 69)

دروپدی کو راجاؤں نے سوئمور (خود خاوند پسند کرنے کی رسم) کے وقت دیکھا تھا اس کے بعد یودھیشٹر کے ذریعہ جوّے میں ہار جانے پر ہی لوگوں نے دروپدی کو دیکھا۔ان مثالوں سے واضح ہے کہ اچھے گھرانوں کی عورتیں کچھ خاص مواقع کو چھوڑ کر باہر نہیں نکلتی تھیں۔کیونکہ ان میں خاص پردے کا اہتمام تھا۔(دھرم شاستر کا اتہاس صفحہ 336)

مہا بھارت میں یہ ذکر ملتا ہے کہ جب دروپدی نارد رِشی کے پاس گئی تو اس نے اپنا سر اچھی طرح کپڑے میں چھپایا ہوا تھا جیسا شریمد بھاگوت میں لکھا ہے کہ جے اور وجے دو پہرے داروں نے سنت کمار کو نارائن جی کے محل کے اندر جانے سے روکا تو سنت کمار نے ان کو بد دعا دی یہ سن کر نارائن جی اپنی بیوی لکھشمی سمیت ننگے پاؤں باہر نکل آئے سنت کمار نے کہا کہ ان پہرے داروں نے بڑی غلطی کی جو آپ کو اندر آنے سے روکا میری بیوی کو آپ سے کوئی پردہ نہیں ہے۔استری کو پاپ کی جگہ پردہ کرنا چاہئے۔(شریمد بھاگوت 15:3)

ایسا ہی اور ایک واقعہ ہے جب ارجن وغیرہ پانچ پانڈؤ ’دُروپدیٰ‘ کو جیت کر لائے تو کرشن جی نے بمعہ پانڈؤ یادوں کے ’اندر پرستھ‘ آئے تو کنتی نے دروپدی کو حکم دیا کہ وہ ان سے پردہ کرے چنانچہ دروپدی نے ان سب سے پردہ کیا۔کرشن جی نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر دعا دی۔
(شریمد بھاگوت 58:15)

شلیہ پرب میں ذکر ملتا ہے کہ کوروؤں کی ہار کے بعد ان کی عورتوں کو جن کو کبھی سورج بھی نہیں دیکھ سکا تھا مگر آج عام لوگ اُن کو دیکھ رہے ہیں۔

ترجمہ:”جن شاہی عورتوں کو محلوں میں رہتے وقت سورج نے بھی نہیں دیکھا ہوگا انہیں شہر کی طرف جاتے ہوئے عام لوگ دیکھ رہے تھے۔“

(شیلہ پرب سرگ 74 شلوک 29)

اسی طرح آگے استری پرب میں یہ ذکر ملتا ہے۔

یعنی ”جن عورتوں کو پہلے دیوتاؤں نے بھی نہیں دیکھا تھا انہیں کو اس وقت ان کے خاوندوں

کے مارے جانے پر عام لوگ دیکھ رہے تھے۔'' (استری پرب سرگ 10: شلوک 8)

اسی طرح یہ ذکر بھی ملتا ہے کہ

یعنی'' جو لڑکیاں پہلے اپنی سہیلیوں کے سامنے آنے سے بھی شرماتی تھیں وہ بھی اس دن شرم اور حیاء چھوڑ کر ایک ہی کپڑا پہنے ہوئے اپنی ساسوں کے سامنے حاضر ہو گئی تھیں۔''

(استری پرب سرگ 10 شلوک 14)

اسی طرح لکھا ہے کہ

یعنی محلوں کی رہنے والی جن عورتوں، (بیگموں) نے کبھی باہر آ کر سورج اور چاند تک کو نہیں دیکھا تھا وہی عورتیں دھرتر اشٹر کے جنگل میں ہجرت کرتے وقت غم کی وجہ سے سڑکوں پر کھلی بے پردہ آ گئی تھیں۔

(آشرم ویاس پرب سرگ 15 شلوک 13)

ان تمام حوالوں سے یہ ظاہر ہے کہ مہابھارت کے وقت بھی پردہ کی بہت اہمیت تھی عورتیں اپنی زینت کو بچائے رکھنے کے لئے ہمیشہ اپنے محلوں میں ہی رہتی تھیں اور اگر کسی کام کے سبب باہر آنا پڑتا تھا تو وہ باپردہ ہو کر آتیں اور اپنے آپ کو غیروں کی نظروں سے بچاتی تھیں۔

شری کرشن جی مہاراج اور ان کی تعلیمات

پردہ بھارتیہ تہذیب اور تمدن کا نہایت اعلیٰ اور مقدم رکن رہا ہے۔ شری کرشن جی مہاراج کے زمانے میں اور مہابھارت کے دور میں پردے کی بڑی اہمیت تھی خود شری کرشن جی پردے کے معاملے میں بڑے حساس تھے۔ بے پردہ عورت پر نگاہ ڈالنا ناجائز بلکہ حرام سمجھا جاتا تھا۔

''1۔ ایک بار باناسر موذی سے شری کرشن کی جنگ ہو رہی تھی باناسر مقابلہ کی تاب نہ لا کر میدان سے بھاگ نکلا۔۔۔ تب باناسر کی ماں (جس کا نام کوبڑا تھا) اپنے بیٹے کو بچانے کے واسطے ننگے بدن، منہ دوڑتی ہوئی میدان جنگ میں آئی۔''

دھرم شاستر میں ایسا لکھا ہے کہ'' ایک مرتبہ پرائی استری (عورت) کو دیکھ کر جب تک تین مرتبہ کڑوے تیل سے آنکھ نہ دھولے تب تک دوش (گناہ) اس کا نہیں مٹتا۔''

''اس لئے شری کرشن جی نے 'کوبڑا' کو برہنہ دیکھنا مناسب نہ جان کر سر اپنا نیچے کر کے آنکھیں بند کرلیں۔'' (بھاگوت اسکندر 10 ادھیائے 60 صفحہ 524)

''2۔ پروگرام کے مطابق رکمنی ہزار سہیلیوں کے ساتھ دیوی پوجا کے لئے مندر کو چلی۔۔کرشن کے ڈر سے راجا ششو پال نے پچاس ہزار بہادر اس کی حفاظت کے لئے ساتھ کر دئے۔اس وقت کرشن چندر۔۔اکیلے رتھ پر بیٹھے وہاں آ پہنچے۔رکمنی نے گھونگھٹ اٹھا کر مسکراتے ہوئے کرشن کے رتھ کی طرف دیکھا۔''

(بھاگوت اسکندر 10؛ادھیائے 53 صفحہ 45 تا47)

شری کرشن کے زمانہ میں پردہ عام طور پر رائج تھا لکھا ہے:

''مہا بھارت کال (زمانہ مہا بھارت) میں پردہ کی رسم کا اشارہ بھی ملتا ہے دریودھن (کورو راجا) کو کنور راجا کی استریوں کو اسوریہ پشپا کہا جاتا تھا۔رامائن میں کہا گیا ہے ''سیتا کو اگنی پریکشا کے لئے سب کے سامنے کرنے کا حکم رام نے یہ کہہ کر لکشمن کو دیا کہ سنکٹ یگیہ (مذہبی تقریب) اور شادی کے وقت استری کا درشن آپتی جنک (قابل اعتراض) نہیں لیکن اس دور میں پردے کی رسم زمانہ وسطی جیسی سخت نہیں تھی۔سوئیمور میں عورتیں سب کے سامنے آتی تھیں۔''

(بھارتیہ سنسکرتی کی روپ ریکھا صفحہ 65 مطبوعہ 1951 باردوم۔مصنف رام دھن شرماشاستری طبع دریا گنج دہلی)

لفظ اسوریہ پشپا کے معنی اور پس منظر

اسوریم پشپا شاہی محلات کی مستورات جنہیں سورج بھی نہیں دیکھ سکتا (پدم چندر کوش زیر لفظ اسوریم پشپا صفحہ 79) لفظ پشپا کا مادہ پش ہے جس کے معنی ہیں دیکھنا چھونا''۔

(پدم چندر کوش صفحہ 308)

قدیم بھارت کی مختلف اقوام باہم برسر پیکار رہا کرتی تھیں ہر ایک راجا دوسرے راجا کی مستورات کو جیتنا کامیابی کا راز سمجھتا تھا قدیم سے ہی عورت کی عزت و ناموس کی حفاظت اہل بھارت کا دھرم رہا ہے۔پس پردہ اور حفاظت ساتھ ساتھ چلتے رہے ہیں۔

''جنگ مہا بھارت کی بنیادی وجہ یہی تھی کہ راجا یدھشٹر نے اپنا راج پاٹ بھائی حتیٰ کہ اپنی

بیوی دروپدی کو جوئے میں داؤ پر لگا یا اور سب کچھ ہار گیا۔ دریودھن جیت گیا تب دریودھن نے زور دیا کہ دروپدی کو کھینچ کر لوگوں کے سامنے لایا جائے کیونکہ وہ اسے جھاڑو لگانے اور نوکرانی کے طور پر کام کرنے کو کہے گا۔۔۔''

(ہندسماچار جالندھر جلد 41 شمارہ 102 صفحہ 9 مورخہ 13 اگست 1984)

اس سے دریودھن کا مقصد یہ تھا کہ اسور یہ پشپا دروپدی کو برہنہ کر دینے سے پانڈوا پنی موت آپ مرجائیں گے نہ رہے بانس نہ بجے بانسری پانڈوؤں کی شاہی محلات میں رہنے والی اسور یہ پشپا شہزادیوں اور دروپدی کی بے پردگی اور بے حرمتی آخر کار رنگ لائی اور جنگ مہا بھارت میں دریودھن وغیرہ ظالم راجاؤں کی حکومت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔ رام راون جنگ، جئے چند، پرتھوی راج کی جنگیں محض اشور یہ پشپا عورتوں کی وجہ سے ہوئی تھیں۔

یورپ کی ناشائستہ تہذیب کے اثرات ہمارے معاشرے پر کالے بادلوں کی طرح چھا رہے ہیں۔ آج کل کی بے پردگی پر غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے مصنف رسالہ چیتاونی پنڈت راج نارائن شاستری نے لکھا تھا کہ

عورتیں 15 سولہ سال کی عمر میں بھی بغیر چادر کے کھلے منہ بازاروں میں رنڈیوں کی طرح پھرنے لگی ہیں۔ (بحوالہ چیتاونی 1942 صفحہ 68 گڑگاؤں پنجاب بھارت)

شری کرشن جی مہاراج نے پردے کی حمایت کی اور اپنے عمل سے اور اپنے قول سے لوگوں کو پردے کی تعلیم دی چنانچہ آپ نے ایک موقعہ پر نہایت حکمت سے سماج کو ترغیب دی ہے کہ سگن اوتار (انسانی شکل میں جنم لینا) میرا صرف اسی لئے ہے کہ جس میں سنساری جیوؤں (دنیا کے لوگ) مجھے اچھا عمل کرتے دیکھ کر آپ بھی اچھا عمل کیا کریں۔

(بھاگوت اسکندر صفحہ 10 ادھیائے 69 صفحہ 523 بحوالہ ہفت روز بدر قادیان 21 اگست 2002 صفحہ 11)

کالی داس کے ناٹک سے ہندوستان میں پردے کے رواج کے ثبوت

رسالہ چاند بابت ماہ نومبر 1929 میں پردہ پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

''والمیکی رامائن اور مہا بھارت میں ایسے پرمان (ثبوت) ملتے ہیں کہ جن سے پتہ لگتا ہے کہ

پرتشٹتم استریاں (خاندانی عورتیں) اس کال میں پردہ کرنے لگی تھیں وہ عام طور پر باہر نہیں آیا کرتی تھیں۔

(رسالہ چاند بابت ماہ نومبر 1929ء)

بھارت میں پردہ 2000 برس کے لگ بھگ کسی نہ کسی شکل میں رہا ہے یہ بات ہم تسلیم کرتے ہیں اور یہ بات ہمیں تسلیم کرنی پڑے گی۔ کہ کسی شاعر نے اپنی زبان میں اگر کسی پرانی کہانی کو بیان کیا ہے تو اس میں اس زمانہ کے تمدن کا ذکر ضرور کیا ہوتا ہے جیسے کالی داس شکنتلا کو گھونگھٹ میں چھپی دیکھ کر لکھتا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں پردہ کا دستور موجود تھا۔

اب ہم پردے سے متعلق کالی داس کے ناٹک کے چند حوالے درج کرتے ہیں۔

"سنسکرت ادب میں بھاس نام کا ایک ناول نگار مشہور ہے بھاس کا نام سنسکرت کے سب سے مشہور شاعر کالی داس نے بھی بہت عزت اور احترام سے لیا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ بھاس کا ایک شلوک کوٹلیا 300 ق۔م میں اپنی مشہور کتاب (ارتھ شاستر) میں نقل کیا ہے ان سب امور کے مدنظر بھاس کا وقت قبل مسیح چوتھی پانچویں صدی مقرر کیا ہے۔ بھاس کے ناٹکوں کا خصوصی مطالعہ کرنے والے سنسکرت کے مشہور عالم 'پنڈت بلدیو اُپادھیائے' نے اپنی کتاب "مہا کوی بھاس" کے مطالعہ 1964 میں لکھا ہے کہ (ترجمہ نقل) بھاس کے ناٹکوں سے عورتوں کی مختلف حالتوں کا پتہ چلتا ہے شادی کے بعد ان کی زندگی محدود ہوتی تھی پردہ کی رسم کی موجودگی بھی دکھائی پڑتی ہے شاہی محلوں کی عورتیں پردہ کے رواج کی پیروی کرتی تھیں۔"

(مہا کوی بھاس صفحہ 159 مصنف پنڈت بلدیو اُپادھیائے)

بھاس کے بعد سنسکرت کے مشہور شاعر کالی داس نے اپنے شہرہ عالم ناٹک ابھی گیان شکنتلا میں جسے شاکنتلا بھی کہا جاتا ہے پردہ کا ذکر کیا ہے دورشی کے لڑکے شکنتلا کو لے کر دشینت کے دربار میں لے کر جاتے ہیں تب راجا ان سے پوچھتا ہے۔

ترجمہ: یہ گھونگھٹ والی کون ہے

اس جملے کی تشریح کرتے ہوئے ابھی گیان شکونتلا ناٹک کے سنسکرت مفسر نوکشور شاستری

لکھتے ہیں

’اوگنٹھن وتی‘ کا مطلب ہے کہ سر ڈھنکا ہوا ہے۔’شبد ابدھی‘ نام کی لغت میں کہا گیا ہے۔عورت کے سر ڈھانکنے کے فعل کو اوگنٹھن یا اوگنٹھیکا کہتے ہیں اس سے گنٹھن فعل یعنی پردہ کی رسم انتہائی پرانی ثابت ہوتی ہے۔انگراسمرتی میں بھی کہا گیا ہے کہ بہوسسر کے سامنے سر ڈھک کر جائے بیٹوں کو چاہئے کہ اپنی ماں کا سر’دربھ‘ نام کی گھاس سے ڈھک دیا کرے اس سے ان کی ماں کی نجات اورفلاح ہوگی۔

(بحوالہ ابھی گیان شکنتلا،کیشو کیلی سنسکرت تشریح صفحہ 335 طبع پنجم)

اس مندرجہ بالا حوالہ سے یہ بات صاف عیاں ہوجاتی ہے کہ

’’پردہ کی رسم کو مسلمانوں کے حکومتی وقت سے جوڑنا سراسر غلط ہے اس طرح مذکورہ بالا کتاب میں بھی بنارس ہندو یونیورسٹی کے مشہور پروفیسر کانتا ناتھ شاستری تیلنگ جی کے حواشی بھی موجود ہیں شری تیلنگ جی نے مذکورہ بالا ابھی گیان شکونتلم کے واقعہ کی مزید توضیح میں لکھا ہے کہ اوگنٹھن وتی گھونگھٹ والی اس سے عیاں ہے کہ گھونگھٹ کا رواج انتہائی قدیم ہے یہ کہنا ٹھیک نہیں ہے کہ پردے کا رواج مسلمانوں کے ساتھ بھارت آیا۔اشوریم پشپا (جسے سورج نے بھی نہیں دیکھا ہو) وغیرہ لفظوں کا استعمال پانی ویاکرن (گرامر) میں بھی ملتا ہے۔‘‘

(ایضاً صفحہ 618۔619)

اسی طرح ڈاکٹر بھنڈارکر کی تحقیق بھی قابل غور ہے۔وہ لکھتے ہیں:

The general belief is that the seclusion of women was unknown to ancient India and that the Pardah system was Introduced in the country by the Muhammadans but nothing is more erroneous.A study of the Drama's of Bhasa and Kalidas leave no doubt as to pardah being practised in thier times.This is more than confirmed by the Kamasutra of Vatsayana, who

flourished in the third century A.D but the practice can be traced back to a time long before the birth of Christ. Speaking about aovardhana which means inner closed female apartments and in consonance with it is the mention of Antabpura, where kautilya gives directions not only how to build be apartnenth it but also how to guard then against outsiders.

(Asoka,P 189)

ترجمہ: عام نظریئہ یہ ہے کہ قدیم بھارت میں عورت کی علیحدگی کا کوئی تصور نہیں تھا۔اور پردہ کا نظام اس ملک میں مسلمانوں نے شروع کیا حالانکہ یہ بات غلط ہے کالی داس اور بھاسا کے دھرما کے مطالعہ سے اس بات میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ پردہ ان کے زمانے میں رائج تھا۔اس بات کی توثیق واتسیانا کے کاماسوترا سے بھی بخوبی ہوتی ہے جو کہ تیسری صدی عیسوی میں پھلا پھولا۔ بلکہ پردہ کا رواج اس سے بھی قبل عیسیٰؑ کی پیدائش سے پہلے دیکھا جا سکتا ہے۔اپنے آوردنا کی بات کرتے ہوئے جس کا مطلب خواتین کے بند کمرے ہیں اور جو بالکل اس کے مطابق ہے انتب پورا کا ذکر ملتا ہے۔جس میں کوٹلیا نہ صرف اس کمرے کو بنانے کے بارے میں ہدایات دیتا ہے بلکہ یہ بھی ہدایات دیتا ہے کہ اس کی اجنبیوں سے کیسے حفاظت کرنی ہے۔

(اشوکا صفحہ 189)

سنسکرت زبان کی سب سے مستند گرامر کی کتاب پانی کی لکھی گئی ''اشٹ ادھیاپی'' ہے اور آچاریہ پانپی کا زمانہ قبل مسیح چھٹی ساتویں صدی کا ہے شری تیلنگ نے اسوریم پشیا لفظ کا استعمال پانپی کی گرامر میں بیان کیا ہے یہ لفظ عورتوں کی صفت کے طور پر استعمال ہوا ہے یعنی ایسی عورت جس کو سورج نے بھی نہ دیکھا ہو۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ تب پردے کی رسم اتنی سخت تھی کہ اعلیٰ عورتیں اور شریف النفس عورتیں وہ سمجھی جاتی تھیں جنہوں نے کبھی غیر مرد کو تو کیا سورج تک کو بھی نہ دیکھا ہو۔

سورج صرف اس عورت کو نہیں دیکھ سکتا جسے ہمیشہ گھر میں بکسے کی طرح بند کر کے رکھا جائے۔ پاپنی کی ویاکرن اور پرانے سنسکرت کے ناٹک اس طرح ''اسوریم پشپا'' عورتوں کا ذکر بڑی شان کے ساتھ کرتے ہیں۔

(پردہ اور سنسکرت ادب بدر 17، جولائی 2008 صفحہ 6)

گویا پردے کی رسم بھارت میں نہ صرف کالی داس اور بھاس کے زمانہ میں تھی بلکہ مسیح کی پیدائش سے بھی بہت عرصہ پہلے موجود تھی پس مذکورہ بالا شہادات سے واضح ہے کہ ہندوؤں میں پردے کی ضرورت کا احساس تو ویدک کال سے ہی پیدا ہو گیا تھا مگر اکثریت بوجہ غیر مہذب اور غیر متمدن ہونے کے اس کے مضرات سے بے خبر تھی اور نہ اپنی عورتوں کی شرم وحیاء اور کیریکٹر کی پاکیزگی کا ان کو کچھ احساس تھا تاہم ایسے لوگ موجود تھے اگرچہ نہایت قلیل تعداد میں جو اپنی عورتوں کو بیرونی بد اخلاقی کے مضر اثرات سے بچائے رکھنے کے خواہش مند تھے اور خود بھی ستھری اور بااصول زندگی بسر کرنا پسند کرتے تھے آج بھی جنوبی ہند کے اعلیٰ مرہٹہ خاندانوں کی عورتیں پردہ کرتی ہیں۔ان میں سے اگر کوئی عورت مغربیت سے متأثر ہو کر پردہ چھوڑ دیتی ہے تو ان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔جیسا کہ واقعات مندرجہ بالہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ بھارت میں پردے کی رسم مسیح کی پیدائش سے سینکڑوں سال قبل موجود تھی۔ مسلمانوں کے بھارت میں آنے سے پردہ کرنے والی غیر مسلم عورتوں نے باپردہ اور باحیاء زندگی اختیار کرنے میں مزید قدم آگے اٹھایا اگرچہ انہوں نے مسلمان عورتوں جیسا برقعہ نہیں پہنا مگر چادر سے اپنے سارے جسم کو ڈھانپا کرتی تھیں اور چہرے پر لمبا گھونگھٹ ڈالا کرتی تھیں وہ شرم وحیاء کا ایک مجسمہ ہوا کرتی تھیں۔ ہر ایک کی نظر میں ان کا احترام ہوا کرتا تھا۔

سکھ مذہب میں پردہ

سکھ دھرم کی بنیاد گورونانک جی مہاراج نے رکھی تھی۔آپ کے بعد ان کے 9 گروصاحبان ہوئے اوراس طرح ان میں حضرت بابانانک جی کوشامل کرکے کل دس گروصاحبان ہیں۔ان کے آخری گرو، گروگوبند جی مہاراج کے بعد کتاب گروگرنتھ صاحب کوگرو کا مقام دیا گیا۔سکھ مذہب میں بھی دیگر ادیان کی طرح پردہ کی تعلیم بالتفصیل بیان کی گئی ہے اور بے پردگی کے نقصانات بالوضاحت بیان کئے گئے ہیں۔اس بارے میں مکرم عباداللہ گیانی صاحب کے ایک مضمون سکھ مذہب اور پردہ کے حوالہ سے چند باتیں درج کی جاتی ہیں۔

چنانچہ گورونانک صاحب فرماتے ہیں:

''روپے کامے دوستی بھوکے سادے گنڈھ''

(گوروگرنتھ صاحب۔راگ ملارکی وار۔شلوک محلہ 1۔ص1288)

یعنی شہوت کا زینت (بے پردگی) سے اور بھوک سے بہت گہرا تعلق ہے۔

گورونانک جی کے اس ارشاد کے پیش نظر سکھ بزرگ بھائی گورو داس جی بیان کرتے ہیں کہ:

''روپے کامے دوستی جگ اندر جانی

بھوکے سادے گنڈھ ہےاور ورتی ہانی''..

(داراں بھائی گورو داس۔وار27۔پوڑی5)

ایک سکھ ددوان گیانی ہزارہ سنگھ نے بھائی گورو داس جی کے مندرجہ بالا ارشاد کے یہ معنے بیان کئے ہیں کہ:

''شہوت کی زینت (بے پردگی) سے دوستی ہے۔یہ بات دنیا میں مشہور ہے ایک بھوکے انسان کی روٹی سے محبت ہے یہ بات دنیا میں اظہر من الشمس ہے۔''

(داراں بھائی گورو داس مترجم ص556)

سکھ مذہب کی اس تعلیم سے یہ امر واضح ہے کہ بے پردگی شہوانی خواہشات کو بھڑکانے کی محرک ہے۔جس طرح ایک بھوکے اور فاقہ کش انسان کے بارے میں یہ قیاس کرنا کہ وہ عمدہ عمدہ اور لذیذ کھانے سامنے آنے پر ان کے کھانے کا خیال بھی دل میں نہ لائے گا ایک ناممکن بات ہے اسی طرح غیر محرم عورتوں کی زینت دیکھنے والے انسان کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ اس کی نفسانی خواہشات میں کوئی جوش پیدا نہ ہوگا خود کو دھوکہ دینے کے مترادف ہوگا۔کیونکہ شہوت اور بے پردگی میں وہی تعلق ہے جو بھوک اور کھانے میں۔

گورو گرنتھ صاحب میں اور بھی متعدد مقامات پر غیر محرم عورتوں کو دیکھنے سے منع کیا گیا ہے۔جیسا کہ ایک مقام پر مرقوم ہے کہ

''کیا گلائیو چھوچھ پہ ویل نہ جوہے کنت توں
نانک پھلاں سندی واڑ کھڑیا ہبھ سنسار جیو''

(گوروگرنتھ صاحب۔ماروکی وار۔شلوک محلہ 5 ص1095)

مشہور سکھ سکالر سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے گرو گرنتھ صاحب کے اس شلوک کے یہ معنے بیان کئے ہیں کہ:

''اے بے وقوف! تو کیا گندی باتیں کرتا ہے۔اگر تو غیر محرم عورتوں کی طرف بری نظر سے نہ دیکھے تو صحیح معنوں میں خاوند ہے۔ورنہ تیرا شمار بدکاروں میں ہوگا۔گورو صاحب بیان کرتے ہیں کہ پھولوں کے باغیچہ کی طرح سے یہ تمام دنیا کھلی ہوئی ہے۔یعنی باغ میں داخل ہوکر تمام پھولوں کو چھیڑنا یا توڑنا تیرا حق نہیں ہے۔مالی نے جو پھول تجھے بخشا ہے۔اس کی خوشبو اور خوبصورتی پر صبر کر۔''

(گورمت پربھاکر ص110)

گوروگرنتھ صاحب کے ایک اور مقام پر مرقوم ہے کہ:

''لو بھاوی درشٹ پر گرہنگ جدبدھی آچار ننگ
تج سکل وہ کرت درمتی بھج چکر دھر سر ننگ۔''

(گوروگرنتھ صاحب۔راگ گوجری۔جیدیو ص526)

ترجمہ:''اے انسان اگر اچھے کام کرنے کا خواہش مند ہے تو لالچ وغیرہ اور پر گرہ یعنی غیر محرم عورت اور دوسرے کے مال کی طرف دیکھنا چھوڑ دے اور تمام برے خیالات ترک کر کے خدا تعالیٰ کی پناہ اختیار کرلے۔''

(شبدارتھ گوروگرنتھ صاحب ص526)

گوروگرنتھ صاحب کے اس شبد سے واضح ہے کہ غضّ بصر اور پردہ کی خلاف ورزی کرنے والے لوگ نیک اعمال بجانہیں لاسکتے۔گویا نیک اعمال بجالانے کا پہلا زینہ غیر محرم عورتوں کو دیکھنے سے بچنا ہے۔

گوروگرنتھ صاحب کے ایک مقام پر نیک لوگوں کا شیوہ بیان کرتے ہوئے یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ غضِ بصر کے پابند ہوتے ہیں اور غیر محرم عورتوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔جیسا کہ مرقوم ہے کہ:

''ہرتریاروپ نہ پیکھے نیتر''

(گوروگرنتھ صاحب۔راگ گوڑی۔سکھنی محلہ 5 ص274)

یعنی نیک لوگ غیر محرم عورتوں کی زینت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔

سکھ مذہب کی اس تعلیم کا خلاصہ یہی ہے کہ کسی بھی غیر محرم عورت کی زینت دیکھنے کا کوئی حق نہیں اور نہ کسی پاک دامن اور باعصمت کا یہ شیوہ ہے کہ ایک سکھ وِدوان گیانی لال سنگھ جی چترتھ اے بی ٹی بیان کرتے ہیں کہ

''ایک سکھ کی آنکھ غیر محرم عورت کو نہیں دیکھے گی''۔

گورونانک جی نے غیر محرم عورتوں کی طرف دیکھنا آنکھوں کی ناپاکی بیان کیا ہے جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ

''من کا سوتک بوجھ ہے۔جھو اسوتک کوڑ اکھیں سوتک دیکھنا پرتریا پردھن روپ''

(گوروگرنتھ صاحب۔راگ آسا کی وار۔شلوک محلہ 1 ص472)

ترجمہ:یعنی دل کی ناپاکی لالچ ہے۔زبان کی گندگی جھوٹ ہے اور آنکھوں کی پلیدی غیر محرم عورتوں اور دوسرے کے مال کی طرف دیکھنا ہے۔

گوروگرنتھ صاحب کے ایک اور مقام پر اس بارے میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ:

''متھیانیتر پیکھت پرتریا روپاد''

(گوروگرنتھ صاحب۔راگ گوڑی۔ سکھمنی۔محلہ 5 ص269)

ترجمہ: یعنی: غیر محرم کو دیکھنے والی آنکھیں فضول ہیں۔

اس سلسلہ میں بھائی گورو داس جی نے یہ بیان کیا ہے کہ:

''دھرگ لوتن گورودرس بندیکھے پرترنی''

(داراں بھائی گورداس۔وار 27۔پوڑی10)

ترجمہ: یعنی ان آنکھوں پر لعنت ہے جو گورو کے درشن کی بجائے غیر محرم عورتوں کو دیکھتی پھرتی ہیں۔

برقعہ

سکھ مذہب میں پردہ کی تعلیم کے سلسلہ میں سکھ مستورات کو برقعہ پہننے کا حکم بھی دیا گیا ہے اور برقعہ کی طرز بھی بتائی گئی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں گوروگوبند سنگھ جی کی یہ تعلیم بیان کی جاتی ہے کہ:

''برقعہ ٹوپی پر دیدار ہوئے۔آگے منہ دے جالیدار ہووے۔ایسی طرح ہووے اگے تے جب چاہے جالی ڈار تیجے۔ پرشاد ہووے۔جب چاہے جالی اٹھائے دتیجے منہ کھلے۔اس طرح کا برقع ہووے۔''(پریم سمارگ آٹھواں منتر رہت کاص38)

ترجمہ: برقعہ ٹوپنی پر نظر ہو۔اور منہ کے آگے جالیدار ہو۔اس طرح کا ہو کہ منہ کے آگے جب چاہے جالی ڈال دیں۔اور جب چاہے منہ کھولنے کے لئے منہ سے جالی اٹھا دیجئے۔اس طرح کا برقع ہونا چاہیے۔

اس کے علاوہ یہ بھی مرقوم ہے کہ حکومت کو چاہئے کہ وہ ایسا بندوبست کرے کہ کوئی عورت بے پردہ گھر سے باہر نہ نکلے جیسا کہ لکھا ہے کہ:

''مہاراجہ کو چاہیے اپنی پرجا کو سکھی رکھے اور استری روپ کی ذات کو باہر نہ نکلنے دے۔ بے پردہ نہ نکلے تو پردے کے ساتھ نکلے۔''

(پریم سمارگ دواوس بچن ص27)

سکھ گوروصاحبان کا طرزِ عمل

جب ہم اس سلسلہ میں سکھ گوروصاحبان کے طرزِ عمل کو دیکھتے ہیں تو یہ پتہ چلتا ہے کہ جہاں وہ وقتاً فوقتاً اپنے سکھوں کو غضّ بصر سے متعلق ضروری اور مناسب ہدایات دیتے رہتے تھے وہاں خود بھی اس پرعمل کرتے رہتے تھے اور سکھ گوروصاحبان کے اپنے گھرانہ کی مستورات بھی پردہ کی پابند تھیں۔

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ گورونانک جی دریائے راوی کے کنارہ پر یادالٰہی میں مشغول تھے کہ ایک خوبصورت عورت زرق برق لباس پہن کر آئی اور گوروجی سے چند قدم کے فاصلہ پر رک کر گوروصاحب کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی غرض سے عجیب وغریب حرکتیں کرنے لگی۔مگر گوروجی نے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنا پسند نہ کیا۔

(تواریخ گوروخالصہ ص377)

سکھ مؤرخین نے تو یہ بھی بیان کیا ہے کہ اگر کوئی عمر رسیدہ عورت گوروصاحب کے دربار میں آتی بھی تھی تو پردہ سے ہی آتی تھی۔ان دنوں بے پردآنے کا رواج نہ تھا۔چنانچہ سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ ایک سکھ عورت گوروصاحب کے دربار میں آئی۔اس نے گھونگٹ نکالا ہوا تھا۔جب وہ دربار کے قریب آئی تو مردوں کی بھیڑ دیکھ کر رک گئی۔گوروصاحب نے اسے دیکھ لیا اور فرمایا کہ تم اپنے گھر میں ہی رہا کرو اور اپنے بزرگوں کی خدمت کیا کرو یہی صحیح راستہ گورو سے ملنے کا ہے۔

(تواریخ گوروخالصہ ص1726)

سکھ تاریخ سے اس امر پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کے زمانہ میں بھی پردہ کا رواج تھا اور مہاراجہ جی کی رانیاں بھی مردوں کی مجالس میں نہیں جایا کرتی تھیں اور نہ گھر سے بغیر پردہ کے نکلا کرتی تھیں۔چنانچہ باوابدھ سنگھ جی نے مہاراجہ کی وفات کے حالات بیان کرتے ہوئے ایک مقام پر لکھا ہے کہ:

''وہ مہارانیاں جن کے سایہ کو بھی کسی مرد نے نہ دیکھا تھا۔آج بغیر پردہ کے۔۔۔اپنے مردہ خاوند کی لاش کے سرہانے کھڑی تھیں۔''

(پھلواڑی داسکھ اتہاس نمبر ص291۔شیر پنجاب ص164)

''مہاراجہ رنجیت سنگھ جی کی بیوی رانی جنداں کو جب انگریزوں نے قید کیا تو وہ قید خانہ میں بھی پردہ کیا کرتی تھیں۔''

(روزنامہ اکالی پتر کا جالندھر 12مارچ1964ء)

ان تمام حوالہ جات سے عیاں ہے کہ سکھ دھرم میں غضِّ بصر کی تعلیم دی گئی ہے اور بے پردگی کو ناپسند کیا گیا ہے۔سکھ گوروصاحبان کے نزدیک بے پردگی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔اس لئے ہر شخص کے لئے اس کی پابندی ضروری ہے۔

سکھ مذہب کی اس تعلیم کا خلاصہ یہی ہے کہ کسی بھی غیرمحرم عورت کی زینت دیکھنے کا کوئی حق نہیں اور نہ کسی پاکدامن اور باعصمت کا یہ شیوہ ہے کہ وہ غیرمحرم مردوں کو دیکھنے کی کوشش کرے۔گویا کہ سکھ مذہب کی رو سے مرداورعورت دونوں کے لئے یکساں غض بصر کا حکم ہے اور دونوں کے لئے اس پرعمل کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔اس کے خلاف چلنے سے ہرقسم کی برائیاں اور بدکاریاں شروع ہوجاتی ہیں۔اوریہی تعلیم اسلام کی بھی ہے۔

(ماخوذ ازمجلتہ الجامعہ الاحمدیہ جلد 2 شمارہ 1 جنوری تا مارچ 1965ء سکھ مذہب اور پردہ تحریر کردہ عباداللہ گیانی صاحب)

حوّا کی بیٹی کے نام

ڈاکٹر فہمیدہ منیر

مجھے چند باتیں یہاں بیان کرنا ٹھہرنا
حقیقت کو تم پر عیاں کرنا ٹھہرنا

کئی دن تو میں سوچتی رہی ہوں
قلم اپنا میں روکتی رہی ہوں

اگر کہہ رہی ہوں کوئی مان ہوگا
جو تم مان جاؤ تو احسان ہوگا

بہت الجھی گتھی ہے سلجھاؤں کیسے
نہیں جانتی تم کو سمجھاؤں کیسے

بہت غور سے تم میری بات سُن لو
صدف کی طرح اپنے دامن میں چُن لو

خزانے کو درکار ہے آج پہرا
سبق اس میں پوشیدہ ہے ایک گہرا

تصوّر مجھے لے گیا اُس جگہ تک
فرشتے نظر آئے حدِّ نگاہ تک

جنہیں میں نے سجدہ کرتے بھی دیکھا
پھر ابلیس انکار کرتے بھی دیکھا

تجھے خُلد سے پھر نکلتے بھی دیکھا
تجھے حوّا بن کر سنبھلتے بھی دیکھا

مجھے یاد ہے سب وہ دَورِ جہالت
کہ جب دیدنی تھی بہت تیری حالت

تجھے پا کر شرمندہ ہو جاتے تھے جب
خجالت سے پوشیدہ ہوجاتے تھے سب

تجھے زندہ درگور کر دیتے تھے جب
تیری مانگ مٹی سے بھر دیتے تھے تب

کوئی بُھولا بسرا فسانہ نہیں ہے
تجھے یاد کیا وہ زمانہ نہیں ہے

کوئی تجھ کو نسبت نہ تھی روزن نہ در سے
جنازے کی صورت نکلتی تھی گھر سے

پھر اسلام نے تجھ کو پردہ سکھایا
تجھے راستی کا سبق اک پڑھایا

تجھے ماحصل زندگی کا سُنایا
تجھے زندہ رہنے کا گُر بھی بتایا

بتایا جہاں میں تیرا کام کیا ہے
تیرا کیا مقام اور تیرا نام کیا ہے

تیرا دامنِ تر نکھرتے بھی دیکھا
تیرا سب سے پردہ سنورتے بھی دیکھا

وضو کر رہے تھے فرشتے یہ دیکھا
تھے پاکیزہ پاکیزہ رشتے یہ دیکھا

تجھے آج کس کی نظر کھا گئی ہے
ثریا سے تحت الثریٰ آگئی ہے

تیرے نام پر کتنی چوٹ آگئی ہے
کہ عورت کے پردے میں کھوٹ آگئی ہے

میری پیاری بہنا اے حوّا کی بیٹی
بنی کیوں آج تو مقدر کی بیٹی

خطرناک دورِ ابتلا آ گیا کیوں؟
حیاء کو دکھاوے کا جن کھا گیا کیوں؟

یہ فسق و فجور اور لعنت کی جڑ ہے
کہ بے پردگی اک دیوانے کی بڑ ہے

نیا کچھ نہیں زندگی کا فسانہ
کُھلی آنکھ سے کوئی ٹھوکر نہ کھانا

ملے گا مقدر کا سب آن و دانہ
نہیں زندگانی کوئی قید خانہ

نہیں گھر سے باہر نکلنا منع کچھ
مگر دل میں ہووے نہ باقی طمع کچھ

تمہیں حدّ و آداب پردہ بتا دوں
سنو تو میں ذاتی گواہی گنا دوں

میں اک ڈاکٹر ہوں بفضل تعالیٰ
بہت اور ہیں مجھ سے ارفع و اعلیٰ

چُنا میں نے بُرقع کو پردہ کی صورت
سمجھتی ہوں اس کو میں اپنی ضرورت

یقیں مانو کچھ یہ نہیں مجھ کو کہتا
کوئی کام باقی نہیں مجھ سے رہتا

میں ہر کام کرتی ہوں برقع پہن کر
''مرض'' سے نپٹتی ہوں برقع پہن کر

سفر ہو حضر ہو، خوشی ہو، غمی ہو
یہ ممکن نہیں کام میں کچھ کمی ہو

جو ہوں مرد و زن بھی مریضوں میں شامل
رہوں گی میں اعزاز میں اپنے کامل

طبیب اور حاذق یا جرّاح سمجھو
مگر مجھ کو پردے کا مداح سمجھو

تمہیں جو کہا ہے کر کے دکھایا
اگر موت پردہ ہے مر کے دکھایا

میرے کام میں تب ہی حارج ہے برقع
جو اسلام سے آج خارج ہے برقع

نہیں یہ یہاں کچھ بڑائی کی خاطر
کہا یہ سب کچھ گواہی کی خاطر

سمندر کی تہہ میں کوئی بند سیپی
چُھپائے ہوئے اپنے دامن میں موتی

ازل سے ابد تک کسے ڈھونڈتی ہے گرانی ہے کیا سر میں کیا کھوجتی ہے
تجھے زندگی کی کتھا کہہ رہی ہے یہ تجھ سے رضائے خدا کہہ رہی ہے
یہ کہتی ہے تُو اپنا دامن بچا لے بلا تجھ کو بے پردگی کی نہ کھا لے
بدل لے خدا کے لئے اپنی حالت مبادا اٹھانی پڑے نہ خجالت
تُو پردہ میں آکر ستر اپنے ڈھانپ نہ ڈس لے تجھے بے حیائی کا سانپ
میری بچیاں یہ عہد آج کر لیں سنبھلنے کی جدّو جہد آج کر لیں
جو تونے بھی میدان یہ تج دیا تو پھر کس کو کرنا ہے یہ حق ادا
تجھے بدظنی سے بچائے گا بُرقع کہ غضِّ بصر ہی بتائے گا بُرقع
بنالے نہ تُو اپنی ایسی کچھ ہیئت کوئی تجھ کو کہہ دے نہ بازاری عورت
کہیں پھر سے زندہ نہ تو گاڑی جائے کہ بے موت پھر سے نہ تُو ماری جائے
نہ پامال کرنا حیاء کا تقدس جہاں میں ہو تم تو بہت ہی مقدس
تجھے پیس ڈالے گی ظالم گھڑی ہے جہنم کھولے یہ دنیا کھڑی ہے
ہے برقع سپاہی کا ہتھیار جیسے کوئی مردِ میداں میں ہوشیار جیسے
یہ پردہ ایک ذرّہ کی طرح ہے یہ بندِ قبا کی گرہ کی طرح ہے
خدا کو غضِّ بصر پھر سُجھا دے تجھے اگلی نسلوں کی حوّا بنا دے
سُگھڑ سادہ سرشار تابندہ رکھے خدا تجھ کو معصوم درخشندہ رکھے
تجھے چاند شب جیسا پاکیزہ کر دے خدا تجھ کو سنجیدہ فہمیدہ کر دے

تجھے وہ محمد کی صفیہ بنا دے
تجھے دین احمد کی حفصہ بنادے

(بحوالہ مصباح، پاکستان جون جولائی 2009ء صفحہ 74 تا 77)

باب سوم

اسلامی پردہ

اسلام کی بنیادی غرض

اسلام امن پسند مذہب ہے اور مکمل ضابطہ حیات ہے،جس کے ذریعہ انسان بشریت کے تقاضوں کو پورا کرسکتا ہے،تاریکیوں کو اجالوں میں بدل سکتا ہے۔اسلام اور اسلامی نظامِ حیات ایک پاک وصاف معاشرے کی تعمیر اور انسانی اخلاق وعادات کی تہذیب کرتا ہے۔اسلام نے جہالت کے رسم ورواج اور اخلاق وعادات کو جو ہر قسم کے فتنہ وفساد سے لبریز تھے' یکسر بدل کر ایک مہذب معاشرے اور تہذیب کی داغ بیل ڈالی' جس سے عام انسان کی زندگی میں امن' چین اور سکون ہی سکون قائم ہوا۔

عورت اسلام سے قبل اور اسلام کے بعد

اس بات کو وضاحت سے سمجھنے کے لئے اسلام سے قبل عورت کی حالت اور اسلام کے بعد عورت کی حالت کا ایک مختصر موازنہ پیش کیا جاتا ہے۔تااس بات کی حقیقت قارئین پر واضح ہوجائے کہ ایک عرصہ سے مغربی ذرائع ابلاغ اور مغرب زدہ افراد اور تنظیموں کی طرف سے مسلسل جو یہ پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ اسلام نے عورت کو کچھ نہیں دیا اور اسے اس کے بنیادی حقوق سے محروم کر دیا ہے۔یہ درست بات نہیں بلکہ یہ محض ایک جھوٹ ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔کیونکہ عورت کو جو مقام اسلام نے دیا ہے وہ اسے کسی دوسرے مذہب سے نہیں ملا۔درج ذیل سطور میں ہم ان کے اس جھوٹے دعوے کا جائزہ لیں گے اور جاہلیت کے زمانے کی عورت اور خاتونِ اسلام کے درمیان ایک موازنہ پیش کریں گے تاکہ یہ بات اچھی طرح سے واضح ہوجائے کہ پہلے عورت کتنی حقیر سمجھی جاتی تھی اور اسلام نے اسے کتنا بڑا مقام عطا کیا۔

لڑکی کا وجود عرب کے بعض قبائل میں عار تصور کیا جاتا

لڑکی کا وجود عار تصور کیا جاتا اور اسے زندہ درگور کر دیا جاتا تھا فرمان الٰہی ہے:

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ۝ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ

(سورۃ النحل آیت:60،59)

ترجمہ: اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی خوشخبری سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہوجاتا ہے اور دل ہی دل میں گھٹنے لگتا ہے، جو بری خبر اسے دی گئی ہے اس کی وجہ سے لوگوں سے منہ چھپائے پھرتا ہے۔ سوچتا ہے کہ کیا اس کو ذلت ورسوائی کے باوجود اپنے پاس رکھے، یا اسے زندہ درگور کر دے، آہ! کیا ہی برے فیصلے کرتے ہیں۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زمانۂ جاہلیت کے لوگوں کی حالت کو بیان فرمایا ہے کہ ان میں سے کسی کو جب اس کے گھر میں بیٹی پیدا ہونے کی خبر دی جاتی تو اس کا چہرہ کالا سیاہ ہوجاتا اور مارے شرم کے وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا۔ اور غم میں نڈھال ہوکر سوچتا رہتا کہ اب اس لڑکی کے وجود کو ذلت ورسوائی کے ساتھ برداشت کرلے یا اسے زندہ درگور کردے۔

امام بغویؒ کہتے ہیں:

"عرب میں یہ رواج عام تھا کہ جب کسی کے گھر میں بیٹی پیدا ہوتی اور وہ اسے زندہ باقی رکھنا چاہتا تو اسے اونی جبہ پہنا کر اونٹوں اور بکریوں کو چرانے کے لئے دور دراز بھیج دیتا۔ اور اگر اسے مارنا چاہتا تو وہ جب 6 سال کی ہوجاتی تو کسی جنگل میں ایک گڑھا کھودتا، پھر گھر آ کر اپنی بیوی سے کہتا کہ اسے خوب اچھا لباس پہنا دو تاکہ وہ اسے اس کے ننھیال (یا اس کے دادا دادی) سے ملا لائے۔ پھر جب اس گڑھے تک پہنچتا تو اسے کہتا: اس گڑھے کے اندر دیکھو، چنانچہ وہ اسے دیکھنے کے لئے جھکتی تو یہ اسے پیچھے سے دھکا دے دیتا وہ اس میں گر جاتی اور یہ اس کے اوپر مٹی ڈال دیتا۔"

(معالم التنزیل: جلد 5 صفحہ 25)

یہ تو تھا زمانۂ جاہلیت میں کسی عورت کا مقام کہ اس کا وجود ہی عار تصور کیا جاتا اور اسے زندہ در

گورکردیا جاتا۔جبکہ اسلام نے گھرمیں بیٹی کی پیدائش کو باعث برکت قرار دیااوراسے زندہ درگور کرناحرام کردیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاارشادگرامی ہے:

إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ، وَوَأْدَ الْبَنَاتِ

(صحیح البخاری:الِاستقراض باب ماینہی عن إضاعۃ المال حدیث نمبر،2408،)

''اللہ تعالٰی نےتم پر ماؤں کی نافرمانی کرنااور بیٹیوں کوزندہ درگورکرناحرام کردیاہے۔''

اورآپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹیوں کی تعلیم وتربیت کی فضیلت بیان کرتے ہوئےفرمایا:

مَنْ بُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ

(صحیح بخاری:الادب باب رحمۃ الولد وتقبیلہ،حدیث نمبر5995،صحیح مسلم:البروالصلۃ حدیث نمبر2629)

''جس شخص کوان بیٹیوں کی وجہ سے کسی طرح آزمائش میں ڈالا جاتا ہے، پھروہ ان سے اچھائی کرتاہے،تو یہ اس کے لئےجہنم سے پردہ بن جائیں گی۔''

اس حدیث میں 'اچھائی' سے مراد ہرقسم کی اچھائی ہے۔یعنی اس کی پرورش اچھی طرح سے کرے،اس سے اچھاسلوک کرے اوراس کی تعلیم وتربیت کااہتمام اچھے انداز سے کرے۔پھر جب وہ جوان ہوجائےتواس کی شادی کے لئے ایک اچھےاور پابندِ اسلام خاوندکاانتخاب کرے۔

اورحضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نےفرمایا:

مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ، وَضَمَّ أَصَابِعَهُ

(صحیح مسلم:حدیث نمبر2631)

''جوشخص دولڑکیوں کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ بالغ ہوجائیں،تووہ اورمیں قیامت کے دن ایسے ہونگے جیسے میری یہ انگلیاں ہیں۔''

اورسنن ترمذی میں اس روایت کےالفاظ یوں ہیں کہ

مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ دَخَلْتُ أَنَا وَهُوَ الْجَنَّةَ كَهَاتَيْنِ وَأَشَارَ بِأُصْبَعَيْهِ

(الترمذی:البروالصلۃ باب ماجاءفی النفقۃ علی البنات،حدیث نمبر1914،وہوفی الصحیحۃ،297)

ترجمہ:: جس نے دولڑکیوں کی پرورش کی، وہ اور میں جنت میں ایسے داخل ہونگے جیسے میری یہ دوانگلیاں ہیں۔

ماں کا درجہ

عورت اگر ماں ہوتو اسلام نے اس کے ساتھ حسنِ سلوک کی ترغیب دی ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے بعد سب سے پہلے ماں باپ کا حق بیان کیا ہے پھر دوسروں کے حقوق کا تذکرہ کیا ہے۔اور بار باران سے اچھا سلوک کرنے کی تلقین کی ہے اورانھیں جھڑکنے حتیٰ کہ اف تک کہنے سے منع فرمایا ہے۔اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب ایک شخص نے سوال کیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ کون اچھے سلوک کا مستحق ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تمہاری ماں ۔اس نے کہا: پھر کون ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمھاری ماں !اس نے کہا: پھر کون ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمھاری ماں !اس نے کہا: پھر کون ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمھاراباپ ۔(صحیح بخاری: الادب باب من اُحق الناس بحسن الصحبۃ :5971)

اس کے علاوہ اورکئی احادیث کتبِ حدیث میں موجود ہیں جن میں خصوصاًماں کا حق نمایاں کر کے بیان کیا گیا ہے۔

بیوی کے حقوق

اورعورت اگر بیوی ہوتو اسلام نے اس کے حقوق کی بھی پاسداری کی ہے اوراس کے چند حقوق درجِ ذیل ہیں

1 ۔نکاح کے لئے اجازت طلبی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادگرامی ہے

لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ ،وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ

(صحیح بخاری: النکاح باب لا ینکح الاب،حدیث نمبر 5136)

”کسی بیوہ کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے مشورہ نہ کرلیا جائے اور کسی

کنواری لڑکی کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے اجازت نہ لے لی جائے۔''

''صحابہ کرامؓ نے عرض کی : اے اللہ کے رسولؐ! کنواری لڑکی کی اجازت کیسے ہو گی ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کی خاموشی اس کی اجازت سمجھی جائے گی۔''

2۔ مہر کی ادائیگی

فرمانِ الٰہی ہے: وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً (سورۃ النساء آیت:5)

ترجمہ: اور عورتوں کو ان کے مہر راضی خوشی دو۔

3۔ نان ونفقہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر میدانِ عرفات میں صحابہ کرامؓ کے جم غفیر سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ، وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَّا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ ...وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ

''تم عورتوں کے متعلق اللہ سے ڈرو کیونکہ تم نے انھیں اللہ کی امان کے ساتھ لیا ہے اور انھیں اللہ کے کلمہ کے ساتھ اپنے لئے حلال کیا ہے۔ اور تمھارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ تمھارے بستروں پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جنھیں تم ناپسند کرتے ہو۔۔۔۔۔۔ اور ان کا تم پر حق یہ ہے کہ تم انھیں معروف طریقے کے مطابق کھانا اور لباس مہیا کرو۔''

(صحیح مسلم: الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث نمبر:1218، ابن حبان حدیث نمبر:1457)

4۔ معروف طریقے کے مطابق بود وباش

فرمان الٰہی ہے: وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسٰى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا (سورۃ النساء آیت:19)

ترجمہ: ''اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بود وباش رکھو، گو تم انھیں ناپسند کرو لیکن عین ممکن

ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت سی بھلائی کر دے۔"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي

(ترمذی: المناقب باب فضل أزواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، 3895، ابن ماجہ: 1977)

ترجمہ: تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے بہتر ہو اور میں تم سب کی نسبت اپنے اہل کے لئے زیادہ بہتر ہوں۔

5۔ بیوی کا حق بھی خاوند کے حق کی طرح ہے

فرمان الٰہی ہے کہ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ

(سورۃ البقرۃ آیت: 229)

ترجمہ: اور معروف طریقے کے مطابق عورتوں کے بھی ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں، ہاں مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔

6۔ بیویوں میں عدل وانصاف

فرمان الٰہی ہے:

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا

(سورۃ النساء آیت: 4)

"لیکن اگر تمھیں یہ خوف ہو کہ تم ان میں عدل وانصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی کافی ہے، یا تمہاری ملکیت کی لونڈی۔ یہ اس اعتبار سے زیادہ مناسب ہے کہ تم بے انصافی کے مرتکب نہیں ہو گے۔"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ إِلَىٰ أَحَدِهِمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ مَائِلٌ

(ابوداؤد: النکاح باب فی القسم بین النساء، 2133)

ترجمہ: جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک ہی کی طرف مائل ہو (اور دوسری کو نظر انداز کر دے) تو قیامت کے دن وہ اس حالت میں آئے گا کہ اس کے جسم کا ایک حصہ ایک پہلو پر جھکا ہو گا۔

7۔موت کے بعد بھی بیوی سے وفا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ:

''مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں میں سے کسی پر کبھی اتنی غیرت نہیں آئی جتنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتی تھی حالانکہ میں نے انھیں نہیں دیکھا تھا۔لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر و بیشتر ان کا تذکرہ کرتے رہتے تھے۔اور بعض اوقات بکری ذبح کرتے تو اس کے گوشت کے کچھ ٹکڑے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھی بھیجا کرتے۔اس پر میں کبھی کبھی یہ بھی کہہ دیتی کہ شاید دنیا میں اور کوئی عورت ہے ہی نہیں سوائے خدیجہؓ کے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے: اس کے یہ یہ فضائل تھے اور میری اولاد بھی اسی سے ہوئی۔''

(صحیح بخاری:مناقب الأنصار باب تزويج النبیﷺ خديجة وفضلها3818،صحیح مسلم:2437)

قارئین کرام! بیٹی، ماں اور بیوی کے حقوق کے متعلق قرآن وحدیث کی جو نصوص ہم نے ذکر کی ہیں ایک طرف انھیں سامنے رکھیں اور دوسری جانب زمانۂ جاہلیت کی عورت کی حالت بھی مدنظر رکھیں۔اس سے آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ اسلام نے عورت کو معاشرے میں کتنا بڑا مقام دیا ہے اور اس کی کس طرح سے تکریم اور عزت افزائی کی ہے۔

زمانہ جاہلیت کی عورت

زمانۂ جاہلیت کی عورت وراثت سے محروم تھی

زمانۂ جاہلیت میں لوگ صرف مردوں کو وراثت کا حقدار سمجھتے تھے اور عورتوں اور بچوں کو اس سے محروم رکھا جاتا تھا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَلِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضاً

(سورۃ النساء آیت:8)

ترجمہ: والدین اور قریبی رشتہ دار جو مال چھوڑ جائیں اس میں مردوں کا حصہ ہوتا ہے اور والدین اور قریبی رشتہ دار جو مال چھوڑ جائیں اس میں عورتوں کا بھی حصہ ہوتا ہے، چاہے مال تھوڑا ہو یا زیادہ۔اور یہ حصے اللہ کی طرف سے مقرر کردیئے گئے ہیں۔

تو اسلام نے عورت کو بھی وراثت کا حقدار قرار دیا اور اسے اس سے محروم نہیں کیا۔اور ترکہ میں عورت کو کتنا حصہ دیا گیا ہے اس کی تفصیل سورۃ النساء کے دوسرے رکوع میں موجود ہے۔

باپ کی بیوی کو اس کی موت کے بعد حلال سمجھا جاتا تھا

زمانۂ جاہلیت میں ایک بیٹا اپنے باپ کی وفات کے بعد اس کی بیوی (اپنی سوتیلی ماں) سے نکاح کر لیتا تھا۔جبکہ اسلام نے اسے حرام کردیا اور اسے بدکاری، غضب کا موجب اور بدترین شیوہ قرار دیا۔

فرمان الٰہی ہے: وَلاَ تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ إِلاَّ مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَّسَاءَ سَبِيلاً (سورۃ النساء آیت:23)

ترجمہ: اور ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے، مگر جو گزر

چکا ہے۔ یہ بے حیائی کا کام اور بغض کا سبب اور بڑی بری راہ ہے۔

تو یہ بھی اسلام میں عورت کی تکریم کی ایک واضح دلیل ہے۔

دو بہنوں سے بیک وقت نکاح

زمانۂ جاہلیت میں دو بہنوں سے بیک وقت نکاح کرنا درست تھا جب کہ اسلام نے اسے حرام قرار دے دیا۔

فرمان الٰہی ہے: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ...وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ (سورہ النساء آیت:24)

''تم پر حرام کر دی گئی ہیں تمھاری مائیں......اور دو بہنوں کو (ایک شخص کے نکاح میں) جمع کرنا بھی حرام ہے، الا یہ کہ جو (عہدِ جاہلیت میں) گزر چکا۔''

ایامِ حیض میں عورت کو الگ تھلگ کر دیا جاتا

زمانۂ جاہلیت میں عورت کے مخصوص ایام شروع ہوتے تو اسے بالکل الگ تھلگ کر دیا جاتا۔ اس کا خاوند نہ اس کے ساتھ کھاتا اور نہ اسے اپنے بستر پر آنے دیتا۔ جبکہ اسلام نے عورت کے ساتھ اس ناروا سلوک کو ناجائز قرار دیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مخصوص ایام میں ان کے ساتھ کھاتے پیتے، ان سے خدمت لیتے اور ان کے ساتھ آرام فرماتے۔ صرف ایک چیز جسے اسلام نے ان ایام میں ممنوع قرار دیا وہ ہے بیوی سے صحبت، اس کے علاوہ باقی تمام معاملات کو جائز قرار دیا گیا۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیویوں سے (جبکہ وہ حیض کی حالت میں ہوتیں) تہ بند سے اوپر مباشرت کرتے تھے۔'' (صحیح المسلم حدیث نمبر:294)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ: ''میں حیض کی حالت میں ایک برتن سے پانی پیتی پھر وہی (بچا ہوا) پانی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیتی تو آپ بھی برتن کی اسی جگہ پر منہ رکھ کر پانی پیتے

جہاں سے میں نے پانی پیا ہوتا۔اور حیض ہی کی حالت میں کھانے کے دوران میں اپنے دانتوں کے ساتھ ایک ہڈی سے کچھ گوشت توڑتی پھر وہی ہڈی آپ ﷺ کو پیش کرتی تو آپ بھی اسی جگہ پر منہ رکھ کر گوشت توڑتے جہاں سے میں نے توڑا ہوتا۔'' (صحیح مسلم حدیث نمبر:300)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

''یہودیوں میں جب کوئی عورت مخصوص ایام میں ہوتی تو وہ اپنے گھروں میں نہ اس کے ساتھ کھاتے پیتے اور نہ ہی اس سے مجامعت کرتے۔تو صحابۂ کرام ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا،جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ...الخ

''اور وہ آپ سے حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں،تو آپ ؐ انہیں بتا دیجئے کہ وہ گندگی ہے لہٰذا حالتِ حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ۔''
(سورۃ البقرۃ آیت:222)

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ (صحیح مسلم حدیث نمبر:302)

ترجمہ::تم سب کچھ کر سکتے ہو سوائے ہم بستری کے۔

قارئین کرام! مذکورہ بالا نکات کی روشنی میں آپ کو خوب اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اسلام نے عورت کو کیا مقام دیا ہے۔اس لئے مغربی ذرائع ابلاغ کے گمراہ کن پروپیگنڈے سے متأثر ہو کر قطعاً اس احساس میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ اسلام نے عورت کو محروم کر دیا ہے اور اس سے اس کے بنیادی حقوق سلب کر لئے ہیں۔یہ محض ایک افتراء اور جھوٹ ہے جس کی حقیقت پچھلے صفحات میں کھل چکی ہے اور خواتین اسلام کو یہ بات اچھی طرح سے یاد رکھنی چاہیے کہ یہ جو اسلام نے انھیں پردہ کرنے، اپنی نظریں جھکانے،گھر سے بغیر ضروری حاجت کے نہ نکلنے اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کرنے کا حکم دیا ہے یہ صرف اور صرف انہی کی عزت وحرمت کے تحفظ کے لئے ہے اور اس میں انہی کی خیر و بھلائی مقصود ہے۔

اجر وثواب کے حصول میں مرد عورت برابر

گزشتہ صفحات میں اگر چہ یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ جو مقام ومرتبہ اسلام نے عورت کو دیا ہے اور جس طرح اسلام نے اس کی عصمت کے تحفظ کے لئے قوانین اور ضابطے وضع کئے ہیں، ایسا کسی اور دین میں نہیں ہے۔ لیکن ہم اپنی ماؤں بہنوں کے مزید اطمینان کے لئے عرض کرتے ہیں کہ عبادات کے اجر وثواب کا اور جنت کی نعمتوں کا جہاں مردوں سے وعدہ کیا گیا ہے وہاں عورتوں کو بھی یکساں طور پر اس میں شریک کیا گیا ہے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لاَ أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ (سورۃ آل عمران آیت:196)

''پس ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمالی کہ تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت میں ضائع نہیں کرتا، تم سب آپس میں برابر ہو۔''

یعنی اجر وثواب میں تمھارے درمیان مساوات ہے اور مرد وعورت میں کوئی فرق نہیں۔

اور فرمایا: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (سورۃ النحل آیت:97)

ترجمہ ''جو کوئی مرد یا عورت نیک کام کرے گا، بشرطیکہ باایمان ہو، ہم اسے یقینی طور پر پاکیزہ اور عمدہ زندگی عطا کریں گے اور انھیں ان کے اعمال سے زیادہ اچھا بدلہ دیں گے۔''

اور سورۃ الأحزاب میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتَاتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقَاتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرَاتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِيْنَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظَاتِ وَالذَّاكِرِيْنَ اللهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيْمًا

(سورۃ الاحزاب آیت:36)

’’بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں، راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔‘‘

عورت کے لئے بعض احکامات میں رخصت

اسلام نے عورت کی فطری کمزوریوں اور اس کی بعض مجبوریوں کے پیشِ نظر اسے کئی احکامات میں رخصت بھی دی ہے۔ مثلاً

1۔ حیض و نفاس کے ایام میں خاتونِ اسلام کو نماز اور روزے معاف ہیں۔

2۔ حیض و نفاس کے مخصوص ایام میں جو نمازیں رہ جاتی ہیں ان کی قضا بھی نہیں ہے، صرف روزوں کی قضا لازم ہے۔

3۔ حمل اور رضاعت کے ایام میں عورت کو روزے قضا کرنے کی رخصت دی گئی ہے۔

4۔ حالتِ حیض میں طوافِ وداع جو کہ واجباتِ حج میں سے ہے، معاف ہو جاتا ہے۔

تو یہ رخصتیں بھی اس بات کی دلیل ہیں کہ اسلام نے عورت کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا اور نہ ہی اس پر ظلم کیا ہے۔ بلکہ اس کی فطری مجبوریوں کا خیال رکھا گیا ہے اور اسے اس کی طاقت سے زیادہ کسی امر کا مکلف نہیں کیا گیا۔

حسین معاشرہ کی تشکیل کے لئے اسلام کی بنیادی کاوش

اسلام اپنے ماننے والوں کی تہذیب اور پرامن معاشرے کے قیام کے لئے جو پہلی تدبیر اختیار کرتا ہے، وہ ہے: انسانی جذبات کو ہر قسم کے ہیجان سے بچانا، وہ مرد اور عورت کے اندر پائے جانے والے فطری میلانات کو اپنی جگہ باقی رکھتے ہوئے انہیں فطری انداز کے مطابق محفوظ اور

تعمیری انداز دیتا ہے۔

اسلام یہ چاہتا ہے کہ عورت کا تمام تر حسن و جمال، اس کی تمام زیب و زینت اور آرائش وسنگھار میں اس کے ساتھ صرف اس کا شوہر شریک ہو' کوئی دوسرا شریک نہ ہو' عورت اپنی آرائش اور جمال صرف اپنے مرد کے لئے کرے۔ اگر دیکھا جائے تو عورت در حقیقت تمام تر سنگھار و آرائش مرد کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور اس کی خصوصی توجہ کے حصول کے لئے ہی کرتی ہے' اسلام ایسا دین ہے جو انسان کی زندگی کے ایک ایک لمحے کی تہذیب کرتا ہے' ان کے لئے پاکیزہ طریقہ وضع کرتا ہے' تا کہ کوئی مسلمان اور اہل ایمان کسی طریقے سے کسی برائی میں مبتلا نہ ہو اور ان کے میلانات جائز طریقوں تک محدود رہیں' اللہ ہی ہے جو تمام احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے' جس سے انسانی فطرت کی نفسیاتی تعلیم و تربیت ہوتی ہے۔ عورت کے حسن و جمال کو اس کی زیب و زینت کو اللہ تعالیٰ نے اس کے شوہر کی دل بستگی اور توجہ کے لئے محدود کر دیا ہے' تا کہ وہ اپنی ساری توجہ اپنی بیوی کی طرف مرکوز رکھے اور اس کی عورت غیروں کی ہوس ناک نظروں سے محفوظ و مامون رہے۔

اللہ تعالیٰ نے شوہر اور بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے۔ یہ ان کی قربت اور ہم نفسی کی علامت ہے' اسلام جب پردے کی تاکید کرتا ہے تو اس سے مراد ایک نہایت پاک وصاف سوسائٹی کا قیام ہے۔

موجودہ معاشرہ کی ابتر حالت

اگر ہم اپنے چاروں اطراف نظر ڈالیں تو بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ احکام الٰہی سے اعراض اور روگردانی کے کیسے کیسے بھیانک اور عبرت ناک مناظر سامنے آرہے ہیں۔

مغربی دنیا خصوصاً یورپ اور امریکی معاشرے میں جہاں کسی قسم کے پردے اور حجاب کا گزر نہیں' جہاں ہر طرف لطف اندوزی' ہیجان خیزی' شہوت پرستی اور گوشت پوست کی لذت اندوزی کا سامان ہو رہا ہے' ایسے ایسے اقدامات اٹھائے جارہے ہیں جن سے ہر وقت جنسی ہیجان پیدا کیا جارہا ہے' جس کے نتیجے میں جنسی پیاس بڑھتی جارہی ہے جو کسی طرح بجھتی ہی نہیں' انسان کی خوابیدہ حیوانیت کو جگا دیا گیا ہے اور انسان بے قید شہوت رانی کا شکار ہو گیا ہے اس کے اعصاب اور نفسیات کے اندر

ہیجان خیز امراض پیدا ہو رہے ہیں۔

مرد اور عورت میں ایک دوسرے کے لئے کشش ایک فطری امر ہے اور یہ انسان میں تخلیقی طور پر ودیعت کی گئی ہے' کیونکہ انسان کو اس زمین پر اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہے' اس زندگی کا بڑا اور اہم حصہ زمین پر زندگی کے تسلسل کو قائم رکھنا ہے' اس لئے یہ کشش دائمی ہے۔ یہ کشش ہی انسان کو ایک دوسرے کے قریب لاتی ہے' عورت اور مرد کے ملاپ سے ایک خاندان ایک گھرانہ وجود پاتا ہے اور دونوں ایک دوسرے کے ذریعہ فطری تسکین پاتے ہیں اور افزائش نسل کے ذریعے ایک خاندان کی تشکیل کا ذریعہ بنتے ہیں اور اگر کہیں دونوں فریقوں کے درمیان ناآسودگی رہے' اپنے فطری تقاضوں کی تسکین نہ کر سکیں تو پھر بے چینی اور بے قراری جنم لیتی ہے جو اعصاب پر اثر انداز ہوتی ہے اور انسان کو برائی کی طرف ابھارتی ہے۔

امریکہ اور یورپ کا معاشرہ ہمارے سامنے ہے' جہاں ہر طرف ہر قسم کی جنسی آزادی عام ہے' مرد عورتوں سے مطمئن نہیں' عورتیں مردوں سے ناآسودہ ہیں' جنسی تسکین و آسودگی کے لئے تمام غیر فطری طریقے استعمال کرنے کے باوجود ناآسودگی سے دوچار ہیں' مرد مردوں سے' عورت عورتوں سے اور حیوانات تک سے اختلاط وملاپ کے باوجود ایک ہیبت ناک ناآسودگی کا شکار ہیں۔ وہاں کھلے عام ہر قسم کی بے پردگی' فحاشی' عریانی اور تمام غیر فطری طریقوں کے باوجود جو بے چینی اور بے کلی' عام پائی جاتی ہے' اسلام اپنے ماننے والوں کو ان تمام خرابیوں سے بچاتا ہے اور بچائے رکھتا ہے۔

ایسے تمام ممالک جہاں ہر قسم کا جسمانی ملاپ عریانی اور جنسی بے راہ روی عام ہے' ہر قسم کی قید وبند سے وہ آزاد ہیں' ان کے نزدیک تمام ممکن شکلیں جائز ہیں' لیکن اس کے باوجود ان کی جنسی پیاس جنون کی حد تک بڑھ گئی ہے اور ان کی تسکین کا نام ونشان تک مٹ گیا ہے' جس کے باعث وہاں جنسی اور نفسیاتی بیماریوں کا ایک طوفان اُمڈ آیا ہے' ایسے تمام مسائل سے وہ معاشرے دوچار ہیں جو جنسی محرومی' ناآسودگی سے پیدا ہوتے ہیں' اس کے باوجود وہاں جنسی تعلقات اور ملاپ مویشیوں اور حیوانات کی طرح راستوں پر عام دیکھا جا سکتا ہے، جب کہ اسلام جو انسان کے ہر جذبے کی نہ

صرف تطہیر کرتا ہے' بلکہ انہیں پاک صاف کرتا ہے، انہیں تہذیب و شائستگی سے ہم کنار کرتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو ایک آسودہ اور پرسکون زندگی بسر کرنے میں بھی مدد فراہم کرتا ہے۔ عورتوں کا بے پردہ ہونا' بے حجاب ہونا' فیشن کو اپنانا' بن سنور کر غیر مردوں کے سامنے آنا' انہیں دعوت نظارہ دینا' بے پردگی اور بے حجابی کے نام پر شعائر اسلامی کو پامال کرنا، یہ سب اسلامی نہیں' مغربی اور غیر اسلامی معاشرت اور روایات ہیں جن کے بھیانک نتائج ہمارے سامنے ہیں۔

اسلام کا پیدا کردہ حسین انقلاب

اسلام نے اسلامی معاشرے کا ذوق ہی بدل دیا ہے' لوگوں کے جمالی احساسات کو بدل دیا ہے' اسلام کے ماننے والوں کے لئے حسن و جمال کی تمام حیوانی ادائیں مطلوب و مستحسن نہیں رہیں' بلکہ اسلام حسن و جمال کا ایک مہذب رنگ ڈھنگ اور معیار قائم کرتا ہے جس میں ہر طرح کی عریانی سے بچا جاتا ہے اور سنجیدگی' وقار اور پاکیزہ جمال کا ذوق پیدا کرتا ہے جو انسان کے اور ایک اہل ایمان کے لائق ہوتا ہے۔ اسلام ایک سچی مومنہ عورت کی تربیت اس انداز سے کرتا ہے کہ وہ نہ صرف اپنے حسن و جمال کا درست طریقے سے استعمال کر سکے اور اپنی تمام معاشی، معاشرتی ضرورتوں کے ساتھ ساتھ اپنی فطری جبلی ضرورتوں اور تقاضوں کو بھی فطرت کے عین مطابق پورا کر سکے۔

آج دور جدید کی بظاہر ترقی یافتہ خواتین مردوں کے شانہ بشانہ ہم قدم ہو کر چلنا پسند کرتی ہیں اور بے حجابی و بے پردگی کی علم بردار ہیں۔ اگر وہ اپنی دیانت داری سے خود اپنا جائزہ لیں اور اپنی نگاہ میں ایک دقیانوسی با پردہ' باشرع خاتون کا جائزہ لیں تو انہیں بخوبی اندازا ہو جائے گا کہ معاشرے میں مردوں کے شانہ بشانہ چلنے میں انہیں کیسی کیسی ٹھوکریں کھانا پڑتی ہیں' کیسی کیسی مشکلات سے دو چار ہونا پڑتا ہے اور دن بھر کی بک بک' جھک جھک کے بعد رات اپنے شوہر کی قربت میں بسر کرتی ہیں تو کیا وہ دونوں جسمانی و روحانی طور پر جنسی و نفسانی طور پر اس قدر آسودہ و مطمئن ہو پاتے ہیں جس قدر ایک پردہ نشین و خانہ دار خاتون اپنے خلوص سے آسودگی اور طمانینت حاصل کرتی ہے؟ اس کی یہ آسودگی' یہ طمانینت و اطمینان اسلامی شعائر پر عمل پیرا ہونے کے باعث ہوتی ہے' وہ اپنے گھر

تک محدود ہوکر اللہ اوراس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل پیرا ہوکر خود کو اپنے گھر تک محفوظ و مامون رکھ کر اپنے گھر، اپنے بچوں کی تہذیب وتربیت کر کے جس آرام وسکون کو حاصل کر لیتی ہے، وہ کبھی بھی کسی بھی طرح ایک بے پردہ، بے حجاب خاتون جو در بدر پھرتی ہے، حاصل نہیں کرسکتی۔ پردے کے اسلامی احکام کا مقصد ومطلب ہی یہ ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو بے راہ وروی، فحاشی، بے حیائی اور شہوانی فتنہ انگیزی سے بچائے اور وہ خفیہ شہوانی جذبات نہ بھڑکنے پائیں جو عورت کے بے پردہ ہونے سے بھڑک سکتے ہیں۔

مرد عورت کے الگ الگ میدان

اسلام نے ہماری اجتماعی زندگی کا حال مردوں کے حوالے کیا ہے اور مستقبل عورتوں کے حوالے۔ اسلام نے عورت پر جو فرائض عائد کئے ہیں وہ اس قدر اہم ہیں کہ انہیں غیر ضروری سمجھ کر ترک کر دینا نہایت خطرناک غلطی ہے۔ عورت کے فرائض اس قدر وسیع اور ہمہ گیر ہیں کہ وہ اگر ان کی طرف کما حقہ توجہ دے تو اسے کسی دوسری سرگرمی کی جانب دیکھنے کا وقت بھی نہ ملے۔ ملک کی ترقی کے لئے جتنی ضرورت اچھے سائنسدانوں منتظموں سپہ سالاروں اور سیاست دانوں کی ہے اتنی ہی ضرورت اچھی ماؤں اور اچھی بیویوں کی بھی ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عورت بیرونِ خانہ سرگرمیوں میں الجھ کر بھی بچوں کی درست اور صحیح نگہداشت کرسکتی ہے وہ حقیقت سے ناواقف ہیں۔

نوعِ انسانی کی افزائش وحفاظت کے لئے فطرت نے چار ادوار مقرر کئے ہیں یعنی حمل وضعِ حمل رضاعت اور تربیت۔ ان میں سے ہر دور انتہائی مشکل ہے جس کے دوران غفلت بچے کے لئے مہلک ثابت ہوتی ہے۔ نسلِ انسانی کی فلاح کے نقطہ نظر سے ان میں سب سے اہم دور، تربیت کا زمانہ ہے۔ بچہ جب عالمِ غیب سے دنیا میں قدم رکھتا ہے تو اس کا ذہن ایک ایسی تختی کی مانند ہوتا ہے جو ہر قسم کی تحریر لکھے جانے پر آمادہ ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں جو بات بھی اسے سکھائی جائے وہ نقش کالحجر ہو جاتی ہے۔ ماں کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اچھی تربیت دے اور اسے برے بھلے کی تمیز سکھائے۔ ظاہر ہے کہ ایسی ماں جسے معاشی اور سیاسی سرگرمیوں سے فرصت نہ ملتی ہو اپنی اولاد کی درست تربیت نہیں کرسکتی۔ عورت کا فرض، فیکٹریوں میں اشیاء کی پیداوار نہیں ہے بلکہ انسانیت

سازی ہے۔

اولاد کی تربیت کے علاوہ گھر میں رہتے ہوئے عورت مرد کی کمائی اور وسائل کو بڑے سلیقے' کفایت شعاری اور منصوبہ بندی سے استعمال میں لاسکتی ہے۔ جتنا ضروری وسائل کی فراہمی کا معاملہ ہے اتنا ہی اہم ان کا مناسب استعمال ہے۔

مسئلہ حجاب کی بنیادی علت

دین اسلام میں پردہ کے احکامات پر بحث سے قبل ضروری ہے کہ ہم پردہ کی بنیادی علت کو سمجھنے کی کوشش کریں تا کہ اسلام کے احکامات کے سلسلہ میں اصول اور طریق کار کا بخوبی علم ہو سکے۔ اسلام کے نزدیک پردہ بلا شبہ ایک دینی امر ہے مگر پردہ اسلام کا اصل مقصود نہیں ہے بلکہ حیاء و پاکدامنی اور پاکیزہ معاشرہ کا قیام اصل مقصود ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے اور قائم رکھنے کے لئے پردہ مثل ایک سیڑھی کے ہے۔ جس پر گامزن ہو کر، جسے اختیار کر کے ہم اصل مقصد کو حاصل کر سکتے ہیں۔ اور ایک پاکیزہ معاشرہ کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔

مشہور عالم دین قاری محمد طیب قاسمی صاحب اپنی کتاب ''شرعی پردہ'' میں تحریر کرتے ہیں۔

''پردہ خود مقصود نہیں اس کی بنیادی حقیقت مقصود ہے۔ مسئلہ حجاب اور اس کی مالہ و ماعلیہ کو سامنے لانے سے پیشتر یہ اصولی حقیقت سمجھ لینی ضروری ہے کہ عموماً تمام انواع احکام اور خصوصاً معاشرتی احکام میں ہر شرعی حکم کے نیچے اس کی کوئی نہ کوئی بنیادی علت ضرورت ہوتی ہے۔ جو اس حکم کا منشاء اور مدار ہوتی ہے اور اس علت کی بنا پر وہ حکم شارع حقیقی کی طرف سے وضع کیا جاتا ہے خواہ وہ علت نص وآیت وروایت کے الفاظ میں موجود ہو جسے ہر کس و ناکس دیکھ سکے یا معنی میں لپٹی ہو جس تک مجتہد اور راسخین فی العلم ہی کی نگاہ پہنچ سکتی ہو اور وہی اسے اندر سے نکال کر باہر نمایاں کر سکتے ہوں، بہر صورت حکم میں کسی نہ کسی علت کا ہونا ضروری ہے جو مدار حکم ہی نہیں ہوتی، بلکہ حکم کی یہ صورت اسی مخفی اور بنیادی علت کے حصول کی ایک تدبیر ہوتی ہے اگر مثبت حکم ہے جسے امر کہتے ہیں تو اس زیرینہ علت کا دفعیہ پیش نظر ہوتا ہے پس یہ حکم اپنی متعلقہ علت کے حصول یا دفعیہ کی ایک تدبیر ہوتا ہے جس کا مقصود اصلی رداً یا اثباتاً یہی علت ہوتی ہے خود حکم بذاتہ مقصود نہیں ہوتا اندریں

صورت علت مرتفع ہوجانے پر حکم بھی مرتفع ہوجاتا ہے اور اس میں ضعف پیدا ہوجانے پر حکم میں شدت باقی نہیں رہتی۔

بنیادی علتوں کی چند مثالیں

حرمت سود کی مثال

مثلاً: معاوضات کے سلسلہ میں سود کے حرام ہونے کی بنیادی علت صاحب معاملہ کے مال مملوک میں سے مقدار سود کا بلاعوض اور زائد حق جھپٹ لینا ہے جو بلاشبہ ظلم وغصب اور غارت گری ہے پس سود کی ممانعت اس بے جا چھینا جھپٹ اور ظلم وغارت گری کی علت کی وجہ سے ہے خود بذاتہ زیادۃ کا لیا جانا ممنوع نہیں چنانچہ یہی مال مملوک اگر معصوم ہونے کی بجائے کسی وجہ سے مباح قرار پائے جیسے کفار حربی بن جائیں اور ان کا جان ومال مباح ہوجائے تو اس میں سے مقدار سود کا لے لیا جانا بھی ظلم اور غارت گری نہ رہے گا اس لئے ممنوع بھی نہ رہے گا جیسا کہ فقہ میں اس کی تفصیلی صورتیں موجود ہیں۔

حرمت شراب کی مثال

یا جیسے شراب کی حرمت علت سکر (نشہ) کی وجہ سے ہے گویا شراب سے روکا جانا خود اس مشروب سے روکنا نہیں بلکہ اس کی کیفیت نشہ سے بچانا ہے جس نے اس مشروب کو ناپاک کردیا ہے یہ دوسری بات ہے کہ یہ کیفیت نشہ آوری اس شربت میں گھل مل گئی ہے اور اس سے جدا نہیں ہے اس لئے اس سے بچانے کی صورت بجز اس مشروب سے روک دیے جانے کے دوسری نہیں ہوسکتی تھی۔

پس اس مشروب سے روکنا درحقیقت اس کیفیت سے بچانے کی ایک تدبیر ہے فی نفسہ اس سیال مادہ سے روکنا نہیں، اگر اس میں یہ کیفیت نہ آئے یا باقی نہ رہے تو یہ حکم ممانعت بھی اٹھ جائے گا، چنانچہ ان کو کھجور کے اس زلال اور نچوڑ میں جب تک یہ کیفیت پیدا نہ ہو یا ابھرنے نہ پائے جسے نبیذ کہتے ہیں تو اس پر شرع کی ممانعت کا فتویٰ بھی نہ لگے گا حالانکہ یہ وہی سیال مشروب ہے جو نشہ آور ہوجانے کے بعد فوراً ہی زیر ممانعت آکر حرام خالص بن جاتا ہے جس کا نام اب بجائے نبیذ کے خمر

ہوجائے گا یا کسی سیال مادہ میں مثلاً نشہ آوری کی کیفیت پیدا ہوکر کسی وجہ سے زائل ہوجائے جیسے الکحل دواؤں یا دوسری استعمالی اشیاء میں ملا دیے جانے پر اس کے کچھ مادی اجزاء تو باقی رہ جاتے ہیں مگر سیلانی کیفیت اڑ جاتی ہے جس کے ذیل میں یہ نشیلا پن بھی کافور ہوجاتا ہے تو ایسے مشروبات کی ممانعت بھی نہیں آئی جیسے خمر؛ سرکہ بن جائے تو تبدل ماہیئت سے وہی مشروب اب بجائے حرام ہونے کے حلال ہوگیا حالانکہ سیال مادہ وہی ہے جو پہلے تھا، تبدیل ہیئت نے صرف اس کے نشہ کی کیفیت کو زائل کردیا ہے۔

بہرحال! ممانعت شراب سے ممانعت نشہ مقصود ہے ممانعت مشروب مقصود نہیں اندریں صورت اس مشروب کی ممانعت درحقیقت نشہ سے بچانے کی ایک تدبیر ہوئی جو تابقاء نشہ باقی رہے گی ورنہ رخصت ہوجائے گی، البتہ بقاء نشہ کی صورت میں شراب کا ایک ایک قطرہ اسی طرح حرام رہے گا جس طرح پورا جام وسبو حرام تھا اگرچہ ایک قطرہ سے نشہ نہ چڑھے کیونکہ اس میں بقدر حصہ وجثہ؛ نشہ ضرور موجود ہے۔ خواہ اس کا احساس ہو یا نہ ہو جیسے درخت یا بچہ کا نشوونما ہر ہر ساعت اور ہر ہر پل ہوتا رہتا ہے مگر قلت مقدار کی وجہ سے اس کا احساس نہیں ہوتا سال دوسال میں جب اس کی مقدار معتد بہ ہوجاتی ہے تو مجموعہ کا احساس ہوتا ہے پس اس عدم احساس کی وجہ سے اس مقدار قلیل کے عدم کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا اسی طرح قطرات شراب میں جزوی نشہ کے محسوس نہ ہونے کی وجہ سے اس کی موجودگی کی نفی نہیں کی جاسکتی بہرحال شراب کی ممانعت نشہ سے بچانے کی تدبیر ہے خود بذاتہ مقصود نہیں۔

پردہ کا حکم انسداد فحش کے لئے ہے

ٹھیک اسی طرح عورت کا پردہ بلاشبہ ایک شرعی اور دینی امر ہے لیکن وہ خود بذاتہ مقصود نہیں بلکہ ایک ایسی مہلک اور خطرناک علت سے بچانے کی تدبیر کے طور پر رکھا گیا ہے جو انسانیت انسانی فرد اور انسانی سوسائٹی سب ہی کے لئے سم قاتل ہے اور اس کے متعدی اثرات سے کسی بھی وقت قومیں کی قومیں بتاہی وبربادی کے کنارے لگ سکتی ہیں اس مہلک علت کو قرآن حکیم نے فحش سے تعبیر کیا ہے جس کا دوسرا نام بے حیائی، بے غیرتی، عریانی اور سیہ کاری ہے اور یہ بلاشبہ اقوام کے لئے

ہلاکت وبربادی کا پیش خیمہ ہے۔

فحش کے آثارِ بد

وجہ یہ ہے کہ فحش حیاء وعفت کی ضد ہے حیاء کا تعلق عقل وخرد سے ہے اور فحش کا؛لاعقلی اور سفاہت سے۔جانوروں میں برملا ایک نر اپنی اور دوسرے کی مادہ پر جست کرتا ہے تو نہ اسے عجیب سمجھا جاتا ہے نہ اس حیوان کے لئے مہلک۔اس لئے کہ وہ عقل سے خالی ہے انسان ایسی حرکت کرے تو لوگ انگشت بدنداں ہوجاتے ہیں کہ بہائم قسم کے بے حیاء انسان بھی اسے بری ہی نگاہ سے دیکھتے اور برائی سے اس کا چرچا کرتے ہیں فرق وہی عقل و بے عقل کا ہے جس سے واضح ہے کہ فحش بے حیائی آئی تو دوسرے لفظوں میں انسانیت غائب ہوگئی اور یوں کچھ عقل معاش یعنی کھانے کھانے کی عقل غالب ہوگئی اور عقل معاد یعنی نجات اخروی حاصل کرنے کی عقل غالب ہوگئی تو محض اس طبعی یا دینوی عقل سے انسانیت کا بھلانہیں ہوسکتا اور نہ ہی وہ اپنے کمال پر باقی رہ سکتی ہے اور جب انسان، انسان ہی نہ ہو، جانوروں کے زمرہ میں شامل ہوجائے اس کی انسانیت کی بتاہی اور بربادی میں شک کی کون سی وجہ باقی رہ گئی؟

لیکن پھر بھی بربادی کا یہ منظر نظری ہے عملی طور پر دیکھا جائے تو جو قومیں عقل وخرد کے زوال یا ضعف واضمحلال کے سبب ان وقتی لذات کو زندگی کا حاصل سمجھ کر اور انجام سے قطع نظر کر کے اس مہلک علت فحش کا شکار ہوتی ہیں طبعی طور پر ان میں رشتہ زوجیت اور سلسلہ مناکحت بھی سست پڑ کر رفتہ رفتہ ختم ہوتا ہے کیونکہ اس طبعی خواہش کی جب ایک نفسانی راہ نفس کے لئے متعین ہوجاتی ہے تو دوسری روحانی یا اخلاقی راہوں کی طرف خود ہی متوجہ نہیں رہ سکتا۔

مزدیکیوں میں یہ فحش آیا تو اباحیت پھیل گئی اور عورت ایک وقف عام کی حیثیت میں آگئی جسے ہر مرد ہر حالت میں استعمال کرسکتا تھا، سفاح (زنا) پھیل گیا اور نکاح رخصت ہوگیا، بولشویکوں میں فحش پیدا ہوا تو وہی اباحیت آئی، نکاح کا حقیقی رشتہ کالعدم ہوگیا اور عورت پر ہر مرد بلا روک ٹوک جست کرنے لگا اور جہاں ایک طرف گدھوں اور کتوں میں یہ منظر نگاہوں کے سامنے آتا تھا وہیں دوسری طرف بعینہ وہی نظارہ ان انسان نما جانوروں میں بھی نظر آنے لگا، یورپین اقوام میں فحش کی

کیفیات گھسیں تو وہاں بھی رشتہ نکاح ٹوٹ کر سول میرج کی صورت پیدا ہوگئی جو ایک باضابطہ زنا ہے جس میں مذہب کی قید ہے نہ قومیت کی اور سب جانتے ہیں کہ قطع نکاح کا اثر قطع نسب ہے اور انقطاع نسب یا خلط نسب کا اثر آبائی اور خاندانی خصوصیات ہی کا نہیں، انسانی آثار کا بطلان، حقوق وراثت کی پامالی، بہیمی اخلاق کی آبیاری اور آدمیوں کا جانوروں کی طرح بے خصوصیت بے حق اور بے خانماں ہو جانا ہے اور سب کے ساتھ اس جنسی ہوس کا ہمہ وقت تسلط یا انسانی نسل کی تقلیل ہے یا بہائم صفت انسانوں کی وقتی تکثیر، دونوں صورتوں میں نسل انسانی کی تباہی ہے۔اس صورت میں نہ مکارم اخلاق باقی رہ سکتے ہیں، نہ شرافت طبائع قائم رہ سکتی ہے اور نہ انسانی جوہر ہی چمک سکتے ہیں، نہ نیکی بدی کا امتیاز قائم رہ سکتا ہے نہ معروف ومنکر کی تمیز ٹھہر سکتی ہے نہ حیاء وعفت اور نیک طینی کا مادہ ہی جم سکتا ہے جو روحانی بربادی کی آخری شکل ہے مادی اور روحانی دونوں طرح کی ہلاکتیں مسلط ہو جائیں تو انسانیت اور انسانی قومیتیں اپنی اصل پر کب باقی رہ سکتی ہیں پھر ہوسکتا ہے کہ کسی عام عذاب کا شکار بن کر یہ طبقہ کا طبقہ ہی ختم ہو جائے جیسے قوم لوط ختم ہوگئی یا کسی ہمہ گیر بیماری اور وبا سے جیسے طاعون اور آتشک وغیرہ باقی نہیں رہتی، یہ فحش اس طرح آخرکار قوموں کی تباہی وبربادی پر منتج ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے دعویٰ کیا تھا۔

اس لئے یہ کیسے ممکن تھا کہ شریعت اسلام جو بنی نوع انسان کی دنیا وآخرت سنوارنے کے لئے اتاری گئی ہے اس بنیادی تباہی سے صرف نظر کر لیتی؟ ناممکن تھا چنانچہ فحش جس طرح عقل سلیم کے تقاضوں کے ماتحت انسانی سوسائٹی کے لئے ایک غلیظ قسم کی ناپاکی اور مقام عقل کے لئے ایک بدنما دھبہ تھا اسی طرح شریعت اسلام نے بھی اس رذیلہ فحش کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی ممانعت کی شرعی تفصیلات اور اخلاقی، روحانی اور مادی قدروں پر مشتمل ایک مفصل پروگرام پیش کیا جو کمال اعتدال کے ساتھ معقولیت اور متانت کا مرقع ہے۔

فحش کی حرمت

اس نے سب سے اول فحش کی جنس کو ممنوع اور حرام قرار دیا، فرمایا

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ

وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (سورۃ النحل آیت 91)

یقیناً اللہ تعالیٰ عدل کا احسان کا اور اقرباء پر کی جانے والی عطا کی طرح پر عطا کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو۔

فحش کی آخری حد چونکہ زنا اور حرام کاری تھی اس لئے زنا کو یہی کہہ کر روکا کہ وہ فحش اور بے حیائی ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِیْلًا (سورۃ بنی اسرائیل آیت 33)

اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو بے شک وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے۔"

(بحوالہ شرعی پردہ مصنفہ قاری محمد طیّب صفحہ 9 تا 20 مطبع ادارہ انارکلی لاہور)

مختصر یہ کہ دین اسلام کامل ضابطہ حیات ہے۔ لہٰذا دین اسلام نے حیاء کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے جس کا تفصیلی ذکر باب اوّل میں آچکا ہے۔ حیاء کا تقاضا ہے کہ معاشرہ میں سے عریانی اور فحاشی کو یکسر ختم کر دیا جائے۔ اسلام نے زنا کو حرام قرار دیا تو ساتھ ہی اس کی جڑیں کاٹنے کے لئے فرمایا کہ (لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤی) یعنی زنا کے قریب بھی مت جاؤ۔

اسلامی شریعت نے قیامت تک لوگوں کو اپنے چشمہ صافی سے فیضیاب کرنا تھا اس لئے اس میں جن کاموں کو حرام قرار دیا گیا ان کے ذرائع کو بھی ممنوع فرما کر شیطان کے داخلے کا ہر سوراخ بند کر دیا ہے۔ مثلاً

(1) شراب کو حرام کیا تو اسکے، بنانے، بیچنے خریدنے اور کسی کو نہ دینے کو بھی حرام قرار دیا۔

(2) شرک حرام قرار دیا تو بت تراشنے کو بھی حرام قرار دیا۔

(3) سود کو حرام قرار دیا تو معاملات فاسدہ سے حاصل ہونے والے نفع کو بھی سود کی طرح مال خبیث قرار دیا۔

(4) اسی طرح زنا کو حرام قرار دیا تو اجنبی عورت کو دیکھنے، چھونے شہوت بھرا کلام کرنے اور دل میں خیال جمانے کو بھی حرام قرار دیا ہے۔

یہ طے شدہ بات ہے کہ بے پردگی زنا کا سبب بنتی ہے۔اس لئے دین اسلام نے عورت کو حجاب یعنی پردہ میں رہنے کا حکم دیا۔قدسی نفوس نے حجاب کی ضرورت کو ازخود محسوس کرلیا تھا۔شروع اسلام میں پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا بلکہ ہجرت کے 5ویں سال حکم نازل ہوا۔حضرت عمر فاروقؓ کو اس بات کی بڑی فکر تھی اوران کی دلی خواہش تھی کہ پردہ کا حکم نازل ہو۔انہوں نے مختلف طریقوں سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا۔حضرت عمر فاروقؓ کی جن قلبی خواہشوں کو رب العزت نے شرف قبولیت بخشاان میں ایک حجاب کا مسئلہ بھی ہے۔صحیحین میں یہ روایت موجود ہے کہ

یَا رَسُولَ اللہِ اِنَّ نِسَاءَكَ يَدخُلُ عَلَيهِنَّ البِرُّ وَ الفَاجِرُ فَلَو حَجَبتَهُنَّ فَاَنزَلَ ا للہُ آيَةَ الحِجَابِ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، صحیح مسلم)

ترجمہ: ''آپ کے پاس نیک و بد ہرطرح کے لوگ آتے ہیں کاش آپ امہات المومنین کو پردہ کرنے کا حکم دیتے''۔تو اُس پر پردہ کی آیت اتری۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَدۡخُلُوۡا بُيُوۡتَ النَّبِىِّ اِلَّاۤ اَنۡ يُّؤۡذَنَ لَـكُمۡ اِلٰى طَعَامٍ غَيۡرَ نٰظِرِيۡنَ اِنٰٮهُ ۙ وَلٰـكِنۡ اِذَا دُعِيۡتُمۡ فَادۡخُلُوۡا فَاِذَا طَعِمۡتُمۡ فَانْتَشِرُوۡا وَلَا مُسۡتَاۡنِسِيۡنَ لِحَدِيۡثٍ‌ؕ اِنَّ ذٰلِكُمۡ كَانَ يُؤۡذِى النَّبِىَّ فَيَسۡتَحۡىٖ مِنۡكُمۡ‌ۚ وَاللّٰهُ لَا يَسۡتَحۡىٖ مِنَ الۡحَـقِّ‌ؕ وَاِذَا سَاَلۡتُمُوۡهُنَّ مَتَاعًا فَسۡـئَلُوۡهُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ‌ؕ ذٰ لِكُمۡ اَطۡهَرُ لِقُلُوۡبِكُمۡ وَقُلُوۡبِهِنَّ‌ؕ وَمَا كَانَ لَـكُمۡ اَنۡ تُؤۡذُوۡا رَسُوۡلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنۡ تَـنۡكِحُوۡۤا اَزۡوَاجَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖۤ اَبَدًا ‌ؕ اِنَّ ذٰ لِكُمۡ كَانَ عِنۡدَ اللّٰهِ عَظِيۡمًا○

(سورۃالاحزاب آیت 54)

ترجمہ: ''اے وے لوگو! جو ایمان لائے ہو نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کروسوائے اس کے کہ تمہیں کھانے کی دعوت دی جائے مگراس طرح نہیں کہ اس کے پکنے کا انتظار کررہے ہولیکن (کھانا تیار ہونے پر) جب تمہیں بلایا جائے تو داخل ہواور جب تم کھا چکوتو منتشر ہوجاؤ اور وہاں (بیٹھے) باتوں میں نہ لگے رہو۔ یہ چیز یقیناً نبی کے لئے تکلیف دہ ہے مگر وہ تم سے اس کے اظہار سے شرماتا ہے اور اللہ حق سے نہیں شرماتا۔ اور اگر تُم اُن (ازواجِ نبی) سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو یہ تمہارے اور اُن کے دلوں کے لئے زیادہ پاکیزہ (طرز عمل) ہے اور تمہارے لئے

جائزنہیں کہ تم اللہ کے رسول کو اذیت پہنچاؤ اور نہ ہی جائز ہے کہ اس کے بعد کبھی اُس کی بیویوں (میں سے کسی) سے شادی کرو۔ یقیناً اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی بات ہے۔''

اسلامی پردہ کی فرضیت

شرعی اعتبار سے مسلمان عورتوں پر فرض ہے کہ وہ ہر اجنبی مرد سے جسم کو ڈھانپنے والے شرعی پردہ کا التزام کریں۔ مسلم خواتین ہر اجنبی سے (جس سے کسی بھی شکل میں نکاح ممکن ہو) سے ایسا پردہ کریں جو اُن کی زینت کی چیزوں کو چھپالے۔ اس بات پر قرآن حدیث سنت اور صحابیات بلکہ تابعیات بلکہ قرون اولی کی جملہ عورتوں کے عملی اجماع کے دلائل موجود ہیں۔ اس کے علاوہ پردہ کے وجود پر قرآن کریم صحیح احادیث مصلحتوں کو اختیار کرنے اور فساد کو رفع کرنے جیسے اسلامی قواعد بھی دلالت کرتے ہیں۔

حجاب مگر کیسے؟

اگر عورت گھر میں ہو تو یہ حجاب دیواروں اور چار دیواری کے ذریعہ واجب ہوگا۔ کیونکہ گھر کی دیواریں بھی عورت کے لئے پردہ ہیں۔ اور اگر وہ مردوں کے سامنے ہوگی تو پردہ شرعی لباس کے ساتھ ہوگا جیسے گھونگھٹ، برقع وغیرہ جو عورت کے جسم کو اور اُس کی خودساخت کو اچھی طرح ڈھانپ لے۔

حجاب کی تعریف

لغوی اعتبار سے حجاب مصدر ہے جس میں حائل ہونے رکاوٹ بننے اور ڈھانپنے کا معنی پایا جاتا ہے۔

عورت کے شرعی حجاب کی تعریف

عورت کا اپنے سارے بدن اور اس کی زینت کو ایسی چیز سے چھپالینا جو اجنبی لوگوں کو اس کا بدن اور اس کی زینت دیکھنے سے روک دے۔ بدن کو چھپانے سے مراد سارا جسم ہے۔ زینت چھپانے سے مراد وہ زینت ہے جو اصل خلقت سے زائد ہو یعنی خود اختیار کردہ ہو۔

پردہ کس چیز سے کیا جائے؟

حجاب ایک وسیع لفظ ہے جو ایسے پردے کے معنی میں ہے جو عورت کے سارے جسم اور مصنوعی زینت کپڑے زیور وغیرہ کو اجنبی مردوں سے چھپالے۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حجاب دو چیزوں سے ہوتا ہے یا دو طرح کا ہوتا ہے۔

(1) اولاً گھر کوٹھکانا بنانے سے کیونکہ گھر عورتوں کو اجنبی مردوں کی آنکھوں سے چھپا لیتے ہیں اور باہمی اختلاط سے بھی محفوظ رکھتے ہیں۔

(2) عورت کا لباس سے پردہ کرنا، یہ برقع چادر وغیرہ سے ہوگا عورت کے لباس پر کام کی تعریف یوں ہوگی۔" عورت کا چہرہ اور مصنوعی زینت کو ایسی چیز سے چھپا لینا جو اجنبی مردوں کو یہ چیزیں دیکھنے سے روک دے۔"

چادر (خمار) کا مفہوم

خمار مفرد ہے اس کی جمع خُمُر ہے اس کے معنی ڈھانکنے اور چھپا لینے کے ہیں اور ہر ایسی چیز جس کے ساتھ عورت اپنا سر چہرہ گردن سینہ چھپالے خمار ہے ہر وہ چیز جس کو آپ نے چھپا دیا ہے وہ عربی میں خَمَّرْتُہٗ بول دیا جاتا ہے۔ معروف حدیث ہے کہ (خمّروا انیتکم) اپنے برتن ڈھانپ کر رکھا کرو۔ مراد ہے اس کا منہ چھپا دیا کرو۔

خمار یعنی پردہ کو عرب لوگ لامقنع بھی کہتے ہیں اس کی جمع مقانع ہے۔ یہ تقنع سے ہے یعنی پردہ۔ خمار کو نصیف بھی کہتے ہیں۔ خمار کو عربی زبان میں المُسفَعُ بھی کہتے ہیں۔ فصیح عربی میں اس کے معنی کپڑا ہے عام لوگ اس کو "شیلہ" بھی کہتے ہیں۔ اس کی صورت یوں ہوتی ہے کہ عورت سر پر چادر رکھ کر اس کو گردن سے گھما دیتی ہے جیسے پھانسی کا پھندا ہو اور جو باقی بچ جائے اس کو چہرے اور سینے پر گرا لیتی ہے۔ تو اس طرح وہ جسم کے حصے بھی چھپ جاتے ہیں جن کو عام طور پر گھروں میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس چادر کے لئے لازمی ہے کہ وہ باریک نہ ہو کیونکہ اس سے چہرہ بال گردن سینہ اور بالیوں کی جگہ نظر آتی ہے۔

''ام علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا روایت کرتی ہیں کہ میں نے حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا جب وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کے پاس گئیں تو ان کا دوپٹہ بہت باریک تھا جس سے ماتھا نظر آرہا تھا۔تو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے اسے پھاڑ دیا اور فرمایا: جانتی نہیں ہو اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور میں کیا فرمایا ہے اور چادر منگوائی اور ان کو پہنادی۔''

(موطاامام مالک کتاب اللباس)

2۔ پردے کے لئے دوسرا بھاری کپڑا جلباب برقع یا بڑی چادر ہے اس کی جمع جَلابیب ہے۔ یہ بھاری لباس ہے جس کو عورت ستر سے لے کر قدموں تک لپیٹ لیتی ہے۔ یہ سارے جسم اور اس پر موجود زینت اور کپڑوں کو چھپا لیتی ہے۔

پردہ کے بارے میں قرآن مجید کا پہلا حکم

يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا ۖ وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ

(سورۃ الاعراف آیت 27)

ترجمہ:: اے بنی آدم! یقیناً ہم نے تم پر لباس اُتارا ہے جو تمہاری کمزوریوں کو ڈھانپتا ہے اور زینت کے طور پر ہے۔ اور رہا تقویٰ کا لباس! تو وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ اللہ کی آیات میں سے کچھ ہیں تا کہ وہ نصیحت پکڑیں۔

عرف عام میں لباس یا پوشاک (clothing)، پہناوے کو کہا جاتا ہے مگر ہم لباس کسی بھی ایسی چیز کو کہہ سکتے ہیں جو انسانی جسم کے ڈھانپنے، زیب و زینت اور موسمی اثرات سے بچانے کے کام آئے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ اعراف کی مندرجہ بالہ آیت 27 میں لباس کی دو خصوصیات بتائی ہیں۔

پہلی خصوصیت تو یہ ہے کہ لباس جسم کے شرم والے حصوں کو چھپاتا ہے۔ دوسری یہ کہ لباس باعث زینت بھی ہوتا ہے۔ اس آیت میں لباس کی جو خصوصیات بتائی گئی ہیں وہ صرف مردوں یا عورتوں کے لئے الگ الگ مخصوص نہیں، بلکہ یہ مجموعی معیار ہے جو لباس کے حوالے سے ہر زمانے کے لئے متعین کر دیا گیا ہے۔

لباس کی مختلف اقسام ہوتی ہیں جسے لوگ اپنے رسم ورواج اور علاقائی موسموں کے مطابق پہنتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہر قسم کے علاقے یا خطے کے حوالے سے لباس کا مخصوص معیار بیان کر دیا ہے۔اس سے دوسرے ادیان کی طرح لباس مذہب کی علامت نہیں بلکہ صرف اور صرف استعمال کی چیز بن گیا ہے جو انسانوں (مردوں اور عورتوں) کی شرم کے حصوں کو ڈھانپنے اور زینت کے کام آتا ہے۔اب عورتیں اپنے لباس کی زینت اور دوسری زینت کس کس پر ظاہر کر سکتی ہیں اس کیشر یعت نے حدود طے کر دی ہیں۔

جس طرح لباس کی اقسام ہوتی ہیں اسی طرح زینت کی بھی اقسام ہوتی ہیں۔بنیادی طور پر زینت دو طرح کی ہوتی ہے۔قدرتی زینت اور مصنوعی زینت۔قدرتی زینت میں اچھے خدوخال، اچھے نین نقش، اچھے بال، جلد کا رنگ وغیرہ شامل ہیں۔مصنوعی زینت وہ ہے جو قدرتی طور پر نہ ہو مگر اس کمی (انسانی معیار حسن کے لحاظ سے) کو پورا کرنے کے لئے مصنوعی ذرائع، جیسا کہ میک اپ وغیرہ، کو اختیار کیا جائے۔زینت کیوں اختیار کی جاتی ہے؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت میں سجنے سنورنے اور اچھا نظر آنے کی فطری جبلت رکھ دی ہے، قدرتی طور پر حسین ہونے کے باوجود مزید اچھا لگنے کے لئے سنگھار کرنا اسی فطری جبلت کی وجہ سے ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے حسن میں مردوں کے لئے کشش رکھ دی ہے

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ (سورۃ ال عمران آیت 15)

ترجمہ: لوگوں کے لئے طبعاً پسند کی جانے والی چیزوں کی یعنی عورتوں کی اور اولاد کی اور ڈھیروں ڈھیر سونے چاندی کی امتیازی نشان کے ساتھ داغے ہوئے گھوڑوں کی اور مویشیوں کی اور کھیتیوں کی محبت خوبصورت کر کے دکھائی گئی ہے۔یہ دنیوی زندگی کا عارضی سامان ہے۔اور اللہ وہ ہے جس کے پاس بہت بہتر لوٹنے کی جگہ ہے۔

پس خلاصہ کلام یہ کہ اسلامی لباس کی صرف دو خصوصیات بتا دی ہیں یعنی شرم کے حصوں کو چھپانا اور

باعث زینت۔اس کے برخلاف اگر کوئی شلوار قمیض یا پینٹ شرٹ کوحرام قرار دیتا ہے تو اس کا حرام قرار دینا اپنی خواہش کی وجہ سے ہے۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ترجمہ:''اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا ہے قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا اور پھر فرمایا وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ نیز فرمایا وَأَنزَلَ لَكُم مِّنَ الْأَنْعَامِ اور یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ یہ سب چیزیں آسمان سے نہیں اُترتیں۔ہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان کی طرف یہ اشارہ کرنے کے لئے منسوب کیا ہے کہ ان اسباب میں سے جو اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء کی تخلیق اور تکوین اور پیدا کرنے کے لئے مقدر فرمائے ہیں ان میں سے پہلی علت آسمان،سورج۔چاند اور ستاروں کی تاثیرات ہیں اور ان آیات میں اللہ عزوجل نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کی زمین عورت کی مانند ہے اور آسمان اس کے خاوند کے مانند ہے ان میں سے ایک کا کام دوسرے کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتا۔پس ان دونوں کو اللہ تعالےٰ نے اپنی حکمت کے تحت جوڑ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔''

(الحکم جلد 5 صفحہ مورخہ 17 فروری 1901ء صفحہ)

''خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے چنانچہ لِبَاسُ التَّقْوَىٰ قرآن شریف کا لفظ ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتیں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تا مقدور کاربند ہوجائے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 52)

تقویٰ خلاصہ ہے تمام صحف مقدسہ اور توریت وانجیل کی تعلیمات کا۔قرآن کریم نے ایک ہی لفظ میں خدا تعالیٰ کی عظیم الشان مرضی اور پوری رضا کا اظہار کردیا ہے۔

(الحکم جلد 3 صفحہ 22 مورخہ 23 جون 1899ء صفحہ 7)

تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر شریعت کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغز شریعت تقویٰ ہی ہوسکتا ہے۔ تقویٰ کے مدارج اور مراتب بہت ہیں لیکن اگر طالبِ صادق ہو کر ابتدائی مراتب اور مراحل کو استقلال اور خلوص سے طے کرے تو وہ اُس راستی اور طلبِ صدق کی وجہ سے اعلیٰ مدارج کو پالیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ... ہماری جماعت کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک ان میں سے تقویٰ کی راہوں پر قدم مارے تا کہ قبولیت دعا کا سرور اور حظّ حاصل کرے اور زیادتی ایمان کا حِصّہ لے۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 133)

تقویٰ ایک تریاق ہے جو اسے استعمال کرتا ہے تمام زہروں سے نجات پاتا ہے مگر تقویٰ کامل ہونا چاہیئے تقویٰ کی کسی شاخ پر عمل پیرا ہونا ایسا ہے جیسے کسی کو بھوک لگی ہو اور وہ دانہ کھا لے۔ ظاہر ہے کہ اس کا کھانا اور نہ کھانا برابر ہے۔ ایسا ہی پانی کی پیاس ایک قطرہ سے نہیں بُجھ سکتی۔ یہی حال تقویٰ کا ہے۔ کسی ایک شاخ پر عمل موجب باز نہیں ہوسکتا۔ پس تقویٰ وہی ہے جس کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا۔ خدا تعالےٰ کی معیّت بتا دیتی ہے کہ یہ متقی ہے۔

(بدر جلد 6 صفحہ مورخہ 25 اپریل 1907 صفحہ 8)

اگر بار بار اللہ کریم کا رحم چاہتے ہو تو تقوٰے اختیار کرو اور وہ سب باتیں جو اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہیں چھوڑ دو۔ جب تک خوفِ الٰہیٰ کی حالت نہ ہو تب تک حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا۔ کوشش کرو کہ متقی بن جاؤ۔ جب وہ لوگ ہلاک ہونے لگتے ہیں جو تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔ تب وہ لوگ بچا لئے جاتے ہیں۔ جو متقی ہوتے ہیں ایسے وقت اُن کی نافرمانی انہیں ہلاک کر دیتی ہے اور ان کا تقویٰ انہیں بچا لیتا ہے۔ انسان اپنی چالاکیوں شرارتوں اور غداریوں کے ساتھ اگر بچنا چاہے تو ہرگز نہیں بچ سکتا۔

(الحکم جلد 11 صفحہ 34 مورخہ 24 ستمبر 1907 صفحہ 3)

یادرکھو کہ دعائیں منظور نہ ہوں گی جب تک تم متقی نہ ہو اور تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ کی دو قسمیں

ہیں۔ایک علم کے متعلق دوسرا عمل کے متعلق تو میں نے بیان کر دیا کہ علومِ دین نہیں آتے اور حقائق معارف نہیں کھلتے جب تک متقی نہ ہو۔اور عمل کے متعلق یہ ہے کہ نماز۔روزہ اور دوسری عبادات اس وقت تک ناقص رہتی ہیں جب تک متقی نہ ہو۔

(الحکم جلد 11 صفحہ 3 مورخہ 24 جنوری 1907 صفحہ 10)

امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لباس التقویٰ کو اصل لباس قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا۔ إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ۔ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

(سورۃ الاعراف آیت:28)

ترجمہ:اے بنی آدم! شیطان ہرگز تمہیں فتنہ میں نہ ڈالے جیسے اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوادیا تھا۔اس نے ان سے ان کے لباس چھین لئے تھے تاکہ ان کی برائیاں ان کو دکھائے یقیناً وہ اور اس کے غول تمہیں دیکھ رہے ہیں۔جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔یقیناً ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پس جو ظاہری لباس کے ننگ کی میں نے بات کی ہے ایک مومن کبھی ایسا لباس نہیں پہن سکتا جو خود کو زینت بننے کی بجائے جسم کی نمائش کر رہا ہو۔یہاں بھی اور پاکستان میں بھی بعض بچیاں بھی نہ صرف پردہ اتارتی ہیں بلکہ لباس بھی نامناسب ہوتے ہیں اور یہ حرکت صرف وہی کر سکتا ہے جو تقویٰ کے لباس سے عاری ہو۔

”۔۔۔پس ہر احمدی عورت اور مرد سے میں یہ کہتا ہوں کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بہترین لباس وہ ہے جو تقویٰ کا لباس ہے اسے پہننے کی کوشش کریں تاکہ اللہ تعالیٰ کی ستاری ہمیشہ ہمیش ڈھانکے رکھے اور شیطان جو پردے اتارنے کی کوشش کر رہا ہے جو انسان کو ننگا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو مومن نہیں ہے شیطان ان کا دوست ہے۔اگر تو ایمان

ہے اور زمانہ کے امام کو بھی ماناہے تو پھر ہمیں ایک خاص کوشش سے شیطان سے بچنے کی کوشش کرنی ہوگی اور اپنے آپ کو ہمیشہ اس لباس سے ڈھانکنا ہوگا جو تقویٰ کا لباس ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔۔۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 اپریل 2009 خطبات مسرور جلد ہفتم صفحہ 173)

پردہ کے بارے میں قرآن مجید کا دوسرا حکم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّىٰ يُؤْذَنَ لَكُمْ ۖ وَإِن قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا ۖ هُوَ أَزْكَىٰ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ

(سورۃ النور آیت 28 تا 29)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو یہاں تک کہ تم اجازت لے لو اور ان کے رہنے والوں پر سلام بھیج لو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے تا کہ تم نصیحت پکڑو۔

اس آیت میں دوسروں کے گھروں میں اجازت لئے بغیر داخل ہونے سے منع کر دیا ہے۔ اجازت لینی اس لئے ضروری ہے کہ اجازت کے دوران میں خواتین پردہ وغیرہ کر لیں۔

پھر اسی سورۃ النور کی آیت 29 میں بتادیا کہ پھر اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو داخل نہ ہو جب تک کہ تم کو اجازت نہ دے دی جائے، اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس ہو جاؤ، یہ تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے"

کسی کے گھر میں بغیر اجازت کے داخل ہونے کی بالکل اجازت نہیں۔ گھر کا کوئی بھی فرد جیسے خاتون خانہ، مردوں کی غیر موجودگی میں ڈرائنگ روم میں بیٹھنے کی اجازت نہ دے یا بیٹھنے کا نہ کہے تو واپس چلے جانا چاہیے۔ بعض دفعہ گھر کے افراد ہی اندر سے کہہ دیتے ہیں کہ آپ فلاں جگہ جا کر بیٹھو میں ابھی آیا تو اس صورت میں بھی، اس آیت کے مطابق، وہاں کھڑے ہونے کی ممانعت ہے۔

پھر سورۃ نور کی اگلی آیت 30 میں جن گھروں میں جانے کی اجازت ہے اس کا ذکر کرتے

ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لَّيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ۔

ترجمہ: البتہ تمہارے لئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ ایسے گھروں میں داخل ہو جاؤ جو کسی کے رہنے کی جگہ نہ ہوں اور جن میں تمہارے فائدے (یا کام) کی کوئی چیز ہو، تم جو کچھ ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو سب کی اللہ کو خبر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''دوسرے گھروں میں وحشیوں کی طرح خود بخود بغیر اجازت نہ چلے جاؤ اجازت لینا شرط ہے۔ اور جب تم دوسروں کے گھروں میں جاؤ تو داخل ہوتے ہی السّلام علیکم کہو اور اگر ان گھروں میں کوئی نہ ہو تو جب تک کوئی مالکِ خانہ تمہیں اجازت نہ دے ان گھروں میں مت جاؤ اور اگر مالکِ خانہ ہی کہے کہ واپس چلے جاؤ تو تم واپس چلے آؤ۔'' (رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ 96)

پردہ کے بارے میں قرآن مجید کا تیسرا حکم

اللہ تعالیٰ کی اس وسیع کائنات میں زوجیت کا اصول کارفرما ہے، جس کی وجہ سے ایک صنف دوسری صنف میں کشش رکھتی ہے۔ یہ اصول نوعِ انسانی میں بھی کارفرما ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کی زندگی میں پیش آنے والے تمام امور کے بارے میں اطمینان بخش، سکوں پرور، رحمت و برکت سے بھرپور اصول و آداب عطا کئے ہیں۔ اسی نے انسان کے صنفی میلان کو بھی کچھ ایسے ضابطے عطا کئے ہیں تا کہ علم و عقل سے بہرہ ور انسان بے لگام حیوانیت کا شکار نہ ہو جائے۔

دائرہ کار الگ الگ

انہیں ضابطوں میں سے ایک بنیادی ضابطہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں صنفوں کا دائرہ عمل الگ الگ متعین کیا ہے تا کہ عملی زندگی میں دونوں کے ٹکراؤ کی نوبت نہ آئے کیونکہ ٹکراؤ کی صورت میں جذبات و ہیجانات میں بے راہروی کا امکان ہے۔

اندرون خانہ

خواتین کا دائرۂ عمل دوران خانہ مقرر کیا گیا ہے۔ اسلامی ضابطہ حیات کی رُو سے عورت گھر کی چاردیواری کی مالک ومختار ہے۔ گھر کے اندر کی تمام سرگرمیاں اسی کے ماتحت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عورت کو دوران خانہ حجاب کے لئے الگ قواعد بیان کئے گئے۔ اور مرد کو یہ تاکید کی گئی کہ وہ گھر میں داخل ہونے سے قبل اجازت طلب کرے چاہے یہ گھر اس کی ماں ہی کا کیوں نہ ہو؟

بیرون خانہ

مردوں کا دائرہ کار بیرون خانہ ہے تاکہ وہ اس وسیع زمین میں سیاسی معاشرتی اور تعلیمی کاموں کو بہتر رنگ میں ادا کرسکیں۔ اور غرض ہر قسم کے کام سرانجام دیں۔ البتہ عورت کو یہ تاکید کی گئ کہ وہ مرد کی اس آزاد مملکت میں جب قدم رکھے تو حجاب یعنی پردہ کی مکمل پابندی کرے تاکہ باہم نظر ملنے سے یا دیکھنے سے مردوعورت میں صنفی کشش کی تحریک پیدا نہ ہو۔

میدان عمل میں اس تقسیم کے باوجود مرد وعورت کی ایک دوسرے کے میدانِ عمل میں آمدورفت ناگزیر ہے اور اس کا موقع اکثر آتا ہی رہتا ہے۔ ایسے پر مرد پر غضّ بصر کی اور عورت پر غضّ بصر کے ساتھ حجاب کی پابندی عائد کی گئی۔

غض بصر۔ پاکیزہ معاشرہ کا بنیادی اصول

غص بصر اسلام کے صحیفہ قانون منبع ہدایت ام الکتاب قرآن حکیم کا وہ محکم اور پاکیزہ اصول ہے جس کو اپنانے سے انسانی معاشرہ فحش ومنکر کی خباثتوں سے نجات پاکر پاک وصاف ہوجاتا ہے۔

نظر میں تاثیر

اللہ تعالیٰ نے نظر کو بہت سے انداز، اوصاف اور تاثیرات عطا کی ہیں۔ یہ نظر ہی ہے جس میں حیاء، بےحیائی غصہ محبت، بددیانتی، اخلاص، دشمنی، دوستی، رعونت، تواضع، خوشی، ناراضگی، ندامت، حسرت، گھبراہٹ، اطمینان، ادب، گستاخی، شرافت، کمینگی، رحم، شقاوت، تحقیر، تکریم، کرب، مسرت، غرض ہر قسم کا جذبہ دل سے اُمڈ کر اس میں منعکس ہوجاتا ہے۔

یہ نظر ہی ہے جس کے بارے میں ہر زبان میں سیکڑوں محاورے موجود ہیں۔ یہ نظر ہی ہے جس کے انداز وتاثیر کے بارے میں اردوزبان میں ہزارہا اشعار موجود ہیں۔ مثلاً اقبال کا نظر کی تاثیر کے بارے میں یہ شعر

یہ فیضان نظر تھا یاکہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کوآدابِ فرزندی
کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مرد مومن سے پلٹ جاتی ہیں تقدیریں

اور کسی شاعر کا یہ شعر

نظر نیچی کی تو حیاء بن گئ نظر اونچی کی تو خطابن گئی
نظر ترچھی کی تو ادا بن گئی نظر پھیر لی تو جفابن گئی

یہ نظر ہی کی طاقت ہے کہ جس کو جادوگر اور مداری اپنے قابو میں کر کے ایسا فریب دیتے ہیں کہ اسے رسی کی صورت میں سانپ اور انڈے کی صورت میں خرگوش دکھائی دینے لگتا ہے۔

یہ نظر ہی ہے جس کی طاقت اور تاثیر کے استعمال کر کے مسمریزم اور ہپناٹائز کرنے والے معمول کو اپنی مٹھی میں لیتے ہیں صرف نظر کا اثر ڈال کر دیوار پر پڑے بلب کوٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔

یہ نظر ہی ہے جو کسی خوش نما چیز پر پڑتی ہے تو نظر ڈالنے کا جذبہ حسد اس چیز کے لئے ہلاکت کا پیغام بن جاتا ہے۔ کتنے ہی تندرست بچے اور نوجوان حاسدانہ نظر کے سبب چار پائی سے جالگتے ہیں کتنے ہی لہلہاتے کھیت اجڑ جاتے ہیں۔ کتنی ہی قیمتی خوشنما چیزیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ یہی وہ نظر ہے جسے نظر بد بھی کہا جاتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا ہے

''تم میں سے جب کوئی ایسی چیز دیکھے جو فی نفسہ یا اس کی مالی حالت اس کے لئے اچھی لگے تو اس کے لئے دعا کرے بلاشبہ نظر برحق ہے۔

(ابن سینی مسند احمد)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نظر بد سے بچانے کے لئے مندرجہ ذیل دعا سکھائی ہے

اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِن كُلِّ شَيطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِن كُلِّ عَينٍ لَّامَّةٍ

(صحیح البخاری، احادیث الانبیاء، باب 10، حدیث نمبر: 3371)

ترجمہ: مَیں اللہ کے کامل کلمات کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں ہر شیطان، زہریلے جانور اور ضرر رساں نظر کے شر سے۔

غرض یہ ناممکن ہے کہ ہماری آنکھ کسی چیز کو دیکھے اور پھر دیکھنے کے ساتھ ہی ہمارے دل میں کسی قسم کے جذبات پیدا نہ ہوں اور بعض اوقات یہ جذبات اتنی شدید صورت اختیار کر جاتے ہیں کہ وہ آنکھوں سے منعکس ہو کر اپنی تسکین چاہنے کے لئے بیقرار ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا کسی اجنبی عورت کو دیکھ کر کسی مرد کے جذبات میں ہلچل پیدا ہونا ایک فطری امر ہے البتہ اس جذبے کو گناہ سمجھتے ہوئے دبا دینا شریعت الٰہی میں مطلوب ہے۔ چونکہ ابھرے ہوئے جذبے کو روکنا ایک مشکل امر ہے لہٰذا حکم یہ ہے کہ سرے سے کسی اجنبی عورت پر نگاہ ہی نہ ڈالی جائے۔

نظر جس چیز پر ڈالی جائے اسے متأثر کرتی ہے جب کوئی مرد کسی اجنبی پر نظر ڈالتا ہے اور اس کی نیت خراب ہوتی ہے تو اس خرابی کا میل اس کی آنکھ میں منعکس ہو جاتا ہے اور اگر عورت مضبوط ایمان، پختہ کردار والی نہ ہو، حفظِ عفت وعصمت کے بارے میں حساس نہ ہو اور اس پر رب کریم کی مہربانی نہ ہو تو وہ میلی نظر کی تاثیر سے خود بھی اس شخص کے شکنجہ محبت میں کس کر اپنے خاندان اور متعلقین کے لئے بدنامی کا سامان تیار کرنے پر اتر آتی ہے۔

غضِ بصر کا حکم

قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ۔ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ وَقُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ

(سورۃ النور آیت 31۔32)

ترجمہ: مومنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ بات ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔ یقیناً اللہ، جو وہ کرتے ہیں، اس سے

ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ مومن مردوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہدایات دے رہے ہیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔نظروں کی حفاظت کا حکم اس لئے ہے کہ کسی بھی برائی کا آغاز دیکھنے سے ہی ہوتا ہے۔اگر کوئی نظر پر کنٹرول کرنے کے قابل ہو گیا تو سب برائیوں پر کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔نظر کی حفاظت کا حکم،شرمگاہوں کی حفاظت کے حکم سے پہلے آیا ہے،اس لئے کہ بدنظری سے پرہیز بہت سی اخلاقی برائیوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔جسم کے بعض حصوں کی طرف جان بوجھ کر نظر کرنا ویسے ہی ناجائز ہوتا ہے لیکن اگر کسی کو دیکھنا پڑ ہی جائے تو نظر بد یا شہوت کے ساتھ نہ دیکھیں،جیسے ڈاکٹر کا مریض کو دیکھنا وغیرہ۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آسانی یہ بھی ہے کہ اگر بغیر ارادہ نظر پڑ جائے تو اس کا گناہ نہیں،اسے عرف عام میں کہا جاتا ہے کہ پہلی نظر معاف ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ پہلی نظر ہی جان بوجھ کر طویل کر لی جائے کہ یہ معاف ہے یعنی اگر بغیر ارادہ نظر پڑ ہی گئی ہے تو اپنے دل میں کوئی برا خیال نہ آنے دو۔اس طریقہ سے مومن پاکباز رہتے ہیں۔

غض بصر میں مردوں کے لئے کڑی شرط

قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیات میں مرد وعورت دونوں کے لئے غض بصر کی تعلیم کا حکم ہے۔لیکن قرآن مجید کی شارح کلام اللہ کی ترجمان تعلیم وتزکیہ کے حامل رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات سے واضح پتہ چلتا ہے کہ حجاب کے ساتھ غض بصر خواتین کے لئے بھی لازمی ہے اور قرآن مجید نے یہ حکم مرد وعورت دونوں صنفوں کو یکساں دیا ہے لیکن مرد کے لئے اس میں کڑی شرط ہے۔

احادیث میں غض بصر کے احکام کی جو تفصیلات ملتی ہیں ان میں مرد ہی سے خطاب اور خصوصی تاکید ہے۔چنانچہ ایک بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا

يَا عَلِيُّ لَا تَتْبَعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْأُولٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةَ

(مشکاۃ المصابیح، کتاب النکاح / باب النظر إلی المخطوبة، الفصل الثانی 269)

"اے علی ایک بار دیکھنے کے بعد دوبارہ نہ دیکھو،تمہارے لئے پہلی بار دیکھنے کی رعایت ہے۔

لیکن دوسری بار کی اجازت نہیں۔

حجۃ الوداع کے موقعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناقہ مبارک پر سوار تھے۔اس وقت آپ کے ردیف فضل بن عباس رضی اللہ عنہ تھے جو خُو برو نوجوان تھے۔ ایک دیہاتی عورت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسائل پوچھنے آئی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب دے رہے تھے کہ فضل بن عباس اس عورت کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا رخ اپنے ہاتھ سے دوسری طرف موڑ دیا۔
(صحیح مسلم ابوداؤد نسائی)

چونکہ یہ دیہاتی عورت مسلمان ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہلی دفعہ آئی تھی۔اسے حجاب کے احکام کا علم نہ تھا۔آپ نے اسے سمجھانے کے بجائے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کا رخ دوسری طرف پھیر دیا جو احکام حجاب اور غضِ بصر سے واقف نوجوان تھے۔

ایک بار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا

إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطُّرُقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا، قَالَ: فَأَمَّا إِذَا أَبَيْتُمْ إِلا الْمَجْلِسَ، فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، فَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ؟ قَالَ: غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الأَذَى، وَرَدُّ السَّلامِ، وَالأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ (صحیح بخاری کتاب المظالم)

ترجمہ:''راستوں میں مت بیٹھا کرو'' صحابہ نے عرض کیا'' اسکے بغیر چارہ نہیں'' آپ نے فرمایا'' تو پھر اس کا حق ادا کیا کرو'' صحابہ نے عرض کیا'' وہ کیا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' نیچی نظریں رکھنا، سلام کا جواب دینا۔اذیت دینے والی چیز کا راستے سے ہٹا دینا۔نیکی کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا۔''

جب خواتین راستے سے گزر رہی ہوں اور مرد راہ میں کھڑے ہوں۔عورتوں کو گزرنے کے لئے راستہ نہ دیں تو یہ امر عورتوں کے لئے تکلیف کا باعث ہوتا ہے، نیز اگر مرد کی نظریں عورتوں کی طرف اٹھیں تو یہ بھی عورتوں کے لئے تکلیف دہ ہے۔اگر مرد آوازیں کسیں مذاق اڑائیں یا عورت کو دیکھ کر گانے یا ٹیپ ریکارڈ کی آواز اونچی رکھیں تو اس قسم کی تمام بیہودہ حرکات عورتوں کے لئے سخت تکلیف

کا باعث نہیں بلکہ بدنامی کا باعث بھی ہوتی ہیں۔

اس ضمن میں امام جماعت احمدیہ عالمگیر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''۔۔۔دیکھیں کس قدر تاکید ہے کہ اول تو اگر کام نہیں ہے تو کوئی بلا وجہ راستے میں نہ بیٹھے۔اور اگر مجبوری کی وجہ سے بیٹھنا ہی پڑے تو پھر راستے کا حق ادا کرو۔ بلاوجہ نظریں اٹھا کر نہ بیٹھے رہو بلکہ غض بصر سے کام لو، اپنی نظروں کو نیچا رکھو، کیونکہ یہ نہیں کہ ایک دفعہ نظر پڑ گئی تو پھر ایک سرے سے دیکھنا شروع کیا اور دیکھتے ہی چلے گئے۔'' (خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 96)

عَنْ جَرِیْرِبْنِ عَبْدُ اللهِ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ نَظَرُ الْفُجَاۃِ فَاَمَرَنِی اَنْ اَصْرِفُ بَصَرِی ۔ (صحیح مسلم جلد 2 ص 212، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، 1375ھ)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اچانک نظریں پڑ جانے کا حکم پوچھا آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں نظر ہٹا لوں یعنی اگر اچانک نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹالی جائے۔

(شرح صحیح مسلم جلد 5 صفحہ 644)

اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''۔۔۔تو دیکھیں اسلامی پردہ کی خوبیاں۔نظر پڑ جاتی ہے ٹھیک ہے، قدرتی بات ہے۔ایک طرف تو یہ فرما دیا عورت کو کہ تمہیں باہر نکلنے کی اجازت اس صورت میں ہے کہ پردہ کر کے باہر نکلو۔اور جو ظاہری نظر آنے والی چیزیں ہیں خود ظاہر ہونے والی ہیں ان کے علاوہ زینت ظاہر نہ کرو اور دوسری طرف مردوں کو یہ کہہ دیا کہ اپنی نظریں نیچی رکھو بازار میں بیٹھو تو نظریں نیچی رکھو اور اگر پڑ جائے تو فوراً نظریں ہٹا لو تا کہ نیک معاشرے کا قیام عمل میں آتا رہے۔۔۔''

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 96۔97)

غض بصر کیوں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ہے

قَالَ اَنَّ الْمَرْءَۃَ عُوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَیْتِھَا اِسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ وَاَقْرَبُ مَا تَکُوْنَ مِنْ رَحْمَتِ رَبِّھَا وَھِیَ فِیْ قَعْرِ بَیْتِھَا (صحیح ابن خزیمہ)

ترجمہ:: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کا مستور اور باپردہ رہنا ہی بہتر ہے جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکنے لگتا ہے۔ جب تک وہ اپنے گھر کی چار دیواری میں رہتی ہے۔ وہ رحمت الٰہی سے قریب تر ہوتی ہے۔

یعنی عورت کو دیکھ کر مرد شیطانی جذبات سے مغلوب ہو جاتا ہے۔لہٰذا عورت کو چاہیے کہ وہ مرد کو اپنی طرف متوجہ کرنے والے تمام محرکات سے اجتناب کرے مثلاً بھڑکیلا لباس، بے حجاب چہرہ، زیور کی جھنکار، خوشبو کی لپٹ، زبان کی مٹھاس، پاؤں کی چاپ، ستر وحجاب کی مکمل پابندی اور نگاہوں کی حفاظت مرد کو حکم دیا گیا کہ وہ نگاہوں کی حفاظت کرے تاکہ شیطان مرد کی طرف سے بدکاری کے ارتکاب سے مایوس ہو جائے۔ صنفی کشش کی پیش قدمی مردوں کی طرف سے ہوتی ہے۔ کیونکہ مرد قوتِ فاعل ہے اور قوت فاعل ہمیشہ غلبہ کی علامت ہوتی ہے جب کہ عورت پیش قدمی کی جرائت نہیں کرسکتی البتہ بھڑکیلا لباس خوشبو کی لپٹ زیور کی جھنکار زبان کی مٹھاس اور بے حجاب چہرہ مرد کی حیوانی خواہش کو انگیخت کرنے کا قوی محرک ہیں۔

اسلامی ضابطہ حیات سے بے بہرہ مرد نے اکثر جب بھی نظم ونثر کا رومانی پیرایہ اختیار کیا نہایت بے باکی سے عورت کو مخاطب کر کے اپنے عشق کا اظہار کیا۔اس کے برعکس کبھی کسی خاتون نے ایسی جسارت نہیں کی بلکہ اس نے ہمیشہ رومانی پیرایہ میں بھی اپنی صنف کو چھپایا۔

نگاہ کے بارے میں سوال ہوگا

نظر ایک ایسا عمل ہے جس پر کوئی دوسرا مواخذہ کر ہی نہیں سکتا۔ اسے صرف صاحبِ نظر ہی جانتا ہے کہ اس نے کیوں اور کس نیت سے کسی جگہ پر نظر ڈالی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا (سورۃ بنی اسرائیل آیت 37)

ترجمہ: یقیناً کان آنکھ اور دل سب کی باز پرس ہوگی۔

اور باز پرس وہی کرسکتا ہے اوراس پر جزا سزا کا اختیار بھی اسی ذاتِ برحق کا ہے جس کی صفت ہے۔

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ (سورۃ مومن آیت 20)

وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جو سینے میں پوشیدہ ہے اس کو بھی۔

حرمت نظر کی پانچ وجوہ

پہلی وجہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا کوئی حکم سمجھ میں آئے یا نہ آئے اور اس کی حکمت معلوم ہو سکے یا نہ ہو سکے بہر حال بندہ پر بلا چون وچرا اس کی تعمیل فرض ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے غیر محرم عورت کو دیکھنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُون

ترجمہ: مومنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ یہ بات ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔ یقیناً اللہ جو وہ کرتے ہیں اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

اس کے بعد عورتوں کو مستقل خطاب ہے

وَقُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِمْ (سورۃ النور آیت 31۔32)

اس آیت کے حکم کے بارے میں رسول ﷺ کے ارشادات سنئے، اس مضمون کی حدیثیں بہت زیادہ ہیں، صرف چند حدیثیں بیان کرتا ہوں:

(1) نظر شیطان کا زہریلا تیر ہے، جس کی کسی غیر محرم پر نظر پڑی اور اس نے اپنے اللہ کے خوف سے فوراً نظر ہٹالی اللہ اس کے دل میں ایمان کی حلاوت پیدا فرماتا ہے۔

(رواہ الطبرانی والحاکم وقال صحیح الاسناد)

(2) جس نے غیر محرم سے نظر پھیر لی اس پر انعام کے طور پر اللہ تعالیٰ اس کو ایسی عبادت سے نوازتا ہے جس کی حلاوت اس کے قلب میں محسوس ہوتی ہے۔ (رواہ احمد والطبرانی)

(3) بدنظری آنکھ کا زنا ہے۔ (رواہ الصحیح بخاری وصحیح مسلم)

(4) بروز قیامت ہر آنکھ روئے گی مگر جو بدنظری سے بچی، اور اللہ کی راہ میں جاگی، اور جس سے اللہ تعالیٰ کے خوف سے مکھی کے سر کے برابر آنسو نکلا۔

(رواہ الاصبہانی بحوالہ الترغیب والترغیب)

(5) تم چھ چیزوں کی پابندی کرو تو میں تمہارے لئے جنت کا ضامن ہوں:

(1) جھوٹ نہ بولو (2) امانت میں خیانت نہ کرو (3) وعدہ خلافی نہ کرو (4) آنکھوں کی حفاظت کرو (5) ناجائز کاموں سے ہاتھ کو روکو (6) اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو۔

(رواہ احمد وابن حبان فی صحیحہ)

(6) ایک شخص چلتے چلتے کسی عورت کو دیکھ رہا تھا، سامنے دیوار سے ٹکر لگی، ناک ٹوٹ گئی، اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس وقت تک خون نہیں دھوؤں گا جب تک رسول ﷺ کو اپنا قصہ نہیں بتا لیتا، اس نے حاضر خدمت ہو کر اپنا قصہ بتایا تو رسول ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیرے گناہ کی سزا ہے۔

(درمنثور، روح المعانی)

(7) ایک بار امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں، اچانک حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر خدمت ہوئے، رسول ﷺ نے ان دونوں کو پردہ کا حکم فرمایا حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یہ تو نابینا ہیں ہمیں نہیں دیکھ رہے، رسول ﷺ نے فرمایا، کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، کیا تم انہیں نہیں دیکھ رہیں؟

(رواہ الترمذی وابوداود)

یہ نفوس مقدسہ جن کے تقدس کی شہادت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دی ہے ان کو پردہ کا حکم دیا جا رہا ہے

دوسری وجہ: جس طرح ہاتھ، پاؤں، زبان، کان وغیرہ ظاہری اعضاء کے گناہ ہیں اسی طرح دل کے بھی بہت سے گناہ ہیں، مثلاً کبر، عجب، ریاء وغیرہ اسی طرح غیر محرم عورت کو دیکھے بغیر صرف

اس کے تصور سے لذت حاصل کرنا دل کا گناہ ہے، اور دیکھنے میں آنکھ اور دل دونوں کا گناہ ہے۔

تیسری وجہ: جو کام کسی دوسرے حرام کام کا ذریعہ بن سکتا ہو وہ حرام ہے، نظر سے شہوت پیدا ہوتی ہے جو بدکاری تک پہنچاتی ہے، بسا اوقات درجہ عشق تک پہنچ جاتی ہے جس سے آخرت کی بربادی کے علاوہ دنیا کی بربادی کے بھی بے شمار واقعات کا مشاہدہ ہو رہا ہے، قرآن کریم کی آیت اور حدیثیں جو میں نے پڑھی ہیں ان میں بھی یہی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ غیر محرم کو دیکھنے سے بدکاری پیدا ہوتی ہے۔

چوتھی وجہ: عقلی لحاظ سے بھی یہ قاعدہ عین معقول اور پوری دنیا کا مسئلہ ہے کہ جرم تک پہنچنے کا ذریعہ بھی جرم ہے، چنانچہ حفاظت مال کے لئے اس کو غیروں سے بچایا جاتا ہے، صرف غیر کی نظر ہی سے نہیں بلکہ انتہائی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی کو کسی قسم کا علم تک بھی نہ ہو، جب مال کی حفاظت کے لئے اس کو غیر کی نظر سے بلکہ غیر کے علم سے بھی بچانا ضروری سمجھا جاتا ہے تو عزت اور دین کی حفاظت کے لئے یہ کیوں ضروری نہیں؟ غیر کی نظر سے جس قدر مال کی حفاظت ضروری ہے اس سے کئی گنا زیادہ نظر غیر سے عورت کی حفاظت ضروری ہے، جس کی چند وجوہ ہیں:

(1) عزت اور دین کی حفاظت مال کی حفاظت سے بدرجہا زیادہ ضروری ہے۔

(2) مال کو چور لے گیا اور پھر واپس مل گیا تو اس میں کوئی نقص نہیں آیا، مگر عورت کو کوئی لے اڑا تو کیا واپسی کے بعد اس کا عیب جاتا رہا؟

(3) مال میں خود اڑنے کی صلاحیت نہیں، اس پر کسی کی نظر پڑ جائے تو اپنے اختیار سے خود بھاگ کر اس کے پاس نہیں جا سکتا، مگر عورت بسا اوقات نظر کے اثر سے خود ہی اڑ جاتی ہے۔

پانچویں وجہ: شریعت نے ہر ایسی چیز کو حرام قرار دیا ہے جو صحت کے لئے مضر ہو، غیر محرم کی طرف دیکھنے سے صحت تباہ ہو جاتی ہے، دل دماغ، اور اعصاب پر بہت برا اثر پڑتا ہے، مالیخولیا اور جنون تک کے واقعات کا مشاہدہ ہے، مردوں میں جریان منی، سرعت انزال، نامردی اور عورتوں میں سیلان رحم (لیکوریا) اور بانجھ پن جیسے موذی امراض اسی بے پردگی اور بدنظری کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غضِّ بصر کے متعلق ارشادات

بانئ جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۃ النور کی آیت 31۔32 جس میں غض بصر کا حکم دیا گیا ہے کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''یہ خدا ہی کا کلام ہے جس نے اپنے کھُلے ہوئے اور نہایت واضح بیان سے ہم کو ہمارے ہر ایک قول اور فعل اور حرکت اور سکون میں حدودِ معیّنہ مشخّصہ پر قائم کیا اور ادبِ انسانیت اور پاک روشی کا طریقہ سکھلایا۔ وہی ہے جس نے آنکھ اور کان اور زبان وغیرہ اعضاء کی محافظت کے لئے بکمال تاکید فرمائی قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ یعنی مومنوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی آنکھوں اور کانوں اور ستر گاہوں کو نامحرموں سے بچاویں۔ اور ہر ایک نادیدنی اور ناشنیدنی اور ناکردنی سے پرہیز کریں کہ یہ طریقہ اُن کی اندرونی پاکی کا موجب ہوگا یعنی ان کے اعضا طرح طرح کے جذباتِ نفسانیہ سے محفوظ رہیں گے کیونکہ اکثر نفسانی جذبات کو حرکت دینے والے اور قویٰ بہیمیہ کو فتنہ میں ڈالنے والے یہی اعضاء ہیں۔ اب دیکھئے کہ قرآن شریف نے نامحرموں سے بچنے کے لئے کیسی تاکید فرمائی اور کیسے کھول کو بیان کیا کہ ایماندار لوگ اپنی آنکھوں اور کانوں اور ستر گاہوں کو ضبط میں رکھیں اور ناپاکی کے مواضع سے روکتے رہیں۔''

(براہینِ احمدیہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 209 حاشیہ)

''مومنین کو کہہ کہ اپنی آنکھیں نامحرموں سے بند رکھیں اور اپنی ستر گاہوں کو اور کانوں کو نالائق امور سے بچاویں۔ یہی اُن کی پاکیزگی کے لئے ضروری اور لازم ہے۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر ایک مومن کے لئے منہیات سے پرہیز کرنا اور اپنے اعضاء کو ناجائز افعال سے محفوظ رکھنا لازم ہے اور یہی طریق اس کی پاکیزگی کا مدار ہے۔''

(براہین احمدیہ صفحہ 505 حاشیہ دوحاشیہ)

قرآن کی یہ تعلیم ہے کہ نہ تو شہوت سے اور نہ بغیر شہوت کے بیگانہ عورت کے مُنہ پر ہرگز نظر نہ ڈال اور ان کی باتیں مت سُن اور ان کی آواز مت سُن اور ان کے حُسن کے قصّے مت سُن کہ ان امور سے پرہیز کرنا تجھے ٹھوکر کھانے سے بچائے گا۔ جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ

يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ یعنی مومنوں کو کہہ دے کہ نامحرم کو دیکھنے سے اپنی آنکھوں کو بند رکھیں اور اپنے کانوں اور ستر گاہوں کی حفاظت کریں یعنی کان کو بھی ان کی نرم باتوں اور ان کی خوبصورتی کے قصّوں سے بچاویں کہ یہ سب طریق ٹھوکر کھانے کے ہیں۔

(نورالقرآن نمبر 2 صفحہ 2625)

جو شخص آزادی سے نامحرم عورتوں کو دیکھتا رہے گا آخر ایک دن بدنیّتی سے بھی دیکھے گا کیونکہ نفس کے جذبات ہر یک طینت کے ساتھ لگے ہوئے ہیں اور تجربہ بلند آواز سے بلکہ چیخیں مار کر ہمیں بتلا رہا ہے کہ بیگانہ عورتوں کو دیکھنے میں ہرگز انجام بخیر نہیں ہوتا۔ یورپ جو زنا کاری سے بھر گیا اس کا کیا سبب ہے یہی تو ہے کہ نامحرم عورتوں کو بے تکلّف دیکھنا عادت ہو گیا۔ اوّل تو نظر کی بدکاریاں ہوئیں اور پھر معانقہ بھی ایک معمولی امر ہو گیا پھر اس سے ترقی ہو کر بوسہ لینے کی بھی عادت پڑی یہاں تک کہ استاد لڑکیوں کو اپنے گھروں میں لے جا کر یورپ میں بوسہ بازی کرتے ہیں اور کوئی منع نہیں کرتا۔ شیرینیوں پر فسق و فجور کی باتیں لکھی جاتی ہیں۔ تصویروں میں نہایت درجہ کی بدکاری کا نقشہ دکھایا جاتا ہے۔ عورتیں خود چھپواتی ہیں کہ مَیں ایسی خوبصورت ہوں اور میری ناک ایسی اور آنکھ ایسی ہے اور ان کے عاشقوں کے ناول لکھے جاتے ہیں اور بدکاری کا ایسا دریا بہہ رہا ہے کہ نہ تو کانوں کو بچا سکتے ہیں نہ آنکھوں کو نہ ہاتھوں کو نہ مُنہ کو۔ یہ یسوع صاحب کی تعلیم ہے۔

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ 100)

مومنوں کو کہہ دے کہ نامحرم اور محل شہوت کے دیکھنے سے اپنی آنکھیں اس قدر بند رکھیں کہ پوری صفائی سے چہرہ نظر نہ آسکے اور نہ چہرہ پر کشادہ اور بے روک نظر پڑ سکے اور اِس بات کے پابند رہیں کہ ہرگز آنکھ کو پورے طور پر کھول کر نہ دیکھیں نہ شہوت کی نظر سے اور نہ بغیر شہوت سے کیونکہ ایسا کرنا آخر ٹھوکر کا باعث ہے یعنی بے قیدی کی نظر سے نہایت پاک حالت محفوظ نہیں رہ سکتی اور آخر ابتلا پیش آتا ہے اور دِل پاک نہیں ہو سکتا اور اِس آیت میں یہ بھی تعلیم ہے کہ بدن کے ان تمام سوراخوں کو محفوظ رکھیں جن کی راہ سے بدی داخل ہو سکتی ہے۔ سوراخ کے لفظ میں جو آیت ممدوح میں مذکور ہے آلاتِ شہوت اور کان اور ناک اور مُنہ سب داخل ہیں۔ اب دیکھو کہ یہ تمام تعلیم کس

شان اور پایہ کی ہے جوکسی پہلو پر نامعقول طور پر افراط یا تفریط سے زور نہیں ڈالا گیا اور حکیمانہ اعتدال سے کام لیا گیا ہے اور اِس آیت کا پڑھنے والا فی الفور معلوم کر لے گا کہ اس حکم سے کُھلے کُھلے نظر ڈالنے کی عادت سے کوئی فریق ٹھوکر نہ کھاوے لیکن انجیل میں جو بیقیدی اور کُھلی آزادی دی گئی اور صرف اِنسان کی مخفی نیّت پر مدار رکھا گیا ہے اس تعلیم کا نقص اور خامی ایسا امر نہیں ہے کہ اس کی تصریح کی کچھ ضرورت ہو۔ (تریَاق القلوُب۔ روحانی خزائن۔ جلد 15 صفحہ 165۔166)

مومنوں کو کہہ دے مرد ہوں عورتیں ہوں کہ اپنی آنکھوں کو غیر عورتوں اور مردوں کی طرف دیکھنے سے روکو اور کانوں کو غیر مردوں کی ناجائز آواز اور غیر کی آواز سُننے سے روکو اور اپنے ستر گاہوں کی حفاظت کرو کہ اس طریق سے تم پاک ہوجاؤ گے۔

اب اے آریہ صاحبان انصاف سے سوچو کہ قرآن شریف تو اِس بات سے بھی منع کرتا ہے کہ کوئی مرد غیر عورت پر نظر ڈالے اور یا عورت مرد پر نظر ڈالے یا اس کی آواز ناجائز طور پر سُنے مگر آپ لوگ خوشی سے اپنی بیویوں کو غیر مردوں سے ہم بستر کراتے ہیں اس کا نام نیوگ رکھتے ہیں۔ کس قدر ان دونوں تعلیموں میں فرق ہے۔ خود سوچ لیں۔

(نسیمِ دعوت۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 446)

قرآن مجید نے چونکہ کُل مِلل اور فرقوں کو زیرِ نظر رکھ لیا تھا اور تمام ضرورتیں اُس تک پہنچ کر ختم ہوگئی تھیں اِس لئے قرآن مجید نے عقائد کو بھی اور احکامِ عملی کو بھی مدلّل کیا چنانچہ قرآن فرماتا ہے قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ وَیَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَہُمۡ یعنی مومنوں سے کہہ دے کہ کسی کے سَتر کو آنکھ پھاڑ کر نہ دیکھیں اور باقی تمام فروج کی بھی حفاظت کریں۔ لازم ہے کہ انسان چشم خوابیدہ ہو تا کہ غیر محرم عورت کو دیکھ کر فتنہ میں نہ پڑے۔ کان بھی فروج میں داخل ہیں جو قصص سُن کر فتنہ میں پڑ جاتے ہیں اِس لئے عام طور پر فرمایا کہ تمام موریوں کو محفوظ رکھو اور کہا بالکل بند رکھو ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَہُمۡ یہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اور یہ طریق اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی رکھتا ہے جس کے ہوتے ہوئے بدکاروں میں نہ ہوگے۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 88)

مسیح کا یہ کہنا کہ زنا کی نظر سے نہ دیکھ کوئی کامل تعلیم نہیں ہے۔اس کے مقابلہ میں کامل تعلیم یہ ہے جو مباہی گناہ سے بچاتی ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ یعنی کسی نظر سے بھی نہ دیکھیں کیونکہ دل اپنے اختیار میں نہیں ہے۔یہ کیسی کامل تعلیم ہے۔

(الحکم جلد 4 صفحہ 44 مورخہ 10 دسمبر 1900ء صفحہ 4)

مومن کو نہیں چاہیئے کہ دریدہ دہن بنے یا بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف اُٹھائے پھرے بلکہ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ پر عمل کر کے نظر کو نیچی رکھنا چاہیئے اور بدنظری کے اسباب سے بچنا چاہیے۔

(الحکم جلد 5 صفحہ 31۔24 اگست 1901ء صفحہ 3۔4)

پردہ کے بارے میں قرآن مجید کا چوتھا حکم

قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۗ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○

(سورۃ النور آیت 32)

اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ جو اس میں سے ازخود ظاہر ہو۔اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں۔اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں مگر اپنے خاوندوں کے لئے یا اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں کے لئے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے لئے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی عورتوں یا اپنے زیر نگیں مردوں کے لئے یا مردوں میں ایسے خادموں کے لئے جو کوئی (جنسی) حاجت نہیں

رکھتے یا ایسے بچوں کے لئے جو عورتوں کی پردہ دار جگہوں سے بے خبر ہیں۔ اور وہ اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ (لوگوں پر) وہ ظاہر کردیا جائے جو (عورتیں عموماً) اپنی زینت میں سے چھپاتی ہیں۔ اوراے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکوتا کہ تم کامیاب ہوجاؤ۔

اس آیت کے بارے میں چند احادیث

وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ يُونُسَ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ. رضی الله عنها. قَالَتْ يَرْحَمُ اللَّهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الأُوَلَ، لَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ {وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ} شَقَّقْنَ مُرُوطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا.

ترجمہ: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولین مہاجر عورتوں پر رحم فرمائے، جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تو انھوں نے اپنی چادریں پھاڑ کر اپنے چہروں کو چھپالیا۔''

(صحیح بخاری: تفسیر القرآن باب قوله وليضربن بخمرهن)

وَعَنْ صَفِيَّةُ بِنْت شِيْبَة قَالَتْ : " بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ عَائِشَةَ قَالَتْ : وَذَكَرَتْ نِسَاءَ قُرَيْشٍ وَفَضَلَهُنَّ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ : إِنَّ لِنِسَاءِ قُرَيْشٍ لِفَضْلاً، وَإِنِّي وَاللهُ مَا رَأَيْتُ أَفْضَلُ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ، أَشَدُّ تَصْدِيقاً بِكِتَابِ اللهِ، وَلَا إِيْمَاناً بِالتَّنْزِيْلِ، لَقَدْ أُنْزِلَتْ سُوْرَةُ النُّوْر : (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ) اَنْقَلَبَ رِجَالُهُنَّ إِلَيْهِنَّ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِنَّ مَا أَنْزَلَ إِلَيْهِنَّ فِيْهَا، وَيَتْلُوْ الرَّجُلُ عَلَى اِمْرَاتَهُ وَابْنَتَهُ وَأُخْتِهِ، وَعَلَى كُلُّ ذِيْ قَرَابَتَهُ، مَا مَنْهُنَّ اِمْرَأَةٌ إِلَّا قَامَتْ إِلَى مَرْطَهَا الْمَرْحَلَ ، فَاعْتَجَرَتْ بِهِ تَصْدِيْقاً وَإِيْمَاناً بِمَا أَنْزَلَ اللهُ مِنْ كِتَابِهِ ، فَأَصْبَحْنَ يَصْلِيْنَ وَرَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحُ مَعْتَجَرَاتٍ ، كَأَنَّ عَلَى رَؤُوْسَهُنَّ اَلْغُرْبَانَ.

ترجمہ: اور ابن ابی حاتم نے حضرت صفیہؓ سے روایت کی ہے، وہ کہتی ہیں کہ ہم نے حضرت عائشہؓ کے سامنے قریشی خواتین کی فضیلت کا ذکر کیا تو وہ کہنے لگیں: ہاں ٹھیک ہے! قریشی خواتین فضیلت والی ہیں لیکن میں نے انصاری خواتین سے زیادہ افضل خواتین نہیں دیکھیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی سب سے زیادہ تصدیق کرنے والی اور اس پر سب سے زیادہ مضبوط ایمان والی

ہیں۔ چنانچہ جب سورۃ النور میں یہ حکم نازل ہوا کہ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ یعنی وہ اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رکھیں، تو ان کے مردوں نے انہیں یہ حکم پڑھ کر سنایا، اس پر وہ صبح کے وقت جب نماز پڑھنے کے لئے گئیں تو اپنی چادروں کے ساتھ یوں گھونگٹ بنا کر گئیں کہ جیسے ان کے سروں پر کوے بیٹھے ہوں۔

(تفسیر ابن کثیر۔اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی۔دار طیبہ۔سنہ النشر :1422ھ/2002م۔رقم الطبع۔تفسیر القرآن العظیم۔تفسیر سورۃ النور۔**ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن**)

اس سے معلوم ہوا کہ ان خواتینِ اسلام نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو فوراً عملی جامہ پہنایا اور اس کی تعمیل میں کسی حیل و حجت سے کام نہ لیا۔ اور دراصل یہی جذبۂ اطاعت و فرمانبرداری آج بھی امتِ مسلمہ کی خواتین سے مطلوب ہے۔ کاش سب ایسا ہی کر کے دکھائے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے خواتین کو زور زور سے پاؤں مار کر چلنے سے بھی منع فرمایا ہے تاکہ ان کی پوشیدہ زینت ظاہر نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنے خوبصورت لباس کو ظاہر کرنا اور زیورات پہن کر اور اسی طرح میک اپ وغیرہ کر کے اپنے حسن کی نمائش کرنا اور غیر محرم مردوں کو دعوتِ نظارہ دینا، یہ سب عورتوں پر حرام ہے۔

فرضیتِ پردہ کی چوتھی دلیل حضرت عائشہؓ کی روایت ہے۔ وہ کہتی ہیں:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّونَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مُحْرِمَاتٌ فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا إِلَى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهُ.

(سنن أبي داود۔ كتاب المناسك۔ باب في المحرمة تغطي وجهها)

ترجمہ: ہم رسول اللہ کے ساتھ حالتِ احرام میں تھیں، جب مرد ہمارے سامنے آتے تو ہم میں سے ہر خاتون اپنی کھلی چادر کو اپنے سر سے چہرے پر لٹکا لیا کرتی تھی اور جب وہ گزر جاتے تو ہم اپنا چہرہ ننگا کر لیتیں۔''

اس حدیث میں پردے کی فرضیت کا واضح ثبوت موجود ہے کیونکہ پردہ فرض تھا تو تبھی تو وہ

پاکباز خواتین حالتِ احرام میں بھی غیر محرم مردوں کے سامنے آنے پر اپنے چہروں کو چھپا لیا کرتی تھیں۔ اور اس سے اس بات کا اندازہ بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جب احرام کی حالت میں وہ اس قدر پردے کی پابندی کرتی تھیں تو اس کے علاوہ باقی ایام میں وہ کس قدر اس کی پابندی کرتی ہوں گی۔

نیز اس میں اس بات کا ثبوت بھی ہے کہ چہرے کا پردہ کرنا لازمی امر ہے، کیونکہ جب احرام کی حالت میں غیر محرم مردوں کے سامنے چہرہ ننگا رکھنے کی اجازت نہیں تو کسی اور حالت میں چہرے کو ننگا رکھنا کیسے جائز قرار دیا جا سکتا ہے؟

اور کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ایسا تو محض امہات المؤمنینؓ ہی کرتی تھیں جنھیں پردہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا کیونکہ باقی صحابیاتؓ بھی اسی طرح ہی کیا کرتی تھیں۔ جیسا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں:

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، أَنَّهَا قَالَتْ كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ وَنَحْنُ مَعَ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ.

(موطا امام مالک کتاب الحج ،1/ 328)

ترجمہ: ''ہم (غیر محرم مردوں سے) اپنے چہروں کو چھپا لیا کرتی تھیں اور حضرت اسماء ہمارے ساتھ ہوتی تھیں۔''

واقعہ افک میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے کہا:

''اور صفوان پردے کا حکم نازل ہونے سے قبل مجھے دیکھا کرتا تھا، اس نے جب مجھے پہچانا تو إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھنے لگا۔ اس پر میں بیدار ہوگئی اور میں نے فوراً اپنی چادر سے اپنا چہرہ چھپا لیا۔''

(صحیح بخاری کتاب المغازی)

اور حضرت عائشہؓ ہی سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْفَجْرَ فَيَشْهَدُ مَعَهُ نِسَاءٌ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ مُتَلَفِّعَاتٍ فِي مُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ مَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ

(صحیح البخاری کتاب الصلاۃ باب فی کم تصلی المرأۃ فی الثیاب)

ترجمہ: مومنہ عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی فجر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ادا کرتی تھیں۔ پھر نماز ختم ہونے کے بعد اپنے گھروں کو واپس پلٹتیں تو اندھیرے کی وجہ سے انھیں کوئی پہچان نہیں سکتا تھا۔''

یہ حدیث بھی اس بات کی دلیل ہے کہ پردہ کرنا تمام خواتینِ اسلام پر فرض ہے اور یہی اوائلِ اسلام سے پاکباز خواتین کا شیوہ رہا ہے۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام خواتین کو عیدگاہ میں آنے کا حکم دیا تو بعض عورتوں نے کہا:

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ. وَمَنْ صَلَّى مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَيُذْكَرُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: »يَزُرُّهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ«. فِي إِسْنَادِهِ نَظَرٌ، وَمَنْ صَلَّى فِي الثَّوْبِ الَّذِي يُجَامِعُ فِيهِ مَا لَمْ يَرَ أَذًى، وَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لاَ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ.

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ أُمِرْنَا أَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ، فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَدَعْوَتَهُمْ، وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلاَّهُنَّ. قَالَتِ امْرَأَةٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ. قَالَ ‹لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا ". وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، حَدَّثَتْنَا أُمُّ عَطِيَّةَ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم بِهَذَا

(صحیح البخاری کتاب الصلاۃ حدیث نمبر 344)

ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے اس کی بہن چادر پہنائے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عہدِ نبوت کی تمام خواتین اپنے چہروں سمیت پورے جسم کا پردہ کرتی تھیں اور یہ بھی کہ کسی خاتون کے لئے جائز نہیں کہ وہ بغیر پردہ کے گھر سے باہر نکلے کیونکہ اگر

بغیر پردہ کے گھر سے نکلنا جائز ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کم از کم ان خواتین کو ضرور اجازت دے دیتے جن کے پاس پردہ کرنے کے لئے چادریں نہیں ہوتی تھیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حکم کہ جس خاتون کے پاس چادر نہ ہوا سے اس کی بہن چادر پہنائے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بغیر پردہ کے گھر سے نکلنا عورت پر حرام ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پرمعارف تشریح

سورۃ النور آیت 24 میں عورتوں کو غض بصر اور پردہ کا حکم دیا گیا ہے اس آیت کی پُرمعارف تشریح بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ایماندار عورتوں کو کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مردوں کے دیکھنے سے بچائیں اور اپنے کانوں کو بھی نامحرموں سے بچائیں یعنی ان کی پُرشہوات آوازیں نہ سنیں اور اپنے ستر کی جگہ کو پَردہ میں رکھیں اور اپنی زینت کے اعضاء کو کسی غیر محرم پر نہ کھولیں اور اپنی اوڑھنی کو اِس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سر پر آجائے یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیاں سب چادر کے پَردہ میں رہیں اور اپنے پیروں کو زمین پر ناچنے والوں کی طرح نہ ماریں۔ یہ وہ تدبیر ہے کہ جس کی پابندی ٹھوکر سے بچا سکتی ہے۔

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب صفحہ 100۔101)

خوابیدہ نگاہ سے غیر محل پر نظر ڈالنے سے اپنے تئیں بچا لینا اور دوسری جائز النظر چیزوں کو دیکھنا اس طریق کو عربی میں غضِّ بصر کہتے ہیں اور ہر ایک پرہیز گار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو نہیں چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بے محابا نظر اٹھا کر دیکھ لیا کرے بلکہ اس کیلئے اس تمدنی زندگی میں غضِّ بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مبارک عادت ہے جس سے اس کی یہ طبعی حالت ایک بھاری خلق کے رنگ میں آجائے گی اور اس کی تمدنی ضرورت میں بھی فرق نہیں پڑے گا۔یہی وہ خلق ہے۔جس کو احصان اور عفت کہتے ہیں آجکل پَردہ پر حملے کئے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ جانتے نہیں کہ اسلامی پَردہ سے مراد زندان نہیں بلکہ ایک قِسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پَردہ ہو گا ٹھوکر سے بچیں گے۔ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ

ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد وعورت اکٹھے بِلا تامّل اور بے محابا مِل سکیں ۔ سیریں کریں کیونکہ جذباتِ نفس سے اضطرار اً ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ بسا اَوقات سُننے دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد وعورت کو ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتے ۔ یہ گویا تہذیب ہے۔ان ہی بدنتائج کو روکنے کے لئے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے ہی کی اجازت نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعِث ہوں ۔ایسے موقع میں یہ کہہ دیا کہ جہاں اِس طرح دو غیر محرم مرد وعورت جمع ہوں تیسرا ان میں شیطان ہوتا ہے۔ان ناپاک نتائج پر غور کرو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے، بعض جگہ بالکل قابلِ طوائفانہ زندگی بسر کی جارہی ہے۔ یہ انہی تعلیموں کا نتیجہ ہے۔اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہوگی ۔ اِسلامی تعلیم کیا پاک تعلیم ہے کہ جس نے مرد عورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس سے یورپ نے آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خود کُشیاں دیکھیں ۔ بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اُس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کے لئے دی گئی ۔ (رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 47)

قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غضِّ بصر کریں۔ جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے نہیں تو محفوظ رہیں گے ۔ یہ نہیں کہ انجیل کی طرح یہ حکم دے دیتا کہ شہوت کی نظر سے نہ دیکھو؟ نظر ہی تو ایک ایسی چیز ہے جو شہوت انگیز خیالات کو پیدا کرتی ہے۔اس تعلیم کا جو نتیجہ ہوُا ہے وہ ان لوگوں سے مخفی نہیں ہے جو اخبارات پڑھتے ہیں ۔اُن کو معلوم ہوگا کہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے کیسے شرمناک نظارے بیان کئے جاتے ہیں ۔

اِسلامی پَردہ سے یہ ہرگز مُراد نہیں ہے کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جاوے ۔قرآن مجید شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں ۔ وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں ۔جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدّنی امور کے لئے پڑے اُن کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے۔ وہ بیشک جائیں لیکن نظر کا پَردہ ضروری ہے۔

مساوات کے لئے عورتوں کے نیکی کرنے میں کوئی تفریق نہیں رکھی گئی اور نہ ان کو منع کیا گیا ہے

کہ وہ نیکی میں مشابہت نہ کریں۔ اِسلام نے یہ کب بتایا ہے کہ زنجیر ڈال کر رکھو اسلام شہوات کی بِناء کو کاٹتا ہے۔ یورپ کو دیکھو کیا ہو رہا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ کُتّوں اور کُتّیوں کی طرح زَنا ہوتا ہے اور شراب کی اِس قدر کثرت ہے کہ تین میل تک شراب کی دُکانیں چلی گئی ہیں۔ یہ کِس تعلیم کا نتیجہ ہے؟ کیا پَردہ داری کا یا پَردہ دری کا؟ (الحکم جلد 5 صفحہ 15 مورخہ 24 اپریل 1901ء صفحہ 3)

پَردہ کے متعلق بڑی افراط تفریط ہوئی ہے۔ یورپ والوں نے تفریط کی ہے اور اب ان کی تقلید سے بعض نیچری بھی اسی طرح چاہتے ہیں حالانکہ اس بے پردگی نے یورپ میں فسق و فجور کا دریا بہا دیا ہے اور اس کے بالمقابل بعض مسلمان افراط کرتے ہیں کہ کبھی عورت گھر سے باہر نکلتی ہی نہیں حالانکہ ریل پر سفر کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ غرض ہم ان دونوں قِسم کے لوگوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں جو افراط اور تفریط کر رہے ہیں۔

(الحکم جلد 8 صفحہ مورخہ 17 فروری 1904ء صفحہ 5)

مذکورہ آیات سورۃ النور 31 اور 32 میں کئی باتیں انتہائی قابلِ توجہ ہیں:

1۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والی خواتین کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی عزت کی حفاظت کریں اور یہ بغیر پردے کے ممکن نہیں۔ کیونکہ جب پردہ نہیں ہوگا تو مرد بے پردہ عورت کی طرف متوجہ ہوگا، نظریں ملیں گی اور پھر انجام عورت کی بے عزتی ہوگا۔ سو پردہ کرنے سے عزت کا تحفظ ہوتا ہے اور بے پردگی سے ایسا نہیں ہوسکتا۔

2۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو اپنی زینت (بناؤ سنگھار) کو ظاہر کرنے سے منع فرمایا ہے، سوائے اس زینت کے جو مجبوراً یا خود بخود ظاہر ہو جائے۔ اس سے ثابت ہوا کہ پردہ کرنا عورت پر فرض ہے کیونکہ بغیر پردہ کے زینت کو چھپانا ممکن نہیں۔ اور اس آیت میں اس بات کی دلیل بھی ہے کہ چہرے کا پردہ کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ زیب و زینت کا سب سے بڑا مظہر چہرہ ہے، لہٰذا اسے چھپانا لازم ہے۔

3۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ خواتین اپنے گریبانوں پر اوڑھنیاں ڈالے رکھیں۔ یعنی اپنا سر، چہرہ، گردن اور سینہ اچھی طرح سے چھپا کر رکھیں۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی پُر معارف تفسیر

سورۃ النور کی آیت 31۔32 کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ تفسیر کبیر میں بیان فرماتے ہیں کہ

''یہاں بدی سے بچنے کا ایک اور طریق بتایا۔ اور وہ یہ کہ مومن مرد اور مومن عورتیں اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔ کیونکہ اس سے بدی کا امکان بہت کم ہو جائیگا اور بُرائی پھیلنے کا راستہ مسدود ہو جائے گا۔ گویا باوجود پردہ کے حکم کے جو الٰہی آیات میں بیان کیا گیا ہے۔ پھر بھی بعض مواقع ایسے نکل سکتے ہیں جبکہ مرد و عورت اکٹھے ہوں ایسی صورت میں یہ حکم دیا کہ مرد و عورت دونوں اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں تا کہ شیطان اُن پر حملہ آور نہ ہو اور ان کے دلوں کی پاکیزگی قائم رہے

یہ ایک عجیب بات ہے کہ حضرت مسیحؑ نے بھی انجیل میں غیر عورتوں پر نگاہ ڈالنے سے روکا ہے اور اسلام نے بھی اس کی ممانعت کی ہے۔ مگر حضرت مسیحؑ نے تو صرف یہ کہا ہے کہ:

''جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا۔'' (متی باب 5 آیت 28) لیکن اسلام یہ کہتا ہے کہ تو کسی غیر عورت کے چہرہ پر نگاہ نہ ڈال۔ نہ اچھی نظر سے اور نہ بُری نظر سے کیونکہ اگر تُو نے دیکھا تو ہو سکتا ہے کہ شیطان تجھے ورغلائے اور تیرے دل میں بدی کا بیج بودے۔

پھر اسلام اگر ایک طرف مردوں کو غضِّ بصر کی ہدایت دیتا ہے تو ساتھ ہی عورتوں کو بھی اسکی تاکید کرتا ہے۔ مگر عیسائیت صرف مردوں کو اس تعلیم کا پابند قرار دیتی ہے اور وہ بھی اس شکل میں کہ وہ غیر محرم عورت کو تو کھلے بندوں دیکھنے کی اجازت دیتی ہے مگر اتنی احتیاط رکھنے کی ہدایت دیتی ہے کہ بُری نگاہ سے نہ دیکھو۔ مگر یہ تو ویسی ہی بات ہے جیسے کسی شاعر نے کہا ہے کہ ؎

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردۂ
بازمی گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

ترجمہ: ''دریا کے وسط میں قید کر دینا اور پھر کہنا کہ دیکھنا تمہارے کپڑے گیلے نہ ہوں۔'' عقل

کے بالکل خلاف ہے۔اسی طرح یہ کہنا کہ عورتوں کوتو دیکھومگر بُری نیت سے نہ دیکھوایسی بات ہے جو کسی صورت میں بھی قابل عمل نہیں کہلاسکتی۔کیونکہ بدی کی جڑ مرد وعورت کا آزادانہ اختلاط ہی ہے۔ اگراس جڑ کو قائم رکھا جائے تو بدی کے رُکنے کا کوئی احتمال ہی نہیں ہوسکتا۔پس عیسائیت ایک ایسی تعلیم پیش کرتی ہے جو ناقابل عمل ہے مگر اسلام کہتا ہے کہ مردوں کو چاہئے کہ وہ غیر محرم عورتوں کو نہ دیکھیں اور عورتوں کو چاہئے کہ وہ غیر محرم مردوں کو نہ دیکھیں اوراس طرح اپنے ایمان اور تقویٰ کی حفاظت کریں۔

مگر بعض لوگوں نے جو حقیقت پر غور کرنے کے عادی نہیں غلطی سے اس حکم سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ غیر محرم عورت کے کسی حصہ پر بھی نظر ڈالنا اسلامی احکام کی رُو سے جائز نہیں۔حالانکہ یہ درست نہیں۔اگر شریعت اسلامیہ کا یہی منشا ہوتا کہ عورت کے جسم کے کسی حصہ پر بھی نظر نہ ڈالی جائے تو عورتوں کو چاردیواری سے باہر قدم رکھنے کی اجازت ہی نہ ہوتی اور مکان بھی بند دریچوں کے بنائے جاتے جس قسم کے ظالم بادشاہ پرانے زمانہ میں قید خانے بنایا کرتے تھے حالانکہ عورت بھی اسی قسم کی انسان ہے جس قسم کا کہ مرد ہے اور اُس کی طبعی ضروریات بھی مرد ہی کی طرح ہیں اور خدا تعالیٰ کا طبعی قانون بھی دونوں پر یکساں اثر کررہا ہے۔اور وہ قانون صحت کی درستی اور جسم کی مضبوطی کے لئے یہ بات لازم ہے کہ انسان کھلی ہوا میں پھرے اور محدود دائرہ میں بند ہونے کا خیال اس کے اعصاب میں کمزوری پیدا نہ کرے اور جبکہ شریعت عورت کو باہر پھرنے کی اجازت دیتی ہے تو لازماً جب وہ باہر نکلے گی اس کی نظر مردوں کے جسم کے بہت سے حصوں پر اُسی طرح پڑے گی جس طرح عورت کے بعض حصوں پر مرد کی پڑتی ہے۔خواہ وہ کپڑوں کے نیچے چُھپے ہوئے ہوں۔اور یہ چیز ممنوع نہیں۔اصل چیز جو پردہ کی جان ہے اور جس کا اس آیت میں حکم دیا گیا ہے وہ دونوں کی نظر کو ملنے سے بچانا ہے اور جسم کا وہ حصہ جس پر نگاہ ڈالتے ہوئے آنکھیں ملنے سے رہ ہی نہیں سکتیں یا اس امر کی احتیاط نہایت مشکل ہوجاتی ہے وہ چہرہ ہی ہے۔بقیہ جسم کو جبکہ وہ مناسب کپڑوں سے ڈھکا ہوا ہو نہ چھپانے کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ اُسے چھپایا جا سکتا ہے جب تک کہ عورتیں بازاروں اور گلیوں میں پھرنا نہ چھوڑ دیں۔یا قناتیں تان کر وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کا سفر نہ کریں۔اور یہ

ناممکن امر ہے۔امراء کی عورتیں تو پھر بھی اپنے مکانوں کی وسیع چار دیواری میں پھر سکتی ہیں مگر غرباء اور اوسط طبقہ کی عورتیں کس طرح گذارہ کریں۔مگر امراء کی عورتوں کو بھی میل ملاقات کے لئے ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف جانا پڑتا ہے اور اُن کی نظر بھی لازماً گلیوں اور سڑکوں پر پھرنے والے اور برآمدوں اور مشینوں اور گاڑیوں میں بیٹھنے والے لوگوں کے بعض حصہ جسم پر پڑیگی اور مردوں کی نظر اُن کے جسم کے بعض حصوں پر پڑیگی سوائے اس صورت کے کہ گھر سے نکلتے ہی عورتوں اور مردوں کی آنکھوں پر پٹیاں باندھ دی جائیں تا کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ ہی نہ سکیں۔مگر کوئی عقلمند اس کو جائز قرار نہیں دے سکتا۔پس غضِ بصر کے حکم کا یہ منشاء نہیں کہ عورت کیلئے مرد کے جسم کے کسی حصہ پر بھی نظر ڈالنا منع ہے یا مرد عورت کے جسم کے کسی حصہ پر بھی نظر نہیں ڈال سکتا بلکہ صرف دونوں کی نگاہوں کو آپس میں ملنے سے بچانا ہے ورنہ جو عورت بھی باہر نکلے گی اُس کے پاؤں اور اُس کی چال اور اس کا قد اور اس کے ہاتھوں کی حرکت اور ایسی ہی اور کئی چیزیں مردوں کو نظر آئیں گی۔اِسی طرح مرد کے جسم کے کئی حصے عورتوں کو نظر آئیں گے اور یہ چیز ایسی ہے جس پر شریعت نے کوئی پابندی عائد نہیں کی۔لیکن عورت کا بلاحجاب مرد کے سامنے آنا اور اس کے ساتھ بے تکلف ہونا چونکہ انسان کے حیوانی تقاضوں کو جوش دلاتا اور اسے جذبات کے گڑھے میں دھکیل دیتا ہے۔اس لئے شریعت نے اسپر پابندی عائد کردی ہے اور عورت کو پردہ کا حکم دیدیا ہے۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم کا یہ طریق نہیں ہے کہ وہ عورتوں کو الگ مخاطب کر کے اُنکو وہی حکم دے جو مردوں کو دیا گیا ہو بلکہ جو حکم مردوں کے لئے ہو اُس میں عورتیں بھی شامل ہوتی ہیں مگر یہاں پہلے مومن مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں اور اس طرح اپنے فروج کی حفاظت کریں۔اور پھر قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ کہہ کر مومن عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنے فروج کی حفاظت کریں۔اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس معاملہ میں پیشہ کے طور پر عورتوں میں ہی یہ بُرائی پائی جاتی ہے اس لئے ضروری تھا کہ عورتوں کو الگ بھی مخاطب کیا جاتا اور اُن کو اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا جاتا۔لیکن اس کے علاوہ علم النفس کے ماتحت مرد و عورت کے باہمی تعلقات کی ابتداء ہمیشہ دونوں کی نظریں ملنے سے ہوتی ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ

جب کسی پر نظر پڑتی ہے تو خواہ دوسرے کی نظر نیچی ہی ہو تب بھی اس پر اثر پڑ جاتا ہے۔اس لئے یہ حکم تبھی مفید ہوسکتا تھا جبکہ دونوں کو دیا جاتا اور دونوں کو اس امر کا پابند کر دیا جاتا کہ وہ ایک دوسرے کی طرف نہ دیکھیں۔نہ مرد عورتوں کی طرف دیکھیں اور نہ عورتیں مردوں کی طرف دیکھیں۔''

اسی طرح حضور بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اچھے اچھے کپڑے اور زیور پہن کر لوگوں کو دکھاتی نہ پھرو۔ہاں جو چیز خود بخود ظاہر ہو جائے۔ اُس کے ظاہر ہونے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔ مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے متعلق مفسرین میں اختلاف پیدا ہوا ہے کہ اس سے کیا مراد ہے۔بعض نے کہا ہے کہ اس سے کپڑے مراد ہیں۔بعض نے کہا ہے کہ ایسے زیورات مراد ہیں جو عورتوں کے ہاتھوں اور پاؤں میں ہوتے ہیں۔جیسے انگوٹھی اور کڑے اور پازیب وغیرہ۔بعض نے کہا ہے کہ کہنیوں تک ہاتھ مراد ہیں۔بعض نے کہا ہے کہ اوپر کا برقعہ یا چادر مراد ہے۔بعض نے اس سے ہاتھوں کی مہندی مراد لی ہے۔لیکن قرآن کریم نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا یعنی سوائے اس کے جو آپ ہی آپ ظاہر ہو۔ یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ جو چیز خود بخود ظاہر ہو شریعت نے صرف اس کو جائز رکھا ہے۔ یہ نہیں کہ جس مقام کو کوئی عورت آپ ظاہر کرنا چاہے۔اس کا ظاہر کرنا اس کے لئے جائز ہو۔میرے نزدیک آپ ہی آپ ظاہر ہونے والی موٹی چیزیں دو ہیں یعنی قد اور جسم کی حرکات اور چال لیکن عقلاً یہ بات ظاہر ہے کہ عورت کے کام کے لحاظ سے یا مجبوری کے لحاظ سے جو چیز آپ ہی آپ ظاہر ہو وہ پردے میں داخل نہیں۔ چنانچہ اسی اجازت کے ماتحت طبیب عورتوں کی نبض دیکھتا ہے۔کیونکہ بیماری مجبور کرتی ہے کہ اس چیز کو ظاہر کر دیا جائے۔اگر مُنہ پر کوئی جلدی بیماری ہو تو طبیب مونہہ بھی دیکھے گا۔اگر اندرونی بیماری ہو تو زبان دیکھے گا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک جنگ میں ہم پانی لاتی تھیں۔اور ہماری پنڈلیاں ننگی ہو جاتی تھیں۔اُس وقت پنڈلیوں کا ننگا ہونا قرآن کریم کے خلاف نہ تھا بلکہ اس قرآنی حکم کے مطابق تھا۔جنگی ضرورت کے لحاظ سے ضروری تھا کہ عورتیں کام کرتیں اور دوڑنے کی وجہ سے پنڈلیاں خود بخود ننگی ہو جاتی تھیں۔کیونکہ اُسوقت پاجامے کا نہیں بلکہ تہ بند کا رواج تھا۔اسی اصل کے ماتحت اگر کسی گھرانے کے مشاغل ایسے ہوں کہ عورتوں کو باہر کھیتوں

میں یا میدانوں میں کام کرنا پڑے تو اُن کے لئے آنکھوں سے لے کر ناک تک کا حصہ کھلا رکھنا جائز ہوگا۔ اور پردہ ٹوٹا ہوا نہیں سمجھا جائیگا کیونکہ بغیر اس کے کھولنے کے وہ کام نہیں کرسکتیں۔ اور جو حصہ ضروریات زندگی کے لئے اور ضروریات معیشت کے لئے کھولنا پڑتا ہے اس کا کھولنا پردے کے حکم میں ہی شامل ہے۔ اِسی طرح جن عورتوں کو پانی میں کام کرنا پڑتا ہو اُن کے لئے یہ بھی جائز ہوگا کہ وہ پاجامہ اڑس لیں اور اُن کے پنڈلی ننگی ہو جائے لیکن جس عورت کے کام اسے مجبور نہیں کرتے کہ وہ کھلے میدانوں میں نکل کر کام کرے اُس پر اس اجازت کا اطلاق نہ ہوگا۔ غرض اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے ماتحت کسی مجبوری کی وجہ سے جتنا حصہ ننگا کرنا پڑے ننگا کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً ایک زمیندار عورت مونہہ پر نقاب ڈال کر گوڈی وغیرہ یا زمینداری سے تعلق رکھنے والے دوسرے کام نہیں کرسکتی اس کے لئے جائز ہوگا کہ ہاتھ اور آنکھوں سے لیکر ناک تک کا حصہ ننگا رکھے تا کہ کام کر سکے۔ لیکن جن عورتوں کو اس قسم کے کام نہ کرنے پڑتے ہوں بلکہ انہوں نے صرف سیر وغیرہ کے لئے باہر نکلنا ہو۔ اُنکے لئے یہی حکم ہے کہ وہ اپنے منہ کو ڈھانکیں۔ غرض اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا کے یہ معنے ہیں کہ وہ حصہ جو آپ ہی آپ ظاہر ہو اور جسے کسی مجبوری کی وجہ سے چھپایا نہ جا سکے خواہ یہ مجبوری بناوٹ کے لحاظ سے ہو۔ جیسے قد کہ یہ بھی ایک زینت ہے مگر اس کو چھپانا ناممکن ہے اس لئے اس کو ظاہر کرنے سے شریعت نہیں روکتی۔ یا بیماری کے لحاظ سے ہو کہ کوئی حصہ جسم علاج کے لئے ڈاکٹر کو دکھانا پڑے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو یہاں تک فرمایا کرتے تھے کہ ہوسکتا ہے ڈاکٹر کسی عورت کے متعلق تجویز کرے کہ وہ مونہہ نہ ڈھانپے اگر ڈھانپے گی تو اس کی صحت خراب ہو جائیگی اور ادھر اُدھر چلنے پھرنے کے لئے کہے۔ تو ایسی صورت میں اگر وہ عورت منہ ننگا کر کے چلتی ہے تو بھی جائز ہے بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک اگر کوئی عورت حاملہ ہو اور کوئی اچھی دایہ میسر نہ ہو اور ڈاکٹر یہ کہے کہ اگر یہ کسی قابل ڈاکٹر سے اپنا بچہ نہیں جنوائیگی تو اس کی جان خطرہ میں ہے تو ایسی صورت میں اگر وہ کسی مرد سے بچہ جنوائے تو یہ بھی جائز ہوگا۔ بلکہ اگر کوئی عورت مرد ڈاکٹر سے بچہ نہ جنوائے اور مر جائے تو خدا تعالیٰ کے حضور وہ ایسی ہی گنہگار سمجھی جائیگی جیسے اُس نے خودکشی کی ہے۔ پھر یہ مجبوری کام کے لحاظ سے بھی ہوسکتی ہے جیسے زمیندار گھرانوں کی عورتوں کی میں نے مثال دی ہے کہ اُن کے گذارے ہی

نہیں ہو سکتے جب تک کہ وہ کاروبار میں اپنے مردوں کی امداد نہ کریں۔ یہ تمام چیزیں اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا میں ہی شامل ہیں۔ پھر فرماتا ہے۔ وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ اور چاہئے کہ وہ اپنی اوڑھنیوں کو کھینچ کر اپنے گریبانوں تک لے آئیں۔ خمار کسی چادر یا دوپٹے کا نام نہیں ہے بلکہ اُس رومال کا نام ہے جو کام کرتے وقت عورتیں اپنے سر پر باندھ لیا کرتی ہیں۔ اور جیب عربی زبان میں قمیص کے چاک کو کہتے ہیں۔ جیسے ہمارے ہاں گریبان کہتے ہیں۔ یہ گریبان مختلف طریق سے بنایا جاتا ہے۔ بعض لوگوں میں پیچھے کی طرف ہوتا ہے بعض میں دائیں کندھے کی طرف ہوتا ہے۔ بعض میں بائیں کندھے کی طرف ہوتا ہے۔ بعض میں اگلی طرف ہوتا ہے۔ بعض میں دائیں بائیں دونوں طرف ہوتا ہے۔ عربوں میں چاک کا رواج سامنے یعنی سینہ کی طرف تھا۔ اور عرب کی عورتوں میں رواج تھا کہ وہ پیٹھ اور کندھے پر کپڑا ڈال لیتیں اور سینہ ننگا رکھتیں جس طرح آجکل یوروپین عورتیں کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ چاہئے کہ وہ اپنے خمر کو جیوب پر ڈال لیں۔ اور چونکہ اُن کے جیوب اگلی طرف ہوتے تھے اس لئے اس کے معنے یہ ہوئے کہ سر پر سے کپڑے کو کھینچ کر نیچے جیوب تک لے آئیں۔ یعنی گھونگھٹ نکال لیں۔ یہ معنے نہیں کہ دوپٹے کی آنچل کو اپنے سینوں پر ڈال لیا کریں۔ کیونکہ خمار کی آنچل نہیں ہوتی وہ چھوٹا ہوتا ہے۔ اسکے معنے یہی ہیں کہ سر سے رومال کو اتنا نیچا کرو۔ کہ وہ سینہ تک آجائے اور سامنے سے آنے والے آدمی کو منہ نہ نظر آئے۔

عورت کا مونہہ پردہ میں شامل ہے

حضرت مصلح موعود اسی تسلسل میں بیان فرماتے ہیں کہ

یہ ہدایت بتا رہی کہ عورت کا مونہہ پردہ میں شامل ہے مگر بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ عورت کے لئے منہ کا پردہ نہیں حالانکہ دیکھنے والی بات یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان آیات کے کیا معنے سمجھے اور پھر صحابہؓ اور صحابیاتؓ نے اس پر کس طرح عمل کیا؟ اس غرض کے لئے جب احادیث اور اسلامی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُسوقت مُنہ پردہ میں شامل تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک رشتہ کے سلسلہ میں ایک صحابیہؓ اُم سلیمؓ کو بھیجا تھا کہ وہ جا کر دیکھ آئے کہ لڑکی کیسی ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ: 231) اگر اُس وقت چہرہ کو

چھپایا نہ جاتا تھا تو ایک عورت کو بھیج کر لڑکی کا رنگ وغیرہ معلوم کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اسی طرح حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک نوجوان نے اپنے رشتہ کے لئے ایک جگہ پسند کی اور اُس نے لڑکی کے باپ سے درخواست کی کہ مجھے اور تو سب باتیں پسند ہیں۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ایک دفعہ لڑکی دیکھنے کی اجازت دیدیں تاکہ میرے دل کو اطمینان ہوجائے۔ چونکہ اسوقت پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ اس لئے لڑکی کے باپ نے اس کو اپنی ہتک سمجھا اور خفا ہو گیا۔ وہ نوجوان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اُس نے یہ تمام واقعہ بیان کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک پردہ کا حکم نازل ہو چکا ہے مگر یہ غیر عورت کے لئے ہے جس لڑکی سے انسان شادی کرنا چاہے اور لڑکی کے ماں باپ بھی رشتہ دینے پر آمادہ ہو جائیں تو اُسے شادی سے پہلے اگر لڑکا دیکھنا چاہے تو ایک دفعہ دیکھ سکتا ہے۔ تم جاؤ اور لڑکی کے باپ کو میری یہ بات بتادو۔ وہ گیا اور اُس نے رسول کریمؐ کا یہ پیغام اُسے پہنچا دیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے اُس کا ایمان ابھی پختہ نہیں تھا۔ اُس نے پھر بھی یہی جواب دیا کہ میں ایسا بے غیرت نہیں کہ تمہیں اپنی لڑکی دکھا دوں۔ لڑکی اندر بیٹھی ہوئی یہ تمام باتیں سُن رہی تھی جب اُس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سُن کر بھی اپنی لڑکی کی شکل دکھانے سے انکار کر دیا۔ تو وہ لڑکی فوراً اپنا منہ ننگا کر کے باہر آ گئی اور اُس نے کہا جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مونہہ دیکھ لو تو میرے باپ کا کیا حق ہے کہ وہ اس کے خلاف چلے میں اب تمہارے سامنے کھڑی ہوں تم بے شک مجھے دیکھ لو۔ (ابن ماجہ کتاب النکاح و مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ: 244) اگر وہ لڑکی کھلے منہ پھرا کرتی تو اُس نوجوان کو لڑکی کے باپ سے یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ مجھے اپنی لڑکی دکھا دیں۔ اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں اجازت حاصل کرنے کا کیا مطلب تھا؟ اسی طرح حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ اپنی ایک بیوی کے ساتھ جن کا نام صفیہؓ تھا شام کے وقت گلی میں سے گذر رہے تھے کہ آپؐ نے دیکھا کہ ایک آدمی سامنے سے آ رہا ہے۔ آپؐ کو کسی وجہ سے شبہ ہوا کہ اس کے دل میں شاید یہ خیال پیدا ہو کہ میرے ساتھ کوئی اور عورت ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیوی کے منہ پر سے نقاب اُلٹ دیا اور فرمایا کہ دیکھ لو یہ

صفیہؓ ہے(صحیح بخاری ابواب الاعتکاف ومسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ:156، 285) اگر مونہہ کھلا رکھنے کا حکم ہوتا تو اس قسم کے خطرہ کا کوئی احتمال ہی نہیں ہوسکتا تھا۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق آتا ہے کہ جب وہ جنگ جمل میں فوج کولڑا رہی تھیں۔ اور اُنکی ہودج کی رسیوں کو کاٹ کر گرادیا گیا۔ تو ایک خبیث الطبع خارجی نے اُن کے ہودج کا پردہ اُٹھا کر کہا کہ ادھو! یہ تو سُرخ وسفید رنگ کی عورت ہے۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیویوں میں منہ کُھلا رکھنے کا طریق رائج ہوتا۔ تو جب حضرت عائشہؓ ہودج میں بیٹھی فوج کولڑا رہی تھیں تو اُس وقت وہ انہیں دیکھ چکا ہوتا اور اس کے لئے کوئی تعجب کی بات نہ ہوتی۔''

کیا اسلام میں منہ چھپانے کا حکم ہے؟

اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ

''وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں منہ چھپانے کا حکم نہیں اُن سے ہم پوچھتے ہیں کہ قرآن کریم تو کہتا ہے کہ زینت چھپاؤ۔ اور سب سے زیادہ زینت کی چیز چہرہ ہی ہے۔ اگر چہرہ چھپانے کا حکم نہیں تو پھر زینت کیا چیز ہے۔ جس کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔ بیشک ہم اس حد تک قائل ہیں کہ چہرہ کو اس طرح چھپایا جائے کہ اس کا صحت پر کوئی بُرا اثر نہ پڑے۔ مثلاً باریک کپڑا ڈال لیا جائے۔ یا عرب عورتوں کی طرز کا نقاب بنالیا جائے جس میں آنکھیں اور ناک کا نتھنا آزاد رہتا ہے۔ مگر چہرہ کو پردہ سے باہر نہیں رکھا جاسکتا۔

پھر فرماتا ہے:۔

وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اس قسم کی زینت سوائے اپنے خاوندوں یا باپ دادوں کے یا اپنے خاوندوں کے باپ دادوں کے یا اپنے بیٹوں پوتوں کے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں پوتوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پوتوں کے یا اپنی بہنوں کے بیٹوں پوتوں کے یا اپنے طور طریق والی عورتوں کے یا جواُن کے غلام ہیں اور کسی پر ظاہر نہ کریں۔ یا سوائے ایسے نوکروں کے جو شہوت کی عمر سے باہر ہیں یعنی بہت بوڑھے ہیں۔ یا سوائے ایسے بچوں کے جن میں ابھی احساس شہوت پیدا نہیں ہوا۔

اَوۡ نِسَآئِهِنَّ سے پتہ لگتا ہے کہ بعض عورتوں سے بھی پردہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ہر ملک میں یہ رواج ہے اور ہمارے ملک میں بھی تھا گو اب کم ہو گیا ہے کہ بدچلن لوگوں نے آوارہ عورتیں رکھی ہوئی ہوتی ہیں جو گھروں میں جا کر آہستہ آہستہ عورتوں کو ورغلاتی اور انہیں نکال کرلے جاتی ہیں۔اس قسم کی عورتوں کو روکنے کیلئے شریعت نے یہ حکم دیا ہے کہ ہر عورت کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دینی چاہئے بلکہ وہی عورتیں آئیں جن کے متعلق اس قسم کا کوئی خطرہ نہ ہو۔اور اُن کے حالات سے پوری واقفیت ہو۔ اگر کوئی شخص تاریخ کا مطالعہ کرے تو اُسے معلوم ہوگا کہ سپین اور ہندوستان میں عورتوں کی وجہ سے ہی تباہی آئی ہے۔سپین کے عیسائیوں نے جب مسلمانوں میں اپنی عورتیں پھیلائیں اور اُن سے طرح طرح کے گندے کام لئے اور انہیں اپنے مذہب کے پھیلانے کا ایک ذریعہ بنایا اور بہت سی مسلمان عورتوں کے خیالات کو بدل دیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی نسلوں میں عیسائیت کے خلاف کوئی جوش نہ رہا اور وہ اُن سے اسقدر مل جل گئے کہ عیسائیوں کو اُن پر اقتدار حاصل ہو گیا۔ دوسری طرف عیسائیوں نے اپنی عورتوں کے ذریعے مسلمانوں میں عیاشی اور آرام طلبی کی عادت ڈال دی جس سے اُن میں نہ غیرت اسلامی رہی اور نہ لڑنے کی طاقت رہی۔ آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ عیسائیوں نے مسلمانوں کے ملک پر قبضہ جمانا شروع کیا اور وہ بڑھتے بڑھتے غرناطہ کی دیواروں تک آپہنچے مگر مسلمان پھر بھی بیدار نہ ہوئے اور وہ اپنے عیش میں اس طرح مست رہے کہ گویا شہر کے باہر فوج نہیں بلکہ برات پڑی ہے۔ آخر انہوں نے اپنا وطن ترک کرنے کی ٹھانی اور افریقہ جانا چاہا مگر عیسائی انہیں کب واپس جانے دیتے تھے۔ انہوں نے وہ جہاز ڈبو دیئے جن میں خود عیسائی بادشاہ کی اجازت سے مسلمانوں نے اسلامی لٹریچر کی کتابیں بھری تھیں اور اس طرح سپین سے اسلام اور مسلمانوں کا نام تک مٹا دیا۔ اس طرح ہندوستان میں بھی عیسائی مِسّوں نے مسلمانوں کے گھروں میں جا جا کر کئی عورتوں کو عیسائی بنا لیا تھا۔لیکن افسوس ہے کہ مسلمان اب بھی ایسے پادریوں کے سکولوں میں اپنی لڑکیاں داخل کرتے ہیں جہاں پڑھانے والی عیسائی عورتیں ہوتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ لڑکیاں خود مذہب سے بیزار ہو جاتی ہیں اور اسلام پر ہنسی اُڑاتی ہیں۔ اِلّا ماشاء اللّٰہ۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عورتوں کے متعلق بھی پہلے تحقیق کر لیا کرو کہ اُن کا چال چلن کیسا ہے۔ اور جب تمہیں اطمینان ہو جائے تو پھر انہیں گھر میں آنے کی اجازت دو اور یہی نِسَآءِ ھِنَّ سے مراد ہے۔ یعنی وہ عورتیں جو تمہارے گھروں میں آئیں ایسی دیکھی بھالی ہوں کہ گویا تمہاری اپنی ہی عزیز ہیں۔

پھر فرماتا ہے۔ اَوۡ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُھُن۔ عورتوں کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ اپنی لونڈیوں کے سامنے اظہار زینت کر لیا کریں۔ کیونکہ لونڈیاں بھی گھر کے افراد کی طرح ہی سمجھی جاتی ہیں لیکن اس کے یہ معنے نہیں جیسا کہ بعض مفسرین نے غلطی سے سمجھا ہے کہ عورتوں کو اپنے غلاموں کے سامنے آنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ غلام صرف ایسی صورت میں پکڑنے جائز ہوتے ہیں جب دشمن قوم سے خونریز جنگ ہو اور جنگ بھی سیاسی بنیادوں پر نہیں بلکہ مذہبی بنیادوں پر لڑی گئی ہو۔ اور جب ایسی دشمن قوم کے برسرِ جنگ افراد کو سزا کے طور پر پکڑا گیا ہو۔ تو یہ سوال ہی کس طرح پیدا ہو سکتا ہے کہ اُن سے اپنی عورتوں کا پردہ ہٹایا جائے یا نہ ہٹایا جائے۔ جب شریعت اپنی قوم کے شریف مردوں سے بھی عورتوں کو پردہ کرنیکا حکم دیتی ہے تو ایک دشمن قوم کے افراد سے پردہ اُتارنے کا خیال کسی ایسے شخص کے دماغ میں ہی آ سکتا ہے جو عقل اور فہم سے عاری ہو چکا ہو۔ پس اس جگہ غلاموں کا کوئی ذکر نہیں بلکہ صرف لونڈیوں کا ذکر ہے اور وہ بھی ایسی لونڈیوں کا جن پر انہیں پوری طرح اعتماد ہو۔ جس طرح نِسَآءِ ھِنَّ میں ہر قسم کی آوارہ گرد اور اخلاق باختہ عورتیں شامل نہیں بلکہ صرف ایسی ہی عورتیں شامل ہیں جو ہر طرح اعتماد کے قابل ہوں۔ اور جن کی شرافت اور وفاداری بالکل بے داغ ہو۔

غَیۡرِ اُولِی الۡاِرۡبَۃِ مِنَ الرِّجَالِ۔ بعض نے اس آیت کے معنوں میں مخنث کو بھی شامل کیا ہے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مخنث سے پردہ کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ آپ نے ایک دفعہ اپنی بیویوں سے فرمایا کہ اگر مخنث آئے تو اُس سے بھی پردہ کرو۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ یہ باہر جا کر دوسرے مردوں سے باتیں کرتے ہیں اور اِس طرح اشاعت فحش کا موجب ہوتے ہیں۔
(ابوداؤد کتاب الباس وابن ماجہ کتاب النکاح و مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ حدیث نمبر:290)

اس سے معلوم ہوا کہ یہاں غَيْرِ أُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ سے مخنث مراد نہیں بلکہ ایسے ملازم مراد ہیں جو بوڑھے ہوں اور احساسِ شہوت سے اس قدر عاری ہو چکے ہوں کہ انہیں بدی کا کوئی خیال بھی نہ آ سکے۔ مخنث چونکہ جوان بھی ہو سکتے ہیں اور بوجہ ایک عارضی ذریعہ سے نامرد بنا دینے کے اُن کی شہوت اور اُن کا غصہ تیز ہو جاتا ہے۔ اس لئے اُن کو اس میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ علاوہ ازیں چونکہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ انسانی شکل کو بگاڑنا شیطان کا کام ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ شیطان نے کہاوَلَا مُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللهِ۔ (سورة نساء آیت 18) یعنی میرے کہنے پر لوگ خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورتوں میں بھی تبدیلی کر دیا کرینگے۔ اس لئے مخنث بنانا اسلام میں جائز ہی نہیں ہوسکتا۔ اور جو چیز جائز ہی نہ ہو اس کے لئے احکام کس طرح بتائے جا سکتے ہیں۔ پس یا تو ان الفاظ سے بوڑھے نوکر مُراد ہیں یا پاگل اور نیم عقل رشتہ دار جو احساس شہوت سے عاری ہوں یا ایسے بچے جن میں ابھی احساس شہوت پیدا نہ ہوا ہو۔ اور مرد عورت کے تعلقات سے ناواقف ہوں۔

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ۔ فرماتا ہے زیورات چاہے پوشیدہ ہوں۔ عورتوں کو چاہئے کہ وہ اس طرح پیر نہ مارا کریں کہ اُنکی جھنکار لوگوں کو سُنائی دے اور انہیں معلوم ہو جائے کہ وہ مالدار عورتیں ہیں اور اُن سے تعلق پیدا کرنا ان کیلئے مفید ہوگا۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ناچ وغیرہ کو شریعت نے ناجائز رکھا ہے کیونکہ اس سے بے حیائی پیدا ہوتی ہے۔ یہ احکام ایسے باحکمت ہیں کہ اگر کوئی شخص تعصب کے بغیر ان پر غور کرے تو ان احکام کی خوبی کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ ان سے بہت سی بدیوں کا قلع قمع کر دیا گیا ہے۔

اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض علاقوں میں پردہ کے متعلق ایسے تشدّد سے کام لیا جاتا تھا کہ وہ ڈولیوں کو بھی پردوں میں سے گذارتے تھے چنانچہ میں نے خود دیکھا کہ عورتوں کو ڈولی میں لاتے اور پھر ڈولی کے اردگرد پردہ تان کر انہیں گاڑی میں سوار کراتے اور بعض قوموں میں اس سے بھی بڑھ کر یہ پردہ ہوتا تھا کہ وہ کہتے تھے عورت ڈولی میں آئے تو پھر اس کا جنازہ ہی گھر سے نکلے۔ مگر یہ لوگوں کے خود ساختہ پردے ہیں جو صریح ظلم ہیں اور اُن کا اثر عورتوں کی صحت اور اُن کے اخلاق اور ان کے علم اور اُن کے دین پر بہت ہی گندا پڑا ہے۔

قرآن اور حدیث سے اس قسم کے کسی پردے کا پتہ نہیں چلتا۔ بلکہ قرآن کریم سے صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو باہر نکلنے کی اجازت ہے۔ اگر انہیں باہر نکلنے کی اجازت نہ ہوتی تو غضِ بصر کے حکم کی بھی ضرورت نہ ہوتی۔ پھر تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں خود آپؐ کی بیویاں اور آپؐ کی بیٹیاں باہر نکلتی تھیں۔ اُن کا جنگوں پر جانا۔ کھیتوں وغیرہ پر کام کرنے کیلئے جانا حاجات بشریہ پورا کرنے کے لئے جانا۔ علم سیکھنے اور سکھانے کے لئے جانا یہ نہایت ہی کثرت کے ساتھ ثابت ہے اور چھوٹی سے چھوٹی تاریخ سے بھی اس کے ثبوت مل سکتے ہیں پس اسلام ہرگز یہ حکم نہیں دیتا کہ عورتیں گھروں میں بند ہو کر بیٹھ جائیں۔ اور نہ ابتدائے اسلام میں مسلمان عورتیں ایسا کرتی تھیں بلکہ وہ رسول کریم ﷺ کا وعظ سننے آتی تھیں۔ جنگوں میں شامل ہوتی تھیں۔ زخمیوں کی مرہم پٹیاں کرتی تھیں۔ سواری کرتی تھیں۔ مردوں سے علوم سیکھتی اور سکھاتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تو یہاں تک ثابت ہے کہ آپ مردوں کو رسول کریم ﷺ کی حدیثیں سُنایا کرتی تھیں۔ بلکہ خود لڑائی کی بھی ایک دفعہ آپ نے کمان کی۔ غرض ان کو پوری عملی آزادی حاصل تھی صرف اس امر کا اُنکو حکم تھا کہ اپنے سر گردن اور مُنہ کے وہ حصے جو سر اور گردن کے ساتھ وابستہ ہیں اُن کو ڈھانپے رکھیں تا کہ وہ راستے جو گناہ پیدا کرتے ہیں بند رہیں۔ اور اگر اس سے زیادہ احتیاط کر سکیں تو نقاب اوڑھ لیں۔ لیکن یہ کہ گھروں میں بند رہیں اور تمام علمی اور تربیتی کاموں سے الگ رہیں۔ یہ نہ اسلام کی تعلیم ہے اور نہ اس پر پہلے کبھی عمل ہوا ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ یہ طریق تھا کہ آپ امن کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ سے ہمیشہ دوستانہ مقابلے کروایا کرتے تھے۔ جن مین تیراندازی اور دوسرے فنون حرب اور قوت وطاقت کے مظاہرے ہوتے تھے۔ ایک دفعہ اسی قسم کے کھیل آپ نے مسجد میں بھی کرائے اور حضرت عائشہؓ سے فرمایا۔ کہ اگر دیکھنا چاہو تو میرے پیچھے کھڑے ہو کر کندھوں کے اوپر سے دیکھ لو۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے پیچھے کھڑی ہوگئیں اور انہوں نے تمام جنگی کرتب دیکھے۔ (صحیح بخاری کتاب العیدین) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام عورت کو فنونِ حرب سے واقف رکھنا بھی ضروری قرار دیتا ہے تا کہ وقت پر وہ اپنی اور اپنے ملک کی حفاظت کر سکے۔ اگر اس

کا دل تلوار کی چمک سے کانپ جاتا ہے یا بندوق اور توپ کی آواز سُن کر اُس کا خون خشک ہو جاتا ہے تو وہ اپنے بچوں کو خوشی سے میدان جنگ میں جانے کی اجازت نہیں دے سکتی اور نہ دلیری سے خود ملک کے دفاع میں حصہ لے سکتی ہے۔ ہندوستان میں مغلیہ حکومت کی تباہی صرف عورت کی بُزدلی اور مرد کی بے جا محبت کی وجہ سے ہوئی۔ غدر کے زمانہ میں انگریزوں کے ہمدردوں نے جب دیکھا کہ مغلیہ افواج نے ایک ایسے مقام پر توپیں رکھ دی ہیں جہاں سے انگریزی فوجوں پر زد پڑتی ہے تو انہوں نے زینت محل کو جو بادشاہ کی چہیتی بیوی تھی مگر در پردہ انگریزوں سے ساز باز رکھتی تھی اور چاہتی تھی کہ میرا بیٹا تخت نشین ہو جائے کہلا بھیجا کہ اگر کچھ فائدہ حاصل کرنا چاہتی ہو تو یہاں سے توپیں اٹھوا دو۔ چنانچہ زینت محل نے بیماری کا بہانہ بنا کر بادشاہ سے کہا کہ میرا تو دل گھٹتا ہے اور میں بیہوش ہو جاؤں گی اس لئے یا تو یہاں سے توپیں اٹھوا دو۔ یا پہلے مجھے مار دو۔ بادشاہ نے اس کے کہنے پر وہاں سے توپیں ہٹا دیں۔ مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے حکومت نکل گئی اور شاہی خاندان اور دلّی کی حکومت کا تختہ اُلٹ گیا۔ اب اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو بادشاہ پر زینت محل کے اس بہانہ کا اسی وجہ سے اثر ہوا کہ وہ جانتا تھا کہ یہ توپوں کی آوازیں سُننے کی عادی نہیں اگر اس کے سامنے پہلے بھی توپیں چلتی رہتیں اور وہ فنون جنگ کو دیکھنے کی عادی ہوتی تو وہ یہ بہانہ نہیں بنا سکتی تھی۔ بادشاہ کہہ سکتا تھا کہ جب پہلے بھی تم ان کی آوازیں سنتی رہی ہو تو آج کس طرح بے ہوش ہو سکتی ہو۔ اِسی طرح اگر بادشاہ خود فنون جنگ کا ماہر ہوتا اور اُس کی عمر اس قسم کے کاموں میں بسر ہوئی ہوتی اور وہ جنگ اور اس کے نتائج سے آگاہ ہوتا تو وہ ایک عورت کی بات کو کیوں مانتا۔ مگر خود جنگی فنون سے ناواقف ہونے اور پھر عورتوں کو فنونِ حرب سے الگ رکھنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ زینت محل نے بادشاہ کو دھوکا دے دیا لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کوئی جنگی منظر دیکھ کر یہ ہرگز نہیں کہہ سکتی تھیں کہ میرا دل گھٹتا ہے کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں جنگی فنون دکھائے اور پھر جنگ میں ہمیشہ کسی نہ کسی بیوی کو بھی اپنے ساتھ رکھتے تھے تا کہ ان کے اندر بھی جرأت اور بہادری پیدا ہو۔

پس اسلامی تعلیم کے ماتحت پردے کے قواعد کو مدّنظر رکھتے ہوئے عورت ہر قسم کے کاموں

میں مردوں کے شریک حال ہوسکتی ہے۔ وہ مردوں سے پڑھ سکتی ہے اُن کا لیکچر سُن سکتی ہے۔ اور اگر کسی جلسہ میں کوئی ایسی تقریر کرنی پڑے جو مرد نہیں کرسکتا تو عورت تقریر بھی کرسکتی ہے۔ مجالس وعظ اور لیکچروں میں مردوں سے الگ ہو کر بیٹھ سکتی ہے۔ ضرورت کے موقعہ پر اپنی رائے بیان کر سکتی ہے اور بحث کرسکتی ہے۔ کیونکہ ایسے امور جن میں عورتوں کا دخل ہو اُن امور میں عورتوں کا مشورہ لینا ضروری ہوتا ہے۔ اِسی طرح عورت ضرورت کے ماتحت مرد کے ساتھ مل کر بھی بیٹھ سکتی ہے جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک سفر میں ایک نوجوان لڑکی کو جو پیدل جا رہی تھی اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھالیا

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 380)

ہمارے ملکی رواج کے مطابق تو اگر کوئی شخص ایسا کرے تو شائد ساری قوم اس کا بائیکاٹ کردے لیکن شریعت کے احکام آج سے تیرہ سو سال پہلے مل چکے ہیں۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِس عمل کو دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر عورتوں کو گاڑیوں میں کبھی کوئی خطرہ ہو تو مردوں کا فرض ہے کہ عورتوں کو اپنے پاس مردانہ گاڑیوں میں بٹھالیں۔ یا عورت اکیلی خود مردانہ گاڑی میں جا بیٹھے جہاں وہ شریف مردوں کی موجودگی میں اپنی عزت کو بہ نسبت اکیلے کمرہ میں بیٹھنے کے زیادہ محفوظ سمجھتی ہو۔ اسی طرح اگر کوئی خطرہ نہ ہو تو عورتیں خود سودا خریدنے کے لئے بازاروں میں بھی جاسکتی ہیں۔ عرب میں میں نے دیکھا ہے کہ وہاں عورتیں خود بازاروں میں جاتیں اور چیزیں خریدتی تھیں۔ بلکہ وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ ہماری خریدی ہوئی چیزیں عورتوں کو پسند بھی نہیں آتیں۔ وہ کہتی ہیں کہ مرد کیا جانیں کہ کپڑا کیسا ہونا چاہئے۔ یا اور چیزوں کے متعلق انہیں کیا واقفیت ہوسکتی ہے، ہم خود جا کر خریدیں گی۔ جو چیز منع ہے وہ یہ ہے کہ عورت کھلے مُنہ پھرے اور مردوں سے اختلاط کرے ہاں اگر وہ گھونگھٹ نکال لے اور آنکھوں سے راستہ وغیرہ دیکھے تو یہ جائز ہے۔ لیکن مُنہ سے کپڑا اُٹھا دینا یا مکسڈ پارٹیوں میں جانا جبکہ ادھر بھی مرد بیٹھے ہوں اور اُدھر بھی مرد بیٹھے ہوں اور اُن کا مردوں سے بے تکلفی کے ساتھ غیر ضروری باتیں کرنا یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح عورت کا مردوں کو شعر گا گا کر سُنانا بھی ناجائز ہے کیونکہ یہ ایک لغو فعل ہے۔ پھر فطرتِ انسانی بھی اس بات کو تسلیم نہیں کر

سکتی کہ مرد جو مضبوط ہے اُسے تو صحت کے درست رکھنے کیلئے باہر کی آب و ہوا کی ضرورت ہو اور عورت جو فطرتاً کمزور صحت لیکر آئی ہے اُسے کھلی ہوا سے محروم کر دیا جائے۔ حدیثوں سے تو یہاں تک ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایک دفعہ لوگوں کے سامنے مقابلۃً دوڑے اور حضرت عائشہؓ آگے بڑھ گئیں۔ مگر دوسرے موقعہ پر پھر دوڑے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے نکل گئے۔ پس وہ پردہ جس میں عورت کو مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ ڈولی کے بغیر گھر سے باہر قدم بھی نہ رکھے نہایت ظالمانہ اور خلافِ اسلام پردہ تھا۔ اس کے مقابلہ میں ایک اور پردہ ہمارے ملک میں یہ ہے کہ عورتیں برقعہ پہن کر باہر نکلتی ہیں اور ایک گھر سے دوسرے گھر تک چلی جاتی ہیں۔ لیکن اس سے زیادہ ان کو باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ یہ پردہ گو اوپر کے پردہ کے برابر قابل اعتراض نہیں لیکن اس سے بھی عورتوں کے ذہنی ارتقاء اور اُن کے صحت کی ترقی میں ایسی مدد نہیں ملتی کہ اُسے قومی ترقی کے لئے کافی سمجھا جائے۔ دوسرے ہمارا پُرانا برقعہ یا تو عورت کی صحت کو برباد کرنے والا ہے یا پردے کے نام سے بے پردگی کا موجب ہوتا ہے۔ اس برقعہ میں اوپر سے لے کر نیچے تک ایک گنبد سا بنا ہوا چلا جاتا ہے اور عورت کے ہاتھ بھی اندر بند ہوتے ہیں۔ اگر وہ بچے کو اٹھائے تو سر سے پاؤں تک اس کا اگلا حصہ سارے کا سارا ننگا ہو جاتا ہے اور ایک ایسا حقارت پیدا کرنے والا نظارہ ہوتا ہے کہ ایسے پردے سے طبیعت خود بخود نفرت کرتی ہے۔ اس سے بہت زیادہ بہتر وہ چادر کا طریق تھا جو برقعہ کی ایجاد سے پہلے تھا۔ اور جس میں عورت اپنا کام بھی کر سکتی تھی اور اپنے آپ کو لپیٹ بھی سکتی تھی۔ میرے نزدیک نیا برقعہ جسے ٹرکی برقعہ کہتے ہیں پردے کے لحاظ سے تمام برقعوں سے بہتر ہے بشرطیکہ وہ جسم کے اوپر لپٹا ہوا نہ ہو بلکہ جیسا کہ ہماری جماعت کی عورتوں میں رواج ہے سیدھا کوٹ ہو جو کندھوں سے پاؤں تک آتا ہو۔ ایسا کوٹ نہ ہو جو جسم کے اعضاء کو الگ الگ کر کے دکھاتا ہو۔ اگر اس قسم کا کپڑا جائز ہوتا تو جسم کے کپڑے ہی کافی تھے اُن کے اوپر کسی اور کھلے کپڑے کے لینے کا قرآن مجید حکم نہ دیتا۔ اس برقعہ میں یہ بھی فائدہ ہے کہ چونکہ ہاتھ کھلے ہوتے ہیں عورت سب قسم کے کام اس برقعہ میں بخوبی کر سکتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہوگی جیسے ڈاکٹر اپریشن کے وقت ایک کھلا کوٹ پہن لیتے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی میرے نزدیک یہ بھی ظلم کیا جاتا ہے کہ چھوٹی عمر میں ہی لڑکیوں کو برقعہ

اوڑھادیا جاتا ہےاس سےاُن کی صحت پر بھی براا ثر پڑتا ہےاوراُن کا قد بھی اچھی طرح نہیں بڑھ سکتا۔ جب لڑکی میں نسائیت پیدا ہونے لگے اسوقت اُسے پردہ کرانا چاہئے اس سے پہلے نہیں۔ باقی رہا یہ سوال کہ عورت کو کیوں پردہ کے لئے کہا گیا ہے مرد کو کیوں نہیں کہا گیا۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ پردہ مرداور عورت دونوں کیلئے برابر ہے۔ اگر عورت کو چادراوڑھ کر باہر نکلنے کا حکم دیا گیا ہےتو اس کی یہ وجہ نہیں کہ پردہ کا حکم صرف اُسی کے لئے ہے بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ مرد کا دائرہ عمل گھر سے باہر ہے اور عورت کا اصل دائرہ عمل گھر کی چار دیواری ہے۔ پس جب عورت مرد کے اصل دائرہ عمل میں جاتی ہے وہ چادراوڑھ لیتی ہے اور مرد چونکہ اپنے اصل دائرہ عمل میں ہوتا ہے وہ کھلا پھرتا ہے۔ اگراس کو اپنے دائرہ عمل میں چادراوڑھنے کا حکم دیا جاتا تو چونکہ اس کا وہاں ہر وقت کام ہوتا ہے اُس کے لئے کام کرنا مشکل ہوجاتا۔جس طرح اگر عورت کو اُس کے دائرہ عمل یعنی گھر کی چار دیواری میں چادراوڑھ کر کام کرنیکا حکم دیا جائے تو وہ گھبرا جائے اور کام نہ کر سکے۔ اس فرق کے مقابلہ میں مرد کو یہ حکم ہے کہ وہ عورت کے دائرہ عمل میں بالکل ہی نہ جائے اور اسکو آزادی سے اپنا کام کرنے دے۔ اور اگر کسی کے گھر جائے تو پہلے اجازت لے لے۔لیکن عورت کو باہر نکلنے پر مردوں سے اجازت لینے کا حکم نہیں کیونکہ مرد کے دائرہ عمل میں عورت کے بھی حقوق ہیں اور وہ سڑکوں اور بازاروں سے بے تعلق نہیں۔ لیکن عورت کے دائرہ عمل سے عام مرد کے حقوق وابستہ نہیں پس عورت کیلئے اجازت لینے کی ضرورت نہیں رکھی بلکہ صرف اوٹ کر لینا اور اوڑھنی سے پردہ کر لینا کافی رکھا اور عورت کے دائرہ عمل میں مرد کے بلا اجازت داخلہ کو روک دیا۔ پس پردہ میں ہتک یا غیر ہتک کا کوئی سوال نہیں بلکہ یہ مرداور عورت کے دائرہ عمل کی الگ الگ تقسیم ہے اوراس کی مخالفت صرف عادات اور رسوم کی وجہ سے ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پردہ کی وجہ سے عورتیں ترقی نہیں کرسکتیں ان کی صحت خراب رہتی ہے۔مگر یہ بالکل غلط ہے۔ وہ عورتیں جو بالکل بے پردپھرتی ہیں۔ وہ کیا کر رہی ہیں جو پردہ کرنے والی نہیں کر سکتیں۔جس وقت عورتیں اسلام کے احکام کے مطابق پردہ کرتی تھیں اُس وقت اُن کی صحتیں بھی اچھی تھیں۔اور وہ جنگوں میں بھی شامل ہوتی تھیں اور دشمن کو مارتی بھی تھیں مگر اب بے نقاب پھرنے والی عورتیں کچھ بھی نہیں کر رہیں۔ دراصل صحت امید اور اُمنگ سے قائم رہتی ہے۔ جب کسی میں

اُمنگ ہی نہ ہوتو چاہے اُسے پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا کردو وہ نیچے ہی گرے گا اور اگر اُمنگ اور اُمید ہوتو خواہ لحاف اُڑھا دو پھر بھی وہ بلند ہوتا چلا جائیگا۔ چنانچہ میری کوشش ہمیشہ یہی رہی ہے کہ عورتوں کا پردہ شریعت کے مطابق ہو اور میرے زمانہ خلافت میں قادیان میں بھی اور ربوہ میں بھی تعلیمیافتہ عورتوں کی تعداد ہمیشہ غیر تعلیمیافتہ عورتوں سے زیادہ رہی ہے۔ لیکن تعلیمیافہ مردوں کی تعداد غیر تعلیمیافتہ مردوں کے برابر کبھی نہیں ہوسکی۔ اسی طرح لجنہ کا کام وہ بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہی ہیں مختلف گھروں میں جاتی ہیں چندہ وصول کرتی ہیں۔ دوسرے لوگوں میں جوش پیدا کرتی ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ دوسرے شہروں میں بھی جاتی ہیں۔ پس یہ بالکل غلط ہے کہ پردہ عورتوں کی ترقی میں حائل ہے۔ عورتیں پردہ میں رہتے ہوئے بھی ہر قسم کی ترقی کرسکتی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ عورتیں تعلیم یافتہ ہوں اور وہ خود شرعی پردہ پر عمل کریں اور دوسری عورتوں کو بھی بتائیں کہ پردہ کی پابندی کرتے ہوئے ہر قسم کی ترقی کی جاسکتی ہے۔ صرف مردوں کے کہنے کا زیادہ اثر نہیں ہوتا کیونکہ عورتیں کہہ دیتی ہیں کہ تم تو باہر پھرتے ہو تمہیں کیا معلوم ہے کہ پردہ کی کیا تکالیف ہیں۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ 295 تا306)

پردہ کے بارے میں قرآن مجید کا پانچواں حکم

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا (سورۃ الاحزاب آیت 60)

اے نبی! تُو اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی چادروں کو اپنے اوپر جھکا دیا کریں۔ یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور انہیں تکلیف نہ دی جائے اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت میں بھی عمومی طور پر پردہ کا ذکر کردیا گیا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ؓ اور آپ ؐ کی صاحبزادیوں سمیت تمام خواتینِ اسلام کو حکم دیا ہے کہ وہ ایک بڑی چادر کے ذریعے سر سے لیکر پاؤں تک مکمل پردہ کیا کریں۔ اور اس کی حکمت یہ بیان فرمائی کہ اس سے ان کی پہچان ہوجائے گی کہ یہ شریف

گھرانوں کی باعزت اور باحیاء حیاء خواتین ہیں اس لئے کوئی شخص انھیں ستانے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔اوراس آیت سے معلوم ہوا کہ پردہ کرنا شرافت اور حیاء کی علامت ہے اوراس کے برعکس بے پردگی بے حیائی کی علامت ہے۔

اور اس آیت میں اس بات کی دلیل بھی ہے کہ چہرہ سمیت پورے جسم کا پردہ کرنا فرض ہے۔کیونکہ عربی زبان میں (جلباب) اس کھلی چادر کو کہتے ہیں جس سے پورا جسم ڈھک جائے اور بالکل یہی معنی امہات المؤمنین ؓ اور صحابیات ؓ نے بھی اس آیت سے اخذ کئے تھے۔

پردہ کے بارے میں قرآن مجید کا چھٹا حکم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ ۖ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمًا

(سورۃ الاحزاب آیت 54)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو سوائے اس کے کہ تمہیں کھانے کی دعوت دی جائے مگر اس طرح نہیں کہ اس کے پکنے کا انتظار کر رہے ہو لیکن (کھانا تیار ہونے پر) جب تمہیں بلایا جائے تو داخل ہو اور جب تم کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ اور وہاں (بیٹھے) باتوں میں نہ لگے رہو۔ یہ (چیز) یقیناً نبی کے لئے تکلیف دہ ہے مگر وہ تم سے (اس کے اظہار پر) شرماتا ہے اور اللہ حق سے نہیں شرماتا۔اور اگر تم اُن (ازواجِ نبی) سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے زیادہ پاکیزہ (طرزِ عمل) ہے۔اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو اذیت پہنچاؤ اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ اس کے بعد کبھی اُس کی بیویوں (میں سے کسی) سے شادی کرو۔ یقیناً اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی بات ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات ؓ اور آپ ﷺ کی صاحبزادیوں

سمیت تمام خواتینِ اسلام کو حکم دیا ہے کہ وہ ایک بڑی چادر کے ذریعے سر سے لیکر پاؤں تک مکمل پردہ کیا کریں۔اور اس کی حکمت یہ بیان فرمائی کہ اس سے ان کی پہچان ہو جائے گی کہ یہ شریف گھرانوں کی باعزت اور باحیاء خواتین ہیں اس لئے کوئی شخص انھیں ستانے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ پردہ کرنا شرافت اور حیاء کی علامت ہے اور اس کے برعکس بے پردگی بے حیائی کی علامت ہے۔

نیز اس آیت میں اس بات کی دلیل بھی ہے کہ پردہ کرنے کا حکم تمام خواتین اسلام کے لئے ہے نہ کہ صرف امہات المؤمنینؓ کیلئے۔کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ وہ جہاں اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو پردہ کرنے کا حکم دیں وہاں دیگر مومنوں کی تمام خواتین کو بھی اس کا حکم دیں۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’قرآن کریم کا طریق ہے کہ وہ اصلاح خلق کے لئے ایسی ہدایات دیتا ہے جو بدی کی جڑھ کو کاٹنے والی ہوتی ہیں چونکہ بعض لوگ بدظنی کی طرف جلد مائل ہوجاتے ہیں اس لئے اس نے حکم دے دیا کہ اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں بغیر اجازت اور بغیر گھر والوں کو سلام کرنے کے داخل نہ ہوا کرو تا کہ کوئی شخص تم پر چوری یا بدکاری کی بدظنی نہ کرے۔

پھر فرمایا کہ انفرادی اخلاق پر اعتراضات بعض بے احتیاطیوں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں اور سب سے بڑی بے احتیاطی مرد اور عورت کا آزادانہ اختلاط ہے۔پس تم کو چاہئے کہ ان چیزوں سے بچنے کے لئے ایک دوسرے کے گھر آزادانہ نہ گھس جایا کرو۔اور اگر مرد اور عورت کا آمنا سامنا ہو جائے تو ان کو چاہئے کہ ایک دوسرے کو آنکھیں کھول کر نہ دیکھا کریں اور ان تمام راستوں کی حفاظت کریں جن سے بدی انسانی قلب میں داخل ہوتی ہے پس یہ حکم مرد اور عورت دونوں کے لئے ہے۔‘‘(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 244 اور 292)

پردہ کے بارے میں قرآن مجید کا ساتواں حکم

لَّا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ

أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِينَ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا
(سورۃ الاحزاب آیت 56)

اِن (نبی کی بیویوں) پر اپنے باپوں کے معاملہ میں کوئی گناہ نہیں نہ اپنے بیٹوں کے معاملہ میں، نہ اپنے بھائیوں کے معاملہ میں، نہ اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے معاملہ میں، نہ اپنی بہنوں کے بیٹوں کے معاملہ میں، نہ ہی اپنی (یعنی مومن) عورتوں کے بارے میں، نہ ان کے بارے میں جو اُن کے زیرِنگیں ہیں اور (اے ازواجِ نبی!) اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

اس آیت میں ان رشتوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کے سامنے بغیر پردہ جایا جا سکتا ہے۔

پردہ کے بارے میں قرآن مجید کا آٹھواں حکم

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ
(سورۃ النور آیت:60)

اور بیٹھی رہ جانے والی عورتیں جو نکاح کی امید نہ رکھتی ہوں ان پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ اپنے (زائد) کپڑے زینت کی نمائش نہ کرتے ہوئے اُتار دیں اور اگر وہ احتیاط کریں تو ان کے لئے بہتر ہے اور اللہ بہت سننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عمر رسیدہ خواتین کو غیر محرم مردوں کے سامنے اوڑھنی یا برقعہ وغیرہ اتارنے کی اجازت دی ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ان کا بناؤ سنگھار ظاہر نہ ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر ان کا بناؤ سنگھار ظاہر ہوتا ہو تو انہیں بھی چادر یا برقعہ وغیرہ اتارنے کی اجازت نہیں ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے فوراً بعد یہ فرمایا ہے کہ اگر وہ اس سے بھی پرہیز کریں یعنی برقعہ وغیرہ نہ اتاریں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بناؤ سنگھار کو ظاہر کرنے والی خواتین کو درج ذیل الفاظ میں سخت وعید سنائی ہے:

''دو قسم کے جہنمیوں کو میں نے دیکھا ہے۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جن کے پاس گائے کی دموں کی

مانند کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ہانکیں گے اور دوسری وہ خواتین ہیں جو ایسا لباس پہنیں گی کہ گویا برہنہ ہوں گی۔لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف لبھانے والی اور تکبر سے مٹک کر چلنے والی ہوں گی۔ان کے سر اونٹوں کی کہانوں کی مانند ایک طرف جھکے ہوں گے۔ایسی عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو تو بہت دور سے محسوس کی جائے گی۔‘‘

(صحیح مسلم کتاب الجنة باب النار یدخلها الجبارون)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ اِسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْقَوْمِ لِيَجِدُوْا رِيْحَهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ

(ابوداؤد:الترجل باب فی طیب المرأة،حدیث نمبر 4167)

ترجمہ:: جوعورت خوشبو لگا کر کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے تاکہ وہ اس کی خوشبو کو محسوس کر سکیں تو وہ بدکار عورت ہے۔‘‘

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بناؤ سنگھار کو ظاہر کرتے ہوئے بے پردہ ہو کر گھروں سے باہر نکلنا کبیرہ گناہ ہے۔

پردہ کے بارے میں قرآن مجید کا نوواں حکم

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ ۖ وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

(سورۃ الاحزاب آیت 34)

ترجمہ:: اور اپنے گھروں میں ہی رہا کرو اور گزری ہوئی جاہلیت کے سنگھار جیسے سنگھار کی نمائش نہ کیا کرو اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔اے اہلِ بیت! یقیناً اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی آلائش دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ یعنی اے اہل بیت خدا تمہیں ایک اِمتحان کے ذریعہ سے پاک کرنا چاہتا ہے جیسا کہ حق ہے پاک کرنے کا۔

(تبلیغ رسالت مجموعہ اشتہارات جلد 10 صفحہ 127)

جہاں یہ آیت ہے وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کا ذکر ہے۔ سارے مفسّر اِس پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ امّہات المؤمنین کی صفت اِس جگہ بیان فرماتا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا ہے الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِينَ۔ یہ آیت چاہتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والے طیّبات ہوں۔ ہاں اس میں صرف بیبیاں ہی شامل نہیں بلکہ آپؐ کے گھر کی رہنے والی ساری عورتیں شامل ہیں اور اِس لئے اس میں بنت بھی داخل ہوسکتی ہے اور جب فاطمہ رضی اللہ عنہا داخل ہوئیں تو حسنینؓ بھی داخل ہوئے۔ پس اِس سے زیادہ یہ آیت وسیع نہیں ہوسکتی جتنی وسیع ہوسکتی تھی ہم نے کردی۔ کیونکہ قرآن شریف ازواج کو مخاطب کرتا ہے اور بعض احادیث نے حضرت فاطمہ اور حسنین کو مطّہرین میں داخل کیا ہے۔ پس ہم نے دونوں کو ایک جاجمع کرلیا۔

شیعہ نے ازواجِ مطّہرات کو سبّ وشتم سے یاد کیا ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ کو معلوم تھا کہ یہ لوگ ایسا کریں گے اِس لئے قبل از وقت اُن کی براءت کردی۔

(الحکم جلد 7 صفحہ مورخہ 24 اپریل 1903 صفحہ 9)

اہل بیت جو ایک پاک گروہ اور بڑا عظیم گھرانا تھا اس کے پاک کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا یعنی مَیں ہی ناپاکی اور نجاست کو دُور کروں گا اور خود ہی ان کو پاک کیا تو بھلا اور کون ہے جو خود بخود پاک صاف ہونے کی توفیق رکھتا ہو پس لازمی ہے کہ اس سے دُعا کرتے رہو اور اسی کے آستانہ پر گرے رہو ساری توفیقیں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔

(الحکم جلد 11 صفحہ 14 مورخہ 17 اپریل 1903ء صفحہ 9)

اسلامی پردہ کی دو قسمیں

اس سے پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ شرعی پردہ دراصل دو قسم کے پردوں پر مشتمل ہے۔ ایک گھر کے اندر کا پردہ ہے جس کے بارے میں احکامات سورۃ النور میں بیان ہوئے ہیں۔ ان احکامات کو "احکاماتِ ستر" کہا جاتا ہے۔ دوسرا ہے گھر کے باہر کا پردہ جس کے بارے میں احکامات سورۃ الاحزاب میں وارد ہوئے ہیں اور یہ احکامات "احکاماتِ حجاب" کہلاتے ہیں۔ ان کی تفصیل

کے حوالہ سے چند باتیں عرض ہیں۔

ستر وحجاب میں فرق

پردے کے حوالے سے اکثر لوگ ستر اور حجاب میں کوئی فرق نہیں کرتے حالانکہ شریعتِ اسلامیہ میں ان دونوں کے احکامات الگ الگ ہیں۔

ستر جسم کا وہ حصہ ہے جس کا ہر حال میں دوسروں سے چھپانا فرض ہے ماسوائے زوجین کے یعنی خاوند اور بیوی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے اور عورت کا ستر ہاتھ پاؤں اور چہرے کی ٹکیہ کے علاوہ پورا جسم ہے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق عورت کا سارا جسم ستر ہے سوائے چہرے اور ہاتھ کے۔ البتہ مرد کے لئے مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے۔ معمول کے حالات میں ایک عورت ستر کا کوئی بھی حصہ اپنے شوہر کے سوا کسی اور کے سامنے نہیں کھول سکتی۔ ستر کا یہ پردہ ان افراد سے ہے جن کو شریعت نے "محرم" قرار دیا ہے۔ ان محرم افراد کی فہرست سورۃ النور آیت 31 میں موجود ہے۔ ستر کے تمام احکامات سورۃ النور میں بیان ہوئے ہیں جن کی تفصیلات احادیث نبوی میں مل جاتی ہیں۔ گھر کے اندر عورت کے لئے پردے کی یہی صورت ہے۔

حجاب عورت کا وہ پردہ ہے جسے گھر سے باہر کسی ضرورت کے لئے نکلتے وقت اختیار کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں شریعت کے وہ احکامات ہیں جو اجنبی مردوں سے عورت کے پردے سے متعلق ہیں۔ حجاب کے یہ احکامات سورۃ الاحزاب میں بیان ہوئے ہیں۔ ان کا مفہوم یہ ہے کہ گھر سے باہر نکلتے وقت عورت جلباب یعنی بڑی چادر (یا برقع) اوڑھے گی تاکہ اس کا پورا جسم ڈھک جائے اور چہرے پر بھی نقاب ڈالے گی تاکہ سوائے آنکھ کے چہرہ بھی چھپ جائے۔ گویا حجاب یہ ہے کہ عورت سوائے آنکھ کے باقی پورا جسم چھپائے گی۔

آیئے پردہ کے متعلق اسلامی تعلیمات پر ایک دوسرے زاویہ سے غور کریں۔

گھر کے اندر کا پردہ یعنی احکاماتِ ستر

1۔ کسی کے گھر میں داخل ہوتے وقت اجازت طلب کی جائے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (سورۃ النور آیت 28)

اے ایمان والو دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اپنی پہچان نہ کرالو اور گھر والوں پر سلام نہ بھیج دو یہ ہی تمہارے لئے بہتر ہے شاید کہ تم یاد رکھو۔

اس آیت میں ہدایت کی گئی ہے کہ اچانک اور بلا اطلاع کسی کے گھر میں داخل نہ ہو جایا کرو۔ اسلام سے پہلے عرب میں رواج تھا کہ لوگ بے تکلف دوسروں کے گھر میں داخل ہو جاتے اور بسا اوقات اہلِ خانہ اور خواتین کو ایسی حالت میں دیکھ لیتے جس میں دیکھنا خلافِ تہذیب ہے۔ اس لئے حکم دیا گیا کہ لوگوں کے گھروں میں نہ داخل ہو جب تک یہ معلوم نہ کرلو کہ تمہارا آنا صاحبِ خانہ کے لئے ناگوار تو نہیں ہے۔ داخل ہونے سے پہلے سلام کر کے اجازت لے لیا کرو۔ اجازت لینے کے لئے مسنون طریقہ یہ ہے کہ تین مرتبہ مناسب وقفوں سے با آوازِ بلند سلام کیا جائے یا دستک دی جائے۔ اگر جواب نہ ملے یا کہا جائے کہ چلے جاؤ تو دروازے پر جم جانا درست نہیں ہے بلکہ برا مانے بغیر لوٹ جانا چاہیئے۔ اسی طرح اس سورۃ کی آیت 58 میں حکم ہے کہ نمازِ فجر سے قبل، نمازِ ظہر کے بعد اور نمازِ عشاء کے بعد یعنی ایسے اوقات میں جب عام طور پر شوہر اور بیوی خلوت میں ہوتے ہیں، ملازم اور بچے وغیرہ بلا اجازت کمروں میں داخل نہ ہوا کریں۔

ان امور کی مزید وضاحت حسبِ ذیل احادیث مبارکہ میں بیان کی گئی ہے

1۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے خادم انس بن مالک رضی اللہ عنہ جنہوں نے دس سال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی انھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیتوں میں سے ایک وصیت یہ بھی تھی

''اے بچے! جب بھی اپنے گھر میں داخل ہوتو پہلے سلام کرواور یہ تمہارے لئے اور گھر والوں کے لئے باعث برکت ہے''

(جامع الترمذی: کتاب الإستئذان والآداب , باب ما جاء فی التسلیم)

2۔ نبی اکرم ﷺ کا اپنا قاعدہ یہ تھا کہ جب کسی کے ہاں تشریف لے جاتے تو دروازے کے عین سامنے کھڑے نہ ہوتے کیوں کہ اس زمانے میں دروازوں پر پردے نہ لٹکائے جاتے تھے۔آپ دروازے کے بائیں یادائیں جانب کھڑے ہوکراجازت طلب فرمایا کرتے۔

(صحیح البخاری، کتاب الاستیذان ، باب التسلیم والاستیذان ثلاثا)

3۔اجازت لینے کے لئے نبی اکرم نے زیادہ سے زیادہ تین مرتبہ پکارنے کی حد مقرر کی اور فرمایا اگر تیسری بار پکارنے پر بھی جواب نہ آئے تو واپس ہوجاؤ۔

(متفق علیہ بحوالہ ک مشکوۃ المصابیح ک کتاب الآداب باب الاستئذان الفصل الاول)

4 - أن سعد بن معاذ رضِی الله عنه أتى النبى صلّى الله عليه وسلّم، فقال له: ((يا سعد، إنما الاستِئذان من النظر، فإذا استأذنت فلا تستقبل الباب

(السنن الكبرى للبيهقي: كتاب الاستئذان من النظر)

ترجمہ: سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ایک بار پیارے رسول ﷺ کے گھر آئے اوراس حال میں اجازت طلب کی کہ وہ دروازے کے سامنے کھڑے تھے آپ ﷺ نے انہیں اجازت دی اور فرمایا: اے سعد! اجازت لینے کا سبب نظر ہی ہے لہٰذا جب بھی اجازت لو دروازے کے سامنے مت کھڑے ہوا کرو۔

5۔حضرت کلدہ بن حنبل ایک کام سے نبی اکرم کے ہاں گئے اور سلام کئے بغیر یوں ہی جا بیٹھے۔آپ نے فرمایا باہر جاؤ اور السلام علیکم کہہ کر اندر آؤ۔

(سنن أبي داود: کتاب الاستئذان، کیف الاستئذان)

6۔حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم کے ہاں گیا اور دروازے پر دستک دی۔ آپ نے پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ''میں ہوں'' آپ نے دو تین مرتبہ فرمایا'' میں ہوں!

میں ہوں!" یعنی اس "میں ہوں" سے کوئی کیا سمجھے کہ تم کون ہو۔

(صحیح بخاری، کتاب الاستیذان باب اذا قال من ذا؟ قال: انا، ابوداؤد کتاب الادب)

7۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دروازے پر کھڑے ہوکر اندر جھانکنے سے بھی نہایت سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے حتی کہ اگر کسی شخص نے جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر کوئی گناہ نہیں۔

(البخاری، کتاب الدیات، باب من اطلع فی بیت قوم ففقؤا عینہ فلا دیۃ لہ)

1۔اجازت لینے کا حکم اپنے گھر کی صورت میں بھی ہے

1۔ایک شخص نے نبی اکرم سے پوچھا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جاتے وقت بھی اجازت طلب کروں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔اس نے کہا میرے سوا ان کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں ہے' کیا ہر بار جب میں ان کے پاس جاؤں تو اجازت مانگوں؟ فرمایا کہ کیا تو پسند کرتا ہے کہ اپنی ماں کو عریاں دیکھے؟ (ابن جریر)

2۔عبداللہ بن مسعود کا قول ہے کہ "اپنی ماں بہنوں کے پاس بھی جاؤ تو اجازت لے کر جاؤ۔" ان کی بیوی حضرت زینب سے روایت ہے کہ جب وہ گھر پر آتے تو ایسی آواز کرتے جس سے ان کی آمد کا علم ہوجاتا۔(ابن کثیر)

2۔نگاہ نیچی رکھنا

سورۃ النور آیت 31 میں فرمایا گیا

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ

ترجمہ: مومنوں کو کہہ دے کی اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ بات ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے یقیناً اللہ جو وہ کرتے ہیں اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔اسی سورۃ کی اگلی آیت یعنی 32 میں ارشاد ہوتا ہے "اے نبی! مومن عورتوں سے کہہ

دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔''

نگاہوں کی حفاظت کا حکم گھر سے باہر بھی ہے تا کہ نامحرموں پر نگاہ نہ پڑے لیکن اصلاً یہ حکم گھر کے اندر کے لئے ہے کیوں کہ باہر چلتے ہوئے نگاہیں نیچی رکھنے سے کسی شے سے ٹکرانے کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ گھر کے اندر اس حکم کا تقاضا یہ ہے کہ محرم خواتین پر بھی نگاہ نہ ڈالی جائے۔ بلا شبہ محرم خواتین کے ساتھ ایک تقدس کا رشتہ ہے لیکن بہر حال بحیثیت جنسِ مخالف ہونے کے' مرد اور عورت میں ایک دوسرے کے لئے کشش ہے اور نگاہوں کی بے احتیاطی فتنہ کا سبب بن سکتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بدنظری ہی بدکاری کے راستے کی پہلی سیڑھی ہے۔ اسی وجہ سے اس آیت میں نظروں کی حفاظت کے حکم کو حفاظتِ فرج کے حکم پر مقدم رکھا گیا ہے۔

نگاہوں کی حفاظت سے مراد صرف یہ نہیں ہے کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کے چہرے کو نہ دیکھیں بلکہ اس سے مراد یہ بھی ہے کہ دوسروں کے ستر پر نگاہ نہ ڈالی جائے اور نہ ہی کسی قسم کے فحش مناظر یا تصاویر کو دیکھا جائے۔ اس حوالے سے مندرجہ ذیل احادیث سے رہنمائی حاصل ہوتی ہے:

1 ۔ نبی اکرم نے فرمایا: يَا عَلِيُّ! لاَ تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَإِنَّ لَكَ الأُولَى، وَلَيْسَتْ لَكَ الآخِرَةُ (بحوالہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح کتاب النکاح باب النظر)

ترجمہ: اے علی! ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالنا۔ پہلی نگاہ (جو بلا ارادہ پڑ گئی) معاف ہے مگر دوسری نہیں۔

2 ۔ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم سے پوچھا" اچانک نگاہ پڑ جائے تو کیا کروں ۔ فرمایا فوراً نگاہ پھیر لو یا نیچی کر لو"۔ (مسلم ۔ نسائی بحوالہ المنتقیٰ مصری جلد 2 صفحہ 499۔)

3 ۔ عن أبی أمامة عن النبی ﷺ قال ما من مسلم ینظر إلی محاسن امرأة أول مرة ثم یغض بصره إلا أحدث الله عبادة یجد حلاوتها

(مسند احمد بحوالہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح کتاب النکاح باب النظر)

ترجمہ:: جس مسلمان کی نگاہ کسی عورت کے حسن پر پڑے اور وہ نگاہ ہٹا لے تو اللہ اس کی عبادت میں لطف اور لذت پیدا کر دیتا ہے۔''

4۔اَلنَّظْرَۃُ سَھْمٌ مِنْ سِھَامِ إِبْلِیسَ مَسْمُومٌ مَنْ تَرَکَھَا لِلّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ مخافتی ابدلتہ اِیْمَانًا یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِی قَلْبِہٖ (الترغیب والترھیب: جلد 3 باب 24)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ نگاہ ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ جو شخص مجھ سے ڈر کر اس کی حفاظت کرے گا میں اس کے بدلے ایسا ایمان دوں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پائے گا۔

کسی اجنبی عورت کو دیکھنے کی بعض صورتوں میں اجازت ہے مثلاً: اگر ایک شخص کسی عورت سے نکاح کرنا چاہے تو اسے اجازت ہے کہ اُس کو ایک نظر دیکھ سکتا ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے ایک جگہ نکاح کا پیغام بھجوایا۔ رسول اللہ نے پوچھا کہ تم نے لڑکی کو دیکھا ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا اسے دیکھ لو اس طرح زیادہ توقع کی جاسکتی ہے کہ تمہارے درمیان موافقت ہوگی۔ عدالتی کارروائی یا گواہی کے لئے قاضی کا کسی عورت کو دیکھنا۔ تفتیشِ جرم کے لئے پولیس کا کسی عورت کو دیکھنا۔ علاج کے لئے طبیب کا مریضہ کو دیکھنا۔

ایک اہم نکتہ

نگاہ نیچی رکھنے کا حکم عورتوں کے لئے بھی ہے اور مردوں کے لئے بھی۔ لیکن عورتوں کے مردوں کو دیکھنے کے بارے میں سختی کم ہے۔ جس مرد سے عورت کا براہِ راست رابطہ کا امکان ہے اسے دیکھنا تو منع ہے البتہ جس مرد سے رابطہ کا امکان نہیں اسے کسی ضرورت اور مقصد کے تحت دیکھا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گھر سے باہر نکلنے پر عورتوں کے لئے تو چہرے کا پردہ ہے لیکن مردوں کے لئے نہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ 7ھ میں حبشیوں کا ایک وفد مدینے آیا اور اس نے مسجد نبوی کے پاس تماشا کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود حضرت عائشہ کو یہ تماشا دکھایا (صحیح بخاری، صحیح مسلم، مسندِ احمد)۔ اسی نکتہ کے تحت اگر براہِ راست رابطہ کا امکان نہ ہو تو خواتین مردوں سے دینی وجدید تعلیم سیکھ سکتی ہیں۔

دوسروں کے ستر پر نگاہ نہ ڈالنے کی تاکید ذیل کی احادیث میں بیان ہوئی ہے

1 ۔عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صلّی اللہ علیہ وسلّم قَالَ: لاَ

يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلاَ الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلاَ يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلاَ تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

(سنن الترمذی کتاب الأدب باب فی کراهية مباشرة الرجال الرجال والمرأة المرأة)

ترجمہ::اور حضرت ابوسعید راوی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ستر کی طرف نہ دیکھے کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ستر کی طرف نہ دیکھے دو برہنہ مرد ایک کپڑے میں جمع نہ ہوں اور نہ دو برہنہ عورتیں ایک کپڑے میں جمع ہوں

2۔حضرت علی کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کسی زندہ یا مردہ انسان کی ران پر نگاہ نہ ڈالو۔(ابوداؤد، ابن ماجہ)

3۔ستر کی حفاظت کرنا

سورۃ النور آیات 30 اور 31 میں مردوں اور عورتوں دونوں کو تلقین کی گئی کہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔

شرمگاہوں کی حفاظت کے دو مطلب ہیں۔ایک یہ کہ وہ خود کو جنسی بے راہروی اور زنا سے بچا کر اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کریں اور دوسرے یہ کہ وہ اپنا ستر کسی کے سامنے نہ کھولیں۔اس کی وضاحت ذیل کی احادیث سے ہوتی ہے

1۔نبی اکرم نے فرمایا کہ اپنے ستر کو اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا ہر ایک سے محفوظ رکھو۔سائل نے پوچھا جب ہم تنہائی میں ہوں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے شرم کی جائے۔

(سنن الترمذی، ابواب الادب باب ماجاء فی حفظ العورۃ)

2۔حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ان کی بہن حضرت اسماء نبی اکرم کے سامنے آئیں اور وہ باریک کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔نبی اکرم نے منہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء جب عورت بالغ ہو جائے تو جائز نہیں ہے کہ منہ اور ہاتھ کے سوا اس کے جسم کا کوئی حصّہ نظر آئے۔

(ابوداؤد کتاب اللباس)

3۔نبی اکرم نے فرمایا کہ "اللہ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو لباس پہن کر بھی برہنہ رہیں۔"

حضرت عمر اس حدیث کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ اپنی عورتوں کو ایسے کپڑے نہ پہناؤ جو جسم پر اس طرح چست ہوں کہ سارے جسم کی ہیئت نمایاں ہو جائے۔(المبسوط)

4۔حفصہ بنتِ عبدالرحمن حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور وہ ایک باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے تھیں۔حضرت عائشہ نے اس کو پھاڑ دیا اور ایک موٹی اوڑھنی ان پر ڈال دی۔

(موطا امام مالک کتاب الادب)

بحالتِ مجبوری یا بغرضِ علاج، طبیب کے سامنے ستر کھولا جا سکتا ہے۔

3۔سینہ پر اوڑھنی ڈالنا

سورۃ النور آیت 31 میں خواتین کو حکم دیا گیا:"اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈال لیں۔''یعنی چادر سے اپنا گریبان چھپائے رکھیں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ:

جب سورۃ النور نازل ہوئی تو رسول اللہ سے اس کو سن کر لوگ اپنے گھروں کی طرف پلٹے اور جا کر انہوں نے اپنی بیویوں بیٹیوں اور بہنوں کو اس کی آیات سنائیں۔انصاری عورتوں میں سے کوئی ایسی نہ تھی جو آیت مذکورہ کے الفاظ سن کر اپنی جگہ بیٹھی رہ گئی ہو۔ہر ایک اٹھی اور کسی نے اپنا کمر پٹہ کھول کر اور کسی نے چادر اٹھا کر فوراً اس کا دوپٹہ بنالیا اور اوڑھ لیا۔دوسرے روز صبح کی نماز کے وقت جتنی عورتیں مسجد نبوی میں حاضر ہوئیں سب دوپٹے اوڑھے ہوئے تھیں۔(ابوداؤد کتاب اللباس)

4۔عورتیں اپنی زیب و زینت مخفی رکھیں

سورۃ النور آیت 32 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اور عورتیں اپنی زیب و زینت کسی پر ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے جو از خود (بغیر ان کے اختیار کے) ظاہر ہو جائے۔''

یعنی عورتیں نامحرم مردوں کے سامنے اپنی زینت یعنی حسن اور بناؤ سنگھار کو ظاہر نہ ہونے دیں سوائے اس زینت کے جو از خود ظاہر ہو یا ظاہر ہو جائے۔قرآنِ حکیم میں اس کے لئے سوائے اس

زینت کے جواز خود ظاہر ہو جائے کے الفاظ آئے ہیں۔ یوں نہیں فرمایا گیا کہ "سوائے اس زینت کے جسے عورتیں خود ظاہر کریں"۔ زینت سے مراد جسم کے وہ حصے ہیں جن میں مرد کے لئے کشش ہے یا جہاں مختلف آرائشیں، بناؤ سنگھار یا زیورات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس آیت کی روشنی میں عورت نامحرم مردوں کے سامنے اپنی زینت ظاہر نہیں کرسکتی، سوائے اس زینت کے جواز خود ظاہر ہو یا ظاہر ہو جائے مثلاً عورت کی جسمانی ساخت یعنی قد کاٹھ، بیرونی لباس، چادر سر سے ڈھلک جائے یا ہاتھ پاؤں کی کسی زینت کا اظہار ہو جائے تو اس پر گرفت نہیں ہے۔ آگے چل کر اسی آیت میں مزید وضاحت فرما دی گئی کہ "اور عورتیں اپنی زیب و زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اپنے شوہروں اور باپ اور خسر اور بیٹوں اور شوہروں کے بیٹوں اور اپنے بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی جان پہچان کی عورتوں اور اپنی کنیزوں و غلاموں کے نیز ان خدام کے جو عورتوں سے کوئی غرض نہیں رکھتے یا ایسے بچوں سے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہیں ہوئے۔"

آیت کے اس حصے سے معلوم ہوا کہ عورت کو شوہر کے علاوہ ان رشتہ داروں کے سامنے اظہارِ زینت کی اجازت ہے جو اس کے محرم ہیں یعنی جن سے نکاح حرام ہے۔ اس اجازت کی حکمت یہ ہے کہ گھر میں رہنے اور کام کاج کرنے میں کوئی تنگی اور دشواری نہ ہو۔ اس آیت میں ماموں اور چچا کا ذکر نہیں لیکن سورۃ النساء کی آیت 24 میں ان کو بھی محرم رشتے داروں میں شامل کیا گیا ہے۔ اسی طرح دادا، نانا، پوتے، نواسے، سوتیلے اور رضاعی رشتہ دار بھی محرموں میں شامل ہیں۔

اس آیت میں بیان شدہ محرم رشتہ داروں کی فہرست اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ عورت صرف اِنہی رشتے داروں کے سامنے اظہارِ زینت کرسکتی ہے۔ ان کے علاوہ دیگر مردوں کے سامنے وہ اپنی زینت اور خاص طور پر زینت کے مرکز یعنی چہرے کو ظاہر نہیں کرسکتی۔ اب جو لوگ نامحرم مردوں سے عورت کے چہرے کے پردے کے قائل نہیں ہیں کیا ان کے نزدیک اس آیت میں بیان شدہ محرم رشتہ داروں کی فہرست کی کوئی اہمیت نہیں؟ کیا وہ تمام ہی مردوں کے سامنے عورت کے اظہارِ زینت کو جائز سمجھتے ہیں؟

ایک اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ اس آیت میں بیان شدہ محرم رشتہ داروں کی فہرست میں شوہر کے والد کا

ذکر بھی ہےاورشوہر کے بیٹے کا بھی لیکن شوہر کے بھائی کا ذکر نہیں۔جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی اکرم سے دریافت کیا گیا کہ کیا دیور سے بھی پردہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا: دیور تو موت ہے!(صحیح بخاری، صحیح مسلم، مسندِ احمد) اصل میں پردے کے احکامات کی حکمت ہی یہ ہے کہ ان محرکات پر پابندیاں لگائی جائیں جن سے زنا کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔اس حوالے سے ایک عورت کو سب سے زیادہ خطرہ ان نامحرم رشتہ دار مردوں سے ہوسکتا ہے جو گھر میں موجود ہوں یا جن کا گھر میں آنا جانا آسان ہو۔اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیور یا جیٹھ کے بارے میں فرمایا کہ وہ تو بھابھی کے لئے موت ہیں۔

مزید براں اس آیت میں فرمایا گیا کہ عورتوں کا صرف ایسی عورتوں سے پردہ نہیں ہے جو"اپنی عورتیں" ہوں یعنی وہ ایسی جانی پہچانی عورتیں ہوں جن کے با حیاء اور نیک اطوار ہونے کا علم ہو۔ اجنبی عورتوں سے مسلم خواتین کا پردہ ہے کیوں کہ نہ جانے وہ کس سوچ اور اطوار کی ہوں اور اپنی گفتگو، اداؤں اور فیشن سے نہ جانے خواتین پر کیسے اثرات ڈال جائیں۔

اس آیت میں البتہ یہ صراحت کردی گئی ہے کہ اگر کسی عورت کی کنیز غیر قوم سے ہو تب بھی اس سے پردہ نہیں ہے۔ جہاں تک کسی عورت کا اپنے غلام سے پردے کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں دو آراء ہیں

ایک رائے یہ ہے کہ غلام چاہے عورت کا اپنا مملوک ہی کیوں نہ ہو پردے کے معاملہ میں اس کی حیثیت وہی ہے جو کسی آزاد اجنبی مرد کی ہے۔اس کے لئے استدلال یہ ہے کہ غلام کے لئے اس کی مالکہ محرم نہیں ہے۔اگر وہ آزاد ہو جائے تو اپنی اسی سابق مالکہ سے نکاح کرسکتا ہے۔اس رائے کے حامل عبداللہ بن مسعود، مجاہد، حسن بصری، ابن سیرین، سعید بن مسیب، طاؤس اور امام ابوحنیفہ ہیں۔دوسری رائے یہ ہے کہ مَامَلَکَت آیمَانَہُنّ کے الفاظ عام ہیں، جو لونڈی اور غلام دونوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں اور اسے لونڈیوں کے لئے خاص کرنے کی کوئی دلیل نہیں۔لہٰذا ایک عورت کا اپنی لونڈی اور اپنے غلام دونوں سے پردہ نہیں ہے۔ یہ رائے حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت ام سلمہؓ، بعض ائمہ اہلِ بیت اور امام شافعی کی ہے۔

مندرجہ بالا آراء میں سے اگر دوسری رائے کو بھی قبول کرلیا جائے تو بھی اسے آج کل کے

گھریلو ملازمین سے پردہ نہ کرنے کے لئے دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ غلام کی ایک خاص محکومانہ ذہنیت بن جاتی تھی اور وہ اپنی مالکہ سے اس قدر مرعوب اور فاصلہ پر ہوتا تھا کہ کوئی فعل بدتو کجا غلط نگاہ ڈالنے کا بھی تصور نہیں کرسکتا تھا۔اس کے برعکس آج کل کے گھریلو ملازمین کا رویہ بڑا آزادانہ اور بے باک ہوتا ہے کیوں کہ وہ جب چاہیں ملازمت سے علیحدہ ہوسکتے ہیں۔لہٰذا ان کی طرف سے ایک خاتون کو اپنی ناموس کے حوالے سے اندیشہ ہوسکتا ہے۔

5۔مخلوط معاشرت کی ممانعت

سورۃ النور کی آیت 32 میں محرم مردوں کے سامنے اظہارِ زینت کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے غیر محرم مردوں کے ساتھ مخلوط معاشرت کی ممانعت فرمادی ہے۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: اَلَا لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَۃٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثُھُمَا الشَّیْطَانُ (سنن الترمذی باب نمبر 34 حدیث نمبر 2165)

خبردار! جب بھی کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے نیز آپ نے اسے سخت ناپسند فرمایا کہ مرد نامحرم خواتین کو چھوئیں یا ان سے مصافحہ کریں۔

ایک متفق علیہ حدیث ہے کہ:

"یہ تو گوارا کیا جاسکتا ہے کہ آدمی کے سر میں لوہے کی کیل ٹھونک دی جائے لیکن یہ گوارا نہیں کہ وہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہ ہو"۔

چنانچہ نسائی اور ابن ماجہ میں مذکور ہے کہ" نبی اکرم جب عورتوں سے بیعت لیتے تو مصافحہ نہیں فرماتے تھے اور صرف زبانی اقرار کرواتے تھے"۔اسلام میں مخلوط معاشرت کی جو ممانعت ہے اس کا سب سے نمایاں اظہار محفلِ نکاح میں ہوتا ہے۔نکاح ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان ایسا پختہ معاہدہ ہے جو زندگی بھر کے لئے ہوتا ہے، لیکن اس معاہدے کے انعقاد کے وقت محفلِ نکاح میں معاہدے کے ایک اہم فریق یعنی دلہن کو آنے کی اجازت نہیں۔قاضی کے سامنے دلہن کی طرف سے نمائندگی ایک ولی اور دو گواہوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔جو دانشور عورتوں کو ہر کام میں مردوں کے شانہ بشانہ شریک کرنے کی بات کرتے ہیں وہ محفلِ نکاح میں دلہن کی عدم شرکت کی کیا توجیہ پیش کریں گے؟

6۔عورتیں اپنی مخفی زیب وزینت کوبھی چھپائیں

سورۃ النور آیت 31 کے آخر میں فرمایا گیا:

اورعورتیں اپنے پاؤں (اس طرح زمین پر) نہ ماریں کہ ان کی پوشیدہ زینت (زیورکی جھنکار)ظاہرہوجائے اور مومنو! سب اللہ کے حضورتوبہ کروتا کہ تم فلاح پاو۔

نبی اکرم نے زیب وزینت کوصرف زیورکی جھنکارتک محدودنہیں رکھا بلکہ ان تمام چیزوں سے منع فرمایا جومرد کے جنسی احساسات کومشتعل کرنے کا باعث ہوسکتی ہیں۔اس حوالے سے آپ کے حسبِ ذیل ارشادات سے رہنمائی حاصل ہوتی ہے:

1-عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ، وَخَفِيَ لَوْنُهُ، وَطِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ وَخَفِيَ رِيحُهُ

(سنن الترمذی کتاب الأدب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمباب مَا جَاءَ فِي طِيبِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ حدیث نمبر 2787)

ترجمہ:: مردوں کے لئے وہ عطر مناسب ہے جس کی خوشبونمایاں اوررنگ مخفی ہواورعورتوں کے لئے وہ عطر مناسب ہے جس کا رنگ نمایاں اورخوشبومخفی ہو۔

2۔"اللہ کی بندیوں کواللہ کی مسجدوں میں آنے سے منع نہ کرومگر وہ خوشبولگا کرنہ آئیں"۔

(ابوداؤد،مسندِ احمد)

3- عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ، وَالمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا يَعْنِي زَانِيَةً

(سنن ترمذی کتاب الأدب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر 2786)

ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "ہرآنکھ زنا کار ہے اورعورت جب خوشبولگا کرمجلس کے پاس سے گزرے تو وہ بھی ایسی ایسی ہے یعنی وہ بھی زانیہ ہے۔

4۔"جوعورت عطرلگا کرراستے سے گزرے تا کہ لوگ اس کی خوشبو سے لطف اندوز ہوں تو وہ

ایسی ہے اورایسی ہے"۔آپ نے اس کے لئے سخت الفاظ ارشاد فرمائے۔
(سنن ترمذی کتاب الادب)

5۔ایک عورت مسجد سے نکل کر جارہی تھی کہ حضرت ابو ہریرہ اس کے پاس سے گزرے اور انہوں نے محسوس کیا کہ وہ خوشبو لگائے ہوئے ہے۔انہوں نے اسے روک کر پوچھا"اے خدائے جبار کی بندی کیا تو مسجد سے آرہی ہے؟"اس نے کہا ہاں!بولے"میں نے اپنے محبوب ابوالقاسم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو عورت مسجد میں خوشبو لگا کر آئے اس کی نماز اس وقت تک قبول نہ ہوگی جب تک وہ گھر جا کر غسل جنابت نہ کرے۔"(ابوداؤد)

6۔نماز میں اگر امام بھول جائے تو مردوں کو حکم ہے کہ سبحان اللہ کہیں مگر عورتوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ اپنے ایک ہاتھ پر دوسرا ہاتھ مار کر امام کو متنبہ کریں۔(صحیح البخاری،حدیث نمبر 1145)

گھر سے باہر کا پردہ یعنی احکاماتِ حجاب

سورۃ الاحزاب آیت 34۔35 میں گھر سے باہر کے پردے کے بارے میں احکامات دئے گئے ہیں۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا○وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا○

ترجمہ:اے نبی کی بیویو!تم ہرگز عام عورتوں جیسی نہیں ہو بشرطیکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔پس بات لجا کر نہ کیا کرو ورنہ وہ شخص جس کے دل میں مرض ہے طمع کرنے لگے گا اور اچھی بات کہا کرو۔

اور اپنے گھروں میں ہی رہا کرو اور گزری ہوئی جاہلیت کے سنگھار جیسے سنگھار کی نمائش نہ کیا کرو اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کیا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔اے اہل بیعت یقیناً

اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی آلائش کو دور کردے اور تمہیں اچھی طرح پاک کردے۔

ان آیات میں بیان فرمودہ احکامات پر تفصیلی گفتگو سے قبل دو باتوں کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

اوّل: ان احکامات کے بیان میں خطاب نبی اکرم کی ازواجِ مطہرات سے ہے لیکن ان کا اطلاق تمام مومنات پر ہوتا ہے۔ قرآنِ حکیم میں یہ طرزِ تخاطب اس لئے اختیار کیا گیا ہے کہ مردوں کے لئے تو ہر اعتبار سے نمونہ رسول اللہ ہیں لیکن خواتین کے لئے ان کے نسوانی پہلوؤں کے لحاظ سے نمونہ ازواجِ مطہرات ہیں۔ یہاں اگرچہ براہِ راست خطاب ازواجِ مطہرات سے ہے لیکن ان کے واسطے سے پوری امت کی خواتین ان احکامات کی مخاطب ہیں۔

دوئم: سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ امہات المؤمنین؄ جن کا اتنا اونچا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ایک پورے رکوع میں ان کی تطہیر اور پاک دامنی کا مقام بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝

(سورۃ الاحزاب آیت:34)

یعنی ان کو اللہ تعالیٰ نے پاک کردیا اور جس کو اللہ تعالیٰ پاک کردے کیا اس کے قریب کوئی خباثت ونجاست آسکتی ہے؟ کیا ان کے بارے میں یہ گمان ہوسکتا تھا کہ غیر محرم کو جب مسئلہ بتائیں گی تو نزاکت سے بولیں گی؟ یہ بات تو گمان میں بھی نہیں آسکتی، پھر جس کے بارے میں یہ وہم وگمان بھی نہیں ہوسکتا، خیال بھی نہیں آسکتا اسے روکا کیوں؟ اللہ تعالی روک رہے ہیں کہ نزاکت سے بات نہ کریں، ان سے جب نزاکت سے بات کرنے کا کوئی خطرہ ہی نہیں تو پھر یہ حکم کیوں فرمایا؟ اس لئے خوب سمجھ لیں اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کی آواز میں جو طبعی پیدائشی نزاکت ہوتی ہے اسے خشونت وخشکی سے بدلو۔ کبھی کسی غیر محرم مرد سے بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو عورت کی آواز میں جو پیدائشی نزاکت ہے اس سے بھی بچو، آواز میں بتکلف درشتی اور روکھا پن پیدا کرنے کی کوشش کرو۔

اس بات کو پوری طرح سمجھنے کے لئے چند چیزیں ذہن نشین کرلیں:

(1) ایک تو یہ کہ امہات المؤمنینؓ کا اتنا اونچا مقام ہے کہ ان سے گناہ کا وہم وگمان بھی نہیں ہوسکتا، گناہ کا وسوسہ بھی نہیں آسکتا، یہ ''مطہرات'' ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے پاک کردیا ہے۔

(2) دوسری بات یہ امت کی مائیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں صرف احتراماً امت کی مائیں نہیں فرمایا، بلکہ جس طرح حقیقی ماں کے ساتھ نکاح حرام ہے اسی طرح امہات المؤمنینؓ بھی امت کے مردوں پر حرام ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا

(سورۃ الاحزاب آیت:54)

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی بیویوں سے تم کبھی بھی نکاح نہیں کرسکتے۔

جس طرح ماں کے ساتھ کسی حالت میں نکاح نہیں ہوسکتا، ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام ہے اسی طرح امہات المؤمنینؓ بھی تا قیامت امت کے ہر فرد پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہیں، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد بھی امت کا کوئی فرد آپ کی بیویوں سے نکاح نہیں کرسکتا۔

(3) تیسری بات، امہات المؤمنینؓ سے بات کرنے والے کون تھے؟ حضرات صحابہ کرامؓ جن کا تقویٰ وہ تقویٰ ہے کہ فرشتوں کو رشک آئے، جن کی پاک دامنی کی شہادت اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں دیں:

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (سورۃ المجادلہ آیت 22)

یہ وہ لوگ ہیں کہ جن سے ہم راضی اور جو ہم سے راضی۔

اور فرمایا: وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (سورۃ النساء آیت:94)

سب کے ساتھ ہمارا معاملہ یہ کہ سب کو بخش دیا۔

(4) ان کی آپس میں باتیں کیا ہوتی تھیں؟ دینی مسائل سیکھنا سکھانا، اب ساری چیزیں ملا کر دیکھئے، یہ عورتیں کون ہیں؟ سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں، جن کو اللہ تعالیٰ نے پاک کردیا ہے، امت کی مائیں ہیں، جو امت کے ہر فرد پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہیں، اور مرد کون؟ حضرات صحابہ کرامؓ جیسی مقدس ہستیاں، اور کام کیا؟ دینی مسائل پوچھنا، ایسے موقع پر فرماتے ہیں کہ جب بات ہوتو

زنانہ لہجہ میں جو پیدائشی نزاکت ہے اس کو خشکی سے بدلا کرو، پیدائشی نزاکت بھی نہ آنے پائے، یہ تو امہات المؤمنینؓ کو ہدایت دی، اور حضرات صحابہ کرامؓ کو کیا ارشاد ہوتا ہے:

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ (سورۃ الاحزاب آیت:54)

جب بھی دین حاصل کرنے کے لئے امہات المؤمنین سے کچھ پوچھنا پڑے تو پردہ کے پیچھے سے پوچھو۔

سامنے آنے کی اجازت نہیں للہ! غور کیجئے، جن کو یہ حکم دیا جارہا ہے یہ مرد کون ہیں؟ اور یہ خواتین کون ہیں؟ آیئے اب سورۃ الاحزاب آیت نمبر 34۔35 میں جو احکامات درج ہیں ان کے بارے میں ذرا تفصیل سے معلومات حاصل کریں۔

1۔نامحرم سے بات کرتے ہوئے نرم لہجہ اختیار نہ کرنا

سورۃ الاحزاب کی آیت 32 میں حکم دیا گیا:" نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو (نامحرم) سے بات میں نرم انداز اختیار نہ کرو مبادا دل کی خرابی میں مبتلا کوئی شخص (جنسی) لالچ میں پڑ جائے بلکہ بات کھری کرو"۔ یعنی عورتوں کو اگر نامحرم مرد سے بات کرنا پڑے تو سیدھے سادے کھرے اور کسی حد تک خشک لہجے میں گفتگو کی جائے آواز میں کوئی شیرینی یا لہجے میں کسی قسم کی لگاوٹ نہ ہو، تاکہ سننے والا کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے۔

2۔خواتین وقار کے ساتھ گھر پر رہیں اور بلا ضرورت باہر نہ نکلیں

سورۃ الاحزاب کی آیت 33 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ رہو اور دور جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو"۔

''اے پیغمبر کے گھر والیو اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر طرح کی ناپاکی دور کردے اور تمہیں بالکل پاک صاف کردے۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے زیادہ پسندیدہ طرز عمل یہی ہے کہ وہ گھر میں سکون اور وقار کے ساتھ رہے۔ دراصل اسلام میں مردوں کو ان امور کی انجام دہی سونپی گئی ہے جن کا تعلق گھر کے باہر سے ہے اور عورتوں کو ان امور کی جن کا تعلق گھر کے اندر سے ہے۔ مردوں اور عورتوں

کے ان دائرہ ہائے کار کا تعین ان کے مزاج اور صلاحیتوں کے اعتبار سے کیا گیا ہے۔ یہ تعین کرنے والا خود خالقِ کائنات ہے جس کے علم اور جس کی حکمت پر کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔

اسی طرح ارشاد ہوتا ہے کہ اَلَا یَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيۡفُ الۡخَبِيۡرُ۝ (سورۃ الملک آیت 15)

یعنی کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے؟ حالانکہ وہ باریک بین اور باخبر ہے۔

مردوں اور عورتوں کی جسمانی اور ذہنی ساخت اور صلاحیتوں میں اختلاف بالکل واضح اور ظاہر ہے۔ مرد کو مضبوط جسمانی اور دماغی اعصاب جذبات سے زیادہ عقل سے کام لینے کی صلاحیت اور شدائد (جنگی یا کاروباری مصائب) کا مقابلہ کرنے والی فطرت عطا کی گئی ہے جبکہ عورت کو نرم مزاج لطیف جذبات شیرینی اور نزاکت دی گئی ہے۔ مرد کی فطرت میں شدت سخت گیری سرد مزاجی تحکّم اور مزاحمت ہے جبکہ عورت کی ساخت میں قدرتی طور پر جمنے اور ٹھہرنے کے بجائے جھکنے اور ڈھل جانے کی خاصیت ہے۔ مرد کی فطرت میں اقدام اور جسارت ہے جبکہ عورت کی فطرت گریز اور فرار سے عبارت ہے۔ درحقیقت دونوں صنفوں کی قوتوں اور صلاحیتوں پر ایک نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ کس صنف کو کس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ عورت اپنی رائے عقل مزاج اور ظاہری و باطنی ساخت کے لحاظ سے صاحبِ عقل مرد اور بے عقل بچے کے درمیان کی کڑی ہے۔ اگر فطری قانون میں بالغ اور بچے کے عمل کی حدود، جدا جدا ہیں تو عورت اور مرد کے فرائض بھی یکساں نہیں ہوسکتے۔ اسی لئے اسلام نے مردوں اور عورتوں کے فرائض بالکل جدا اور علیحدہ طے کئے ہیں۔

یہ درست ہے کہ ایسی عورتیں بھی ہوتی ہیں جو ذہنی اور عقلی صلاحیتوں کے اعتبار سے مردوں کی ہم پلہ ہوتی ہیں اور ایسے بھی مرد ہوتے ہیں جو جذبات کے اعتبار سے عورتوں جیسے ہوں مگر یاد رکھنا چاہیے کہ قانون اور ضابطے اکثریت کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ استثناء اپنا کلیہ نہیں بناتے بلکہ دوسرے کلیات کو ثابت کرتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ سب کا خالق ہے اور سب کی کمزوریوں اور صلاحیتوں کو بھی جانتا ہے۔ لہٰذا اس بات کا فیصلہ کرنے کا حق بھی اسی کو ہے کہ کس کا دائرہ کار کیا ہو؟ ہمارا فرض تو یہ ہے کہ اس کے فیصلے کے سامنے سر جھکا دیں۔

شریعتِ اسلامیہ میں عورت کو بیرونی ذمہ داریوں سے فارغ کر کے گھر کے اندر کے مسائل کی

دیکھ بھال کی ذمہ داری تفویض کی گئی ہے۔اس حوالے سے مندرجہ ذیل احادیث پر غور فرمائیے:

1 ۔ بلا شبہ ایک خاتون چھپانے کے لائق ہے۔ جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے اور وہ اپنے رب کی رحمت کے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے اندرونی حصّہ میں ہوتی ہے۔

(جامع ترمذی باب استشراف الشیطٰن المراۃ اذا خرجت حدیث نمبر 1173)

2۔عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور وہ اپنی رعیت (اولاد) کے لئے جواب دہ ہے۔
(صحیح البخاری حدیث نمبر 893)

3 ۔اسلام میں جمعہ اور جماعت کی اہمیت کوئی مخفی امر نہیں مگر نبی اکرم نے عورتوں کو جمعہ کی نماز سے مستثنیٰ فرمایا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے

وَعَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ اِلَّا عَلٰى اَرْبَعَةٍ عَبْدٍ مَمْلُوْكٍ اَوِامْرَأَةٍ اَوْصَبِيٍّ اَوْ مَرِيْض

ترجمہ:: جمعہ کی نماز با جماعت ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے مگر چار اشخاص مستثنیٰ ہیں یعنی غلام، عورت، بچہ اور مریض"۔

(ابوداؤد بحوالہ مشکوۃ شریف۔جلد اول۔جمعہ کا بیان۔حدیث 1348)

4۔ حضرت ام حمید ساعدی سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جی چاہتا ہے کہ آپ کے ساتھ نماز پڑھوں۔آپ نے فرمایا کہ" مجھے معلوم ہے لیکن تیرا ایک گوشے میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تو اپنے حجرے میں نماز پڑھے اور حجرے میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تو گھر کے آنگن میں نماز پڑھے اور تیرا گھر کے آنگن میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تو اپنے محلّے کی مسجد میں نماز پڑھے اور تیرا اپنے محلّے کی مسجد میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تو جامع مسجد میں نماز پڑھے"۔(ابوداؤد)

5۔حضرت انس سے روایت ہے کہ عورتوں نے نبی اکرم سے عرض کیا کہ" ساری فضیلت تو مرد لوٹ کر لے گئے۔وہ جہاد کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں بڑے بڑے کام کرتے ہیں۔ہم کیا عمل

کریں کہ ہمیں بھی مجاہدین کے برابر اجر مل سکے"؟ جواب دیا "جو کوئی تم میں سے گھر بیٹھی رہے (تاکہ شوہر کے مال، اولاد اور عصمت کی حفاظت کر سکے) وہ بھی مجاہدین کا سا بدلہ پائے گی"۔ اگرچہ عورت کا دائرۂ عمل اس کا گھر ہے تاہم اس کا گھر سے باہر نکلنا بالکل ہی ممنوع نہیں کیا گیا اور کسی اشد ضرورت کے تحت وہ گھر سے باہر جا سکتی ہے۔ ارشادِ نبوی ہے: "اللہ نے تم کو اپنی ضروریات کے لئے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے"۔ (صحیح بخاری)

البتہ سورۃ الاحزاب میں فرمایا گیا کہ

وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ (الاحزاب آیت 34)

ترجمہ: دورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔

یہاں لفظ "تبرج" آیا ہے جس کا مطلب ہے نمایاں ہونا ابھر کر اور کھل کر سامنے آنا ظاہر ہونا۔ عورت کے لئے تبرج کا مطلب ہے اپنے حسن کی نمائش کرنا لباس اور زیور کی خوبصورتی کا اظہار کرنا اور چال ڈھال سے اپنے آپ کو نمایاں کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ عورتیں جب باہر نکلیں تو اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے نمایاں کرنے کی کوشش نہ کریں بلکہ احتیاط کے ساتھ چادر میں مستور ہو کر نکلیں۔

3۔ مرد اجنبی عورتوں سے بوقتِ ضرورت پردے کی اوٹ سے بات کریں

سورۃ الاحزاب کی آیت 53 میں مردوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ: ''اور جب تمہیں نبی اکرم کی بیویوں سے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔''

گویا ایک مرد کے لئے جائز ہی نہیں کہ بلاضرورت کسی اجنبی عورت سے بات کرے۔ البتہ اگر اجنبی عورت سے کوئی کام ہو تو بھی روبرو ہو کر بات کرنے کی اجازت نہیں۔ تصور کیجئے کہ یہ حکم امت کی ماؤں کے لئے ہے جن کے ساتھ ایک مسلمان کا رشتہ اپنی حقیقی ماں کی طرح پاکیزہ اور متبرک ہے تو عام مسلم خواتین کے ساتھ بغیر پردے کے بات چیت یا لین دین کرنے کی اجازت کس طرح ہو سکتی ہے؟ اسی لئے شریعتِ اسلامی میں اجنبی عورت کے ساتھ بلاضرورت گفتگو کے تدارک کے لئے اس کے ساتھ خلوت میں موجودگی ہی کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

نبی اکرم کا یہ ارشاد اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے کہ:

"جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ کسی عورت کے ساتھ ایسی خلوت میں نہ ہو جہاں کوئی محرم موجود نہ ہو کیونکہ ایسی صورت میں ان دو کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے"۔
(سنن الترمذی باب نمبر 34 حدیث نمبر 2165)

4-چہرے کا پردہ کرنا

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (سورۃ الاحزاب آیت 60)

"اے نبی اپنی بیویوں بیٹیوں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کا پلو لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب ہے تا کہ وہ پہچان لی جائیں اور انہیں ستایا نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔"

اس آیت میں "جلباب" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جلباب اس بڑی چادر کو کہتے ہیں کہ جو پورے جسم کو چھپا لے۔ مراد یہ ہے کہ چادر اچھی طرح لپیٹ کر اس کا ایک حصہ اپنے اوپر لٹکا لیا کرو تا کہ جسم اور لباس کی خوبصورتی کے علاوہ چہرہ بھی چھپ جائے۔ البتہ آنکھیں کھلی رہیں۔ مندرجہ ذیل احادیثِ مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی اکرم کے زمانے میں اس حکم پر عمل کس طرح کیا گیا:

1۔ واقعہ افک (جس کے دوران عبداللہ بن ابی نے حضرت عائشہ پر بہتان لگایا تھا) کے متعلق حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جنگل سے واپس آ کر جب میں نے دیکھا کہ قافلہ چلا گیا ہے تو میں بیٹھ گئی اور نیند کا غلبہ ایسا ہوا کہ میں وہیں پڑ کر سو گئی۔ صبح کو حضرت صفوان بن معطل وہاں سے گزرے تو دور سے کسی کو پڑے دیکھ کر وہاں آ گئے۔ وہ مجھے دیکھتے ہی پہچان گئے کیوں کہ حجاب کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے۔ مجھے پہچان کر جب انہوں نے "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعوْنَ" پڑھا تو ان کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی اور میں نے اپنی چادر سے منہ ڈھانک لیا"۔ حدیث میں الفاظ یوں ہیں کہ فخمرت وجھی عنہ بجلبابی میں نے ان سے اپنے چہرے کو اپنی چادر کے ذریعے ڈھانپ لیا''۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

2۔ ایک خاتون جن کا نام ام خلاد تھا، نبی اکرم کی خدمت میں اپنے بیٹے کا جو قتل ہو چکا تھا انجام

دریافت کرنے آئیں اور وہ نقاب پہنے ہوئے تھیں۔ نبی اکرم کے ایک صحابی نے ان کی اس استقامت پر تعجب کرتے ہوئے کہا کہ نقاب پہن کر آپ بیٹے کا حال دریافت کرنے آئی ہیں۔ انہوں نے اس کے جواب میں فرمایا کہ میرا بیٹا مرا ہے میری حیاء نہیں مری ہے۔اس کے بعد رسول اللہ نے ان کو تسلی دی کہ تمہارے بیٹے کو دو شہیدوں کا اجر ملے گا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ ایسا کیوں ہوگا یارسول اللہ؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ اس کو اہلِ کتاب نے قتل کیا ہے۔

(الطبقات الکبری - محمد بن سعد - جلد3 - الصفحة 531)

3۔حضرت عائشہ حجۃ الوداع کے موقع پر سفر کے بارے میں فرماتی ہیں کہ" قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور ہم رسول اللہ کے ساتھ احرام باندھے ہوئے تھیں۔ جب قافلے ہمارے سامنے آتے تو ہم بڑی چادر سر کی طرف سے چہرے پر لٹکا لیتیں اور جب وہ گزر جاتے ہم اس کو اٹھا دیتیں"۔ (ابوداؤد کتاب اللباس)

تمام پریشانیوں کا علاج

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں پردہ کے حکم کی تفصیل بیان فرمانے کے بعد آخر میں فرماتا ہے:

وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (سورۃ النور آیت 32)

ترجمہ: اگر تم فلاح چاہتے ہو دنیا و آخرت میں کامیابی چاہتے ہو اپنی پریشانی کا علاج چاہتے ہو اطمینان اور سکون کی زندگی گزارنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی چھوڑ دو بغاوت نافرمانی ومعصیت سے توبہ کرلو، اگر ایسا نہیں کرتے تو ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ سنا دیا ہے کہ وہ ان کو کبھی بھی سکون نہیں دیں گے،کوئی مجھے ایک شخص تو ایسا بتادے کہ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہو اور سکون سے دنیا میں رہ رہا ہو، بتایئے! کوئی ہے؟ نافرمان اور سکون مل جائے؟ اللہ تعالیٰ نے تو فیصلہ سنا دیا ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى

(سورۃ طہ۔آیت 124)

جس نے میرے احکام سے اعراض کیا میں نے یہ طے کر رکھا ہے اور فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کی

زندگی اس پر تنگ رکھوں گا اور قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھاؤں گا۔

وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکامات سے اعراض کر کے سکون میں ہے وہ غلط بیانی سے کام لیتا ہے۔ ذرا ہمیں بھی تو دکھایئے وہ دل جو گناہ بھی کرتا ہو اور اسے سکون بھی ہو دل میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کانٹے بھی لگا رکھے ہیں اور پھر سکون بھی ہے، واللہ! ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔ پس جو لوگ بے پردگی میں حد سے بڑھ گئے ہیں وہ اس کے مہلک نتائج بھگت رہے ہیں۔ اس بارے میں تفصیل سے آگے بیان کیا جارہا ہے۔

خلاصہ کلام۔عورت کے پردے کا مقصد

کوئی بھی ایسی حرکت، جو معاشرے میں فساد پھیلائے یا معاشرے میں بے راہ روی کا باعث بنے، ایسی حرکات کرنے والا خواہ مرد ہو یا عورت، ایسی حرکات پر اسلامی معاشرے میں پابندی ہے۔ کسی بھی عورت کا بازار میں چست یعنی جسم کے خدوخال کو نمایاں کرنے والا لباس، میک اپ زدہ چہرہ، کھلے بال، کھنکھناتے ہوئے زیورات کے ساتھ پھرنا معاشرے میں بے راہ روی پھیلانے کی کوشش ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں کے سامنے پوشیدہ زیور کے ظاہر ہونے (بذریعہ آواز) کو ناپسند فرمایا ہے، اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ آواز سے کوئی بھی متوجہ ہوسکتا ہے۔ اسی طرح تیز خوشبو سے بھی کوئی بھی متوجہ ہوسکتا ہے۔ یعنی نامحرم لوگوں کے سامنے کسی بھی طرح کی ایسی حرکت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ مڑ کر دیکھنا چاہے۔ اسلامی معاشرے میں زینت دکھانے کا مطلب عام لوگوں کے سامنے نمائش نہیں۔ اسے صرف مخصوص محرموں کو ہی دکھایا جاسکتا ہے، اور باہر عام لوگوں کے پاس اسے چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اب اسے بڑی چادر سے چھپایا جائے یا برقعہ یا سکارف سے۔ جو چیز چھپائی نہ جاسکے یعنی آواز، قد، رنگ وغیرہ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پابندی نہیں۔ یہ ساری آزمائش اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو فطری طور پر مرد کے لئے باعث کشش اور باعث رغبت بنایا ہے، اسی لئے عورت کو کچھ زیب وزینت چھپانے کا زیادہ حکم دیا گیا ہے۔ یہ فطری رغبت اللہ تعالیٰ ہی نے مرد میں رکھی ہے، مقصود اس کا یہ ہے کہ کون اللہ کی بیان کی ہوئی حدود کو قائم رکھتا ہے اور کون حدود پار کرتا ہے۔

بے پردگی کی قباحتیں

اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صریح نافرمانی

چونکہ پردہ کا حکم شرعی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے قرآن مجید میں پردہ کا حکم دیا گیا ہے۔تو جو عورت پردہ نہ کرے گویا اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ اپنے نفس کو ہی نقصان پہنچاتا ہے۔جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے

كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى فَقَالُوا! يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَنْ أَبَى! قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى۔ (صحیح البخاری: حدیث 685)

میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے انکار کیا۔صحابہؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کون انکار کرے گا؟ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میرے حکموں کی نافرمانی کی وہ جہنم میں جائے گا۔

بے پردگی ابلیس کا طریقہ ہے

بے پردگی ابلیس ملعون کا طریقہ ہے۔قصہ آدم وحوا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ بے پردگی کے دعوے کا موجد ابلیس ہے۔چنانچہ قرآن مجید میں آتا ہے۔

يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا (سورۃ الاعراف آیت:28)

اے اولاد آدم! شیطان تم کو کسی خرابی میں نہ ڈال دے جیسا کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے باہر کرادیا ایسی حالت میں کہ ان کا لباس بھی اتروادیا تاکہ وہ ان کو ان کی شرمگاہیں دکھلائے۔

اسی لئے اللہ جل شانہ نے اپنی نافرمانی کرنے والوں کا نام ابلیس ملعون رکھا ہے جس نے قسم

کھائی ہے کہ وہ اپنے ساتھی ضرور بنائے گا اور انہیں ورغلانے کے لئے عورتوں کو پھندے کے طور پر استعمال کرتا ہے اور فحاشی تک پہنچانے کے لئے بے پردگی کا فتنہ پیدا کرتا ہے۔عورت کے فتنہ کے متعلق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً هِيَ أَضَرُّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ

(صحیح مسلم،کتاب الذکر والدعا والتوبة والاستغفار)

میں نے اپنے بعد عورتوں کے سوا زیادہ مضر فتنہ مردوں کے لئے نہیں چھوڑا یعنی مردوں کے لئے عورت سب سے بھاری فتنہ بن سکتی ہے۔

بے پردگی کا بھیانک انجام

بے پردگی کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوا ہے کہ اس نے دنیا کو ایک ایسی بیماری یعنی ایڈز کا تحفہ دیا ہے جس کا انجام سوائے موت کے کچھ بھی نہیں ہے۔

ایڈز کی تعریف

اس بھیانک بیماری کی شروعات دنیا میں سن 1981ء میں ہوئی اور پہلی مرتبہ امریکہ میں منظر عام پر آئی۔اور پھر وہیں 1984ء میں امریکن اور فرنچ سائنسدانوں نے اس بیماری کے وائرس کے متعلق انکشاف کیا وہ انسان جس میں اس بیماری کے وائرس پائے جاتے ہیں اسے ایچ آئی وی (H.I.V) پازیٹو کہا جاتا ہے۔جس کا مطلب انسانی جسم سے قوت مدافعت ختم کردینے والا وائرس۔اور جس مریض کے جسم میں اس بیماری کی علامات ظاہر ہونی شروع ہوجائیں تو اس کو ایڈز کا مریض کہا جاتا ہے۔جب انسان ایڈز کا مریض ہوجائے تو چونکہ قوت مدافعت ختم ہوجاتی ہے اس لئے انسانی جسم میں باہم اتصال پیدا کرنے والے ٹشوز میں ٹیومر ہوجاتا ہے۔انسانی جسم کے کسی بھی سسٹم پر وائرل۔بیکٹیریل۔پروٹوزون اور فنگل انفیکشن ہوسکتا ہے۔

خون کے سفید خلئے پوری طرح تباہ ہوجاتے ہیں۔جس کے نتیجہ میں قوت مدافعت پوری طرح ختم ہوجاتی ہے کیونکہ سفید خلئے کا تعلق جسم کی قوت مدافعت سے ہے اور وہ تباہ و برباد ہوچکے ہوتے

ہیں اور ایڈز کے وائرس سے ان سفید خلیوں پر اپنی حکومت قائم کرتے چلے جاتے ہیں۔ مریض کا دماغ مفلوج ہوجاتا ہے۔ اور نامعلوم اور ناقابل تشخیص وجوہات کی بنا پر ہمیشہ کے لئے بخار بھوک اور کمی اور تیزی سے گھٹتے ہوئے وزن کا شکار ہوجاتا ہے جس کے دوبارہ صحت یاب ہونے کے مواقع کو میڈیکل سائنس ابھی تک نہیں ڈھونڈ پائی ہے۔

بیماری کی اصل وجہ

اس بیماری کی اصل وجہ درحقیقت اس دنیا میں پھیلی بے حیائی اور آزادانہ غیر فطری جنسی اختلاط ہے جو محض عورت کی آزادی کے نام پر اور بے پردگی کی وجہ سے پھیلنے والے اثرات کا نتیجہ ہے۔

بغیر شادی کے جنسی تعلقات اور بے دریغ حمل گرانے کے ساتھ ساتھ انسان نما درندے یہاں تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ اب معصوم بچوں کو اپنی درندہ صفت شہوانی عادتوں کا نشانہ بنانے لگے ہیں۔ چنانچہ اس تعلق میں انگلستان کی ایک تنظیم (N.S.F.P.C) نیشنل سوسائٹی فار پری ونشن آف چائلڈ ابیوز کی تیار کردہ رپورٹ کے مطابق 2015ء کے مقابل گزشتہ 2016ء میں انگلینڈ میں معصوم بچوں سے جنسی جرائم میں 7 سے 13 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔ آج کل تو اس سے بھی بد تر حالات ہیں۔ جرمنی کے اعداد وشمار کے مطابق ہر سال تین لاکھ بچے جنسی زیادتیوں کا شکار ہوتے ہیں اور اس تعداد میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔

رسالہ نیوز ویک میں ماہر نفسیات Gary Schoener نے لکھا ہے کہ چھ ہزار لوگوں کے سروے سے معلوم ہوا ہے کہ بوڑھے شادی شدہ جوڑے ان مجرد نوجوانوں سے زیادہ خوش ہوتے ہیں جو مخلوط معاشرہ کی جنسی بے راہ روی کے عادی ہیں۔ (بحوالہ A WAIKE 93) پیرس کے روزنامہ ''LEMODE'' کے مطابق فرانس میں شادی کا رواج کم ہو رہا ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتباہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مذکورہ ارشادات جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی علامت

کے طور پر تھے خوب کھول کر ظاہر ہو چکے ہیں۔ان بے حیائیوں کے خوفناک انجام کے متعلق بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خبر دیتے ہوئے بتایا تھا کہ اس دور میں جب بے حیائیاں کثرت سے پھیل جائیں گی اور لوگ اعلانیہ اور فخریہ بے حیائیوں کا اظہار اور ان پر عمل کریں گے تو سابقہ بد اقوام کی طرح اللہ تعالیٰ آنے والی بے حیاء قوم پر بھی اپنا عذاب بیماریوں کی شکل میں نازل فرمائے گا چنانچہ سنن ابن ماجہ میں ایک حدیث ہے:۔

لَمْ تَظْهَرُ الْفَاحِشَةَ فِي قَوْمٍ قَطُّ حَتَّى يُعْلِنُوْا بِهَا اَسْلَافَهُمْ فِيهِمُ الطَّاعُوْنَ وَالْاَوْجَاعَ اَلَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي اَسْلَافِهُمْ مَضُوْا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب العقوبات)

ترجمہ: ہر وہ قوم جس میں فحش بے حیائی ظاہر ہوا اور وہ پھر فخریہ اس کا اعلان کرے جیسا کہ آجکل ٹیلیویژن اور دیگر ذرائع سے ہو رہا ہے اور اسپر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ ان میں ایک قسم کی طاعون اور تکلیف دہ بیماری ظاہر کرے گا جو کہ کبھی ان کے باپ داداؤں نے نہیں دیکھی ہوگی۔

اس دور میں ظاہر ہونے والی ایڈز کی بیماری درحقیقت ایسی ہی بیماری ہے کہ گزشتہ لوگوں نے تو کیا اس دور کے لوگوں نے بھی آج سے پندرہ بیس سال قبل اس کے متعلق سنا نہیں تھا۔

اس طرح بطور پیشگوئی ایڈز کی بیماری کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب اس دور میں بے حیائیاں اپنی انتہاء کو پہنچ جائیں گی تو اللہ تعالیٰ ایسی بیماری ظاہر کرے گا جس کا تعلق ''نغف'' سے ہوگا۔

(صحیح مسلم باب ذکر الدجال حدیث حضرت نواس بن سمعانؓ)

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مسلم ٹیلیویژن احمدیہ سے ٹیلی کاسٹ ہونے والے ایک رمضان المبارک کے درس القرآن میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ نغف عربی میں کیڑوں کو اور ریڑھ کی ہڈی کے دونوں طرف ابھری ہوئی LYMPHATIC CAPILLARIES کو بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ ماہر ڈاکٹر آج اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ایڈز کے نتیجے میں LYMPHATIC CAPILLARIES میں سوجن پیدا ہو جاتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایڈز کے متعلق واضح طور پر خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہ بیماری حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں بے حیائیوں کے نتیجہ میں پیدا ہوگی۔ اور آپ نے اس کا نام ''موت ابیض'' بھی بیان فرمایا تھا۔ چنانچہ ''بحارالانوار'' کی ایک حدیث ہے:۔

" قَدَامُ الْقَائِمُ مُوْتَتَانِ ۔مُوْتُ اَحْمَرٌ وَ مُوْتُ اَبْيَضٌ ۔حَتّٰى يَذْهَبُ مِنْ كُلِّ سَبْعَةِ خَمْسَةٌ (بحارالانوار صفحہ 156 واکمال الدین المطبع الحیدریہ النجف صفحہ 615)

ترجمہ: حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں عذاب کے طور دو موتیں ظاہر ہونگی۔ سرخ موت اور سفید موت۔ یہاں تک کہ ہر سات آدمی میں سے پانچ مرجائیں گے۔

یہاں موت ابیض سے مراد خون کے سفید خلئے کی موت ہے اور یہ موت ایڈز کے وائرس کے نتیجہ میں ظاہر ہوتی ہے جس کا تعلق قوت مدافعت سے ہے اور جب W.B.C مکمل طور پر تباہ ہوجاتے ہیں تو ایڈز میں مبتلاء انسان کی قوت مدافعت مکمل طور پر ختم ہوجاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی

اب دیکھیئے یہ کس قدر عظیم الشان پیش گوئیاں ہیں جو بے حیائیوں کے ظہور اور پھر ایڈز کے ذریعہ ان کے خوفناک انجام کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل بیان فرمائی ہیں یہ پیشگوئیاں آج مامور زمانہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مسیح موعود و مہدی معہود کے مبارک دور میں من وعن پوری ہورہی ہیں۔ پھر اس دور کے امام سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے بھی 1907ء میں طاعون کی طرز پر آنے والی ایک خوفناک بیماری یعنی ایڈز کے متعلق آج سے 120 سال قبل یوں اطلاع دی تھی۔

''یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت سخت ہوگی''

(تذکرہ صفحہ 701 طبع دوم الہام 1153)

چنانچہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے عین مطابق اس بیماری نے عیسائی ملکوں میں ظہور پکڑا جس کے نتیجہ میں سینکڑوں جانیں تلف ہوئیں۔ ان ساری بیماریوں کی بنیادی وجہ عورت کو آزادی کے نام پر جنسی بے راہ روی کا شکار بنایا جارہا ہے اور لوگ خدا

تعالیٰ سے دوری اختیار کرتے ہوئے بے حیائی اور بدچلنی کی زندگی گزار رہے ہیں، جس کے نتیجہ میں آج دنیا اس بیماری سے دوچار ہے اور بعید نہیں کہ یہ بیماری اپنی لپیٹ میں ساری دنیا کو لے لے۔

چنانچہ اسی خدشہ کا اظہار کرتے ہوئے برطانیہ کے سابقہ ڈائریکٹر آف ہیلتھ ایجوکیشن مسٹر لنڈسے LINDSEY نے کہا کہ ایڈز کی بیماری ایک خوفناک شکل اختیار کر چکی ہے۔

اس تمام تر مصیبت کا حل تو یہی ہے کہ دنیا بے حیائیوں سے باز آکر اپنے مولیٰ حقیقی کی طرف رجوع کرے اور اس کے لئے بہترین حل یہ ہے کہ اسلام کی حسین تعلیم پر عمل پیرا ہو جائے۔ اگرچہ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں بھی بنیادی طور پر بے حیائی سے منع کیا گیا ہے لیکن صحیح اور قابل عمل لائحہ عمل اگر کسی مذہب نے پیش کیا ہے تو وہ صرف اسلام ہی ہے۔

اس وقت دنیا افراط وتفریط کا شکار ہے۔ بعض اقوام ایسی ہیں جو زنا جیسے فعل میں جو مرد اور عورت کی رضامندی سے ہو کوئی قباحت محسوس نہیں کرتیں۔ ان کے نزدیک ہر مرد وعورت اپنی مرضی سے جنسی تعلقات قائم کر سکتے ہیں۔ اس لئے شادی جیسے فرسودہ بندھن اور شادی کی ذمہ داریوں میں پھنسنے سے بچنے کے لئے ایسے ہتھکنڈے اپنائے جا رہے ہیں کہ کوئی بھی عورت اور مرد بنا شادی کے باہمی تعلقات پیدا کر لیتے ہیں اور جب جی بھر جائے تو مرد اور عورت اپنی فطرت کے اور ساتھی ڈھونڈ لیتے ہیں۔ چنانچہ چرچ آف انگلینڈ کے آرچ بشپ کیری اور چرچ کے صلاح کار بورڈ نے برملا کہا تھا کہ شادی کے بغیر اب میاں بیوی بن کر رہنا گناہ نہ سمجھا جائے۔ اور چرچ کو ایسے غیر شادی شدہ جوڑوں کا استقبال کرنا چاہئے۔ اور زنا کاری کے ان گناہوں پر دھیان نہ دینا چاہئے۔ اور یہ بھی کہا کہ مرد کا مرد کے ساتھ اور عورت کا عورت کے ساتھ ناجائز تعلق رکھنا اور بدمعاشی کرنا بھی برا نہ سمجھا جائے۔ اخبار ''ٹائمز آف انڈیا'' نے یہ خبر بشپکیری کی تصویر کے ساتھ شائع کی اور اخبار ''ہندوستانی ٹائمز نے اس کا عنوان ''LIVING IN SIN IS NOT SIN'' دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم جنس پرستی مغربی عیسائی معاشرہ کا بہت بڑا مسئلہ بن چکی ہے سڈنی میں MARDIGRAS کے نام سے ہر سال ہم جنس پسند مردوں اور عورتوں کا بین الاقوامی میلہ لگتا ہے جو عام طور پر GAYS AND LESBIANS کہلاتے ہیں۔ یہ میلہ گویا سڈنی آسٹریلیا کی

شناخت بن گیا ہے ملازمت میں اس بنا کی تفریق کو قانوناً جرم قرار دیا گیا ہے۔اس قبیح فعل کو انسان کا بنیادی حق شمار کیا جاتا ہے۔

یہ تو دیگر مذاہب میں مذہبی اعتبار سے افراط وتفریط کی تعلیم ہے لیکن یورپ کے بعض آزاد خیال مرد اور عورتیں اس لئے بھی شادی نہیں کرتے کہ وہ شادی کے نتیجہ میں آپڑنے والی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کرنا چاہئتے ایک آزاد مرد کو شادی کے نتیجہ میں ایک عورت کے بندھن میں بندھ جانا پڑتا ہے اس کی اور اسکے بچوں کی نگہداشت اور پرورش کی ذمہ داریاں ادا کرنی پڑتی ہیں۔اس لئے وہ شادی سے گریز کرتا ہے۔۔۔اسی طرح وہ بغیر شادی کے اپنی نفسانی خواہشات کو نہایت بے باکی سے پورا کرتے ہیں اور دن بدن اس میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔۔۔ہندوستان میں ایک سروے سے معلوم ہوا ہے کہ یہاں کے بعض تعلیمی اداروں میں 25 سے 53 فیصد تک طلباء وطالبات شادی سے قبل جنسی تعلقات قائم کر چکے ہیں۔

(انڈین ایکسپریس 20 دسمبر 1994)

یہ ہیں وہ خوفناک نتائج جو برہمچر یہ رہنے یا مانک بننے اور شادی کو نظر انداز کر کے جانوروں کی طرح اس فعل کو سرانجام دینے کے ظاہر ہورہے ہیں۔آزادی کے نام پر عورتیں ایک طرف بازاروں میں بک گئیں اور دوسری طرف کلبوں ،جوئے خانوں اور بے ہودہ فلمی کاروبار کی زینت بن گئی ہیں۔اسی طرح آزادی کے نام پر جی بھر کر عورت کو مرد کی ہوس کا نشانہ بنایا گیا ہے ایک طرف تو یہ عورتیں مفاد پرست مردوں کے بہکاوے میں آکر بازاروں میں نکل جاتیں اور ہوس پرست بھیڑیوں کا شکار ہوجاتی ہیں۔اور پھر یہی آزادی کا رستہ بتانے والے اس عورت کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں ان سے پیدا ہونے والے بچوں کو گلیوں اور بازاروں میں دھتکارا جاتا ہے یہ حال تو اس آزاد عورت کا ہے اور دوسری طرف وہ عورت جو حیادار ہے جو پردہ دار ہے جو معاشرے کا ایک مفید وجود ہے اس کو تنگ نظر ،تنگ ذہن اور غیر ترقی یافتہ عورت کا طعنہ دیا جاتا ہے۔خدا را ذرا انصاف پسند وغور کرو!نہ تم کو ان کی آزادی قبول ہے اور نہ ہی عورت کی آزادی،نتیجۃً ہر ذی شعور یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگا کہ یہ عورت کی آزادی کا رونا نہیں ہے بلکہ اس کو اپنی ہوس پرستی کا کھلونا

بنانے کے لئے اپنی راہ ہموار کرنا ہے۔آزادی کا بہانہ بنا کر ہوس پرستی کی یہ آگ یہاں تک بڑھی کہ جنسیات میں تشدد اور پھر غیر فطری طریقوں کا استعمال ہونے لگا۔ یہاں تک کہ بچوں کو بھی ہوس پرستی کا نشانہ بنایا جانے لگا۔اور پھر اسی پر بس نہیں یہ آگ کے ساتھ ھل من مزید، ھل من مزید کا راگ الاپتی چلی جارہی ہے نہ اس کوسکون ملتا ہے اور نہ ہی یہ بجھنے کا نام لیتی ہے۔

آج کے ترقی یافتہ دور میں عورت کی حالت

عورت آج نہایت قابل رحم حالت میں پہنچ گئی ہے۔عورت کا جسم مردوں کے لئے ایک کھلونا بن گیا ہے کہ وہ جب چاہے اس کو استعمال کرے، جتنا چاہے کپڑے پہنائے، جتنا چاہے ننگا کردے۔ جہاں چاہے اس کے حسن کی نمائش کرے۔ پہلے تو حیادار عورت کہہ کر گھر سے نکالا گیا کہ گھر میں رہنا عورت کی فرسودگی اور بوسیدگی کی علامت ہے۔اور پھر گھر سے نکال کر اس کو تمام دنیا کے مردوں کے لئے حسن وزیبائش کی فراہمی کا ایک ذریعہ بنادیا گیا۔اوراب یہ حال ہے کہ مردوں کو جنسی تسکین مہیا کرنے کے لئے عورت بالکل ننگی ہوچکی ہے۔اس کی حیاء کا شیشہ ٹوٹ کر چور چور ہو چکا ہے۔سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح کر کے عورت کو عزت وفخر کا مقام حاصل ہوا ہے یا وہ صرف مردوں کی جنسی تسکین وعیاشی کا آلہ بن کر رہ گئی ہے۔حد یہ ہے کہ اس کے بعد اس کو ایسے مردوں کی طرف سے ٹھوکریں ماردی جاتی ہیں۔ایسی عورتیں ایسا کر کے بھی کوئی قابل فخر اور قابل عزت ہستیاں نہیں ہیں۔مفاد پرست مردان کو اپنی جنسی تسکین کا آلہ بنا کر پھر در در کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور کر دیتے ہیں۔اگر ہماری یہ بات صحیح نہیں ہے تو پھر کیا یہی مرد جو ایسی عورتوں کی جسمانی نمائش کراتے ہیں کیا پھر انہیں اپنی بیویوں کے طور پر قبول کرنے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں؟ کیا وہ عورتوں کو بازاری بنا کر پھر انہیں اپنی بہو بنانے کے لئے راضی ہوجاتے ہیں؟ کیا وہ پسند کرتے ہیں کہ اپنی حقیقی بہو بیٹیوں کے گلے میں بھی ایسے ہی بانہیں ڈال کر ناچیں اوران کے حسن کے بازار کے لئے زیبائش کریں جیسے وہ آزاد تہذیب کے نام پر غیروں کی بیٹیوں کے گلے میں بانہیں ڈال کر ناچتے ہیں۔اور ناچنے کے بعد انہیں رقم دے کر رخصت کردیتے ہیں۔

آج کی آزاد پسند عورت کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرنی چاہیے کہ آزادی کے نام پر اس

سے جو ننگا ناچ نچوایا جارہا ہے وہ دراصل اس کی عزت وآبرو کے گڑھے میں سوراخ کر کے اس کی عصمت کو چکنا چور کرنے کی ایک خوفناک سازش ہے۔اس عورت کو آزادی نہیں ملی بلکہ اگر وہ سمجھے تو وہ مفاد پرست مردوں کا کھلونا بن کر رہ گئی ہے عورت کو سوچنا چاہئے کہ کیا اس کی آزادی کا مطلب یہی ہے کہ وہ نیم برہنہ ہوکر گھر سے بازار کی رونق بنے۔بازار سے پھر گھٹیا قسم کے اخباری صفحات یا ٹی وی سکرین کے ذریعہ ایک دل لبھانے کا سامان بن جائے اور پھر وہاں سے سفر کرتی ہوئی جوئے خانوں اور شراب خانوں کی زینت بن جائے۔کیا اس آزادی کا مقصد صرف ماڈلنگ کرنا اور ننگے لباس پہن کر مقابلہ حسن کرنا۔کیا قدرت کی طرف سے اس کو جسمانی حسن اسلئے عطا کیا گیا ہے کہ وہ ننگی ہوکر تجارتی کمپنیوں کے تجارتی سامان کی نمائش کرے؟ ہرگز نہیں: ایسا ہرگز نہیں ہے!! یہ تو عورت کی عزت وعصمت اور اس کی تکریم وتعظیم سے کھلواڑ ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ عورت اس سازش کو محسوس کرے اور جہاں عورتوں نے جہیز کے خلاف اور اپنے متعلق ہونے والی دیگر زیادتیوں کے خلاف اپنی تنظیمیں بنائی ہیں ویسے ہی عورت کو اپنی گرتی ہوئی عصمت وعزت کے قیام کے لئے گاؤں گاؤں اور شہر شہر آوازیں اٹھانی چاہئیں۔اور ایسی عورتوں کو جو چند ٹکڑوں کی خاطر مردوں کے ہاتھوں بک جانے کو اپنی عزت سمجھتی ہیں۔پیار ومحبت سے سمجھانا چاہئے کہ ایسا کر کے وہ پیسہ اور عزت نہیں بلکہ خود کو اور اپنی اگلی نسلوں کو ذلت و پسماندگی کی طرف لوٹا رہی ہیں۔اور ایسا کر کے معاشرہ کو خوفناک جرائم اور بیماریوں میں دھکیل رہی ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ عورت آزاد ہے۔وہ مردوں کے شانہ بشانہ چلے گی اور اس طرح عورت بے چاری کو تو مرد نے اپنی سہولت کے لئے اپنے کاروبار واقتصادیات کو چمکانے کے لئے ساتھ ملا لیا۔لیکن یہ نہیں سوچا کہ اس طرح اس نے اپنی ذمہ داریاں تو گھٹا لیں لیکن صنف نازک کی ذمہ داریاں بڑھا دیں۔کیا عورت کو اگر مردوں کے شانہ بشانہ چلنے پر مجبور کیا گیا ہے تو کبھی مرد نے بھی اس کے بچے پیدا کرنے کی ذمہ داری اٹھائی ہے؟ اور اگر عورت نو ماہ تک بچہ کو پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے تو مرد بھی اس کے شانہ بشانہ چلتے ہوئے اس زحمت کو کبھی برداشت کرتے ہیں؟ کیا اگر عورت اپنے پستانوں سے بچے کو دودھ پلاتی ہے تو مرد نے بھی اس فریضہ میں اس کے ساتھ حصہ

داری نبھائی ہے؟ کیا اگر عورت کے جسم کی بناوٹ ایسی ہے کہ وہ مہینہ میں سات روز تک بلیڈنگ کی تکلیف کو برداشت کرتی ہے تو کیا مرد بھی کبھی اس کام میں اس کے شانہ بشانہ کھڑا ہوا ہے؟

جب یہ بات واضح ہے کہ عورت کے جسم کی بناوٹ کے لحاظ سے قدرت نے اس کی ڈیوٹیاں ایسی لگائی ہیں کہ جس کا تعلق اندرون خانہ سے ہے تو اس کے مطابق گھر کی تمام ذمہ داریاں بچے کی پیدائش، اوراس کی پرورش عورت کی ذمہ داری ٹھہری اور مرد کی ڈیوٹی بیرونی امور کی انجام دہی اور عورت اوراولاد کے اخراجات کی ذمہ داری ہوئی۔ اب چاہئے تو یہ کہ چونکہ عورت مرد کی نسبت کمزور ہے اس لئے مرد کے ساتھ اس کی اندرون خانہ ذمہ داریوں میں بھی ہاتھ بٹائے۔ الٹا مردوں نے اپنے نکمے پن کی وجہ سے عورت ذات پر اندرونی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ بیرون خانہ سج سنور کر مرد کے شانہ بشانہ چلنے کی ڈیوٹی بھی لگادی۔ اس طرح جہاں عورت ذات کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے وہاں ان بچوں کے ساتھ بھی زیادتی ہوئی ہے جن کو اپنی ماں کی عدم توجہ کے نتیجہ میں صحیح تربیت وعمدہ نشوونما نہیں مل سکی۔ پس عورت کا فرض ہے کہ مفاد پرست مردوں کے چنگل میں پھنسنے کی بجائے اپنے اوراپنے بچوں پر ہونے والی ان زیادتیوں کے خلاف میدان جہاد میں نکلے۔

اللہ کرے کہ اس موقع پر کوئی یہ بات سوچ کہ اگر عورت باپردہ رہتی تو ہرگز مرد اور عورت کا ناجائز میل جول نہ ہوتا۔ اورعورت گھر کی چاردیواری پر اکتفا کرتی تو ہرگز اس کی نسل ناجائز رستوں کو اختیار نہ کرتی۔ بلکہ ہوتا یہ کہ ہر نسل ماں باپ کی صحیح نگرانی میں صحت مند نشوونما پاتی اور ایک صالح معاشرہ کی بنیاد پر آئندہ پیدا ہونے والے صالح معاشروں کی عمارتیں کھڑی ہوتی چلی جاتیں۔

مرا پردہ

ارشاد عرشی ملک

خُدا سے عہد و پیماں کی علامت ہے مرا پردہ
سمعنا اور اطعنا کی شہادت ہے مرا پردہ

مجھے قرآن کی آواز پر لبیک کہنا ہے
سو اک شرطِ وفا ہے استقامت ہے مرا پردہ

مجھے اسلام نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
اسی کی وجہِ برکت سے سلامت ہے مرا پردہ

محمدؐ کی غلامی پر فدا ہر ایک آزادی
مرے سرکار کی جانب سے خلعت ہے مرا پردہ

میں اِک بندی خُدا کی ہوں، حیاء پہچان ہے میری
زمانے بھر میں میری وجہِ شہرت ہے مرا پردہ

اُسے کیا علم عزم و استقامت کس کو کہتے ہیں
کہا جس کم فہم نے کہ رسم و عادت ہے مرا پردہ

اُڑا دی ہیں حیاء کی دھجیاں تہذیبِ مغرب نے
سو اس دورِ ستمگر میں کرامت ہے مرا پردہ

زباں سے کیا کہوں، میں آج کی آزاد عورت کو
سو اک خاموش اظہارِ ملامت ہے مرا پردہ

بہت جی کو جلاتی ہے مرے تذلیل عورت کی
سو ایسے میں مرا اندازِ شوکت ہے مرا پردہ

ہوس کی آرزو ہے، بنتِ حوّا اور عریاں ہو
سو اس کے رُخ پہ اک داغِ ہزیمت ہے مرا پردہ

یہ شیطانی تمدن ایک تارِ عنکبوتی ہے
ادھر اللہ کی کامل اطاعت ہے مرا پردہ

تمنا خوب سے جب خوب تر کی بڑھتی جاتی ہے
تو ایسے میں اک اندازِ قناعت ہے مرا پردہ

سبھی ابلاغ کے ذریعے بنے شیطان کے آلے
سبھی کا فیصلہ یہ ہے جہالت ہے مرا پردہ

ہر ایک چینل پر رقص ابلیس کا جاری ہے روز و شب
سو بی بی سی کی نظروں میں قدامت ہے مرا پردہ

فضا میں ہر طرف بکھرا ہے پولن بے حیائی کا
سو، میری چار دیواری ہے، راحت ہے مرا پردہ

کوئی توہین اور تذلیل میری کر نہیں سکتا
مری عزت، مری حشمت، وجاہت ہے مرا پردہ

ہوس کی دھول میں لتھڑے ہوئے بے باک موسم ہیں   اسی ماحول سے اظہار نفرت ہے مرا پردہ
مسلماں کا رویہ آج پسپائی کا مظہر ہے   سو، ایسے میں اک اندازِ شجاعت ہے مرا پردہ
کیا پیرس کے اسکولوں میں جس نے زلزلہ برپا   وہی گز بھر کا کپڑا میری عظمت ہے مرا پردہ

خُدا کے باب میں اک سردمہری عام ہے عرشیؔ
مرے ایمان کی حدت، حرارت ہے مرا پردہ

❁❁

باب چہارم

صحابہ وصحابیات کی اطاعت واتباع نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ○ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ○

(سورۃ الاحزاب 36۔37)

ترجمہ: یقیناً مسلمان مرداور مسلمان عورتیں اور مومن مرداور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں۔ اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجر عظیم تیار کئے ہوئے ہیں۔

اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کے لئے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اُس کا رسول کسی بات پر فیصلہ کریں تو اپنے معاملہ میں اُن کو فیصلہ کا اختیار باقی رہے اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ بہت کھلی گمراہی میں مبتلا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت وراہ نمائی کے لئے جہاں اپنی کتاب نازل فرمائی، وہیں اس کی

تشریح وتوضیح بھی فرمائی اوراس کا عملی نمونہ پیش کرنے کے لئے اپنے پیغمبروں اوررسولوں کو بھیجا، انبیاء کی حیثیت مرضیاتِ خداوندی کے ترجمان کی ہے اوران کا حق ہے کہ ان کی اطاعت وفرماں برداری اوراتباع و پیروی کی جائے ،رسول کی نسبت سے امت کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے،رسول بھیجے ہی اس لئے جاتے ہیں کہ ان کی اطاعت کی جائے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں قرآن مجید نے صاف طور پر کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی اہل ایمان کے لئے سراپا نمونہ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ہے۔ (سورۃ الاحزاب آیت:22)

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع ہی اللہ کو محبوب رکھنے کا معیار اور خود اللہ کے محبوب بننے کا ذریعہ ووسیلہ بھی ہے۔(سورۃ آلِ عمران آیت:32)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع و پیروی کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی ہماری اتباع سے چارہ نہ ہوتا۔لَوْ أَنَّ مُوْسیٰ كَانَ حَيًّا مَا وَسَعِهٗ إِلَّا أَنْ يَتَّبِعْنِي (مسند احمد:3 / 387)، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ونافرمانی ہی جنت میں داخل ہونے اوراس سے محروم ہونے کی بنیاد ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری پوری امت جنت میں داخل ہوگی ،سوائے انکار کرنے والوں کے،لوگوں نے عرض کیا کہ انکار کرنے والے کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ اَبیٰ" جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔"(صحیح بخاری مع الفتح،حدیث نمبر:7280)؛ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت دراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی خود اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ایک خواب ذکر کرتے ہوئے اس کی تعبیر بیان فرمائی اور اس تعبیر میں واضح طور پر بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اللہ کی اطاعت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔" مَنْ أَطَاعَ مُحَمَّداً فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصیٰ مُحَمَّداً فَقَدْ عَصیٰ اللّٰهَ۔"

(صحیح بخاری مع الفتح،حدیث نمبر:7281)

صحابہ کرام وصحابیات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اخلاص وفدائیت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام کو جو عشق اور تعلق فدائیت تھا اس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔ صرف چند ایک واقعات درج کر کے بتایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ وصحابیات رضوان اللہ علیہم آپ پر فدا ہونے کے لئے ہر وقت اسی طرح تیار رہتے تھے جس طرح پروانہ شمع پر۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کے ارادہ سے مکہ سے نکلے اور غار ثور میں پناہ گزین ہوئے تو اس غار کے تمام سوراخ اگرچہ نہایت احتیاط کے ساتھ بند کر دیے گئے تاہم ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکر کے زانو پر سر مبارک رکھ کر استراحت فرما رہے تھے کہ اتفاقاً اس سوراخ میں سے ایک زہریلے سانپ نے سر نکالا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے محبوب آقا کے آرام میں کوئی معمولی خلل بھی گوارا نہ کرتے ہوئے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر خوشی اور مسرت کے جذبات سے اس سوراخ پر پاؤں رکھ دیا جس پر سانپ نے کاٹ لیا۔ زہر اثر کرنے لگا مگر آپ نے پھر بھی حضور کے آرام کا اس قدر خیال رکھا کہ اف تک نہ کی۔ اور معمولی سی معمولی حرکت بھی آپ سے سرزد نہ ہوئی۔ تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آرام میں خلل نہ آئے۔ لیکن درد کی شدت بے قرار کر رہی تھی۔ اس لئے آنکھوں سے آنسو گر گئے۔ جن کا ایک قطرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار مبارک پر گرا۔ آپ کی آنکھ کھل گئی اور دریافت فرمایا کہ کیا معاملہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ سانپ نے ڈس لیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعاب دہن اس مقام پر لگایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے زہر دور ہو گیا۔

(زرقانی جلد 1 صفحہ 335)

جنگ بدر کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک تیر کے ساتھ اسلامی لشکر کی صفیں درست کر رہے تھے۔ ایک صحابی سواد نامی صف سے کچھ آگے بڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے تیر کے اشارہ سے انہیں پیچھے ہٹنے کو کہا تو اتفاق سے تیر کی لکڑی آہستہ سے ان کے سینہ میں لگی۔ انہوں نے جرأت کر کے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ آپ کو خدا نے حق وانصاف کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ مگر آپ نے مجھے ناحق تیر مارا۔ میں تو اس کا بدلہ لوں گا۔ صحابہ کرام ان کی اس بات پر دل ہی دل میں بہت پیچ وتاب کھا رہے

تھے اور چاہتے تھے کہ ایسے گستاخانہ کلمات ادا کرنے والی زبان کاٹ ڈالیں۔ گوادب کی وجہ سے بولتے نہ تھے۔ ان کے یہ جذبات بھی اس عشق کا نتیجہ تھے جو ان کو اپنے ہادی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ لیکن اپنی محبت کے باعث وہ اس محبت کا اندازہ نہ کر سکتے تھے جس کا چشمہ حضرت سواد کے دل میں ابل رہا تھا۔ اور جس سے مجبور ہو کر انکے منہ سے یہ گستاخانہ الفاظ نکلے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو سراپا انصاف اور مساوات تھے کب اس بات کو گوارا کر سکتے تھے کہ کسی شخص کے دل میں خیال رہے کہ آپ نے اس سے زیادتی کی ہے۔ چنانچہ آپ نے فوراً فرمایا کہ بہت اچھا تم مجھ سے بدلہ لے لو۔ انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا سینہ ننگا تھا۔ جس وقت آپ کا تیر مجھے لگا۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے سینہ مبارک سے کپڑا اٹھا دیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ دنیائے عشق و محبت میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ حضرت سواد آگے بڑھے اور نہایت ادب کے ساتھ اپنے پیارے محبوب کے سینہ مبارک کو چوم لیا۔ اور اس طرح اپنی بے قرار روح کی تسکین حاصل کی۔ یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ سواد یہ تمہیں کیا سوجھی۔ حضرت سواد نے رقت بھری آواز میں عرض کیا۔ یارسول اللہ زبردست دشمن کے ساتھ مقابلہ ہے جنگ کا میدان ہے اور کوئی دم معرکہ کارزار گرم ہونے والا ہے خدا جانے کون زندہ رہتا ہے اور کسے شہادت کا درجہ نصیب ہوتا ہے معلوم نہیں۔ پھر اس مقدس وجود کو دیکھنے کا موقعہ ملتا ہے یا نہیں۔ میرے دل میں یہ خیالات موجزن تھے کہ معلوم نہیں پھر اس مقدس واطہر جسم کو چھونے کی سعادت کبھی حاصل ہو سکے گی یا نہیں اس لئے میں نے چاہا کہ مرنے سے قبل ایک مرتبہ آپ کے جسم مبارک کو تو چھولوں اور اس کے لئے میرے دل نے یہی صورت تجویز کی۔

(سیرۃ ابن ہشام ذکر غزوہ بدر)

جنگ بدر کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد الٰہی کے ماتحت صحابہ کرام کو یہ اطلاع نہ دی تھی کہ یقیناً کوئی جنگ پیش آنے والی ہے۔ جب مدینہ سے باہر آ گئے تو صحابہ کرام کو جمع کر کے تمام حالات ان کو بتائے اور ان سے مشورہ دریافت فرمایا کہ اب ہمیں کیا راہ اختیار کرنی چاہیے۔ اکثر صحابہؓ نے نہایت پرجوش تقریریں کیں اور کہا کہ ہمارے مال اور جانیں سب راہِ الٰہی میں حاضر

ہیں۔ہم ہر وقت اور ہر میدان میں خدمت کے لئے تیار ہیں۔مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا کہ لوگو! مشورہ دو۔کیا کرنا چاہیے۔اس پر صحابہ نے پھر اپنی فدائیت اور جاں نثاری کا یقین دلایا۔اور ایک صحابی حضرت مقداد بن اسود نے نہایت پر جوش تقریر کرتے ہوئے کہا۔ یا رسول اللہ! ہم موسیٰ کے اصحاب کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ جا تو اور تیرا رب لڑتے پھرو۔ہم یہاں بیٹھے ہیں۔جبکہ آپؐ جہاں بھی چاہتے ہیں ہمیں لے چلیں ہم آپ کے دائیں لڑیں گے اور بائیں لڑیں گے، آگے لڑیں گے اور پیچھے لڑیں گے اور دشمن آپ تک نہ پہنچ سکے گا۔جب تک کہ ہماری لاشوں پر سے نہ گزرے مگر ان تقریروں کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا کہ لوگو! مشورہ دو کہ کیا کرنا چاہیے۔اس پر ایک انصاری حضرت سعد بن معاذ نے کہا کہ یا رسول اللہ شاید آپ کا روئے سخن ہماری طرف ہے۔اور بات بھی دراصل یہی تھی۔انصار کے ساتھ چونکہ معاہدہ یہی تھا کہ مدینہ پر حملہ ہونے کی صورت میں وہ دفاع کریں گے اور اب مدینہ سے باہر لڑائی کا امکان تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس معاہدہ کا خاص خیال تھا اور آپ نہیں چاہتے تھے کہ انصار کو اس سے زیادہ کے لئے مجبور کریں۔جتنی ذمہ داری اٹھانے کا انہوں نے وعدہ کیا تھا اس لئے آپ انصار کی رائے معلوم کرنا چاہتے تھے۔ حضرت سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم جب ہم آپ کو سچا سمجھ کر آپ پر ایمان لے آئے تو اب اس معاہدہ کا کیا ذکر وہ تو اس وقت تک کے لئے تھا جب تک کہ ہمیں آپؐ کی پوری معرفت حاصل نہ تھی۔اب تو ہم آپ کو خود دیکھ چکے ہیں اس لئے آپؐ جہاں فرمائیں ہم آپ کے ساتھ چلیں گے۔اور قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ معبوث فرمایا اگر آپؐ ہمیں سمندر میں کود جانے کا ارشاد فرمائیں تو ہم میں سے ایک بھی پیچھے نہ ہٹے گا۔

(اسد الغابہ ج2 ص130)

مردوں کی فدائیت تو کجا مسلم خواتین کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایسا بے نظیر اخلاص تھا کہ وہ حضور کے وجود کو اپنے تمام اقرباء سے زیادہ قیمتی تصور کرتی تھیں۔جنگ احد سے فارغ ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمع صحابہ کرام کے شام کے قریب مدینہ کو واپس ہوئے۔چونکہ اس جنگ میں یہ افواہ پھیل چکی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہادت پائی ہے اس لئے مدینہ کی عورتیں عالم

گھبراہٹ میں گھروں سے نکل کر رستہ پر کھڑی تھیں۔ اور عالم بے تابی میں منہ اٹھا اٹھا کر دیکھ رہی تھیں کہ اس طرف سے کوئی آتا ہوا دکھائی دے اور وہ آنحضرت ﷺ کے متعلق دریافت کریں۔ ایک انصاری عورت نے ایک شخص سے جو اسے احد سے واپس آتا ہوا دکھائی دیا آنحضرت ﷺ کے متعلق دریافت کیا۔ اس کا دل چونکہ مطمئن تھا اور جانتا تھا کہ حضور صحیح وسالم ہیں۔ اس نے اس عورت کے سوال کا تو کوئی جواب نہ دیا لیکن یہ کہا کہ تمہارا باپ شہید ہو گیا ہے۔ لیکن جس طرح اس مرد نے آنحضرت ﷺ کے متعلق کوئی تشویش نہ ہونے کی وجہ سے اس عورت کے سوال کی طرف کوئی توجہ نہ دی اسی طرح اس عورت نے اپنی بے تابی کے باعث اس خبر کو کوئی اہمیت نہ دیتے ہوئے پھر حضور علیہ اسلام کے متعلق پوچھا۔ اس نے پھر اپنے اطمینان قلب کے باعث اس کی تشویش کا اندازہ نہ کرتے ہوئے اسے اس کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ کہا کہ تمہارا بھائی بھی شہید ہو چکا ہے۔ مگر اسکے نزدیک یہ خبر بھی چنداں اہمیت نہ رکھتی تھی۔ اس کی نظر میں باپ اور بھائی بہن سب اس وقت ہیچ نظر آ رہے تھے اور ایک ہی خیال تھا کہ اس محبوب حقیقی کی حالت سے آگاہ ہو۔ اس لئے اس نے اس خبر کو بھی نہایت بے التفاتی سے سنا اور نہایت بے تابی کے ساتھ پھر وہی سوال دوھرایا۔ یعنی آنحضرت ﷺ کے متعلق دریافت کیا کہ آپؐ کیسے ہیں لیکن اب بھی اس کو اس بے چاری کے جذبات کا احساس نہ ہو سکا۔ اور بجائے اس کے کہ اسے آنحضرت ﷺ کی خیریت کی خبر سنا کر اس کے دل کو راحت پہنچاتا اسے اس کے خاوند کی شہادت کی اندوہناک خبر سنائی۔ مگر اس خبر نے بھی اس شمع نبوت کے پروانہ پر کوئی اثر نہ کیا اور اس کی توجہ کو نہ ہٹایا۔ اس نے پھر نہایت بے تابی کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خیریت دریافت کی۔ اور بے چین ہو کر بولی مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ کون مرا، کون جیتا ہے مجھے تو صرف یہ بتاؤ کہ رسول خدا ﷺ کا کیا حال ہے۔ آخر جب اس نے اسے بتایا کہ آنحضرت ﷺ بفضلہٖ تعالیٰ بخیریت ہیں اور صحیح وسالم تشریف لا رہے ہیں۔ یہ جواب سن کر اس کی جان میں جان آئی اور باوجود کہ ایک لمحہ پہلے وہ اپنے تمام خاندان کی تباہی کی خبر سن چکی تھی لیکن آنحضرت ﷺ کی سلامتی کی خبر نے تمام صدمات کو اس کے دل سے محو کر دیا۔ اور ایک ایسی راحت اور تسکین کی لہر اس کے رگ وریشہ میں سرایت کر گئی کہ بے ساختہ اس

کے منہ سے نکلا۔ كُلُّ مُصِيبَةٌ جَلَلٌ۔یعنی اگر آپ زندہ ہیں تو پھر سب مصائب ہیچ ہیں۔
(سیرۃ ابن ہشام ج3 ص105)

حضرت ام عمارہ ایک صحابیہ تھیں۔غزوہ احد میں جب ایک اچانک حملہ کی وجہ سے بڑے بڑے بہادران اسلام کے پاؤں تھوڑے سے وقت کے لئے اکھڑ گئے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آپ کی حفاظت کے لئے پہنچ گئیں۔کفار آپ کو گزند پہنچانے کے لئے نہایت بے جگری کے ساتھ حملہ پر حملہ کر رہے تھے۔ادھر آپ کے گرد بہت تھوڑے لوگ رہ گئے تھے۔جو آپ کی حفاظت کے لئے اپنی جانوں پر کھیل رہے تھے۔ایسے نازک اور خطرناک موقعہ پر حضرت ام عمارہ آپ کے کے آگے کھڑی تھیں۔اور کفار جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کرتے تو وہ تیر اور تلوار کے ساتھ ان کو روکتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا کہ میں غزوہ احد میں ام عمارہ کو برابر اپنے دائیں اور بائیں لڑتے ہوئے دیکھتا تھا۔ابن قیمہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین قریب پہنچ گیا تو اسی بہادر خاتون نے اسے روکا۔اس کمبخت نے تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس جانباز خاتون کا کندھا زخمی ہوا۔اور اس قدر گہرا زخم آیا کہ غار پڑ گیا۔مگر کیا مجال کہ قدم پیچھے ہٹا ہو بلکہ آگے بڑھ کر اس پر خود تلوار سے حملہ آور ہوئیں اور ایسے جوش کے ساتھ اس پر وار کیا کہ اگر وہ دوہری زرہ نہ پہنے ہوئے ہوتا تو قتل ہو جاتا۔

صحابہ وصحابیات کا اطاعتِ رسول کا اعلیٰ معیار

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار اپنے پیارے رسول کی کامل اطاعت کی تلقین فرمائی ہے۔ اور اپنی رضا کے حصول کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی لازمی قرار دی ہے۔ چنانچہ اس حوالہ سے قرآنِ مجید میں متعدد آیات موجود ہیں۔مثلاً

1.سورۃ النساء میں فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (سورۃ النساء آیت 65)

ترجمہ:اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے

2.اسی طرح سورۃ النساء میں فرمایا:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ

وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيۡقًا (سورۃ النساء آیت70)

ترجمہ: اور جو بھی اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کریں تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا(یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے، صالحین میں سے اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

3. سورۃ الاحزاب میں فرمایا: لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِىۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَالۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيۡرًا (سورۃ الاحزاب آیت22)

ترجمہ: یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت پر اُمید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

قرآن مجید کی ان آیات کی عملی تفسیر ہمیں صحابہ کرام وصحابیات کی مبارک زندگیوں میں نظر آتی ہے۔ یہ وہ مبارک گروہ تھا جو جانتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا سب سے اہم تقاضا اطاعت رسولؐ ہے۔ اور صحابہ کرام وصحابیات اس میں پیش پیش تھیں۔ صحابہ کرام وصحابیات کے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ سے چند ایک احادیث پیش خدمت ہیں:

1. ایک صحابیؓ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہؐ! میں آپ کو اپنی جان و مال، اہل وعیال سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں، جب میں اپنے گھر میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہوتا ہوں اور شوقِ زیارت بے قرار کرتا ہے تو دوڑ دوڑ کر آپؐ کے پاس آتا ہوں، آپ کا دیدار کر کے سکون حاصل کر لیتا ہوں۔ لیکن جب میں اپنی اور آپ کی موت کو یاد کرتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ آپ تو انبیا کے ساتھ اعلیٰ ترین درجات میں ہوں گے، میں جنت میں گیا بھی تو آپ تک نہ پہنچ سکوں گا اور آپ کے دیدار سے محروم رہوں گا۔ (یہ سوچ کر) بے چین ہو جاتا ہوں اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء کی یہ آیت نازل فرمائی: وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسولَ فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذينَ أَنعَمَ اللّٰهُ عَلَيهِم مِنَ النَّبِيّنَ وَالصِّدّيقينَ وَالشُّهَداءِ وَالصّٰلِحينَ ۚ وَحَسُنَ أُولٰئِكَ رَفيقًا (سورۃ النساء 70) اور جو لوگ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کریں گے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیا، صدیقین، شہدا اور صالحین، کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں۔

(المصباح المنیر فی تہذیب تفسیر ابن کثیر:ص243)

صحابی کے اظہارِ محبت کے جواب میں اللہ نے یہ آیت نازل کر کے واضح فرما دیا کہ اگر تم حبِ رسولؐ میں سچے ہو اور آنحضورؐ کی رفاقت حاصل کرنا چاہتے ہو تو رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو۔

2.حضرت ربیعہؓ بن کعب اسلمی روایت کرتے ہیں کہ ''(ایک روز) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: مانگ لو (جو مانگنا چاہتے ہو)۔ میں نے عرض کیا: ''جنت میں آپ کی رفاقت کا طلب گار ہوں'' آپ نے فرمایا'' کچھ اس کے علاوہ بھی؟'' میں نے عرض کیا''بس یہی مطلوب ہے۔'' تو آپؐ نے فرمایا'' تو پھر اپنے مطلب کے حصول کیلئے کثرتِ سجود سے میری مدد کرو۔'' (یعنی میرے دعا کرنے کے ساتھ تم نوافل کا بھی اہتمام کرو تو اللہ تعالیٰ میری دعا قبول فرمائے گا)۔

(ابوداؤد؛ حدیث نمبر 1182)

3.حضرت عبداللہ بن مغفلؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسولِ اکرمؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے آپؐ سے محبت ہے۔ آپؐ نے فرمایا جو کچھ کہہ رہے ہو، سوچ سمجھ کر کہو۔ تو اس نے تین دفعہ کہا، خدا کی قسم مجھے آپؐ سے محبت ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر مجھے محبوب رکھتے ہو تو پھر فقر و فاقہ کے لئے تیار ہو جاؤ (کہ میرا طریق امیری نہیں، فقیری ہے) کیونکہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے فقر و فاقہ اس کی طرف اس سے زیادہ تیزی سے آتا ہے جیسی تیزی سے پانی بلندی سے نشیب کی طرف بہتا ہے۔'' (ترمذی:2350)

اطاعت رسول کے حوالہ سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان حدیث میں ملتا ہے کہ

''مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ''

(تاریخ ابن عساکر:3/145)

جس نے میری سنت سے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی، وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

4.فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تِبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنی خواہشات کو میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ کردے۔ (مشکوٰۃ للالبانی: 167)

یعنی کافر اور مؤمن میں تمیز ہی یہی ہے کہ جو اللہ کے رسولؐ کی تابعداری کرے گا وہ مؤمن ہوگا اور جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہ کرے گا، وہ کافر ہوگا جیسا کہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں پر نظر ڈالیں تو آنکھیں کھل جاتی ہیں کہ کیسے انہوں نے حُبِ رسول کا حق ادا کیا۔ آپ ﷺ کی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جسے انہوں نے غور سے نہ دیکھا ہو اور پھر اپنے آپ کو اس کے مطابق ڈھال نہ لیا ہو۔

صحابہ کو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع کا اس قدر لحاظ تھا کہ آپ ﷺ کی معمولی سی ناگواری ان کو متنبہ کرنے کے لئے کافی ہوتی تھی، حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص کے جسم پر زرد رنگ کی ایک چادر تھی، حضور ﷺ نے اس پر کسی قدر ناگواری کا اظہار فرمایا، گھر واپس آئے تو چولہا سلگا ہوا تھا، چنانچہ اسی چولہے میں چادر ڈال دی، دوسرے روز حضور ﷺ سے اس کا ذکر آیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورتوں کو دے دیا ہوتا، کیوں کہ ان کے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (ابوداؤد: کتاب اللباس ، حدیث نمبر: 4068)

ایک انصاری کے مکان کے پاس سے گذر ہوا ، جنہوں نے اونچا گنبد نما حجرہ بنا رکھا تھا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ مکان کس کا ہے؟ لوگوں نے ان انصاری صحابی کا ذکر کیا، پھر جب وہ صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے یک گونہ بے رخی برتی، دوسرے صحابہ نے وجہ دریافت کی، معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے گنبد نما تعمیر کی وجہ سے گرانی برتی ہوئی ہے، وہ گھر گئے، اس عمارت کو ڈھا کر زمین کے برابر کردیا اور حضور ﷺ سے اس کا ذکر بھی نہیں کیا، اتفاق سے چند دنوں بعد پھر وہاں سے آپ ﷺ کا گذر ہوا، آپ ﷺ نے جب وہ گنبد والی تعمیر نہیں دیکھی تو وجہ دریافت کی، صحابہ نے صورتِ حال عرض کردی، آپ نے ارشاد فرمایا کہ ضرورت و مجبوری کی تعمیر کے علاوہ ہر تعمیر آدمی کے لئے وبال ہے۔

(ابن ماجہ: ابواب الزھد، باب فی البناء والخراب، حدیث نمبر: 4161)

حجاب و پردہ کے متعلق صحابیات کے عملی نمونہ کی درخشندہ مثالیں

سورۃ الاحزاب کی آیت 33 اور 34 میں اللہ تعالیٰ نے پردہ کے احکامات کو نازل فرمایا ہے۔ یہ آیات 5 ہجری میں نازل ہوئیں۔ ان میں سے ایک آیت کو ''آیت حجاب'' بھی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ○ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ○ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ○ (سورۃ الاحزاب آیت 33۔34)

ترجمہ: اے نبی کی بیویو! تم ہرگز عام عورتوں جیسی نہیں ہو بشرطیکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ پس بات لجا کر نہ کیا کرو ورنہ وہ شخص جس کے دل میں مرض ہے طمع کرنے لگے گا اور اچھی بات کہا کرو۔

اور اپنے گھروں میں ہی رہا کرو اور گزری ہوئی جاہلیت کے سنگھار جیسے سنگھار کی نمائش نہ کیا کرو اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کیا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اے اہل بیت! یقیناً اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی آلائش کو دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی بیویوں کو ان کا مقام و مرتبہ بتایا یعنی تمہاری حیثیت اور مرتبہ عام عورتوں جیسا نہیں بلکہ تمہیں رسول اللہ ﷺ کی زوجیت کا جو شرف عطا ہوا ہے اس کی وجہ سے تمہیں ایک امتیازی مقام حاصل ہوا ہے چنانچہ انہیں ان کے مقام و مرتبہ سے آگاہ کر کے کچھ ہدایات دی جا رہی ہیں۔ اس کی مخاطب اگرچہ ازواج مطہرات ہیں۔ جنہیں ام المومنین قرار دیا گیا ہے۔ لیکن انداز بیان سے صاف واضح ہے کہ مقصد پوری امت کی عورتوں کو سمجھانا اور متنبہ کرنا ہے۔ اس لئے یہ ہدایات تمام مسلمان عورتوں کے لئے ہیں۔

سب سے اول چونکہ امہات المومنین اس میں مخاطب ہیں لہٰذا عملی میدان میں بھی امہات المومنین نے پردہ کے اعلیٰ نمونے قائم فرمائے۔

احادیث کی کتب میں درج ہے کہ حضرت زینب بنت جحش کی شادی کے موقع پر حجاب کی

آیت نازل ہوئی۔اس حکم کے نازل ہونے کے بعد خود رسول کریم ﷺ نے اپنے 10 دس سالہ پرانے خادم خاص حضرت انس کو اسی وقت گھر میں داخل ہونے سے روک دیا اور دروازہ پر پردہ لٹکا لیا۔دروازہ پر پردہ لٹکانے کا مطلب یہی تھا کہ امہات المومنین کو اجنبیوں سے چھپانا۔
(تفصیل کے لئے دیکھیں صحیح مسلم حدیث نمبر 1428)

حضرت قیس زید بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت حفصہ ؓ کو ایک طلاق دے دی طلاق کے بعد آپ ﷺ جب لوٹ کر حضرت حفصہ ؓ کے پاس آئے تو آپ نے بڑی چادر سے پردہ کرلیا۔تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل آئے تھے اور انہوں نے کہا: سیدہ حفصہ کی طرف رجوع کرلیں وہ تو بڑی نفلی روزہ رکھنے والی اور راتوں کا قیام کرنے والی خاتون ہیں اور وہ جنت میں بھی آپ ﷺ کی بیوی ہوں گی۔
(المعجم الکبیر جلد 1 صفحہ نمبر 306، 307 بحوالہ/ www.al-mawrid.org)

حضرت حفصہ ؓ کو طلاق دینے کے بعد نبی کریم ﷺ کے ان کے پاس آنے پر چادر اوڑھ لینا اس بات کا ثبوت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں پردہ رائج تھا اور ام المومنین حضرت حفصہ ؓ نے بڑی چادر سے پردہ کر کے اس بات کو ظاہر کیا۔

(1) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گواہی

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا بیان کرتی ہیں

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ :يَرْحَمُ اللهُ نِسَاءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلَ لِمَا أَنْزَلَ اللهُ (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ)سَقَقْنَ مُرُوطِهِنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا ۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ النور)

ترجمہ: اللہ پہلی مہاجرات پر رحم نازل کرے، جب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ: ''عورتیں اپنی موٹی چادریں اپنے گلے اور چھاتیوں پر ڈال لیں'' تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑا اور ان سے اپنے آپ کو ڈھانپ لیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے باقاعدہ اُن عورتوں کی تعریف فرمائی ہے جنہوں نے پردہ کا یہ حکم

سن کراس پر عمل کی جلدی کی تھی اسی طرح حضرت عائشہؓ سے ہی ایک اور موقع پر انصار کی عورتوں کی پردہ میں جلدی تعمیل کے حوالہ سے روایت ملتی ہے۔

(2)ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسری گواہی

ایک اور موقع پر آپ فرماتی ہیں:

وَعَنْ صَفِيَّةُ بِنْت شِيْبَةَ قَالَتْ : " بَيْنَما نَحْنُ عِنْدَ عَائِشَةَ قَالَتْ : وَذَكَرْتُ نِسَاءَ قُرَيْشٍ وَفَضَلَهُنَّ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ : إِنَّ لِنِسَاءِ قُرَيْشٍ لِفَضْلاً ، وَإِنِّي وَاللهُ مَا رَأَيْتُ أَفْضَلُ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ ، أَشَدُّ تَصْدِيْقاً بِكِتَابِ اللهِ ، وَلَا إِيْمَاناً بِالتَّنْزِيْلَ ، لَقَدْ أَنْزَلْتُ سُوْرَةُ النُّوْر : (وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوْبِهِنَّ) اَنْقَلَبَ رِجَالُهُنَّ إِلَيْهِنِّ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِنَّ مَا أَنْزَلَ إِلَيْهِنَّ فِيْهَا ، وَيَتْلُوْ الرَّجُلُ عَلَى اِمْرَاتَهُ وَابْنَتَهُ وَأُخْتِهِ ، وَعَلَى كُلُّ ذِيْ قَرَابَتَهُ ، مَا مَنْهُنَّ اِمْرَأَةُ إِلَّا قَامَتْ إِلَى مَرْطِهَا الْمَرْحَلَ ، فَاعْتَجَرَتْ بِهِ تَصْدِيْقاً وَإِيْمَاناً بِمَا أَنْزَلَ اللهُ مِنْ كِتَابِهِ ، فَأَصْبَحْنَ يَصْلِيْنَ وَرَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلِيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحُ مَعْتَجَرَاتٍ ، كَأَنَّ عَلَى رَؤُوْسَهُنَّ الْغُرْبَانَ. (رواه ابن أبي حاتم في تفسيره(2575)

ترجمہ: صفیہ بن شیبہ بیان کرتی ہیں کہ ہم حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھی تھیں اور قریش کی عورتوں کا ذکر ہوا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا قریش کی عورتوں کے لئے بلاشبہ فضل ہے لیکن میں نے انصار کی عورتوں سے بڑھ کر کوئی بھی عورت اللہ کی کتاب کی تصدیق اور تنزیل نازل شدہ کے ساتھ ایمان لانے والی نہیں دیکھی۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور میں وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوْبِهِنَّ (النور 32) نازل فرمائی تو اُن کے مرد گھروں کی طرف پلٹے اور انہوں نے اُن کو جو نازل ہوا تھا جب سنایا تو ہر عورت اپنی چادر کی طرف اٹھی اور صبح کی نماز میں سب نے پردہ کیا ہوا تھا (اور ایسی تھیں) گویا کہ ان کے سروں پر کوّے ہیں۔

(3)ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ عنہا کی تیسری گواہی

.لَقَدْ كَانَ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْفَجْرِ

مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ إِلٰى بُيُوتِهِنَّ وَمَا يُعْرِفْنَ . مِنْ تَغْلِيسِ رَسُوْلِ اللهِ صلَّى اللهُ عليهِ وَسلَّمَ بِالصَّلَاةِ

''مومن عورتیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فجر کی نماز ادا کرنے کے لئے چادروں میں لپٹی ہوئی آتیں۔ پھر نماز کے بعد وہ اپنے گھروں کو لوٹتیں تو اندھیرے کے سبب انہیں کوئی پہچان نہ سکتا۔

(صحیح البخاری، مواقیت الصلاۃ، باب وقت الفجر، حدیث: 578)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا:

(ترجمہ) ''عورتوں کے جو اطوار ہم نے دیکھے ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھ لیتے تو انہیں مسجد میں آنے سے اسی طرح منع کر دیتے جس طرح بنی اسرائیل نے اپنی عورتوں کو منع کر دیا تھا۔''

(صحیح البخاری، الاذان، باب انتظار الناس قیام الامام العالم، حدیث: 869 وصحیح مسلم، حدیث: 445)

تقریباً اسی قسم کے الفاظ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہیں۔ یہ حدیث صحابیات کے باپردہ گھروں سے باہر نکلنے اور پردے کے وجود پر دو طریقوں سے دلالت کرتی ہے:

پردہ کرنا اور اپنے جسم کو مکمل طور پر ڈھانپنا صحابیات رضی اللہ عنھن کے معمول میں سے تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا زمانہ تمام زمانوں سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ منزلت رکھتا ہے۔ وہ اخلاق و آداب میں بلند، ایمان میں کامل اور اعمال میں زیادہ صالح تھے۔ وہی قابل اتباع نمونہ ہیں کہ خود ان کو ان کی بطریق احسن پیروی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی کی نوید سنائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (سورۃ التوبہ، آیت 101)

ترجمہ: اور جو لوگ قدیم میں پہلے ہجرت کرنے والوں اور مدد دینے والوں میں سے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں اللہ ان سے راضی ہوئے اور وہ اس سے راضی ہوئے ان کے لئے ایسے باغ تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے مبارک عہد میں عورتوں کا طریقہ یہ تھا (جو اوپر ذکر کیا گیا) تو ہمارے لئے کس طرح مستحسن ہوسکتا ہے کہ اس طریقے سے ہٹ جائیں جس پر چلنے ہی سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول ممکن ہے۔ خصوصاً جب کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

وَمَنۡ يُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الۡهُدٰى وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيۡلِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًا ○ (سورۃ النساء، آیت 116)

ترجمہ: اور جو شخص سیدھا رستہ معلوم ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مومنوں کے رستے کے سوا اور رستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے۔

(4) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چوتھی گواہی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں حالت احرام میں پردہ کے بارے میں بیان کرتے ہوئی فرماتی ہیں:

كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمَاتٌ، فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا، فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهُ

(سنن ابی داود، الناسک، باب المحرمۃ تغطی وجھھا، حدیث:1833)

ترجمہ: جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں احرام باندھے ہوئے ہوتیں تو اونٹ سوار قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے۔ وہ جس وقت سامنے ہوتے تو ہم اپنے سروں کے اوپر سے چادر چہرے پر لٹکا لیتیں۔ جب وہ آگے گزر جاتے تو ہم پھر سے چادر کو چہرہ پر سے ہٹا لیتیں۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا کہ "جب وہ (سوار) ہمارے سامنے ہوتے تو ہم اپنے چہروں پر چادریں ڈال لیتیں"، واضح دلیل ہے کہ عورت پر چہرہ ڈھانپنا واجب ہے۔ اس لئے کہ حالت احرام میں چہرہ کھلا رکھنے کا حکم ہے، لہٰذا اگر اس واجبی حکم کی بجا آوری میں کوئی زوردار شرعی روکاوٹ موجود نہ ہوتی تو چہرہ کھلا رکھنا ضروری تھا، خواہ لوگ پاس سے گزرتے رہیں۔

اس استدلال کی وضاحت اس طرح کی جاسکتی ہے کہ اکثر اہل علم کے نزدیک حالت احرام

میں عورتوں پر چہرہ کھلا رکھنا واجب ہے۔اور ایک واجب کو اس سے قوی تر واجب ادا کرنے کی خاطر ہی ترک کیا جا سکتا ہے۔اس لئے اگر غیر محرم عورتوں سے پردہ کرنا اور چہرہ ڈھانپنا واجب نہ ہوتا تو احرام کی حالت میں اس کے کھلا رکھنے کا حکم جو واجب ہے ترک کرنا جائز نہ ہوتا جب کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ میں حدیث ہے (جس کا مفہوم ہے) کہ حالت احرام میں عورت کے لئے نقاب ڈالنا اور دستانے پہننا جائز نہیں ہے۔

(5) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پانچویں گواہی

ام المومنین حضرت عائشہؓ اپنے اوپر بہتان لگائے جانے والے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔ حضرت صفوان پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے مجھے دیکھ چکے تھے ان کے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے سے مجھے جاگ آ گئی کیونکہ انہوں نے مجھے پہچان کر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو میں نے فوراً اپنی چادر سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا چھپا لیا۔

(بحوالہ صحیح بخاری کتاب المغازی حدیث افک)

(6) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چھٹی گواہی

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ میرا رضاعی چچا ابوالقعیس قبیلے کا افلح جن کا نام تھا وہ پردہ کے حکم آجانے کے بعد آیا، اجازت مانگنے لگا تو میں نے اجازت نہ دی حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور انہوں نے اجازت دے دی اور فرمایا یہ تیرا چچا ہی ہے۔

(یاد رہے رضاعی رشتہ سے بھی وہ حرمت پیدا ہو جاتی ہے جو نسب سے پیدا ہوتی ہے۔)

(7) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گواہی

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ : لَمَّا نَزَلَتْ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ خَرَجَ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِهِنَّ الْغِرْبَانَ مِنَ الْأَكْسِيَةِ (سنن ابوداؤد کتاب اللباس)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ بیان کرتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ یعنی اپنے آپ پر لمبی چادر ڈال لو تو انصار کی عورتیں سکون اور وقار کے ساتھ نکلیں گویا ان

کے سروں پر کالے کوّے ہیں کیونکہ سیاہ چادریں اُنہوں نے پہنی ہوئی تھیں۔

صحابیات کا زبردست ایمان اور مثالی اطاعت

قارئین کرام اندازہ لگائیں صحابہ کرام کی عورتیں کتنے زبردست ایمان والی اور مثالی اطاعت والی تھیں۔ادھر حکم نازل ہوا اور اُدھر راتوں رات حجاب نازل ہو گئے، چادریں بن گئیں اور صبح نماز کے لئے باپردہ سیاہ چادروں میں ملبوس مسجد میں تشریف لائیں۔ایمان ہو تو صحابہ وصحابیات جیسا۔ صحابہ کرام کی یہی وہ خصوصیات تھیں جن کی وجہ سے ان کے ایمان کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے رول ماڈل اور نمونہ قرار دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ تم بھی اسی طرح ایمان لاؤ۔(سورۃ البقرہ آیت:138)

ان احادیث سے یہ بھی معلوم پڑتا ہے کہ ان میں ایک دوسرے کی فضیلت اور تعریف ایمان و عمل کی بنیاد پر ہوتی تھی۔حضرت عائشہؓ نے انصار کی عورتوں کی تعریف قریش کی عورتوں پر اس بنیاد پر کی کہ ان کا یقین اور ایمان اور ان کی تصدیق زبردست تھی۔

(8) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسری گواہی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کپڑوں کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے کی حرمت بیان کی تو اس پر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: تو عورتیں اپنی چادریں کس حد تک لٹکائیں۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تُرْخِي شِبْرًا قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: إِذًا يَنْكَشِفَ عَنْهَا قَالَ: فَذِرَاعًا لَا تَزِيدَ عَلَيْهِ

(سنن ابی داود، اللباس باب فی قدر الذیل، حدیث:4117)

''ایک بالشت بھر لٹکائیں۔حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا: اس طرح تو ان کے پاؤں نظر آئیں گے۔نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تو ایک ہاتھ کے برابر؛ لٹکالیں اس سے زیادہ نہ لٹکائیں۔''

مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت پر پاؤں ڈھانپنا فرض ہے۔اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ یہ حکم تمام صحابیات رضی اللہ عنھن کو معلوم تھا اور بلاشبہ پاؤں میں، ہاتھوں اور چہرے کی نسبت کم کشش پائی جاتی ہے۔کم تر کشش والے مقام کے حکم کی تصریح خود بخود تنبیہ کر رہی ہے کہ اس سے

زیادہ پرکشش اوراس حکم کے زیادہ حقدار مقامات کا کیا حکم ہونا چاہیے۔یہ بات شرع متن کی حکمت کے منافی ہے کہ کم ترکشش اورقلیل تر فتنے کے باعث اعضاء کوڈھانپنا فرض ہولیکن زیادہ فتنے کے باعث اور پُرکشش اعضاء کوکھلا رکھنے کی اجازت دے دی جائے۔اللہ تعالیٰ کی حکمت وشریعت میں اس قسم کا تضاد پایا جانا ناممکن ہے۔

(9) حضرت ام عطیہؓ کی گواہی

حضرت ام عطیہؓ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْها قَالَتْ : أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ وَالأَضْحَى الْعَوَاتِقَ وَالْحُيَّضَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ ، فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلاةَ وَيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ . قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، إِحْدَانَا لا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ. قَالَ :لِتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا

(صحیح بخاری، الصلوۃ، باب وجوب الصلاۃ فی الثیاب، حدیث:324وصحیح مسلم حدیث890)

ترجمہ: حضرت ام عطیہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم عید الفطر اورعید الاضحیٰ کے مواقع پرنوجوان پردہ داراورحتی کے حیض والی عورتوں کوبھی لے کر جائیں۔حیض والی نماز والی جگہ سے ذرہ الگ بیٹھیں اور مسلمانوں کی دعا اور خیر میں حاضر ہوں۔تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (إِحْدَانَا لا يَكُونُ لَهَا جِلْبَابٌ) اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو (جوسارے جسم کوڈھانپ دے) تو آپ نے فرمایا(لِتُلْبِسْهَا أُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا) یعنی اس کی کوئی بہن اسے بھی اپنی چادر دے۔

یہ حدیث واضح طور پر بتارہی ہے کہ صحابیات میں چادر کے بغیر باہر نکلنے کا معمول نہیں تھا بلکہ چادر پاس نہ ہونے کی صورت میں باہر نکلنے کووہ ممکن ہی نہیں سمجھتی تھیں۔اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نماز عید کے لئے عید گاہ جانے کا حکم دیا تو انہوں نے اس امر،یعنی چادر نہ ہونے کا عذر کیا۔اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضاحت فرمائی کہ یہ مشکل اس طرح حل ہوسکتی ہے کہ ایسی عورت کو کوئی دوسری مسلمان بہن اپنی چادر مستعار دے دے۔گویا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو یہ

اجازت نہیں دی کہ وہ چادراوڑھے بغیر عید گاہ تک بھی جائیں، حالانکہ وہاں جانے کا حکم مرد وعورت سب کو ہے۔ جب ایک ایسے کام کے لئے جس کا شریعت نے حکم دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عورتوں کو چادراوڑھے بغیر باہر نکلنے کی اجازت نہیں دی تو ایسے امور کے لئے بغیر چادراوڑھے گھر سے باہر آنے کی اجازت کیسے دی جاسکتی ہے جن کا شریعت میں حکم دیا گیا ہے نہ ان کی کوئی ضرورت ہے، بالخصوص جب مقصد صرف بازاروں میں گھومنا پھرنا، مردوں کے ساتھ میل جول اور تماش بینی ہو جس میں کوئی فائدہ نہیں۔ علاوہ ازیں چادراوڑھنے کا حکم بجائے خود اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کا مکمل باپردہ رہنا ضروری ہے۔ اور صحابیات نے اس پر عمل کیا اور اطاعت کا نمونہ پیش کیا۔

اس طرح کی کتنی مثالیں صحابیات کی زندگی میں موجود ہیں، لیکن آج مسلمانوں کی صورتِ حال کیا ہے؟ زندگی کے ہر شعبہ میں سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دامن ہاتھ سے چھوٹا ہوا ہے، زبان نبی کے دعویٰ سے سرشار ہے؛ مگر عملی زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت واتباع سے خالی ہے، عبادتیں بے روح ہیں، اخلاقی پستی غیر مسلم معاشرہ کو بھی شرمندہ کرتی ہے، معاملات میں اس قدر کھوئے اور حلال وحرام کی سرحدوں سے بے پروا ہیں، دوسری قومیں مسلمانوں سے معاملات کرنے میں تأمل کرتی ہیں، غرض دین کتابوں میں ہے، نہ کہ مسلمانوں کی زندگی میں، قول وفعل کا یہی تضاد دوسری قوموں کے دامن اسلام میں آنے سے روکاوٹ بنا ہوا ہے، اس لئے اس وقت سب سے اہم مسئلہ یہی ہے کہ عملی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت واتباع کا راستہ اختیار کیا جائے اور دوسری قوموں کی اتباع اور ان کی نقل سے اپنے آپ کو بچایا جائے۔ اس عظیم الشان کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود و مہدی معہود بنا کر بھیجا۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق بطور حکم وعدل کے مبعوث ہوئے اور اصلاح خلق کے عظیم کام کو سرانجام دیا۔

آپ نے عورتوں کی اصلاح، قیام حیاء، اور پردہ کے حوالہ سے جو ارشاد اور احکامات بیان کئے ہیں وہ اگلے باب میں بیان کئے جارہے ہیں۔

عورت کا اعزاز

پردہ اعزاز ہے عورت کا تذلیل نہیں تحقیر نہیں
جو رنگِ حیاء سے عاری ہو وہ عورت کی تصویر نہیں

ہیں حسن و کشش سے عاری بے رونق بے آب سی ہیں
وہ آنکھیں حیاء کے کاجل کی جن آنکھوں میں تحریر نہیں

سب چیزیں قدر و قیمت کی نسبت سے سنبھالی جاتی ہیں
پردہ عورت کی قید نہیں، تعزیر نہیں، زنجیر نہیں

عفت ہے، حیاء ہے، نیکی ہے، جنت ہے سکینت عورت
اس صنفِ حسیں کو عزت دو، یہ سامانِ تشہیر نہیں

پردہ ہے روایت عصمت کی پردہ ہے علامت عفّت کی
عورت کے تقدس کی ضامن کوئی اس سے حسین تدبیر نہیں

یہ مولا کریم کی بندی محبوبِ خدا کی پیاری
عورت کے حقوق ہیں اپنے بھی کوئی مفت بٹی جاگیر نہیں

(بحوالہ مصباح پاکستان جولائی اگست 2009ء صفحہ 68)

باب پنجم

اِسلامی پردہ

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں

اصلاحِ خلق کے لئے آنے والا موعود امام مہدی

آج کا دور جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جمالی دور ہے۔ اس دور میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو آپ کا کامل بروز اور روحانی فرزند بنا کر معمور فرمایا۔ آپ نے دعویٰ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی اور آپ کی اتباع میں مسیح موعود اور امام مہدی بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ آپ نے اس بات کا اعلان فرمایا کہ میری بعثت کا مقصد یہ ہے کہ تمام دنیا کو اسلام اور محمد مصطفیٰؐ اور قرآن کریم کی طرف بلایا جائے۔ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نصرت اور تائید کے لئے بھیجا اور قرآن کا فہم آپؑ کو عنایت کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان اور عظمت کے اظہار کا کام آپؑ کے سپرد کیا۔ اسلام کو دیگر ادیان پر غالب کرنے کی خدمت آپؑ کو سونپی اور آپ کو اس لئے دنیا میں بھیجا ہے تا کہ دنیا کو بتائے کہ وہ اسلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت رکھتا ہے۔

دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب کے پیروکار سبھی اپنی اپنی مقدس کتابوں کی پیشگوئیوں کے مطابق ایک مصلح کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ لیکن خدائی نوشتوں کے مطابق مقدر تھا کہ تمام ملّتوں کا موعود ایک ہی وجود کی صورت میں ظاہر ہو جو حضرت خاتم النبیّین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا امّتی اور پیروکار ہو۔ ان پیشگوئیوں کو پورا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو ہندوستان کی ایک گمنام بستی میں اصلاح خلق کے لئے معمور فرمایا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

چنانچہ آپؑ نے اپنے مشن کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''اگر تم ایماندار ہو تو شکر کے سجدات بجالاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بے شمار روحیں اس شوق میں سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پالیا اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ **میں اس کو بار بار بیان کروں گا کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔**''

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 7۔8)

آج جب ہم اپنے معاشرے پر ایک لمحہ کے لئے نظر ڈالتے ہیں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ دنیا کا میلان ہر طور سے اغلاط کی طرف ہے اور اس کی افسردہ حالت، اخلاق کی حد سے گری ہوئی حرکات، اور آزادی کے نام پر ہر طور کے باوقار قانون کی خلاف ورزی ایک ایسی حقیقت ہے جو ہر شریف النفس سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ وہ پردے کو لازماً رواج دے۔ پس اگر آج مسلمان عورتوں سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ وہ کیوں پردہ کرتی ہیں تو سچ یہ ہے کہ وہ اس لئے پردہ کرتی ہیں تا کہ معاشرے میں عورت کا وہ کھویا ہوا مقام ان کو واپس ملے۔ جس کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو مبعوث فرماتا رہا۔ اور جن کی تعلیمات مردوں اور عورتوں کو شرم وحیاء قائم رکھنے کی طرف توجہ دلاتی رہیں۔ اور سب سے بڑھ کر ہمارے آقا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی پاکیزہ تعلیم اور عملی نمونے سے معاشرے میں وہ پاک تبدیلی پیدا کی جسے دیکھ کر انسانی عقلیں حیران ہیں۔ یہی وہ حقیقت ہے کہ جس کو حضرت مسیح موعودؑ نے بارہا بیان فرمایا ہے۔

ایک باوقار اور اسلامی ماحول کے قیام اور غض بصر اور پردہ کی بنیادی تعلیمات کو آپ نے جس طور پر بیان فرمایا اُس میں سے چند ایک یہاں بیان کی جاتی ہیں۔ تا اصلاح خلق کے لئے آپ کے کام کی عظمت کا کچھ اندازا ہو سکے۔ اقتباسات کے اندراج میں سال کی ترتیب کو مدنظر نہیں رکھا گیا بلکہ نفس مضمون کے حوالہ سے اقتباسات کو ایک ترتیب سے پیش کیا گیا ہے۔

پردہ کی اہمیت وافادیت

عورتوں کی اصلاح کی ضرورت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’پھر میں اصل مطلب کو بیان کرتا ہوں کہ اگر تم اپنی اصلاح چاہتے ہو تو یہ بھی لازم امر ہے کہ گھر کی عورتوں کی اصلاح کرو عورتوں میں بت پرستی کی جڑ ہے کیونکہ ان کی طبائع کا میلان زینت پرستی کی طرف ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بت پرستی کی ابتداء انہی سے ہوئی ہے بزدلی کا مادہ بھی ان میں زیادہ ہوتا ہے کہ ذراسی سختی پر اپنے جیسی مخلوق کے آگے ہاتھ جوڑنے لگ جاتی ہے۔اس لئے جو لوگ زن پرست ہوتے ہیں رفتہ رفتہ ان میں بھی یہ عادتیں سرایت کر جاتی ہیں۔پس بہت ضروری ہے کہ ان کی اصلاح کی طرف متوجہ رہو۔خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَی النِّسَاءِ (سورۃ النساء:35) اوراسی لئے مرد کو عورتوں کی نسبت قویٰ زیادہ دئے گئے ہیں۔اس وقت جو نئی روشنی کے لوگ مساوات پر زور دے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرد اور عورت کے حقوق مساوی ہیں ان کی عقلوں پر تعجب آتا ہے۔وہ ذرا مردوں کی جگہ عورتوں کی فوجیں بنا کر جنگوں میں بھیج کر دیکھیں تو سہی کہ کیا نتیجہ مساوی نکلتا ہے یا مختلف۔ایک طرف تو اسے حمل ہے اور ایک طرف جنگ ہے وہ کیا کر سکے گی؟ غرض کہ عورتوں میں مردوں کی نسبت قویٰ کمزور ہیں اور کم بھی ہیں اسلئے مرد کو چاہئے کہ عورت کو اپنے ماتحت رکھے۔

پردہ کی اہمیت

یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں۔لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا ان کی

اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔ اگر اس کی آزادی اور بے پردگی سے ان کی عفت اور پاک دامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہوتو ان کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بدنظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہوجانا انسان کا خاصہ ہے۔ پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہوجاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہوگا۔ مردوں کی حالت کا اندازہ کرو کہ وہ کس طرح بے لگام گھوڑے کی طرح ہوگئے ہیں۔ نہ خدا کا خوف رہا ہے نہ آخرت کا یقین ہے۔ دنیاوی لذات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ پس سب سے اول ضروری ہے کہ اس آزادی اور بے پردگی سے پہلے مردوں کی اخلاقی حالت درست کرو۔ اگر یہ درست ہوجاوے اور مردوں میں کم از کم اس قدر قوت ہو کہ وہ اپنے نفسانی جذبات سے مغلوب نہ ہوسکیں۔ تو اس وقت اس بحث کو چھیڑو کہ آیا پردہ ضروری ہے کہ نہیں ورنہ موجودہ حالت میں اس بات پر زور دینا کہ آزادی اور بے پردگی ہو گویا بکریوں کو شیروں کے آگے رکھ دینا ہے۔ ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ کسی بات کے نتیجہ پر غور نہیں کرتے۔ کم از کم اپنے کانشنس سے ہی کام لیں کہ آیا مردوں کی حالت ایسی اصلاح شدہ ہے کہ عورتوں کو بے پردہ ان کے سامنے رکھا جاوے قرآن شریف نے جو کہ انسان کی فطرت کے تقاضوں اور کمزوریوں کو مدنظر رکھ کر حسب حال تعلیم دیتا ہے۔ کیا عمدہ مسلک اختیار کیا ہے۔

قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ

(سورۃ النور آیت:31)

کہ تو ایمان والوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں۔ یہ وہ عمل ہے جس سے ان کے نفوس کا تزکیہ ہوگا۔ فروج سے مراد شرمگاہ ہی نہیں بلکہ ہر ایک سوراخ جس میں کان وغیرہ شامل ہیں۔ اور ان میں اس امر کی مخالفت کی گئی ہے کہ غیر محرم عورت کا راگ وغیرہ سنا جاوے۔ پھر یاد رکھو کہ ہزار در ہزار تجارب سے یہ ثابت شدہ ہے کہ جن

باتوں سے اللہ تعالیٰ روکتا ہے آخر کار انسان کو ان سے رکنا ہی پڑتا ہے۔تعدد ازدواج اور طلاق کے مسئلہ پر غور کرو۔

ہر چہ دانا کند کند ناداں لیک بعد از خرابئ بسیار

(یعنی جو کچھ عقلمند آدمی کرتا ہے وہی نادان بھی کرتا ہے لیکن بہت زیادہ نقصان کے بعد)

ہمیں افسوس ہے کہ آریہ صاحبان بھی بے پردگی پروز ور دیتے ہیں اور قرآن شریف کے احکام کی مخالفت چاہتے ہیں۔حالانکہ اسلام کا یہ بڑا احسان ہندوؤں پر ہے کہ اس نے ان کو تہذیب سکھلائی اور اس کی تعلیم ایسی ہے جس سے مفاسد کا دروازہ بند ہوجاتا ہے۔مثل مشہور ہے ۔

خر بستہ بہ گرچہ دزد آشنا است (یعنی باندھا ہوا گدھا بہتر ہے اگر وہ چور سے متعارف ہو۔)

یہی حالت مرد اور عورت کے تعلقات کی ہے کہ اگر چہ کچھ ہی کیوں نہ ہو لیکن تاہم فطری جوش اور تقاضے بعض اس قسم کے ہوتے ہیں کہ جب ان کو ذراسی تحریک ہوئی تو جھٹ حد اعتدال سے اِدھر اُدھر ہو گئے۔اس لئے ضروری ہے کہ مرد اور عورت کے تعلقات میں حد درجہ کی آزادی وغیرہ کو ہرگز نہ دخل دیا جاوے۔ذرا اپنے دلوں میں غور کرو کہ کیا تمہارے دل راجہ رامچندر اور کرشن وغیرہ کی طرح پاک ہو گئے ہیں۔پھر جب وہ پاک دلی تم کو نصیب نہیں ہوئی تو بے پردگی کو رواج دے کر بکریوں کو شیروں کے آگے کیوں رکھتے ہو۔ہٹ اور ضد اور تعصب اور چڑ وغیرہ سے تم لوگ دیدہ دانستہ اسلام کے ان پاکیزہ اصولوں کی مخالفت کیوں کرتے ہو جن سے تمہاری عفت برقرار رہتی ہے۔عقل تو اس بات کا نام ہے کہ انسان کو نیک بات جہاں سے ملے وہ لے لیوے۔کیونکہ نیک بات کی مثال سونے اور ہیرے اور جواہر کی ہے اور یہ اشیاء خواہ کہیں ہوں۔آخر وہ سونا وغیرہ ہی ہونگی۔اس لئے تم کو لازم ہے کہ اسلام کے نام سے چڑ کر تم نیکی کو ترک نہ کرو ورنہ یاد رکھو کہ اسلام کا تو کچھ حرج نہیں ہے۔اگر اس کا ضرر ہے تو تم ہی کو ہے۔ہاں اگر تم لوگوں کو یہ اطمینان ہے کہ سب کے سب بھگت بن گئے ہو اور نفسانی جذبات پر تم کو پوری قدرت حاصل ہے اور قویٰ پرمیشر کی رضا اور احکام کے برخلاف بالکل حرکت نہیں کرتے تو پھر ہم تم کو منع نہیں کرتے۔بے شک بے پردگی کو

رواج دو لیکن جہاں تک میرا خیال ہے ابھی تک تم کو وہ حالت نصیب نہیں اور تم میں سے جس قدر لوگ لیڈر بن کر قوم کی اصلاح کے درپے ہیں ان کی مثال سفید قبر کی ہے جس کے اندر بجز ہڈیوں کے اور کچھ نہیں۔ کیونکہ ان کی صرف باتیں ہی ہیں۔عمل وغیرہ کچھ نہیں۔

نفس انسانی کی چار حالتیں اور اسلامی پردہ کا سرّ

اسلام نے جو یہ حکم دیا ہے کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے پردہ کرے اس سے غرض یہ ہے کہ نفس انسان پھسلنے اور ٹھوکر کھانے کی حد سے بچا رہے۔ کیونکہ ابتداء میں اس کی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ بدیوں کی طرف جھکا پڑتا ہے اور ذرا سی بھی تحریک ہو تو بدی پر ایسے گرتا ہے۔ جیسے کئی دنوں کا بھوکا آدمی ہو کسی لذیذ کھانے پر۔ یہ انسان کا فرض ہے کہ اس کی اصلاح کرے اور اس کی اصلاح کی حالتوں کے لحاظ سے اسکے چار نام مقرر کئے گئے ہیں۔ **اول نفس زکیہ** ہوتا ہے کہ جس کو نیکی بدی کی کوئی خبر نہیں ہوتی اور یہ حالت طفلگی تک رہتی ہے۔ پھر نفس امارہ ہوتا ہے کہ بدیوں کی طرف ہی مائل رہتا ہے اور انسان کو طرح طرح کے فسق و فجور میں مبتلا کرتا ہے اور اس کی بڑی غرض یہی ہوتی ہے کہ ہر وقت بدی کا ارتکاب ہو۔کبھی چوری کرتا ہے،کوئی گالی دے یا ذرا خلاف مرضی کام ہو تو اسے مارنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ اگر شہوت کی طرف غلبہ ہو تو گناہوں اور فسق و فجور کا سیلاب بہہ نکلتا ہے۔ **دوسرا نفس لوامہ** ہے کہ اس میں بدیاں بالکل دور تو نہیں ہوتیں۔مگر ہاں ایک پچھتاوا اور حسرت وافسوس مرتکب اپنے دل میں محسوس کرتا ہے اور جب بدی ہو جائے تو اس کے دل میں نیکی سے اس کا معاوضہ کرنے کی خواہش ہوتی ہے اور تدبیر کرتا ہے کہ کسی طرح گناہ سے بچے اور دعا میں لگتا ہے کہ زندگی پاک ہو جاوے اور ہوتے ہوتے جب یہ گناہ سے پوتر ہو جاتا ہے اس کا نام مطمئنہ ہو جاتا ہے اور اس حالت میں بدی کو ایسی ہی بدی سمجھتا ہے۔ جیسے کہ خدا تعالیٰ بدی کو بدی سمجھتا ہے۔ بات یہ ہے کہ دنیا اصل میں گناہ کا گھر ہے۔ جس میں سرکشیوں میں پڑ کر انسان خدا کو بھلا دیتا ہے۔ نفس امارہ کی حالت میں اسکے پاؤں میں زنجیر ہوتی ہے اور لوامہ میں بھی کچھ زنجیریں پاؤں میں ہوتی ہیں اور کچھ اتر جاتی ہیں۔ مگر مطمئنہ میں کوئی زنجیریں نہیں رہتیں۔ سب کی سب اتر جاتی ہیں اور

وہی زمانہ انسان کا خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کا ہوتا ہے اور وہی خدا تعالیٰ کے کامل بندے ہوتے ہیں جو کہ نفس مطمئنہ کے ساتھ دنیا سے علیحدہ ہوویں اور جب تک وہ اسے حاصل نہ کرے تب تک اسے مطلق علم نہیں ہوتا کہ جنت میں جاوے گا یا دوزخ میں۔ پس جبکہ انسان بلاحصول نفس مطمئنہ کے نہ پوری پاکیزگی حاصل کرسکتا ہے اور نہ جنت میں داخل ہوسکتا ہے تو اب خواہ آریہ ہوں یا عیسائی کونسی عقلمندی ہے کہ قبل اس کے کہ یہ نس حاصل ہو اور بھیڑیوں اور بکریوں کو اکھٹا چھوڑ دیویں۔ کیا ان کو امید ہے کہ وہ پاک اور بے شرر زندگی بسر کرلیں گے۔ یہ ہے سر اسلامی پردہ کا۔ اور میں نے خصوصیت سے اسے ان مسلمانوں کے لئے بیان کیا ہے جن کو اسلام کے احکام اور حقیقت کی خبر نہیں اور مجھے امید ہے کہ آریہ لوگ اس سے بہت کم مستفید ہوں گے۔ کیونکہ ان کو تو اسلام کی ہر ایک بھلی بات سے چڑ ہے۔''

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 104 تا 107 دوسرا ایڈیشن ربوہ اشاعت 1960ء)

پردہ میں افراط وتفریط سے بچنے کی تلقین

حضرت ام المومنین کی طبیعت کسی قدر ناساز رہا کرتی تھی۔ آپ نے ڈاکٹر صاحب سے مشورہ فرمایا کہ اگر وہ ذرا باغ میں چلی جایا کریں تو کچھ حرج تو نہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اس پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ ''دراصل میں تو اس لحاظ سے کہ معصیت نہ ہو کبھی کبھی گھر کے آدمیوں کو اس لحاظ سے کہ شرعاً جائز ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں رعایت پردہ کے ساتھ باغ میں لے جایا کرتا تھا اور میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتا۔ حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ بہار کی ہوا کھاؤ۔۔۔۔۔ علاوہ اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہؓ کو لے جایا کرتے تھے۔ جنگوں میں حضرت عائشہ ساتھ ہوتی تھیں۔ پردہ کے متعلق بڑی افراط تفریط ہوئی ہے۔ یورپ والوں نے تفریط کی ہے اور ان کی تقلید سے بعض نیچری بھی اسی طرح چاہتے ہیں حالانکہ اس بے پردگی نے یورپ میں فسق و فجور کا دریا بہادیا ہے اور اس کے بالمقابل بعض مسلمان افراط کرتے ہیں کہ کبھی عورت گھر سے باہر نکلتی ہی نہیں۔ حالانکہ ریل پر سفر کرنے کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔ غرض ہم دونوں قسم کے

لوگوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں جو افراط اور تفریط کر رہے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 3، صفحہ 557 تا558 دوسرا ایڈیشن ربوہ اشاعت 1960ء)

اسلامی پردہ کی فلاسفی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’۔۔۔اگر ہم ایک بھوکے کتے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر ہم امید کریں کہ اس کتے کے دل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں۔سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کاروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آئے جس سے بدخطرات جنبش کر سکیں۔اسلامی پردہ کی یہی فلاسفی اور یہی ہدایت شرعی ہے خدا کی کتاب میں پردہ سے یہ مراد نہیں کہ فقط عورتوں کو قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے۔یہ ان نادانوں کا خیال ہے جن کو اسلامی طریقوں کی خبر نہیں۔بلکہ مقصود یہ ہے کہ عورت مرد دونوں کی آزاد نظر اندازی اور اپنی زینتوں کے دکھانے سے روکا جائے۔کیونکہ اس میں دونوں مرد اور عورت کی بھلائی ہے۔بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ خوابیدہ نگاہ سے غیر محل پر نظر ڈالنے سے اپنے تئیں بچا لینا اور دوسری جائز النظر چیزوں کو دیکھنا اس طریق کو عربی میں غضِ بصر کہتے ہیں۔اور ہر ایک پرہیز گار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے۔اس کو نہیں چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بے محابہ نظر اُٹھا کر دیکھ لیا کرے۔بلکہ اس کے لئے اس تمدنی زندگی میں غضِ بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مبارک عادت ہے جس سے اس کی یہ طبعی حالت ایک بھاری خلق کے رنگ میں آجائے گی اور اس کی تمدنی ضرورت میں بھی فرق نہیں پڑے گا۔یہی وہ خلق ہے جس کو احصان اور عفت کہتے ہیں۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 344)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پاک دامنی کے متعلق فرماتے ہیں:

’’وہ جس کی زندگی ناپاکی اور گندے گناہوں سے ملوث ہے وہ ہمیشہ خوفزدہ رہتا ہے اور مقابلہ نہیں کر سکتا۔ایک صادق انسان کی طرح دلیری اور جرأت سے اپنی صداقت کا اظہار نہیں کر سکتا

اور اپنی پاک دامنی کا ثبوت نہیں دے سکتا دینوی معاملات میں غور کر کے دیکھ لو کہ کون ہے جس کو ذرا سی بھی خدا نے خوش حیثیتی عطا کی ہو اور اس کے حاسد نہ ہوں۔ ہر خوش حیثیت کے حاسد ضرور ہو جاتے ہیں اور ساتھ ہی لگے رہتے ہیں۔ یہی حال دینی امور کا ہے۔ شیطان بھی اصلاح کا دشمن ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ اپنا حساب صاف رکھے اور خدا سے معاملہ درست رکھے۔ خدا کو راضی کرے پھر کسی سے خوف نہ کھائے اور نہ کسی کی پرواہ کرے۔ اور ایسے معاملات سے پرہیز کرے جن سے خود ہی مورد عذاب ہو جاوے مگر یہ سب کچھ تائید غیبی اور توفیق الٰہی کے سوا نہیں ہو سکتا۔ صرف انسانی کوشش کچھ بنا نہیں سکتی جب تک خدا کا فضل شامل حال نہ ہو۔ خُلِقَ الإِنْسَانُ ضَعِيفًا (النساء:29) انسان ناتواں ہے غلطیوں سے پر ہے مشکلات چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ پس دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نیکی کی توفیق عطا کرے اور تائیدات غیبی اور فضل کے فیضان کا وارث بنا دے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 543 دوسرا ایڈیشن ربوہ اشاعت 1960۔67ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''۔۔۔ ہر ایک پرہیز گار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اسکو نہیں چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بے محابا نظر اٹھا کر دیکھ لیا کرے بلکہ اس کے لئے اس تمدنی زندگی میں غض بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مبارک عادت ہے جس سے اس کی یہ طبعی حالت ایک بھاری خلق کے رنگ میں آجائے گی۔۔۔'' (تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم حصہ سوم، صفحہ 256)

عورتیں نامحرم سے اپنے آپ کو بچائیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

''عورتوں کو چاہئے کہ نامحرم سے اپنے تئیں بچائیں اور یاد رکھنا چاہئے کہ بغیر خاوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ جو عورتیں نا محرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتیں شیطان ان کے ساتھ ہے۔۔۔ جو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے حکموں کا مقابلہ کرتی ہیں نہایت مردود اور شیطان کی بہنیں اور بھائی ہیں کیونکہ وہ خدا اور اسکے رسول کے فرمودہ سے منہ پھیر کر اپنے رب کریم سے لڑائی کرنا چاہتی ہیں۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 69۔70)

حیاء و پاکدامنی کی تعریف وحصول کا طریقہ

اس جگہ یاد رہے کہ یہ خلق جس کا نام احصان یا عفت ہے یعنی پاکدامنی۔ یہ اسی حالت میں خُلق کہلائے گا جبکہ ایسا شخص جو بدنظری یا بدکاری کی استعداد اپنے اندر رکھتا ہے یعنی قدرت نے وہ قویٰ اس کو دے رکھے ہیں جن کے ذریعہ سے اس جرم کا ارتکاب ہوسکتا ہے۔اس فعل شنیع سے اپنے تئیں بچائے اور اگر بباعث بچہ ہونے یا نامرد ہونے یا خوجہ ہونے یا پیر فرتوت ہونے کے یہ قوت اس میں موجود نہ ہوتو اس صورت میں ہم اس کو اس خلق سے جس کا نام احصان یا عفت ہے موصوف نہیں کر سکتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ عفت اور احصان کی اس میں ایک طبعی حالت ہے۔مگر ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ طبعی حالتیں خلق کے نام سے موسوم نہیں ہوسکتیں۔ بلکہ اس وقت خلق کی مد میں داخل کی جائیں گی جبکہ عقل کے زیر سایہ ہوکر اپنے محل پر صادر ہوں یا صادر ہونے کی قابلیت پیدا کرلیں۔ لہذا جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں کہ بچے اور نامرد اور ایسے لوگ جو کسی تدبیر سے اپنے تئیں نامرد کرلیں اس خلق کا مصداق نہیں ٹھہر سکتے گو بظاہر عفت اور احصان کے رنگ میں اپنی زندگی بسر کریں بلکہ تمام صورتوں میں ان کی عفت اور احصان کا نام طبعی حالت ہوگا نہ اور کچھ۔اور چونکہ یہ ناپاک حرکت اور اس کے مقدمات جیسے مرد سے صادر ہوسکتے ہیں۔ ویسے ہی عورت سے بھی صادر ہوسکتے ہیں لہذا خدا کی پاک کتاب میں دونوں مرد اور عورت کیلئے یہ تعلیم فرمائی گئی ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ

اَیۡمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیۡنَ غَیۡرِ اُولِی الۡاِرۡبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یَظۡهَرُوۡا عَلٰی عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا یَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِهِنَّ لِیُعۡلَمَ مَا یُخۡفِیۡنَ مِنۡ زِیۡنَتِهِنَّ وَتُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰهِ جَمِیۡعًا اَیُّهَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ (سورۃ النور آیت 32) وَلَا تَقۡرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِیۡلًا (سورۃ بنی اسرائیل آیت 33) وَلۡیَسۡتَعۡفِفِ الَّذِیۡنَ لَا یَجِدُوۡنَ نِكَاحًا (سورۃ النور آیت 34) وَرَهۡبَانِیَّةَ ابۡتَدَعُوۡهَا مَا كَتَبۡنٰهَا عَلَیۡهِمۡ (سورۃ الحدید آیت 28)

یعنی ایمانداروں کو جو مرد ہیں کہہ دے کہ آنکھوں کو نامحرم عورتوں کے دیکھنے سے بچائے رکھیں اور ایسی عورتوں کو کھلے طور سے نہ دیکھیں جو شہوت کا محل ہوسکتی ہوں اور ایسے موقعہ پر خوابیدہ نگاہ کی عادت پکڑیں اور اپنے ستر کی جگہ کو جس طرح ممکن ہو بچاویں۔ ایسا ہی کانوں کو نامحرموں سے بچاویں یعنی بیگانہ عورتوں کے گانے بجانے اور خوش الحانی کی آوازیں نہ سنیں۔ ان کے حسن کے قصے نہ سنیں۔ یہ طریق پاک نظر اور پاک دل رہنے کیلئے عمدہ طریق ہے۔ ایسا ہی ایماندار عورتوں کو کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مردوں کے دیکھنے سے بچائیں اور اپنے کانوں کو بھی نامحرموں سے بچائیں یعنی ان کی پُرشہوت آوازیں نہ سنیں اور اپنے ستر کی جگہ کو پردہ میں رکھیں۔ اور اپنی زینت کے اعضاء کو کسی غیر محرم پر نہ کھولیں اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سر پر آجائے یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں اور اپنے پیروں کو زمین پر ناچنے والوں کی طرح نہ ماریں۔ یہ وہ تدبیر ہے کہ جس کی پابندی ٹھوکر سے بچاسکتی ہے۔

اور دوسرا طریق بچنے کیلئے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور اس سے دعا کریں تا ٹھوکر سے بچاوے اور لغزشوں سے نجات دے۔ زنا کے قریب مت جاؤ یعنی ایسی تقریبوں سے دور رہو جن سے یہ خیال بھی دل میں پیدا ہوسکتا ہو اور ان راہوں کو اختیار نہ کرو جن سے اس گناہ کے وقوع کا اندیشہ ہو۔ جو زنا کرتا ہے وہ بدی کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ زنا کی راہ بہت بری راہ ہے یعنی منزل مقصود سے روکتی ہے اور تمہاری آخری منزل کیلئے سخت خطرناک ہے۔ اور جس کو نکاح میسر نہ

آوے چاہئے کہ وہ اپنی عفت کو دوسرے طریقوں سے بچاوے۔ مثلاً روزہ رکھے یا کم کھاوے یا اپنی طاقتوں سے تن آزار کام لے اور اور لوگوں نے یہ بھی طریق نکالے ہیں کہ وہ ہمیشہ عمداً نکاح سے دست بردار رہیں یا خوجے بنیں اور کسی طریق سے رہبانیت اختیار کریں۔ مگر ہم نے انسان پر یہ حکم فرض نہیں کئے اس لئے وہ ان بدعتوں کو پورے طور پر نبھا نہ سکے۔ خدا کا یہ فرمانا کہ ہمارا یہ حکم نہیں کہ لوگ خوجے بنیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ اگر خدا کا حکم ہوتا تو سب لوگ اس حکم پر عمل کرنے کے مجاز بنتے تو اس صورت میں بنی آدم کی قطع نسل ہو کر کبھی کا دنیا کا خاتمہ ہو جاتا۔ اور نیز اگر اس طرح پر عفت حاصل کرنی ہو کہ عضو مردمی کو کاٹ دیں تو یہ در پردہ اس صانع پر اعتراض ہے جس نے وہ عضو بنایا اور نیز جبکہ ثواب کا تمام مدار اس بات پر ہے کہ ایک قوت موجود ہو اور پھر انسان خدا تعالیٰ کا خوف کر کے اس قوت کے خراب جذبات کا مقابلہ کرتا رہے۔ اور اس کے منافع سے فائدہ اٹھا کر دو طور کا ثواب حاصل کرے۔ پس ظاہر ہے کہ ایسے عضو کے ضائع کر دینے میں دونوں ثوابوں سے محروم رہا۔ ثواب تو جذبہ مخالفانہ کے وجود اور پھر اس کے مقابلہ سے ملتا ہے۔ مگر جس میں بچہ کی طرح وہ قوت ہی نہیں رہی اس کو کیا ثواب ملے گا۔ کیا بچہ کو اپنی عفت کا ثواب مل سکتا ہے؟

پاکدامن رہنے کیلئے پانچ علاج

ان آیات میں خدا تعالیٰ نے خلق احصان یعنی عفت کے حاصل کرنے کیلئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی بلکہ انسان کو پاک دامن رہنے کیلئے پانچ علاج بھی بتلا دیئے ہیں۔ یعنی یہ کہ

(1) اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا

(2) کانوں کو نامحرموں کی آواز سننے سے بچانا۔

(3) نامحرموں کے قصے نہ سننا

(4) دوسری تمام تقریبوں سے جن میں اس بدفعل کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اپنے تئیں بچانا

(5) اگر نکاح نہ ہو تو روزہ رکھنا وغیرہ۔

اس جگہ ہم بڑے دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ اعلیٰ تعلیم ان سب تدبیروں کے ساتھ جوقرآن شریف نے بیان فرمائی ہیں صرف اسلام سے ہی خاص ہے اوراس جگہ ایک نکتہ یادرکھنے کے لائق ہےاوروہ یہ ہے کہ چونکہ انسان کی وہ طبعی حالت جوشہوات کا منبع ہےجس سے انسان بغیر کسی کامل تغیر کے الگ نہیں ہوسکتا یہی ہے کہ اس کے جذباتِ شہوت محل اور موقع پا کر جوش مارنے سے رہ نہیں سکتے یا یوں کہو کہ سخت خطرہ میں پڑ جاتے ہیں۔اس لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی کہ ہم نامحرم عورتوں کو بلا تکلّف دیکھ تو لیا کریں اوران کی تمام زینتوں پر نظر ڈال لیں۔اوران کے تمام انداز ناچنا وغیرہ مشاہدہ کرلیں لیکن پاک نظر سے دیکھیں اور نہ یہ تعلیم ہمیں دی ہے کہ ہم ان بیگانہ جوان عورتوں کا گانا بجانا سن لیں اوران کے حسن کے قصے بھی سنا کریں لیکن پاک خیال سے سنیں بلکہ ہمیں تاکید ہے کہ ہم نامحرم عورتوں کو اوران کی زینت کی جگہ کو ہرگز نہ دیکھیں۔نہ پاک نظر سے اور نہ ناپاک نظر سے۔اوران کی خوش الحانی کی آوازیں اوران کے حسن کے قصے نہ سنیں۔نہ پاک خیال سے اور نہ ناپاک خیال سے۔بلکہ ہمیں چاہئے کہ ان کے سننے اور دیکھنے سے نفرت رکھیں جیسا کہ مردار سے تاٹھوکر نہ کھاویں۔کیونکہ ضرور ہے کہ بے قیدی کی نظروں سے کسی وقت ٹھوکریں پیش آویں۔سو چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں اس لئے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی۔اس میں کیا شک ہے کہ بے قیدی ٹھوکر کا موجب ہوجاتی ہے۔اگر ہم ایک بھوکے کتے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر امید رکھیں کہ اس کتے کے دل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں۔سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے جس سے بدخطرات جنبش کرسکیں۔

اسلامی پردہ کی یہی فلاسفی اور یہی ہدایت شرعی ہے۔خدا کی کتاب میں پردہ سے یہ مراد نہیں کہ فقط عورتوں کو قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے۔یہ ان نادانوں کا خیال ہےجن کو اسلامی طریقوں کی خبر نہیں۔بلکہ مقصود یہ ہے کہ عورت مرد دونوں کو آزاد نظراندازی اوراپنی زینتوں کے

دکھانے سے روکا جائے کیونکہ اس میں دونوں مرد اور عورت کی بھلائی ہے۔ بالآخر یاد رہے کہ خوابیدہ نگاہ سے غیر محل پر نظر ڈالنے سے اپنے تئیں بچا لینا اور دوسری جائز النظر چیزوں کو دیکھنا اس طریق کو عربی میں غضِ بصر کہتے ہیں اور ہر ایک پرہیز گار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو نہیں چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بے محابا نظر اٹھا کر دیکھ لیا کرے بلکہ اس کیلئے اس تمدنی زندگی میں غضِ بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مبارک عادت ہے جس سے اس کی یہ طبعی حالت ایک بھاری خلق کے رنگ میں آ جائے گی اور اس کی تمدنی ضرورت میں بھی فرق نہیں پڑے گا۔ یہی وہ خلق ہے۔ جس کو احصان اور عفت کہتے ہیں۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 341 تا 345)

شرعی پردہ کا طریق

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

''شرعی پردہ یہ ہے کہ چادر کو حلقہ کے طور پر کر کے اپنے سر کے بالوں کو کچھ حصہ پیشانی اور زنخدان کے ساتھ بالکل ڈھانک لیں اور ہر ایک زینت کا مقام ڈھانک لیں۔ مثلاً منہ پر اردگرد اس طرح پر چادر ہو کہ صرف آنکھیں اور ناک تھوڑا سا ننگا ہو اور باقی اس پر چادر آ جائے۔ اس قسم کے پردہ کو انگلستان کی عورتیں آسانی سے برداشت کر سکتی ہیں اور اس طرح پر سیر کرنے میں کچھ حرج نہیں آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔

(ریویو آف ریلیجنز جلد 4 نمبر 1 صفحہ 17 ماہ جنوری 1905)

پردہ سے کیا مراد ہے؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''آج کل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زنداں نہیں بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہوگا ٹھوکر سے بچیں گے۔ ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد و عورت اکٹھے

بلا تامل اور بے محابا مل سکیں۔ سیر یں کریں کیونکر جذباتِ نفس سے اضطراراً ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ بسا اوقات سُننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتیں یہ گویا تہذیب ہے۔ انہیں بدنتائج کو روکنے کے لئے شارعِ اسلام نے وہ باتیں کرنے ہی کی اجازت نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے موقعہ پر یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح دو غیر محرم مرد و عورت جمع ہوں تیسرا اُن میں شیطان ہوتا ہے۔ اُن ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے۔ بعض جگہ بالکل قابلِ شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جارہی ہے۔ یہ انہی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 30-29 ایڈیشن 2016ء)

پردہ کے فوائد

ساتھ ہی مَیں ایک اور عرض کے لئے جرأت کرتا ہوں کہ گو آریہ صاحبوں کو اِس زمانہ میں مسلمانوں سے کیسی ہی نفرت ہے اور اسلام کے عقائد سے کیسی ہی بیزاری ہے مگر برائے خدا پردہ کی رسم کو بکلی الوداع نہ کہہ دیں کہ اس میں بہت سی خرابیاں ہیں جو بعد میں معلوم ہوں گی۔ یہ بات ہر ایک فہیم انسان سمجھ سکتا ہے کہ بہت سا حصہ انسانوں کا نفسِ امّارہ کے ماتحت چل رہا ہے۔ اور وہ اپنے نفس کے ایسے قابو میں ہیں کہ اُس کے جوشوں کے وقت کچھ بھی خدا تعالیٰ کی سزا کا دھیان نہیں رکھتے۔ جوان اور خوبصورت عورتوں کو دیکھ کر بدنظری سے باز نہیں آتے۔ اور ایسے ہی بہت سی عورتیں ہیں کہ خراب دلی سے بیگانہ مردوں کی طرف نگاہیں کرتی ہیں اور جب فریقین کو باوجود اُن کی اِس خراب حالت میں ہونے کے پوری آزادی دی جائے تو یقیناً ان کا وہی انجام ہوگا جیسا کہ یورپ کے بعض حصوں سے ظاہر ہے۔ ہاں جب یہ لوگ درحقیقت پاک دل ہو جائیں گے اور ان کی امّارگی جاتی رہے گی اور شیطانی رُوح نکل جائے گی اور ان کی آنکھوں میں خدا کا خوف پیدا ہو جائے گا اور ان کے دلوں میں خدا کی عظمت قائم ہو جائے گی اور وہ ایک پاک تبدیلی کرلیں گے اور خدا ترسی کا ایک پاک چولا پہن لیں گے۔ تب جو چاہیں سو کریں۔ کیونکہ اس وقت وہ خدا کے ہاتھ کے خوجے ہوں گے گویا وہ مرد نہیں ہیں اور اُن کی آنکھیں اس بات سے اندھی ہوں گی کہ نامحرم عورت کو بدنظری سے دیکھ سکیں

یا ایسا بدخیال دل میں لاسکیں۔مگر اے پیارو! خدا آپ تمہارے دلوں میں الہام کرے ابھی وہ وقت نہیں کہ تم ایسا کرو۔اور اگر ایسا کرو گے تو ایک زہرناک بیج قوم میں پھیلاؤ گے ۔ یہ زمانہ ایک ایسا نازک زمانہ ہے کہ اگر کسی زمانہ میں پردہ کی رسم نہ ہوتی تو اِس زمانہ میں ضرور ہونی چاہیئے تھی کیونکہ کل جُگ ہے اور زمین پر بدی اور فسق وفجور اور شراب خوری کا زور ہے اور دلوں میں دہریہ پن کے خیالات پھیل رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کے احکام کی دلوں میں سے عظمت اُٹھ گئی ہے۔زبانوں پر سب کچھ ہے اور لیکچر بھی منطق اور فلسفہ سے بھرے ہوئے ہیں مگر دل روحانیت سے خالی ہیں۔ایسے وقت میں کب مناسب ہے کہ اپنی غریب بکریوں کو بھیڑیوں کے بنوں میں چھوڑ دیا جائے۔

(لیکچر لاہور۔روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 173، 174)

بے پردگی کے نقصانات

یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی یہ لوگ زور دے رہے ہیں۔لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔یہی عورتوں کی آزادی فسق وفجور کی جڑ ہے جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے۔ذرا اُن کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔اگر اس کی آزادی اور بے پردگی سے اُن کی عفت اور پاک دامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو اُن کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بدنظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصہ ہے۔۔۔۔پس سب سے اوّل ضروری ہے کہ اس آزادی اور بے پردگی سے پہلے مردوں کی اخلاقی حالت درست کرو۔اگر یہ درست ہو جاوے اور مردوں میں کم از کم اس قدر قوت ہو کہ وہ اپنے نفسانی جذبات کے مغلوب نہ ہو سکیں تو اُس وقت اِس بحث کو چھیڑو کہ آیا پردہ ضروری ہے کہ نہیں ورنہ موجودہ حالت میں اِس بات پر زور دینا کہ آزادی اور بے پردگی ہو گویا بکریوں کو شیروں کے آگے رکھ دینا ہے۔۔۔۔۔

اسلام نے جو یہ حکم دیا ہے کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے پردہ کرے۔اِس سے غرض یہ ہے کہ نفسِ انسان پھسلنے اور ٹھوکر کھانے کی حد سے بچا رہے کیونکہ ابتداء میں اس کی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ بدیوں کی طرف جھکا پڑتا ہے اور ذرا سی بھی تحریک ہو تو بدی پر ایسے گرتا ہے جیسے کئی دنوں کا

بھوکا آدمی کسی لذیذ کھانے پر۔ یہ انسان کا فرض ہے کہ اس کی اصلاح کرے۔

(البدر 8؍ستمبر 1904ء صفحہ 6 کالم نمبر 3 و صفحہ 7 کالم نمبر 2۔ ملفوظات جلد 4 صفحہ 104، 105)

پردہ کے متعلق افراط وتفریط ہوئی

پردہ کے متعلق بڑی افراط تفریط ہوئی ہے۔ یورپ والوں نے تفریط کی ہے اور اب ان کی تقلید سے بعض نیچری بھی اسی طرح چاہتے ہیں۔ حالانکہ اس بے پردگی نے یورپ میں فسق و فجور کا دریا بہا دیا ہے۔ اور اس کے بالمقابل بعض مسلمان افراط کرتے ہیں کہ کبھی عورت گھر سے باہر نکلتی ہی نہیں۔ حالانکہ ریل پر سفر کرنے کی ضرورت پیش آ جاتی ہے۔ غرض ہم دونوں قسم کے لوگوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں جو افراط اور تفریط کر رہے ہیں۔

(الحکم، مورخہ 17؍فروری 1904ء صفحہ 5۔ ملفوظات جلد 3 صفحہ 558 ایڈیشن 2016ء)

اسلامی پردہ میں تشدد جائز نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

پردہ کا اتنا تشدد جائز نہیں ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر بچہ رحم میں ہو تو کبھی مرد اس کو نکال سکتا ہے۔ دین اسلام میں تنگی و حرج نہیں۔ جو شخص خواہ مخواہ تنگی و حرج کرتا ہے وہ اپنی نئی شریعت بناتا ہے۔ گورنمنٹ نے بھی پردہ میں کوئی تنگی نہیں کی اور اب قواعد بھی بہت آسان بنا دیئے ہیں۔ جو جو تجاویز و اصلاحات لوگ پیش کرتے ہیں گورنمنٹ انہیں توجہ سے سنتی اور ان پر مناسب اور مصلحت وقت کے موافق عمل کرتی ہے۔ کوئی شخص مجھے یہ تو بتائے کہ پردہ میں نبض دکھانا کہاں منع کیا ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 171 مطبوعہ ربوہ ایڈیشن 1960ء)

اسلامی پردہ پر اعتراض جہالت ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

اسلامی پردہ پر اعتراض کرنا ان کی جہالت ہے۔اللہ تعالیٰ نے پردہ کا ایسا حکم دیا ہی نہیں جس پر اعتراض وارد ہو۔قرآن مسلمان مردوں اور عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ غَضِّ بَصَر کریں۔جب ایک دوسرے کو دیکھیں گے ہی نہیں تو محفوظ رہیں گے یہ نہیں کہ انجیل کی طرح یہ حکم دے دیتا ہے کہ ''شہوت کی نظر سے نہ دیکھ''۔افسوس کی بات ہے کہ انجیل کے مصنف کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ شہوت کی نظر کیا ہے؟ نظر ہی تو ایک ایسی چیز ہے جو شہوت انگیز خیالات کو پیدا کرتی ہے۔اس تعلیم کا جو نتیجہ ہوا ہے وہ ان لوگوں سے مخفی نہیں ہے جو اخبارات پڑھتے ہیں ان کو معلوم ہوگا کہ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے کیسے شرمناک نظارے بیان کیے جاتے ہیں۔

اسلامی پردہ سے مراد

اسلامی پردہ سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جاوے۔قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں۔وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدنی امور کے لئے پڑے۔ان کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے۔وہ بے شک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے۔

مساوات کے لئے عورتوں کے نیکی کرنے میں کوئی تفریق نہیں رکھی گئی ہے اور نہ ان کو منع کیا گیا ہے کہ وہ نیکی میں مشابہت نہ کریں۔اسلام نے یہ کب بتایا ہے کہ زنجیر ڈال کر رکھو۔اسلام شہوات کی بناء کو کاٹتا ہے۔یورپ کو دیکھو کیا ہو رہا ہے۔یہ کس تعلیم کا نتیجہ ہے۔کیا پردہ داری یا پردہ دری کا۔

اسلام کی بات کو بگاڑنا اور اندھا دھند اعتراض کرنا ظلم ہے۔اسلام تقویٰ سکھانے کے واسطے دنیا میں آیا ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 298۔297 مطبوعہ ربوہ ایڈیشن 1960ء)

عورتوں سے بہتر سلوک کرو

’’عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔مختصر الفاظ میں فرمادیا ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ (البقرہ229) ہے۔کہ جیسے مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر ہیں۔بعض لوگوں کا حال سُنا جاتا ہے کہ ان بے چاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں۔گالیاں دیتے ہیں۔حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پردہ کے حکم ایسے ناجائز طریق سے برتتے ہیں کہ ان کو زندہ درگور کر دیتے ہیں چاہئے کہ بیویوں سے خاوند کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔اگر انہی سے اس کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ تم میں سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے۔

(البدر مورخہ 22رمئی 1903ء صفحہ 137 کالم 2،3۔ملفوظات جلد 3 صفحہ 300، 301 ایڈیشن 2016ء)

ایک بے پردہ خاتون کے نام

ڈاکٹر فہمیدہ منیر

جس کی قسمت میں ہے بے پردہ کا برقعہ ہونا

ایسا برقعہ کے جو چہرے کو چھپا بھی نہ سکے حُسن کو غیر کی نظروں سے بچا بھی نہ سکے

ل میں سوئی ہوئی غیرت کو جگا بھی نہ سکے اپنی خودداری کا احساس دلا بھی نہ سکے

ایسے پردے سے تو کچھ تم ہی کہو کیا حاصل؟

لوٹ آتی کسی بیمار کی خوشیاں دم بھر یہ دوپٹہ کسی مجبور کا بن سکتا تھا

ایسے برقعے پر جو ضائع ہوئی دولت اس سے پیرہن اس سے کسی مزدور کا بن سکتا تھا

کاش پردے کو تماشہ نہ بنایا ہوتا

حُسن کی داد نہ لیتا سرِ راہ وہ اے کاش اے کاش یہ حسیں چہروں کی زینت کا محافظ ہوتا

کوئی بے باک نظر اٹھتی نہ ان کی جانب قوم کی عزت و غیرت کا محافظ ہوتا

تیری تقدیس کی عصمت کا محافظ ہوتا

اس کی تقدیس پہ کٹ مرتے ہیں شوکت والے جان دے دیتے ہیں جی دار محبت والے

چاند تارے بھی منیرہ نہ جہاں جھانک سکیں حُسن پردوں میں نہاں رکھتے ہیں غیرت والے

وہ گوارا نہیں کرتے کبھی افشاء ہونا

چھوڑ کر عظمتِ احکامِ خداوندی کو استقامت کا سبق تُونے بھلا ڈالا ہے

ہائے افسوس کہ اپنا کے چلن غیروں کا تُونے کیوں حدّ، شریعت کو مٹا ڈالا ہے

کاش یہ کپڑا تحفظ کی علامت ہوتا

(بحوالہ مصباح، پاکستان جون جولائی 2009ء صفحہ 107)

باب ششم

ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ فرماتے ہیں:

''گھونگھٹ کا پردہ بہ نسبت اس پردہ کے جو آج کل ہمارے ملک میں رائج ہے زیادہ محفوظ تھا۔۔۔بہرحال ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ دینی احکام پر عمل کرے۔(چہرے کا پردہ کرے)اور اگر کہیں اس پر کمزوری پائی جاتی ہو تو اسے دور کرے۔''

(الفضل 5 اپریل 1960)

اسی طرح حضور انور سورۃ النور کی تفسیر کرتے ہوئے پردہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ ۔اوڑھنیوں کے گریبانوں پر ڈالنے کے یہ معنی ہیں کہ سر پر سے منہ کے سامنے گھونگھٹ لٹکا کر گردن تک اس گھونگھٹ کو لٹکا لو۔پھر نظر بھی نیچی رہے گی۔''

(درس القرآن فرمودہ حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب ؓ صفحہ 416)

پھر فرمایا:

يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ (سورۃ الاحزاب آیت 60)

لٹکا دیں اپنے اوپر اپنی چادروں یعنی گھونگھٹ کو چہرہ پر بڑھا کر رکھیں

(درس القرآن خلیفۃ المسیح الاوّل صفحہ 464 تفسیر سورۃ الاحزاب)

حضرت مصلح موعودؓ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے بارے میں فرماتے ہیں

''۔۔۔میں نے خود حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے سنا کہ امرتسر کے اسٹیشن پر ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت ام المومنین کو اپنے ساتھ لے کر ٹہل رہے تھے کہ مولوی عبد الکریم صاحبؓ بڑے جوش کی حالت میں میرے پاس آئے اور کہنے لگے مولوی صاحب دیکھئے حضرت صاحب یہاں ٹہل رہے ہیں اور ام المومنینؓ ساتھ ہیں۔ آپ جا کر حضرت صاحب کو سمجھائیں کہ یہ مناسب نہیں غیر لوگ اسٹیشن پر جمع ہیں اور وہ اعتراض کریں گے۔

حضرت خلیفہ اول فرماتے تھے کہ میں نے کہا جب آپ کے دل میں ایک اعتراض پیدا ہوا ہے تو آپ خود حضرت صاحب سے اس کا ذکر کریں میں تو نہیں جاتا۔ آخر وہ خود ہی چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد آئے تو انہوں نے سر نیچے ڈالا ہوا تھا میں نے کہا مولوی صاحب کہہ آئے؟ کہنے لگے ہاں میں نے کہا تھا کہ یہ مناسب نہیں۔ کل ہی سارے اخبارات میں یہ بات چھپ جائے گی اور مخالف اعتراض کریں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ سنا تو آپ نے فرمایا۔ مولوی صاحب وہ کیا لکھیں گے کیا یہ لکھیں گے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی بیوی کو ساتھ لے کر ٹہل رہا تھا۔ اور اگر وہ یہ بات لکھیں تو اس میں ڈرنے والی کون سی بات ہے۔۔۔

(اوڑھنی والیوں کے لئے پھول حصہ دوم صفحہ 219)

غضِّ بصر سے قلب میں ایک نور پیدا ہوگا۔ ہم نے بہت سے ایسے انسان دیکھے ہیں کہ ایک نظر میں ہی ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنوں سے کہہ دو کہ نظر نیچی رکھیں۔۔۔۔ مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کسی حسین پر پہلی نظر پڑ جائے تو تم دوباہ اس پر ہرگز نگاہ نہ ڈالو اس سے تمہارے قلب میں ایک نور پید ہوگا۔

(بحوالہ درس القرآن صفحہ 182 ماخوذ پردہ کی اہمیت صفحہ 17)

ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پردے کی پابندی اور عورتوں کے حقوق

حضور نے مسجد ہالینڈ کی تعمیر کے حوالہ سے عورتوں کو چندہ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے کے بعد فرمایا کہ:

پردہ کی پابندی

دوسری چیز جس کی طرف میں عورتوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ پردہ کی پابندی ہے۔ پرانے زمانے میں پردے کو اتنی بھیانک شکل دی گئی تھی کہ وہ اچھا خاصہ قید خانہ معلوم ہوتا تھا۔ ایسے پردے کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ اسلامی تاریخ سے ایسے پردے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ لیکن اس زمانہ میں پردے کی بھیانک صورت کا ردّ عمل اس رنگ میں ظاہر ہو رہا ہے کہ ہمیں پتہ ہی نہیں لگتا پردہ آخر کس چیز کا نام ہے۔ عورتیں مَردوں سے مصافحہ کرتی ہیں۔ تقریریں کرتی ہیں۔ اُن میں آزادانہ پھرتی ہیں اور پھر بھی وہ اسلامی پردے کی قائل کہلاتی ہیں۔ اگر اسلامی پردہ اسی کو کہتے ہیں تو پھر پتہ نہیں بے پردگی کس کا نام ہے۔ آخر قرآن مجید میں جو پردے کا حکم ہے اس کے کوئی نہ کوئی تو معنے ہوں گے۔ اگر اس کے کوئی معنے ہیں تو بہرحال اُسے مسلمانوں نے ہی پُورا کرنا ہے۔

بے پردگی کا رجحان

حضور نے فرمایا: جولوگ پردے کے شروع سے پابند نہیں ہیں۔ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ ایک دن میں پردے کے پوری طرح پابند ہو جائیں۔مگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ اسلام کے نام پر نئی نئی رسمیں جاری کی جائیں اور سخت قسم کے پردے کے ردِّعمل کے طور پر عورتیں پردے سے بالکل ہی آزاد ہو جائیں۔جولوگ ایک عرصہ سے پردہ چھوڑ چکے ہیں انہیں بیشک پہلے آہستہ آہستہ پردے کی حکمت کے قائل کرو اور بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے مسائل میں بڑی بڑی حکمتیں ہوتی ہیں۔لیکن جولوگ محض اپنی دنیوی ترقی اور اعلیٰ طبقہ میں اپنے جھوٹے وقار کو قائم کرنے کے خیال سے اپنے گھروں میں بے پردگی کو رواج دے رہے ہیں وہ یقیناً اپنے عمل سے کوئی اچھا نمونہ پیش نہیں کر رہے۔میں دیکھ رہا ہوں کہ فوجی افسروں کے طبقہ میں خصوصاً بے پردگی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ایک دن ایک عورت آتی ہے اور وہ پردے کی پابند ہوتی ہے۔لیکن دُوسرے دن اچانک پردہ غائب ہو جاتا ہے اور پُوچھنے پر بتایا جاتا ہے کہ خاوند کے عُہدہ میں ترقی کا سوال درپیش تھا۔اس لئے پردہ چھوڑ دیا گیا۔حالانکہ بیوی کی بھیک سے ترقی کرنے کی کوشش ایک نہایت ذلیل بات ہے۔میں اس کی طرف عورتوں کو خصوصاً اور مردوں کو عموماً توجّہ دلاتا ہوں۔آخر تم کیوں خیال کرتے ہو کہ پردہ تمہاری ترقی کی راہ میں روک ہے۔یورپ والے دو ہی اعتراض پیش کیا کرتے ہیں۔ایک یہ کہ پردے میں صحت برقرار نہیں رہ سکتی اور دوسرا یہ کہ تعلیم حاصل نہیں کی جاسکتی۔ہم نے اپنے ہاں ان دونوں اعتراضوں کا غلط ہونا ثابت کر دیا ہے۔ہمارے ہاں پردے کی پابندی کے باوجود اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم عورتیں حاصل کر رہی ہیں اور ان کی صحت پر بھی پردے نے کوئی بُرا اثر نہیں ڈالا۔فرمایا

دین کی اصل جڑ محبت الٰہی اور محبت رسولؐ ہے۔

اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔دوست جب یہ عیب دیکھیں تو محبت، ہوشیاری اور حکمت کے ساتھ اُسے دور کرنے کی کوشش کریں۔

بے پردگی کرنے کا رواج بالعموم اعلیٰ طبقہ اور بڑے افسروں میں ہوتا ہے۔ یہ لوگ پہلے ہی اپنے آپ کو ایک بڑے مقام پر سمجھ رہے ہوتے ہیں۔اس لئے اگر انہیں ذرا سی بھی ٹھیس لگے تو اُن کے گر جانے کا احتمال ہوتا ہے۔پس پیار اور محبت سے اس عیب کا ازالہ کرو۔سختی نہ کرو۔اگر کرو گے تو جو تھوڑی بہت وابستگی ان لوگوں کو اسلام کے ساتھ باقی ہے وہ بھی نہ رہے گی۔اس امر کر ہمیشہ ملحوظ رکھو کہ دین کی اصل جڑ محبت اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔اگر یہ قائم ہے تو باقی عیوب آہستہ آہستہ دُور ہو سکتے ہیں۔ایسے لوگوں کی کم سے کم نیکی یہی ہے کہ وہ پردہ اگر نہیں کراتے تو کم از کم اس امر کا اعتراف ضرور کر لیں کہ ہے تو یہ اسلامی حکم مگر ہم کمزوری کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کرتے۔اگر وہ ایسا کریں گے تو اُن میں نہ سہی کم از کم اُن کی اولادوں میں پردہ کے احترام کا احساس قائم رہے گا۔

عورتوں کے حقُوق

اس کے بعد حضور نے احباب جماعت کو عورتوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا:

افسوس ہے کہ ایک لمبے عرصہ کے وعظ و نصیحت کے باوجود ابھی تک ہماری جماعت عورتوں کے حقوق پر پُوری طرح کاربند نہیں ہوئی۔کثرت سے اس قسم کی شکایات موصول ہوتی رہتی ہیں کہ خاوند اگر دوسری شادی کرتے ہیں تو پہلی بیوی کے حقوق ادا نہیں کرتے۔اس کی معیشت کے سامان مہیا نہیں کرتے۔اخراجات نہیں دیتے اور اس طرح نہ صرف اُسے تکلیف ہوتی ہے بلکہ اس کی اولاد بھی آوارہ ہو جاتی ہے۔اور یہ مرض اچھے اچھے مخلص گھرانوں میں موجود ہے۔اس ضمن میں مردوں پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔مرد یاد رکھیں کہ عورت ایک مظلوم ہستی ہے۔اس کے ساتھ محبت اور شفقت کے سلوک سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔اس لئے رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔خَیْرُ کُمْ خَیْرُ کُمْ لِاَھْلِہٖ یعنی تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل و عیال سے بہتر سلوک کرتا ہے۔

خصوصاً طلاق اور خلع کے موقع پر مردوں کی طرف سے اچھے اخلاق کا مظاہرہ نہیں ہوتا۔وہ طلاق کے وقت ہزاروں بہانے مہر نہ دینے کے لئے بناتے ہیں۔اسی طرح خلع میں باوجود اس کے

عورت اپنے تمام حقوق سے دست بردار ہوتی ہے پھر بھی مَرد اعتراض کرتے ہیں۔حالانکہ اگر عورت ساتھ رہنے پر رضامند نہیں تو مرد کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔

بہر حال مَردوں کو اپنے رویّہ میں اصلاح کرنی چاہیئے ورنہ مرد اور عورتیں دونوں اس بشاشت سے محروم ہو جائیں گے جو اُن میں اِسلام پیدا کرنا چاہتا ہے''۔

(اقتباس تقریر فرمودہ 27۔دسمبر 1954ء بر موقعہ جلسہ سالانہ مطبوعہ ''الفضل'' یکم جنوری 1955ء)

خواتین کے پردے کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا مکتوب

مکرمی !السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کے خط مورخہ 28۔1۔23 کے جواب میں تحریر ہے کہ رائج الوقت پردہ مسلمانوں میں کئی طرح کا ہے۔بعض قوموں اور بعض علاقوں میں ایسا پردہ ہے کہ ڈولیوں کو بھی پردوں میں سے گزارتے ہیں۔اور بعض قوموں اور بعض علاقوں میں اس سے بھی بڑھ کر پردہ یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ عورت ڈولی میں آئے اور پھر اس کا جنازہ ہی نکلے۔یہ پردے صریح ظلم ہیں اور ان کا اثر عورتوں کی صحت،اخلاق،علم اور دین پر بہت ہی گندہ پڑا ہے۔

قرآن کریم اور حدیث سے اِس قسم کے کسی پردے کا پتہ نہیں چلتا۔قرآن کریم سے صریح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو باہر نکلنے کی اجازت ہے۔اگر انہیں باہر نکلنے کی اجازت نہ ہوتی تو غضِّ بصر کے حکم کی بھی ضرورت نہ ہوتی۔تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں خود آپؐ کی بیویاں،آپؐ کی بیٹیاں باہر نکلتی تھیں۔جنگوں پر جانا،کھیتوں وغیرہ پر کام کرنے کے لئے جانا حاجات بشریہ پورا کرنے کے لئے جانا،علم سیکھنے،علم سکھانے کیلئے جانا یہ نہایت ہی کثرت کے ساتھ ثابت ہے اور چھوٹی چھوٹی تاریخوں سے بھی اِس کے لئے ثبوت مل سکتے ہیں۔ہزاروں واقعات اِس قسم کے پائے جاتے ہیں جن میں عورتوں کا گھروں سے نکلنا ثابت ہوتا ہے۔فطرتِ اِنسانی بھی اِس

بات کو تسلیم نہیں کرسکتی کہ مرد جو مضبوط ہے اُسے صحت کے درست رکھنے کے لئے باہر کی آب و ہوا کی ضرورت ہو لیکن عورت جو فطرتًا کمزور صحت لیکر آئی ہے اُسے کھلی ہوا سے محروم کر دیا جائے۔حدیثوں سے تو یہاں تک ثابت ہے کہ رسول کریم ﷺ اپنی بیوی حضرت عائشہ امّ المومنینؓ کے ساتھ لوگوں کے سامنے مقابلۃً دوڑے اور ایک دفعہ حضرت عائشہ بڑھ گئیں اور ایک دفعہ حضرت نبی کریم ﷺ آگے نکل گئے۔پس اگر مروّجہ پردے سے مُراد آپ کی مذکورہ بالا پردہ ہے تو یہ پردہ نہایت ہی ظالمانہ پردہ ہے اور اسلام اور مسلمانوں پر ایک داغ ہے جسے جس قدر جلد دُور کیا جائے اُتنا ہی اسلام کے لئے بہتر اور مسلمانوں کے لئے بہتر ہے۔ہماری نسلیں اس پردے سے کمزور ہوگئی ہیں، ہماری عورتیں دین و دنیا سے جاتی رہی ہیں، ہم غیر قوموں کا نشانہ طعن بن رہے ہیں اور دین کو لوگوں کی نظروں میں ایک قابل ہنسی چیز بنا رہے ہیں۔ایک پردہ ہمارے ملک میں یہ ہے کہ عورتیں برقعہ پہن کے باہر نکلتی ہیں۔ایک گھر سے دوسرے گھر تک چلی جاتی ہیں اور اِس سے بھی عورتوں کے ذہنی ارتقاء اور ان کی صحت کی ترقی میں ایسی مدد نہیں ملتی کہ اُسے قومی ترقی کے لئے کافی سمجھا جائے۔دوسرا ہمارا پرانا برقعہ یا تو عورت کی صحت کو برباد کرنے والا ہے یا پردے کے نام سے بے پردگی کا موجب ہوتا ہے۔اس برقعے میں اوپر سے لے کر نیچے تک ایک گنبد بنا ہوا چلا جاتا ہے، عورت کے ہاتھ بھی اندر بند ہوتے ہیں، اگر وہ بچّے کو اٹھائے تو سر سے پاؤں تک اس کا اگلا حصّہ سارے کا سارا ننگا ہو جاتا ہے اور ایک ایسا حقارت پیدا کرنے والا نظارہ ہوتا ہے کہ ایسے پردے سے طبیعت خود بخود نفرت کرتی ہے۔اِس سے بہتر اور بہت بہتر وہ چادر کا طریق تھا جو بُرقعے کی ایجاد سے پہلے تھا۔عورت اپنے کام بھی کرسکتی تھی اور اپنے آپ کو لپیٹ بھی سکتی تھی۔یہ بُرقعہ جیسا کہ میں اُوپر بیان کر آیا ہوں صحت کے لئے مُضر ہے اور پردے کے کام کا نہیں۔

میرے نزدیک نیا بُرقعہ جسے ٹرکی بُرقعہ کہتے ہیں پردے کے لحاظ سے تمام برقعوں سے بہتر ہے بشرطیکہ اس میں اتنی اصلاح کر لی جائے کہ وہ جسم کے اوپر لپیٹا ہوا نہ ہو، سیدھا کوٹ ہو جو کندھوں سے پاؤں تک آتا ہوا ایسا کوٹ نہ ہو جو جسم کے اعضاء کو الگ الگ کر کے دکھاتا ہو، اگر اس قسم کا کپڑا جائز

ہوتا تو پھر جسم کے کپڑے کافی تھے اُنکے اُوپر کسی اور کھلے کپڑے کے لینے کا قرآن مجید حکم نہ دیتا۔اس برقعے میں یہ بھی فائدہ ہے کہ چونکہ ہاتھ کھلے ہوتے ہیں عورت کئی قسم کے کام اس برقعے میں کرسکتی ہے۔اسکی مثال ایسی ہی ہوگی جیسے ڈاکٹر آپریشن کے وقت ایک کھلا کوٹ پہن لیتا ہے۔

پردے کا قرآن کریم نے ایک اصل بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ عورت کے لئے پردہ ضروری ہے اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (یعنی سوائے اس کے جو آپ ہی آپ ظاہر ہو) آپ ہی آپ ظاہر ہونے والی موٹی چیزیں تو دو ہیں۔یعنی قد اور جسم لیکن عقلاً یہ بات ظاہر ہے کہ عورت کے کام کے لحاظ سے یا وقت کے لحاظ سے جو چیز آپ ہی آپ ظاہر ہو وہ پردے میں داخل نہیں۔چنانچہ اِسی حکم کے ماتحت طبیب عورتوں کی نبض دیکھتا ہے۔بیماری مجبور کرتی ہے، کہ اِس چیز کو ظاہر کر دیا جائے۔اگر مُنہ پر کوئی جِلدی بیماری ہے تو طبیب مُنہ بھی دیکھے گا، اگر اندرونی بیماری ہے تو زبان دیکھے گا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک جنگ میں ہم پانی لاتی تھیں اور ہماری پنڈلیاں ننگی ہوجاتی تھیں۔اُس وقت پنڈلیوں کا ننگا ہونا قرآن کریم کے خلاف نہ تھا بلکہ اس قرآنی حکم کے مطابق تھا۔جنگی ضرورت کے لحاظ سے ضروری تھا کہ عورتیں کام کرتیں اور دوڑنے کی وجہ سے پنڈلیاں خود بخود ننگی ہو جاتی تھیں۔اُس وقت پائجامے کا نہیں بلکہ تہ بند کا رواج تھا۔اسی اصل کے ماتحت اگر کسی گھرانے کے شغل ایسے ہوں کہ عورتوں کو باہر کھیتوں پر یا میدانوں میں کام کرنا پڑے تو اُن کے لئے آنکھوں اور ان کے اردگرد کا علاقہ کھلا ہونا نہایت ضروری ہوگا۔پس اِلَّا مَا ظَهَرَ کے ماتحت ماتھے سے لے کر مُنہ تک کا حصّہ کھولنا اُن کے لئے بالکل جائز ہوگا اور پردہ کے حکم کے مطابق بغیر اس کے کھولنے کے وہ کام نہیں کرسکتیں اور جو ضروریاتِ زندگی کے لئے اور ضروریاتِ معیشت کے لئے کھولنا پڑتا ہے بشرطیکہ وہ معیشت جائز ہو اس کا کھولنا پردے کے حکم میں شامل ہی ہے۔لیکن جس عورت کے کام اُسے مجبور نہیں کرتے کہ وہ کھلے میدانوں میں نکل کر کام کرے اُس کا مُنہ اُس پردے میں شامل ہے جیسا کہ حدیثوں میں صاف آتا ہے کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک عورت سے شادی کرنا چاہتا ہوں مجھے معلوم نہیں اُس کی شکل کیسی ہے اُس کا باپ شکل

دکھانے سے انکار کرتا ہے۔آپؐ نے فرمایا کہ شادی کے لئے شکل دیکھنا جائز ہے۔جب اس شخص نے جا کر لڑکی کے باپ سے ذکر کیا تو پھر بھی اُس نے اپنی ہتک سمجھتے ہوئے لڑکی کی شکل دکھانے سے انکار کیا۔لڑکی اندر بات سُن رہی تھی وہ اپنا مُنہ ننگا کر کے باہر آ گئی اور اُسنے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ مُنہ دیکھ لو تو پھر ہمیں کیا انکار ہوسکتا ہے اگر ہر طرح کی عورتوں کے لئے مُنہ کھلا رکھنا جائز ہوتا تو یہ سوال بھی پیدا نہ ہوتا۔اسی طرح حدیثوں میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دفعہ اپنی ایک بیوی کے ساتھ جن کا نام صفیہؓ تھا شام کے وقت گلی میں سے گزر رہے تھے آپؐ نے دیکھا کہ دو آدمی سامنے سے آ رہے ہیں اور آپؐ کو کسی وجہ سے شُبہ ہوا کہ اُن کے دل میں شاید یہ خیال ہو کہ میرے ساتھ کوئی اور عورت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی بیوی کا چہرہ ننگا کر دیا کہ دیکھ لو یہ صفیہؓ ہے اور اگر مُنہ کھلا رکھنے کا حکم ہوتا تو اس قسم کے خطرہ کا کوئی احتمال نہیں ہوسکتا تھا۔اسی طرح حضرت عائشہؓ کے متعلق آتا ہے کہ جب وہ جنگِ صفین میں فوج کو لڑا رہی تھیں اور اُن کی ہودج کی رسیوں کو کاٹ کر گرا دیا گیا تھا تو ایک خبیث الطبع خارجی نے اُن کے ہودج کا پردہ اٹھا کر کہا تھا کہ اوہو یہ تو سُرخ وسفید رنگ کی عورت ہے۔اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیویوں میں مُنہ کھلا رکھنے کا طریق رائج ہوتا تو جب حضرت عائشہؓ ہودج میں بیٹھی فوج کو لڑا رہی تھیں اُس وقت وہ اُنہیں دیکھ چکا ہوتا اور اس کے لئے کوئی تعجب کی بات نہ ہوتی۔اسی طرح بہت سے ایسے واقعات ملتے ہیں کہ بعض طبقات کی عورتوں کے لئے مُنہ کو جس قدر ہو سکے چھپانے کا ہی حکم ہے۔قرآن کریم کی ایک آیت بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ یعنی اپنے سر کے رومالوں کو کھینچ کر اپنے سینوں تک لے آیا کریں۔خِمَار کسی چادر یا دوپٹے کا نام نہیں ہے بلکہ اس رومال کا نام ہے جو کام کرتے وقت عورتیں سر پر رکھ لیا کرتی ہیں۔پس اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ دوپٹے کی آنچل کو اپنے سینوں پر ڈال لیا کریں کیونکہ خمار کی آنچل نہیں ہوتی اور چھوٹا ہوتا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ سر سے رومال کو اتنا نیچا کرو کہ وہ سینے تک آ جائے جس کے معنے یہ ہیں کہ سامنے سے آنے والے آدمی کو مُنہ نظر نہ آئے۔پردے کا سوال ایک حد تک عورتوں اور مردوں کے ملنے جُلنے کے

ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے۔اس کے متعلق قرآن وحدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پردے کے قواعد کو مدِنظر رکھتے ہوئے عورت ہر قسم کے کاموں میں مردوں کے شریکِ حال ہوسکتی ہے۔وہ مردوں سے پڑھ سکتی ہے،لیکچر سُن سکتی ہے،مجالس وعظ اور لیکچروں میں مردوں سے الگ ہو کر بیٹھ سکتی ہے،ضرورت کے موقعہ پر اپنی رائے بیان کرسکتی ہے اور بحث کرسکتی ہے۔ایسے امور جن میں عورتوں کا دخل ہے اُن امور میں عورتوں کا مشورہ لینا بھی ضروری ہے۔

عورت حاجت کے وقت مرد کے ساتھ مل کر بیٹھ سکتی ہے جیسے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص سوار جارہا ہو اور عورت ہو تو اس عورت کو اپنے پیچھے بٹھالے۔ہمارے مُلکی رواج کے مطابق اگر کوئی شخص ایسا کرے تو شاید ساری قوم اس کا بائیکاٹ کردے لیکن شریعت کے احکام آج سے تیرہ سو سال پہلے مل چکے ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں کرسکتا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد کے ماتحت میں فتویٰ دوں گا کہ عورتوں کو گاڑیوں میں کوئی خطرہ ہو تو مرد عورت کو اپنے پاس مردانہ گاڑی میں بٹھالے یا عورت اکیلی مردانہ گاڑی میں جا بیٹھے جہاں وہ شریف مردوں کی موجودگی میں اپنی عزت کو بہ نسبت اکیلے کمرے میں بیٹھنے کے زیادہ محفوظ سمجھتی ہو۔جہاں تک اِس وقت لکھواتے ہوئے میرے ذہن میں مسائل آئے ہیں میں نے لکھوادیئے ہیں اگر آپ کو اور دریافت کرنے کی ضرورت ہو تو دریافت فرمائیں۔مرزا محمود احمد۔قادیان۔

(ازمصباح یکم اپریل1928ء)

اِسلامی پردہ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ کی تشریحات

(الفضل کے رپورٹر کے قلم سے)

ڈلہوزی 29۔جون 1928ء۔نماز جمعہ کے بعد شیخ عبدالغفور صاحب میڈیکل سٹوڈنٹ نے پوچھا۔

اسلامی پردہ کی کیا حدود ہیں؟

حضورؓ نے فرمایا کہ:

''زیادہ سے زیادہ پردہ تو یہ ہے کہ مُنہ سوائے آنکھوں کے اور وہ لباس جو جسم کے ساتھ چسپاں ہو چھپایا جائے۔باقی اِلَّا مَاظَھَرَ کے ماتحت کسی مجبوری کی وجہ سے جتنا حصّہ ننگا کیا جا سکتا ہے۔مثلاً ایک زمیندار عورت مُنہ پر نقاب ڈال کر گوڈی وغیرہ زمینداری کا کام نہیں کر سکتی اس کے لئے جائز ہے کہ ہاتھ اور مُنہ ننگا رکھے تا کہ کام کر سکے لیکن جن عورتوں کو اس قسم کے کام نہ کرنے ہوں بلکہ یوں سیر کے لئے باہر نکلنا ہو ان کے لئے یہی چاہیئے کہ مُنہ کو ڈھانکیں۔

آج کل پردہ کے متعلق جس طریق پر بحث کی جارہی ہے وہ درست نہیں۔کوشش یہ کی جارہی ہے کہ قرآن کریم کی وہ آیت جس میں پردہ کا حکم ہے اسے اور معنے پہنائے جائیں۔اگرچہ اس آیت سے وہ بات نہیں نکلتی جو نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے مگر دیکھنا یہ چاہیئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کیا معنے سمجھے اور پھر صحابہؓ نے کیا سمجھے اور اس پر کس طرح عمل کیا۔

اِس کے متعلق جب دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت مُنہ پردہ میں شامل تھا۔صاف طور پر لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے کے لئے شادی کی تجویز کی تو ایک عورت کو بھیجا کہ وہ جا کر دیکھ آئے لڑکی کا رنگ کیسا ہے۔اگر اُس وقت چہرہ چھپایا نہ جاتا تھا تو پھر عورت کو بھیج کر رنگ معلوم کرنے کی کیا ضرورت تھی۔اسی طرح حضرت عمرؓ نے ایک عورت سے کہا اُم ہانی میں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔اس کا مطلب یہی تھا کہ چال دیکھ کر پہچان لیا ہے نہ یہ کہ شکل دیکھ کر۔ایسے انسان کو جو

واقف ہو یہ کہنا کہ میں نے تمھاری شکل دیکھ کر تمہیں پہچان لیا ہے کوئی خوبی کی بات نہیں ہے۔

اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ کی ایک بیوی آپؐ کے پاس آئیں۔شام کا وقت ہو گیا آپؐ اُنہیں گھر پہنچانے کے لئے ساتھ جا رہے تھے کہ راستہ میں دو آدمی ملے، غالبًا منافق ہوں گے کہ آپؐ نے خیال کیا ان کے دل میں کوئی بدظنی نہ پیدا ہو آپؐ نے اپنی بیوی کے مُنہ سے پردہ ہٹا کر کہا کہ یہ میری بیوی ہے جو میرے ساتھ ہے، اگر مُنہ کھلا رکھا جاتا تھا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اِس طرح اپنی بیوی کا چہرہ دکھانے کی کیا ضرورت ہو سکتی تھی۔۔۔۔

اِس قسم کے بہت سے واقعات سے پتہ لگتا ہے کہ کھُلے مُنہ عورتیں نہ پھرتی تھیں۔ہاں کام کے لئے باہر نکلتی تھیں، مردوں سے باتیں کرتی تھیں، جنگوں میں شامل ہوتی تھیں۔

اصل بات یہ ہے کہ پردہ کے متعلق بے جا تشدّد کیا گیا اس کا یہ نتیجہ ہے کہ پردہ کو بالکل اڑا دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔میں نے خود دیکھا ہے عورتوں کو ڈولی میں لاتے پھر ڈولی کے ارد گرد پردہ تان کر گاڑی میں سوار کراتے یہ بے جا سختی تھی مگر یہ طریق بھی خطرناک ہے اصل مسئلہ کو بگاڑا جا رہا ہے اس طرح اسلام پر زد پڑتی ہے۔اگر مخالفین یہ کہیں کہ اسلام میں پردہ کا حکم تو ہے مگر ہم اس کی پابندی نہیں کرتے تو یہ اور بات ہے۔سمجھ لیا جائے کہ جس طرح اور کئی شرعی باتوں پر عمل نہیں کرتے اسی طرح اس پر بھی نہیں کرتے۔اور جب یہ سمجھ آجائے گی کہ اسلامی پردہ کسی لحاظ سے مضر نہیں بلکہ مفید ہے تو لوگ اس کی پابندی کرنے لگ جائیں گے مگر یہ کہنا کہ اسلام میں پردہ کا حکم ہی نہیں ہے یہ اسلام پر حملہ کرنا ہے اور جن لوگوں کے دلوں میں یہ بات بٹھا دی جائے گی اُن سے پھر توقّع نہیں ہو سکتی کہ اصل پردہ کی پابندی کبھی اختیار کر سکیں گے۔

موجودہ جو پردہ ہے میں تو اسے سیاسی پردہ کہا کرتا ہوں کیونکہ حالات اس قسم کے ہیں۔انگریزی قانون میں عصمت کی قیمت روپیہ رکھی گئی ہے اِس لئے احتیاط کی ضرورت ہے ورنہ جہاں مسلمانوں کی حکومت ہو وہاں عورتیں بھی آزادی کے ساتھ چل پھر سکتی ہیں۔

عرب میں میں نے دیکھا ہے عورتیں بازاروں میں جاتی اور چیزیں خریدتی ہیں اور وہاں کے

لوگوں نے بتایا ہے کہ ہماری خریدی ہوئی چیز عورتوں کو پسند نہیں آتی۔ وہ کہتی ہیں مرد کیا جانیں کپڑا کیسا پہننا چاہیئے یا اور چیزوں کے متعلق انہیں کیا واقفیت ہوسکتی ہے وہ خود جا کر خرید وفروخت کرتی ہیں۔''

اس کے بعد سوال وجواب میں شیخ عبدالغفور صاحب نے فرمایا:

''میں نے مولوی محمد علی صاحب سے پردہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میرا دل تو یہی چاہتا ہے کہ عورتیں ننگے مُنہ پھریں مگر مجھ میں ابھی تک اتنی طاقت نہیں ہے کہ اس کو برداشت کرسکوں مَیں چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے توفیق دے کہ اسلامی پردہ ہے وہ کرا سکوں یعنی منہ کھلا رکھاؤں۔

مولوی صاحب نے اس کی تائید میں یہ بات بیان کی تھی کہ اگر مُنہ کھلا نہ رکھا جاتا تو قرآن میں یہ حکم دینے کی کیا ضرورت تھی کہ مرد اور عورتیں اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ؓ:۔ آنکھیں اور ان کے اردگرد کا تھوڑا حصّہ ننگا رکھا جا سکتا ہے اس لئے آنکھیں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا۔

شیخ عبدالغفور صاحب: کیا عورتیں خود سَودا خریدنے بازاروں میں جاسکتی ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح ؓ: جاسکتی ہیں اگر کوئی خطرہ نہ ہو۔ موجودہ بُرقعہ بہت تکلیف دہ چیز ہے مجھے یہ ناپسند ہے۔ مصری طرز کا بُرقعہ آرام دہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پردہ کی وجہ سے عورتیں ترقی نہیں کر سکتیں۔ ان کی صحت خراب رہتی ہے مگر یہ درست نہیں۔ وہ عورتیں جو بے پردہ پھرتی ہیں وہ کیا کرتی ہیں جو پردہ کرنے والی نہیں کرسکتیں۔ جس وقت عورتیں اسلام کے احکام کے مطابق پردہ کرتی تھیں اس وقت تو ان کی صحتیں بھی اچھی تھیں، وہ جنگوں میں بھی شامل ہوتی تھیں، دشمن کو بھی مارتی تھیں مگر اب بے نقاب پھرنے والی کچھ نہیں کر رہیں۔ دراصل صحت امید اور امنگ سے قائم رہتی ہے جب کسی میں امنگ ہی نہ ہو تو چاہے اسے پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا کردو وہ نیچے ہی گری ہوئی ہوگی اور اگر امنگ اور امید ہو تو خواہ لحاف اوڑھا دو وہ پھر بھی بلند ہوتی جائیگی کلیلہ والے نے ایک چوہے کی مثال لکھی ہے کہ کسی نے کسی شخص سے شکایت کی کہ چوہا ہر چیز خراب کر دیتا ہے۔ اُس نے کہا اونچی جگہ رکھ دیا کرو۔ اس کے جواب میں شکایت کرنے والے نے کہا چوہا وہاں بھی اُچھل کر پہنچ جاتا ہے اُس نے کہا

پھر کوئی بات ہے۔تم چوہے کا بل کھودو جب بل کھودا گیا تو اُس میں سے نقدی نکلی وہ اُس نے لے لی۔پھر جب چوہا باہر آیا تو بالکل ادھ مؤا تھا۔اچھی طرح چل بھی نہ سکتا تھا۔یہ چوہے کی تو مثال دی گئی ہے انسانوں کی بھی یہی حالت ہوتی ہے کسی بات پر ہمّت اور جوش پیدا ہوتا ہے۔وہ عورتیں جو کھلے مُنہ پھرتی ہیں وہ ان عورتوں کے مقابلہ میں کیا کرسکتی ہیں جو عرب میں مُنہ پر نقاب ڈال کر رہتی ہیں۔وجہ یہ کہ عرب کی عورتوں کو اپنے ملک میں آزادی حاصل ہے اِس لئے باوجود پردہ کی پابندی کرنے کے وہ طاقتور اور مضبوط ہوتی ہیں۔ضرورت اِس بات کی ہے کہ موجودہ پردہ کی اصلاح کی جائے جب تک یہ قائم رہے گا اُس وقت تک اُن کا پلّہ بھاری رہے گا جو پردہ کے خلاف ہیں اور یہ اصلاح اس طرح ہوسکتی ہے کہ عورتیں تعلیم یافتہ ہوں خود شرعی پردہ پر عمل کریں۔پردہ کرتی ہوئی کام کاج کرتی رہیں،اُن کی صحت بھی اچھی ہو،وہ عورتوں کو بتائیں کہ دیکھو پردہ کی پابندی کرتے ہوئے ہر طرح کی ترقی کی جاسکتی ہے۔ایسی عورتوں کی باتوں کا عورتوں پر اثر ہوسکتا ہے مردوں کے کہنے کا نہیں ہوتا کیونکہ عورتیں کہہ دیتی ہیں کہ تم باہر پھرتے ہو تمھیں کیا معلوم ہے کہ پردہ کی کیا تکالیف ہیں۔

میرے نزدیک یہ بھی ظلم کیا جاتا ہے کہ چھوٹی عمر میں ہی لڑکیوں کو بُرقعہ اُڑھا دیا جاتا ہے اس سے اُن کی صحت پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے قد بھی اچھی طرح نہیں بڑھ سکتا۔جب لڑکی میں نسائیت پیدا ہونے لگے اُس وقت سے پردہ کرانا چاہیئے۔

(ازالفضل 6۔جولائی 1928 نمبر 2 جلد 16)

پردہ کے متعلق مزید گفتگو

مغرب کے قریب جناب مشرف حسین صاحب ایم۔اے دہلوی انسپکٹر ڈاکخانہ جات حضورؓ کی ملاقات کے لئے تشریف لائے جن سے دہلی کے شاہی خاندانوں کی تباہی اور پُرانے اہل علم گھرانوں کی بربادی کے متعلق گفتگو ہوتی رہی پھر انسپکٹر صاحب نے پردہ کے متعلق حضورؓ کی رائے معلوم کرنی چاہی اسپر حضورؓ نے اس گفتگو کا حوالہ دیا جو چند ہی دن قبل ایک میڈیکل سٹوڈنٹ سے ہوئی اور جو الفضل میں شائع ہوچکی ہے۔الفضل کا یہ پرچہ انسپکٹر صاحب کو دیا گیا۔اس گفتگو پر حضور نے مزید

اضافہ فرمایا کہ:۔

ایسے امور جو اعمال سے تعلق رکھتے ہیں اُن کے متعلق الفاظ پر بحث کرنے کی بجائے اُن لوگوں کے اعمال دیکھنے چاہئیں جو اس کے پہلے مخاطب تھے۔ پردہ کے متعلق ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہؓ کے عمل کو دیکھنا چاہیئے اس سے پتہ لگتا ہے کہ مُنہ کا پردہ تھا۔اس قسم کے واقعات احادیث میں پائے جاتے ہیں جن سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔یہ واقعات ایسے نہیں جو پردہ کی حمایت میں کسی نے بیان کئے ہوں کہ ان کے متعلق کہا جائے ان میں بیان کرنے والوں کی ذاتی رائے اور رجحانِ طبیعت کا دخل ہے بلکہ وہ باتیں دوسرے واقعات کے سلسلہ میں بیان ہوئی ہیں اِس وجہ سے پردہ کے متعلق فیصلہ کُن ہیں کیونکہ یہ واقعات پردہ کا مسئلہ ذہن میں رکھ کر نہیں بنائے گئے بلکہ عام حالات میں بیان کئے گئے ہیں پس مُنہ کا چھپانا احادیث اور اسلامی تاریخ کے واقعات سے ثابت ہے۔

انسپکٹر صاحب:۔ اِلَّا مَا ظَھَرَ کے کیا معنے آپ خیال فرماتے ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح ؓ:۔ اِس کے معنے ہیں وہ حصّہ جو آپ ہی آپ ظاہر ہو۔جس کو کسی مجبوری کی وجہ سے چھپایا نہ جا سکے خواہ یہ مجبوری بناوٹ کے لحاظ سے ہو جیسے قد ہے، یا بیماری کے لحاظ سے ہو کہ کوئی حصّہء جسم علاج کے لئے دکھانا پڑے یا کام کے لحاظ سے ہو کہ کام کرنے کے لئے کوئی حصّہ ننگا رکھنا پڑے۔قرآن کریم کا یہ حکم ہے کہ زینت کو چھپاؤ، اور سب سے زیادہ زینت کی چیز چہرہ ہے۔وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ چہرہ چھپانے کا حکم نہیں اُن سے ہم پوچھتے ہیں کہ پھر زینت ہے کیا چیز جسے چھپانے کا حکم دیا گیا ہے؟ ہم اس حد تک قائل ہیں کہ چہرہ کو اس طرح چھپایا جائے جس سے صحت پر اثر نہ پڑے۔یعنی باریک کپڑا ڈال لیا جائے یا عرب کی طرح نقاب بنالیا جائے۔عرب میں اسی کا نقاب ہوتا ہے کہ آنکھیں اور ناک کا کچھ حصہ کھُلا رہتا ہے۔

(ڈلہوزی 9۔جولائی از الفضل 17۔جولائی 1928ء نمبر 5 جلد 16)

پردہ میں عورت کا چہرہ بھی شامل ہے

خلاصہ تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ برموقع جلسہ سالانہ 1949ء

حضرت مصلح موعودؓ عنہ فرماتے ہیں کہ

’’آج کل ہمارے ملک میں پردہ کے متعلق بہت بحثیں ہورہی ہیں۔قرآن کریم اوراحادیث کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ عورت کے لئے پردہ ضروری ہے اور پردہ میں عورت کا چہرہ بھی شامل ہے مغرب زدہ لوگوں کا کہنا ہے کہ’’اسلام میں چہرہ کا پردہ نہیں‘‘غلط ہے۔پردہ کی پوری پوری پابندی کرتے ہوئے بھی (علم کے متعلق) موجودہ زمانہ کی نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے زمانہ میں زیادہ دلچسپی نظر آتی ہے۔اُس زمانہ میں عورتوں سے لوگ علم سیکھتے تھے۔مسائل کے متعلق جاکر دریافت کرتے تھے‘‘۔

حضور نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ

’’زمانہ نہایت جلد بدل رہا ہے۔اس لئے اپنے کو بھی بدلنے کی ضرورت ہے۔ہم لوگ بات تو سن لیتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے۔مثلاً صفائی ہے اس کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ہم میں سادگی بھی ضروری ہے لیکن صفائی بھی ضروری ہے۔مگر اب باتوں کا وقت نہیں عمل کا وقت ہے۔صفائی کے متعلق اسلام نے بے حد تاکید کی ہے۔میں بھی کئی دفعہ اس طرف توجہ دلا چکا ہوں مگر ابھی تک اس حالت میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہوا۔گھروں کے اندر یہ کام مرد نہیں کرسکتا۔عورتوں کی توجہ سے یہ کام ہوسکتا ہے۔راستوں پر گندکوڑا پھینکنا یا بچوں کو راستے میں پاخانہ کروادینا بہت بری بات ہے۔اب غیر ممالک سے لوگ آرہے ہیں اور کثرت سے آئیں گے۔ان لوگوں نے تمہارا نمونہ دیکھنا ہے۔ان میں دو قسم کے لوگ ہوں گے۔(1) منافق جب تمہارا گندہ نمونہ دیکھیں گے تو احمدیت کیلئے بدنامی کا باعث ہونگے،ٹھوکر در ٹھوکر کھائیں گے۔(2)مخلص مومن جو تمہارے ہر عمل کا نمونہ لے گا۔اور اس پر عمل کرے گا۔پس ایک حصہ کو تم مرتد کروگے اور ایک حصہ کو تم گندہ

کروگے۔ میں لجنہ اماء اللہ کوتوجہ دلاتا ہوں کہ وقارِ عمل کے ذریعہ یہ بات عورتوں کوسکھائے تاکہ وہ غیر قوموں سے آنے والے کے لئے نیک نمونہ پیش کرسکیں۔ساتھ ہی عورتوں کوتعلیم کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اپنے اندر اسلامی اخلاق اور اطوار پیدا کرو۔دینی تعلیم سیکھنے سے یہ اخلاق اور اطوار پیدا ہو سکتے ہیں۔تم اپنے اندر ایک نمایاں تبدیلی اور تغیر پیدا کرو اور باہر سے ہزاروں آنے والوں کو سکھانے کیلئے خود سیکھ کر اپنے آپ کو تیار کرو۔لجنہ کو اب ہوشیار ہونا چاہیئے۔اسلام اور کفر کی لڑائی ختم نہیں ہوسکتی جب تک تمہاری مائیں،بہنیں،لڑکیاں،مرد اور بچے پوری طرح اس میں شامل نہ ہوں۔لجنہ کو چاہیئے کہ وہ عورتوں میں بیداری پیدا کرے۔قربانی کی رُوح جماعت میں موجود ہے صرف عورتوں کو ان کی ذمہ اری سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے''۔

(الفضل 20 /جنوری 1950ء صفحہ 5)

اسلامی پَردہ

''.........پہلے تو میں ایک ایسی بات کے متعلق مختصر طور پر کچھ نصیحت کرنا چاہتا ہوں جو یہاں مسجد کے باہر مجھے نظر آئی۔اگلی موٹروں کی سواریاں چونکہ اُتر رہی تھیں،اس لئے ہماری موٹر کو تھوڑی دیر کے لئے پیچھے کھڑا کرلیا گیا۔اس وقت موٹر میں بیٹھے بیٹھے مَیں نے سامنے کی طرف دیکھا تو مجھے نظر آیا کہ تین چار مستورات جُمعہ کے لئے برقعہ پہنے آرہی ہیں لیکن ان کے منہ کا پردہ ایسے رنگ میں تھا کے جسے پردہ نہیں کہا جاسکتا۔بڑی مشکل ہے کہ اس زمانہ میں پردہ کے خلاف اتنا رواج ہو چکا ہے کہ دوسری عورتیں تو الگ رہیں جو مسائل جاننے والی عورتیں ہیں ان کو سمجھانا بھی مشکل ہو جاتا ہے اور پھر حفظانِ صحت پر آجکل اتنا زور دیا جاتا ہے کہ اس کی آڑ میں پردہ میں بہت کچھ تخفیف کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔بعض عورتیں سانس لینے کے لئے اپنا نقاب اس طرح رکھتی ہیں کہ جس سے پُورا پردہ نہیں ہوسکتا۔اور جب انہیں کچھ کہو تو ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ اسلام کا اصل منشاء گھونگھٹ ہے۔حالانکہ نقاب کی گھونگھٹ اور چادر کی گھونگھٹ میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔چادر کی گھونگھٹ مُنہ سے ایک بالشت کے فاصلہ پر ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس کا شیڈ چہرہ پر پڑتا ہے،اور

وہ دوسرے کو نظر نہیں آ سکتا۔لیکن نقاب کی گھونگھٹ اوّل تو باریک کپڑے کی ہوتی ہے اور پھر وہ مُنہ کے ساتھ لگی ہوئی ہوتی ہے جس کی وجہ سے چہرہ پر اس کا شیڈ نہیں پڑتا۔لیکن خواہ تعلیم یافتہ عورتیں ایسا کریں یا غیر تعلیم یافتہ جو چیز ناپسند ہے وہ بہرحال ناپسند ہے۔اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام میں جو اصل پردہ رائج تھا، وہ گھونگھٹ تھا اور وہی اصل پردہ ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے بہ نسبت اس پردہ کے جو آجکل ہمارے ملک میں رائج ہے وہ پردہ زیادہ محفوظ تھا۔چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں گھونگھٹ نکال کر دکھایا کرتے تھے اور بتایا کرتے تھے کہ پردہ کا اصل طریق یہ ہے۔اگر اس طرح گھونگھٹ نکالا جائے تو لازمًا موٹے کپڑے کا چہرہ پر سایہ پڑے گا اور صحیح معنوں میں پردہ قائم رہ سکے گا۔لیکن موجودہ نقاب کا طریق ایسا ہے جس میں پُورا پردہ نہیں ہوسکتا۔بہرحال ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ اسلامی احکام پر عمل کرے اور اگر کہیں اس کے عمل میں کمزوری پائی جاتی ہو تو اس کو دُور کرے۔

پھر اس سے بھی زیادہ نقص میں نے یہ دیکھا کہ ایک خاتون نے ایسا بُرقعہ پہنا ہوا تھا جس کی آستینیں نہیں تھیں اور اس کا بازو ننگا تھا۔حالانکہ یہ تو ایسی بات ہے جیسے ران ننگی کردی جائے یا لاتیں ننگی کردی جائیں۔چونکہ عورتوں میں اب ایرانی طرز کے بُرقعے کا رواج ہو رہا ہے اور اس کی آستینیں نہیں ہوتیں۔اس لئے بعض عورتیں وہ برقع پہن کر آجاتی ہیں۔حالانکہ ہاتھ کے جوڑ کے اُوپر سارے کا سارا حصہ پردہ میں شامل ہے۔بلکہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواج مطہرات کے بیان سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ ہاتھ اور پیر۔۔۔۔پردہ میں شامل ہیں۔چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ جب حج کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے اہل بیت کے ساتھ تشریف لے جاتے اور مرد سامنے آجاتے تو آپؐ فرماتے اب دستانے اور جرابیں پہن لو، سامنے مرد آرہے ہیں۔بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ یہ حکم ان ازواج مطہّرات کے لئے تھا لیکن بہرحال اس سے تو کسی کو بھی انکار نہیں کہ ہاتھ کے جوڑ کے اُوپر جو کچھ ہے سب پردہ میں شامل ہے۔میں یہ تو امید نہیں کرتا کہ تم ساری عورتوں سے پردہ کروالو گے۔کچھ بہرحال انکار کریں گی اور یہ ایسی لڑائی ہے جو چند دن میں ختم نہیں ہوسکتی۔اس لئے تمہیں لمبی جدوجہد اور

لمبے وعظ اور لمبی نصیحت سے کام لینا پڑے گا۔مُلانوں کی طرح تمہیں یہ نہیں کہتا کہ جو عورت پردہ نہیں کرتی تم ڈنڈا اُٹھا کر اُس کے سر پر مارو اور اُسے پردہ کرنے پر مجبور کرو۔تمہارا کام صرف سمجھانا ہے۔جب تم سمجھاؤ گے تو ماننے والی عورتیں اور ماننے والے مرد بھی نکل آئیں گے اور نہ ماننے والی عورتیں اور نہ ماننے والے مرد بھی نکل آئیں گے۔.......''

((اقتباس خطبہ جمعہ فرمودہ 25۔جون 1954ء بمقام کراچی مطبوعہ الفضل 5اپریل 1960ء صفحہ 6)

احمدی خواتین کے لئے پردہ کی اہمیت

تشہد وتعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران 20)اس کے بعد فرمایا:۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حضور وہی ایمان مقبول ہوتا ہے جس میں کامل فرمانبرداری اور اطاعت اختیار کی جائے اور اللہ تعالیٰ کے کسی حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔صرف مُنہ سے اپنے آپ کو مسلمان کہتے رہنا یا ظاہر میں آکر بیعت کر لینا یا کلمۂ شہادت پڑھ لینا خدا تعالیٰ کے حضور کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔اس کا نام دین رکھنا دین سے تمسخر اور استہزاء کرنا اور اپنی منافقت اور بے ایمانی کا ثبوت دینا ہے۔وہی آدمی خدا تعالیٰ کی نگاہ میں سچّا مومن سمجھا جا سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کے احکام کی اطاعت بھی کرتا ہے۔اور اس کی غلامی کا جُوا اپنی گردن پر پوری طرح رکھتا ہے۔اگر وہ خدا تعالیٰ کے احکام کی اطاعت نہیں کرتا تو چاہے وہ دس ہزار دفعہ کلمہ پڑھے وہ یزید اور ابوجہل کا ابوجہل رہتا ہے۔اور چاہے دس ہزار دفعہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا یہ دعویٰ ایک رائی کے برابر قیمت نہیں رکھتا۔صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قرآن کریم کی کامل اطاعت اور کامل فرمانبرداری ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو سچّا مومن بناتی ہے۔ورنہ وہ اگر دس کروڑ دفعہ بھی کلمہ پڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو وہ کذّاب اور جھوٹا ہے۔

حضورمزید فرماتے ہیں کہ

''مَیں دیکھتا ہوں کہ اکثر احمدی چندہ تو دینے لگ گئے ہیں اوران کا ایک معتد بہ حصّہ نمازیں بھی باقاعدہ پڑھتا ہے لیکن جب سے پاکستان بنا ہے بعض احمدیوں میں سے پردہ اٹھ گیا ہے۔اورزیادہ تر یہ نقص مالداروں میں پایا جاتا ہے۔ مجھے تعجّب آتا ہے کہ یہ بے غیرت اور بزدل لوگ جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات نہیں مانی انہوں نے اپنی قوم کی کیا خدمت کرنی ہے۔قوم کی خدمت کرنے والے تو وہ لوگ تھے جنہوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا ایسا شاندار نمونہ دکھایا کہ آج بھی تاریخ کے صفحات میں ان کے واقعات پڑھ کر انسان کا دل محبت کے جذبات کے ساتھ لبریز ہو جاتا ہے۔''

پردہ کا حکم

ہر شخص جانتا کہ عربوں میں پردہ کا کوئی رواج نہیں تھا۔ بلکہ اسلام میں بھی شروع میں پردہ کا حکم نازل نہیں ہوُا۔اس زمانہ میں خود رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بھی پردہ نہیں کیا کرتی تھیں۔مگر جب پردہ کا حکم نازل ہو گیا تو ایک نوجوان نے اپنے رشتہ کے لئے ایک گھر پسند کیا۔باپ نے کہا مجھے تمھارا رشتہ منظور ہے۔تم بڑے اچھے آدمی ہو۔خوش شکل ہو اور اپنی روزی بھی کماتے ہو اس لئے مجھے تمھیں رشتہ دینے میں کوئی عذر نہیں۔اس نے کہا اگر آپ تیار ہیں تو لڑکی دکھادیں۔بغیر دیکھے کے میں کس طرح شادی کر لوں باپ کہنے لگا کہ میں لڑکی دکھانے کے لئے تیار نہیں۔وہ اُسی وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوُا۔اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے فلاں جگہ شادی کرنے کا ارادہ کیا ہے۔مگر مجھے معلوم نہیں کہ لڑکی کی شکل کیسی ہے۔میں چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ اسے دیکھ لوں تا کہ میری تسلی ہو جائے۔آپؐ نے فرمایا ہاں بے شک پردے کا حکم نازل ہو چکا ہے مگر یہ غیر عورت کے لئے ہے۔جس لڑکی کے ساتھ رشتہ طے ہو جائے اور ماں باپ بھی منظور کر لیں۔اگر اسے لڑکا دیکھنا چاہے تو ایک دفعہ دیکھ سکتا ہے۔تم اس کے باپ کے پاس جاؤ اور میری طرف سے کہہ دو کہ وہ

تمھیں لڑکی دکھادے۔ اگر رشتہ کا سوال نہ ہوتب تو بے شک پردہ ہوگا لیکن اگر کوئی شخص کسی جگہ رشتہ کرنے پر رضامند ہوجائے اور لڑکی کے ماں باپ بھی راضی ہوجائیں تو تسلی کرنے کے لئے اسے ایک دفعہ دیکھنا جائز ہے۔ وہ گیا اور اس نے رسول کریم ﷺ کا پیغام اسے پہنچادیا۔ مگر معلوم ہوتا ہے اس لڑکی کے باپ کے اندر ابھی اسلام پوری طرح راسخ نہیں ہوا تھا۔ جب اُس نے کہا کہ میں رسول کریم ﷺ سے پوچھ آیا ہوں اور آپؐ نے فرمایا ہے کہ جب تمھارا ایک جگہ رشتہ طے ہوگیا ہے تواب وہ تمھاری منسوبہ ہے اور منسوبہ کو شادی سے پہلے تسلی کے لئے دیکھنا جائز ہے۔ تو باپ کہنے لگا میں ایسا بے غیرت نہیں ہوں کہ تمھیں اپنی لڑکی دکھادوں۔ تمھاری مرضی ہے رشتہ کرو یا نہ کرو۔ جس وقت اس نے یہ بات کہی اُسکی لڑکی پردہ میں بیٹھی ہوئی سب باتیں سن رہی تھی۔ وہ جھٹ اپنا منہ کھول کر سامنے آگئی اور کہنے لگی میں ایسے باپ کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں جو کہتا ہے کہ مجھے رسول کریم ﷺ کے حکم کی بھی پرواہ نہیں میں اب تمہارے سامنے آگئی ہوں تم مجھے دیکھ لو۔ مگر وہ نوجوان بھی بڑے ایمان والا تھا۔ اس نے جھٹ اپنی آنکھیں نیچی کرلیں اور گردن جھکالی۔ اور کہنے لگا میں تیرے جیسی مومن عورت کی شکل دیکھے بغیر ہی تجھ سے شادی کروں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ جس عورت کے اندر اتنا اخلاص اور ایمان پایا جاتا ہے اس کی شکل دیکھ کر اس کی ہتک کروں۔ اب میں بغیر دیکھے کے ہی نکاح کرونگا۔ چنانچہ اُس نے نکاح کرلیا۔

یہ تھا اُن لوگوں کا اخلاص اور یہ تھی اُن لوگوں میں رسول کریم ﷺ کے احکام کی اطاعت۔ پردے کا حکم نازل ہوچکا تھا مگر لڑکی کہتی ہے کہ باپ بے شک مخالفت کرتا رہے میں ایسے باپ کا حکم ماننے کے لئے تیار نہیں جو رسول کریم ﷺ کی کامل اطاعت کرنے والا نہیں۔ جب رسول کریم ﷺ نے فرمادیا کہ منسوبہ کی شکل دیکھنی جائز ہے تو میرا باپ کون ہے جو اس میں روک بنے۔ مَیں اب تمہارے سامنے کھڑی ہوں تم مجھے دیکھ لو۔ اور اس نوجوان کا اخلاص دیکھو کہ وہ کہتا ہے میں ایسا ایمان رکھنے والی عورت کو دیکھ کر اس کی ہتک کرنا نہیں چاہتا۔ میں اب بغیر دیکھے ہی اس سے شادی کروں گا۔ یہی لوگ تھے جو اسلام کے لئے اپنی جانیں بلادریغ قربان کرتے چلے جاتے تھے۔

جنگِ اُحد کے موقعہ پر

اُحد کے موقعہ پر جب رسول کریم ﷺ کے متعلق غلط فہمی سے یہ مشہور ہو گیا کہ آپ شہید ہو گئے ہیں تو مدینہ کی عورتیں پاگل ہو کر اپنے گھروں سے نکلیں اور احد کی طرف دوڑ پڑیں۔ اُحد مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر تھا۔ ایک عورت اسی جنون میں دوڑی چلی آ رہی تھی کہ اسے سامنے سے اسلامی لشکر واپس لوٹتا ہوا دکھائی دیا۔ وہ ایک صحابی کے پاس پہنچی اور کہنے لگی مجھے بتاؤ رسول کریم ﷺ کا کیا حال ہے؟ وہ چونکہ رسول کریم ﷺ کو زندہ اور سلامت دیکھ چکا تھا۔ اور اس کا دل مطمئن تھا اس لئے بجائے اس کے کہ وہ رسول کریم ﷺ کے متعلق اسے کوئی جواب دیتا اس نے چاہا کہ اس عورت سے تعلق رکھنے والی جو بات ہے وہ میں اسے بتادوں۔ چنانچہ وہ کہنے لگا۔ بی بی! مجھے بڑا افسوس ہے کہ تیرا باپ اس جنگ میں مارا گیا ہے۔ وہ کہنے لگی میں نے تجھ سے اپنے باپ کے متعلق نہیں پوچھا۔ میں تو تجھ سے رسول کریم ﷺ کے متعلق پوچھ رہی ہوں کہ آپ کا کیا حال ہے۔ وہ کہنے لگا۔ بی بی مجھے افسوس ہے کہ تیرا خاوند بھی اس جنگ میں مارا گیا ہے۔ اس نے پھر کہا کہ میں نے تجھ سے اپنے خاوند کے متعلق بھی نہیں پوچھا۔ میں تو تجھ سے رسول کریم ﷺ کے متعلق دریافت کر رہی ہوں۔ وہ کہنے لگا۔ بی بی! مجھے افسوس ہے کہ تیرا بھائی بھی اس جنگ میں مارا گیا ہے۔ وہ کہنے لگی مَیں نے تجھ سے اپنے بھائی کا حال بھی کب دریافت کیا ہے میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ رسول کریم ﷺ کا کیا حال ہے۔ وہ کہنے لگا۔ رسول کریم ﷺ تو خیریت سے ہیں اس نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خیریت سے ہیں اور آپؐ زندہ ہیں تو خواہ میرا باپ مارا جائے یا خاوند مارا جائے۔ یا بھائی مارا جائے مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں مجھے تو رسول کریم ﷺ کی زندگی کی ضرورت ہے پھر وہ آگے دوڑ پڑی۔ اور اُس نے کہا بتاؤ رسول کریم ﷺ کہاں کھڑے ہیں تا کہ میں اپنی آنکھوں سے بھی آپ کو دیکھ لُوں۔ اور مجھے یقین ہو جائے کہ آپ زندہ اور سلامت ہیں۔ جب اس نے رسول کریم ﷺ کو ایک جگہ تندرست کھڑے دیکھا تو دوڑ کر آپؐ کے پاس پہنچی۔ اُس نے آپؐ

کا دامن پکڑ لیا اور اسے محبت کے ساتھ بوسہ دیتے ہوئے کہا یا رسول اللہ! آپؐ نے یہ کیا کیا کہ آپ کے متعلق ایسی خبر مشہور ہوگئی۔ گویا اس صدمہ اور جنون کی حالت میں اسے یہ بھی ہوش نہ رہا کہ کیا کوئی آپ بھی اپنے متعلق ایسی خبر مشہور کیا کرتا ہے۔ اور کہنے لگی یا رسول اللہ یہ جھوٹی خبر بھی آپ کے متعلق کیوں مشہور ہوگئی۔

یہ وہ بہادر عورتیں تھیں جنہیں اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں کسی اور چیز کی پرواہ نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ اُن کے اندر سچا ایمان پایا جاتا تھا۔ وہ جانتی تھیں کہ اصل چیز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہے اگر اس راستہ میں ہمارا باپ مارا جاتا ہے یا بھائی مارا جاتا ہے تو ہمیں خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اس صدمہ کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہیئے۔ اور خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کو سب سے مقدم سمجھنا چاہیئے۔

قربانی اور اخلاص اور فدائیت کے یہ عظیم الشان نمونے صحابہؓ نے اس لئے دکھائے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سچے ایمان لائے تھے۔ اور ہر قدم پر آپؐ کی اطاعت کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ چنانچہ سر ولیم میور اپنی کتاب ''لائف آف محمد'' میں لکھتا ہے کہ احزاب میں کفار کا اتنا بڑا لشکر جمع ہوا مگر پھر شکست کھا گیا۔ اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ کفار سے ایک سیاسی غلطی ہوئی۔ اور وہ یہ کہ جب وہ خندق پار کر کے اس طرف آجاتے تھے جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیمہ تھا تو وہ بیوقوفی سے محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمہ کی طرف بڑھنا شروع کر دیتے تھے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ آپؐ پر اتنے فدا تھے کہ جب وہ سمجھتے تھے کہ ان لوگوں کا منشاء یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دیں تو مرد عورتیں اور بچے پاگلوں کی طرح دشمن کے لشکر کے سامنے آجاتے تھے اور ان کو شکست ہو جاتی تھی۔ اگر وہ یہ بیوقوفی نہ کرتے کہ محمد رسول اللہؐ کے خیمہ کی طرف رخ کرتے تو ممکن ہے احزاب میں ان کو فتح ہو جاتی۔ یہ عشق کا جنون کامل ایمان اور کامل فرمانبرداری کی وجہ سے ہی تھا۔ ان لوگوں میں تو ایمان تھا۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ صحیح الفطرت غیر مسلموں میں بھی غیرت ہوتی ہے۔

جب میں نے 1912ء میں حج کیا تو میں ایک اٹیلین جہاز پر بیٹھ کر پہلے مصر گیا تھا اور پھر مصر

سے حج کے لئے گیا تھا۔اس اٹیلین جہاز پر ایک ڈاکٹر تھا جس کی بیوی مر چکی تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ تم دوبارہ شادی کیوں نہیں کرتے؟ کہنے لگا کہ میں اگر شادی کروں گا تو ایشیا میں کروں گا۔ میں یورپ میں نہیں کروں گا۔اس کی طبیعت کچھ مذاقیہ تھی اس نے نقل کر کے مجھے دکھایا اور کہا کہ یورپین عورت جب خاوند آتا ہے منہ بسور کے بیٹھ جاتی ہے اور جب غیروں کے سامنے جاتی ہے تو پوڈر اور لپ سٹک لگاتی ہے۔ میں ایسی عورت سے شادی نہیں کروں گا۔اس سے معلوم ہوُا کہ اسلام کی شرط نہیں غیرت مند انسان خواہ کسی مذہب کا ہو ایسی حرکات سے پرہیز کرنا پسند کرتا ہے۔

پھر رسول کریم ﷺ ایک دفعہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ آپؐ نے دیکھا کہ کچھ لوگ کناروں پر کھڑے ہیں۔معلوم ہوتا ہے مسجد تنگ تھی اور لوگوں نے کناروں پر کھڑے ہو کر خطبہ سننا شروع کر دیا۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں دیکھا تو فرمایا بیٹھ جاؤ۔ایک صحابی اُس وقت مسجد کی طرف آ رہے تھے۔اور ابھی گلی میں ہی تھے کہ اُن کے کانوں میں یہ آواز پہنچ گئی اور وہ اسی وقت زمین پر بیٹھ گئے اور انہوں نے گھسٹ گھسٹ کر مسجد کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔کوئی شخص پیچھے سے آ رہا تھا وہ انہیں دیکھ کر کہنے لگا آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔اتنے بڑے آدمی ہو کر آپ نے اکڑوں بیٹھ کر پیروں کے بل چلنا شروع کر دیا ہے؟ انہوں نے کہا میرے کان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ابھی یہ آواز آئی تھی کہ بیٹھ جاؤ۔اسلئے میں یہ آواز سنتے ہی بیٹھ گیا اور وہ کہنے لگا یہ تو حضرت محمدؐ نے ان لوگوں سے کہا ہو گا جو مسجد میں کھڑے ہوں گے۔آپ سے تو نہیں کہا۔انہوں نے جواب دیا کہا ہو گا لیکن میں نے سمجھا کہ اگر میں نے اس حکم کی تعمیل نہ کی اور اس وقت میری جان نکل گئی تو رسول کریم ﷺ کا ایک حکم ایسا رہ جائے گا جس کی میں نے اطاعت نہیں کی ہو گی۔اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ خواہ آپؐ نے کسی کو مخاطب کیا ہو۔جب میرے کانوں میں آپ کی آواز پڑ گئی ہے تو میں اس کی تعمیل کروں۔یہ وہ اطاعت کی روح تھی جو صحابہؓ میں پائی جاتی تھی۔

اسی طرح دیکھو شراب کی عادت کتنی خطرناک چیز ہے۔لوگ زور لگاتے ہیں مگر یہ عادت نہیں چھٹتی۔عرب میں بھی اسلام سے پہلے شراب کا بہت رواج تھا۔حتیٰ کہ امراء پانچ نمازوں کے اوقات

میں پانچ دفعہ شرابیں پیا کرتے تھے اوراس پر فخر کرتے تھے۔جب شراب حرام ہوئی توجس مجلس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شراب کی حرمت کا اعلان فرمایا اس میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے سن لیا۔مگر وہ لوگ جو گھروں میں تھے ان کے کانوں تک ابھی یہ بات نہیں پہنچی تھی۔ایک جگہ شادی کی تقریب تھی اور شراب کے مٹکے بھر کرانہوں نے رکھے ہوئے تھے۔ایک دو مٹکے ختم ہو چکے تھے اور تین چار باقی تھے اور پھر وہ سارے شراب کے نشہ میں مخمور تھے اتنے میں ایک شخص گلی میں سے گزرا اور اس نے کہا سنو آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ آج سے میں مسلمانوں پر شراب کی حرمت کا اعلان کرتا ہوں۔اس وقت ایک آدمی نے دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا اس سے پوچھو تو سہی یہ کیا کہہ رہا ہے۔دوسرے نے ڈنڈا اٹھایا اور شراب کے مٹکوں کو توڑ دیا۔یہاں تک کہ وہ شراب بہتے ہوئے گلی تک پہنچ گئی وہ کہنے لگا تم نے یہ کیا کیا۔پہلے پوچھ تو لینا تھا کہ کیا بات ہوئی ہے۔اس نے کہا۔جب ہمارے کانوں میں یہ آواز پہنچ گئی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شراب کو حرام کر دیا ہے تو میں پہلے مٹکہ توڑوں گا اور پھر پوچھوں گا کہ کیا بات ہے۔یہ طریق تھا جس پر صحابہؓ نے قدم مارا اور محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کو کمال تک پہنچا دیا۔

جماعت احمدیہ کو انتباہ

پس میں اس خطبہ کے ذریعہ ان لوگوں کو جو اپنی بیویوں کو بے پردہ رکھتے ہیں تنبیہ کرتا ہوں اور انہیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔لیکن میں سمجھتا ہوں کہ باقی احمدی بھی مجرم ہیں کیونکہ محض اس لئے کہ فلاں صاحب بڑے مالدار ہیں تم انکے ہاں جاتے ہو۔ان سے مل کر کھانا کھاتے ہو اور اُن سے دوستی اور محبت کے تعلقات رکھتے ہو۔تمہارا تو فرض ہے کہ تم ایسے آدمی کو سلام بھی نہ کرو۔تب بے شک سمجھا جائے گا کہ تم میں غیرت پائی جاتی ہے اور تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکام کی اطاعت کروانا چاہتے ہو۔لیکن اگر تم ایسے شخص سے مصافحہ کرتے ہو،اس کو سلام کرتے ہو اور اس سے تعلقات رکھتے ہو تو تم بھی ویسے ہی مجرم ہو جیسے وہ ہیں۔پس آج میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جو لوگ اپنی بیویوں کو بے پردہ باہر لے جاتے اور مکسڈ پارٹیوں میں شمولیت اختیار کرتے

ہیں۔اگر وہ احمدی ہیں تو تمھارا فرض ہے کہ تم اُن سے کوئی تعلق نہ رکھو۔نہ اُن سے مصافحہ کرو۔نہ انہیں سلام کرو۔نہ اُن کی دعوتوں میں جاؤ اور نہ اُن کو کبھی دعوت میں بلاؤ۔تا کہ انہیں محسوس ہو کہ اُن کی قوم اِس فعل کی وجہ سے انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔لیکن غیر احمدیوں کے متعلق ہمارا یہ قانون نہیں کیونکہ وہ ہماری جماعت میں شامل نہیں۔اور ہمارے فتویٰ کے پابند نہیں۔وہ چونکہ ہماری جماعت میں شامل نہیں اُن پر اُن کے مولویوں کا فتویٰ چلے گا اور خدا تعالیٰ کے سامنے ہم اُن کے ذمہ دار نہیں ہوں گے بلکہ وہ یا اُن کے مولوی ہوں گے۔لیکن اگر تم ایسے لوگوں سے تعلقات رکھتے ہو جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں اور پھر رسول کریم ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو صرف وہی نہیں بلکہ تم بھی پکڑے جاؤ گے۔خدا کہے گا کہ اِن لوگوں کو تم نے اس گناہ پر دلیری اور جرأت دلائی اور انہوں نے سمجھا کہ ساری قوم ہمارے اس فعل کو پسند کرتی ہے۔

پس آئندہ ایسے احمدیوں سے نہ تم نے مصافحہ کرنا ہے۔نہ انہیں سلام کرنا ہے۔نہ ان کی دعوتوں میں جانا ہے۔نہ اُن کو کبھی دعوت میں بلانا ہے۔نہ اُن کے پیچھے نماز پڑھنا ہے اور نہ انکو جماعت میں کوئی عہدہ دینا ہے۔بلکہ اگر ہو سکے تو ان کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا۔

اسی طرح ہماری جماعت کی عورتوں کو چاہیئے کہ اُن کی عورتوں سے کسی قسم کے تعلقات نہ رکھیں۔تمہیں اس سے کیا کہ کوئی کتنا مالدار ہے۔تمہیں کسی مالدار کی ضرورت نہیں۔تمہیں خدا کی ضرورت ہے۔اگر تم اللہ تعالیٰ کے لئے ان مالداروں سے قطع تعلق کر لو گے تو بے شک تمھارے گھر میں وہ مالدار نہیں آئے گا لیکن تمھارے گھر میں خدا آئے گا۔اب بتاؤ کہ تمہارے گھر کسی مالدار آدمی کا آنا عزّت کا موجب ہے، یا خدا تعالیٰ کا آنا عزّت کا موجب ہے۔بڑے سے بڑا مالدار بھی ہو تو خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔پس میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ ایسے لوگوں سے کوئی تعلق نہ رکھا جائے۔

تم اس بات سے مت ڈرو کہ اگر علیحدہ ہو گئے تو چندے کم ہو جائیں گے۔جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ کیا تھا تو اُس وقت کتنے لوگ چندہ دینے والے تھے۔مگر پھر خدا

تعالیٰ نے اتنی بڑی جماعت پیدا کر دی کہ اب صدر انجمن احمدیہ کا سلانہ بجٹ سترہ لاکھ روپیہ کا ہوتا ہے اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ دو چار سالوں میں ہمارا بجٹ پچاس ساٹھ لاکھ روپیہ تک پہنچ جائے گا۔ پس اگر ایک شخص سے چل کر ہماری جماعت کو اتنی ترقی حاصل ہوئی ہے کہ لاکھوں تک ہمارا بجٹ جا پہنچا ہے تو اگر یہ دس پندرہ آدمی نکل جائیں گے تو کیا ہو جائے گا۔ ہمیں تو یقین ہے کہ اگر ایک آدمی نکلے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ ہمیں ہزار دے دیگا۔ پس ہمیں اُن کے علیحدہ ہونے کا کوئی فکر نہیں۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ یہ صرف نام کے احمدی نہ ہوں بلکہ عملی طور پر بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے ہوں۔

پَردہ سے مُراد

پردہ سے مراد وہ پردہ نہیں جس پر پُرانے زمانہ میں ہندوستان میں عمل ہوا کرتا تھا۔ اور عورتوں کو گھر کی چار دیواری میں بند رکھا جاتا تھا۔ اور نہ پردہ سے مراد موجودہ بُرقعہ ہے۔

یہ بُرقعہ جس کا آجکل رواج ہے صحابہؓ کے زمانہ میں نہیں تھا۔ اُس وقت عورتیں چادر کے ذریعہ گھونگھٹ نکال لیا کرتی تھیں۔ جس طرح شریف زمیندار عورتوں میں آجکل بھی رواج ہے۔ چنانچہ ایک صحابی ایک دفعہ کوُفہ کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ پردہ کا ذکر آ گیا۔ اس زمانہ میں برقعہ کی طرز کی کوئی چیز نکلی تھی۔ وہ اس کا ذکر کر کے کہنے لگے کہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کو کوئی رواج نہیں تھا۔ اس زمانہ میں عورتیں چادر اوڑھ کر گھونگھٹ نکالا کرتی تھیں جس میں سارے کا سارا منہ چھپ جاتا ہے۔ صرف آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔ جیسے پرانے زمیندار خاندانوں میں اب تک گھونگھٹ کا ہی رواج ہے۔

پس شریعت نے پردہ محض چادر اوڑھنے کا نام رکھا ہے اور اس میں بھی گھونگھٹ نکالنے پر زور دیا ہے ورنہ آنکھوں کو بند کرنا جائز نہیں۔ یہ عورت پر ظلم ہے۔ اسی طرح عورت کو اپنے ساتھ لے کر بشرطیکہ وہ پردہ میں ہو سَیر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

میں نے خود حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ سے سنا کہ امرتسر کے سٹیشن پر ایک دفعہ حضرت مسیح

موعود علیہ السّلام حضرت اُمّ المومنینؓ کو اپنے ساتھ لے کر ٹہل رہے تھے کہ مولوی عبد الکریم صاحبؓ بڑے جوش کی حالت میں میرے پاس آئے اور کہنے لگے مولوی صاحب دیکھئے حضرت صاحب یہاں ٹہل رہے ہیں اور اُمّ المومنینؓ ساتھ ہیں۔آپ جا کر حضرت صاحب کو سمجھائیں کہ یہ مناسب نہیں۔غیر لوگ سٹیشن پر جمع ہیں اور وہ اعتراض کریں گے۔

حضرت خلیفہ اوّل فرماتے تھے کہ میں نے کہا جب آپ کے دل میں ایک اعتراض پیدا ہوا ہے تو آپ خود حضرت صاحب سے اس کا ذکر کریں میں تو نہیں جاتا۔آخر وہ خود ہی چلے گئے۔تھوڑی دیر کے بعد آئے تو انہوں نے سر نیچے ڈالا ہوا تھا۔میں نے کہا مولوی صاحب کہہ آئے؟ کہنے لگے ہاں میں نے کہا تھا کہ یہ مناسب نہیں۔کل ہی سارے اخبارات میں یہ بات چھپ جائے گی اور مخالف اعتراض کریں گے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ سنا تو آپ نے فرمایا۔مولوی صاحب وہ کیا لکھیں گے۔کیا یہ لکھیں گے کہ مرزا قادیانی بیوی کو ساتھ لے کر ٹہل رہا تھا۔اور اگر وہ یہ بات لکھیں تو اس میں ڈرنے کی کونسی بات ہے۔

غرض اُس وقت پردہ میں اتنی شدت تھی کہ اپنی بیویوں کو بھی ساتھ لے کر پھرنا لوگوں کی نگاہ میں معیوب سمجھا جاتا تھا۔لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے۔آپؑ آخری دنوں میں جب لاہور میں مقیم تھے تو باقاعدہ حضرت امّ المومنینؓ کو ساتھ لے کر سیر کیا کرتے تھے۔آپؑ چونکہ خود بھی بیمار تھے اور اعصاب کی تکلیف تھی اور حضرت اُمّ المومنینؓ بھی بیمار رہتی تھیں۔اسلئے جب تک آپؑ لاہور میں رہے روزانہ فٹن میں بیٹھ کر آپؑ سیر کے لئے تشریف لے جاتے اور حضرت اُمّ المومنینؓ بھی آپؑ کے ساتھ ہوتیں۔قادیان میں بھی یہی کیفیت تھی۔حضرت اُمّ المومنینؓ ہمیشہ سیر کے لئے جاتی تھیں اور ان کے ساتھ اُن کی سہیلیاں وغیرہ بھی ہوا کرتی تھیں۔

پس پردہ کے یہ معنے نہیں کہ عورتوں کو گھروں میں بند کر کے بٹھا دو۔وہ سیر وغیرہ کے لئے جاسکتی ہیں۔ہاں گھروں کے قہقہے سُننے منع ہیں۔لیکن اگر دوسروں سے وہ کوئی ضروری بات کریں تو یہ جائز ہے۔مثلاً اگر وہ ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہیں تو بیشک کریں۔یا فرض کرو کوئی مقدمہ ہو گیا ہے اور

عورت کسی وکیل سے بات کرنا چاہتی ہے تو بیشک کرے۔اسی طرح اگر کسی جلسہ میں کوئی تقریر کرنی پڑے جو مرد نہیں کرسکتا۔تو عورت تقریر بھی کرسکتی ہے۔

غرض عورتوں کا مِکسڈ مجالس میں جانا، مردوں کے سامنے اپنا مُنہ ننگا کردینا اور اُن سے ہنس ہنس کر باتیں کرنا یہ سب ناجائز امور ہیں۔لیکن ضرورت کے موقع پر شریعت نے بعض امور میں انہیں آزادی بھی دی ہے۔بلکہ قرآن کریم نے اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا کے الفاظ استعمال فرما کر بتادیا ہے کہ جو حصّہ مجبوراً ظاہر کرنا پڑے اسمیں عورت کے لئے کوئی گناہ نہیں۔اِس اجازت میں وہ تمام مزدور عورتیں بھی شامل ہیں جنہیں کھیتوں اور میدانوں میں کام کرنا پڑتا ہے۔اور چونکہ اُن کے کام کی نوعیت ایسی ہوتی ہے کہ اُن کے لئے آنکھوں اور اس کے اردگرد کا حصّہ کھُلا رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ورنہ اُن کے کام میں دقّت پیدا ہوتی ہے۔اس لئے اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا کے ماتحت اُن کے لئے آنکھوں سے لے کر ناک تک کا حصّہ کھُلا رکھنا جائز ہوگا۔اور چُونکہ اُنہیں بعض دفعہ پانی میں بھی کام کرنا پڑتا ہے اسلئے ان کے لئے یہ بھی جائز ہوگا کہ وہ پاجامہ اُڑس لیں اور اُنکی پنڈلی ننگی ہوجائے بلکہ ہمارے علماء کا یہ فتویٰ ہے کہ اگر کوئی عورت حاملہ ہو اور کوئی اچھی دایہ میسّر نہ آسکے اور ڈاکٹر یہ کہے کہ اگر یہ کسی مرد ڈاکٹر سے اپنا بچہ نہیں جنوائے گی تو اس کی زندگی خطرہ میں ہے تو ایسی صورت میں اگر وہ کسی مرد سے بچہ جنوائے گی تو یہ گناہ نہیں ہوگا اور پردے کی کوئی پرواہ نہیں کی جائیگی، حالانکہ عام حالات میں مُنہ کے پردے سے ستر کا پردہ زیادہ ہے۔لیکن اس کے لئے اعضاءِ نہانی کو بھی مرد کے سامنے کردینا ضروری ہوگا۔بلکہ اگر کوئی عورت مرد ڈاکٹر سے بچہ نہ جنوائے اور مرجائے تو خدا تعالیٰ کے حضور وہ ایسی ہی سمجھی جائے گی جیسے اُس نے خودکشی کی ہے۔

غرض کوئی دِقّت ایسی نہیں جس کا ہماری شریعت نے علاج نہیں رکھا۔مگر باوجود اتنے بڑے انعام کے کہ خدا تعالیٰ نے لوگوں کی سہولت کے لئے ہر قسم کے احکام دیئے ہیں۔اگر کوئی شخص پردہ کو چھوڑتا ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ قرآن کی ہتک کرتا ہے ایسے انسان سے ہمارا کیا تعلق ہوسکتا ہے۔وہ ہمارا دشمن ہے اور ہم اس کے دشمن ہیں۔اور ہماری جماعت کے مردوں اور عورتوں کا فرض

ہے کہ وہ ایسے احمدی مردوں اور ایسی احمدی عورتوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔

(خطبہ جمعہ فرمُودہ 6۔جون 1958ء بمقام مری منقول الفضل 27۔جون 1958ء)

پردہ کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ کی ایک تنبیہ

حضرت مصلح موعودؓ خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''پس میں اس خطبہ کے ذریعہ اُن لوگوں کو جو اپنی بیویوں کو بے پردہ رکھتے ہیں تنبیہ کرتا ہوں اور انہیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ باقی احمدی بھی مجرم ہیں کیونکہ محض اس لئے کہ فلاں صاحب بڑے مالدار ہیں تُم اُن کے ہاں جاتے ہو ان سے مل کر کھانا کھاتے ہو اور اُن سے دوستی اور محبت کے تعلقات رکھتے ہو۔ تمہارا تو فرض ہے کہ تم ایسے آدمی کو سلام تک نہ کرو۔ تب بے شک سمجھا جائے گا کہ تم میں غیرت پائی جاتی ہے اور تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی اطاعت کروانا چاہتے ہو۔۔۔۔۔ پس آج میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جو لوگ اپنی بیویوں کے بے پردہ باہر لے جاتے ہیں اور مکسڈ (MIXED) پارٹیوں میں شمولیت اختیار کرتے ہیں اگر وہ احمدی ہیں تو تمہارا فرض ہے کہ اُن سے کوئی تعلق نہ رکھو نہ اُن سے مصافحہ کرو، نہ انہیں سلام کرو، نہ اُن کی دعوتوں میں جاؤ اور نہ اُن کو کبھی دعوت میں بلاؤ تا کہ اُنہیں محسوس ہو کہ اُن کی قوم اس فعل کی وجہ سے اُنہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔۔۔۔۔۔ مجالس میں جانا مردوں کے سامنے اپنا منہ ننگا کرنا اور اُن سے ہنس ہنس کر باتیں کرنا یہ سب ناجائز امور ہیں لیکن ضرورت کے موقع پر شریعت نے اُنہیں بعض موقع پر آزادی بھی دی ہے۔۔۔۔۔ کوئی دقّت ایسی نہیں جس کا ہماری شریعت میں علاج نہیں۔ مگر باوجود اتنے بڑے انعام کے کہ خدا تعالیٰ نے لوگوں کی سہولت کے لئے ہر قسم کے احکام دئے ہیں۔ اگر کوئی شخص پردہ چھوڑتا ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ قرآن کی ہتک کرتا ہے۔ ایسے انسان سے ہمارا کیا تعلق ہوسکتا ہے۔۔۔۔ ہماری جماعت کے مرد اور عورتوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے احمدی مردوں اور عورتوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 جون 1958ء منقول الفضل 27 جون 1958ء)

ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

اپنے گھروں کو جنت کا نمونہ بنائیں

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ عورتوں کے فرائض اور ذمہ داریوں کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں کہ

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ عورت اگر چاہے تو اس طرح بھی اپنی زندگی کے دن گزار سکتی ہے کہ اس کے قدم ہر لحظہ اور ہر گھڑی جنت کی زمین پر رہیں اور اگر وہ یہ نہ چاہے تو ایسی بدقسمت عورت اپنی زندگی کے دن اس طرح بھی گزار سکتی ہے کہ اس کے قدم جہنم کی زمین کے اوپر ساری عمر رہیں۔ یہ بھی ایک معنی ہیں اس حدیث کے جس میں فرمایا گیا ہے کہ ماؤں کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔ اس سے یہ استدلال بھی ہوتا ہے کہ ماؤں کے پاؤں کے نیچے جہنم بھی ہے۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ایک طرف تربیت اولاد کی طرف بڑے حسین پیرایہ میں ہمیں متوجہ کیا ہے وہاں دوسری طرف ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ اگر تم امن اور سکون کی زندگی حاصل کرنا چاہتی ہو۔ اگر تمہاری یہ خواہش ہے کہ تمہاری اولاد تمہارے لئے خوشی کا موجب بنے وہ تمہاری آنکھ کی ٹھنڈک ہو وہ تمہارے دل کی راحت اور سکون ہو اور دوسری طرف وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ذریت طیبہ بھی ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ تم ان احکام کی روشنی میں جو اسلام نے قرآن کریم میں دئے ہیں اور آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں ہمارے سامنے پیش کئے ہیں عمل کرو۔

لجنہ اماء اللہ کا قیام اس غرض سے ہے کہ تا احمدی مستورات اور احمدی بہنیں اپنی زندگی

منظم ہو کر اس طرح گزاریں کہ ان کے قدم ہمیشہ جنت کی زمین کو چومنے والے ہوں اور جہنم کی زمین اور جہنم کی آگ اور اس کی تپش اور اس کی تکالیف کا جھونکا تک بھی ان تک نہ پہنچنے پائے۔''

(خطاب فرمودہ بر موقعہ سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ مرکزیہ 1966ء۔المصابیح صفحہ 18)

زینت کی ناجائز نمائش

حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

''زینت کی ناجائز نمائش سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ زینت جائز بھی ہوتی ہے اور اس کے بعض جائز مواقع بھی ہیں جہاں انسان اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے اس کی پیدا کردہ زینت کی اشیاء استعمال کرتا ہے یا ان کی نمائش کرتا ہے۔مثلاً بیوی اپنے خاوند کے سامنے زینت کی نمائش کرتی ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ۔ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

(سورۃ الاعراف آیت:33)

یعنی تو کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ کی اس زینت کو جس کو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالا ہے کس نے حرام کیا ہے یعنی اس کے احکام اور ہدایتوں کے مطابق اسے استعمال کرنے کو کس نے حرام کیا ہے۔اسی طرح رزق میں سے پاکیزہ چیزوں کو بھی کس نے حرام کیا ہے۔یہ تو اصل میں اس دنیا میں بھی مومنوں کے لئے ہیں اور مومن اس کو کہتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا صحیح استعمال کرتے ہیں اور زینت کے سامان بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔یہ تمہارے لئے جائز ہیں مگر زینت کے متعلق جو احکام میں نے جاری کئے ہیں انہیں اگر تم نظر انداز کردو گے یا ٹھکرادو گے تو تم میرے غضب کے مورد بن جاؤ گے۔اور اگر تم میری ہدایات کے مطابق زینت کی اشیاء کو استعمال کرو گے اور پاکیزہ اور حلال رزق سے فائدہ اٹھاؤ گے تو تمہیں یہ بشارت بھی دی جاتی ہے کہ قیامت کے دن یہ چیزیں صرف تمہارے لئے ہوں گی۔دنیوی زندگی میں تو غیر بھی تمہارے ساتھ شریک ہیں لیکن اخروی زندگی میں اس میں تمہارے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا جائے گا۔

اس طرح ہم اپنے نشانات کو علم والے لوگوں کے لئے کھول کر بیان کرتے ہیں۔تو کہہ دے میرے رب نے صرف برے اعمال کو خواہ وہ ظاہر ہوں یا چھپے ہوئے اور گناہ کو اور بغیر حق کے سرکشی کو حرام کیا ہے اور اس بات کو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی ایسے وجود کو جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں اتاری شریک قرار دو اور اس بات کو بھی حرام قرار دیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایسے جھوٹے الزام لگاؤ جن کو تم جانتے نہیں۔

(خطاب فرمودہ 20 دسمبر 1965ء برموقعہ جلسہ سالانہ۔المصابیح صفحہ 12)

پردہ خاوند کی زینت کا باعث ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک خطبہ نکاح میں خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا:۔

''۔۔اسلامی معاشرہ میں بہت ساری چیزیں ہیں جو عورت اگر کرے تو خاوند کی زینت کا بھی باعث ہیں مثلاً پردہ بھی کرے اور اپنی ذمہ داریاں بھی نبا ہے۔ایک مسلمان عورت بزدل اور کم ہمت نہیں ہوا کرتی۔

منصورہ بیگم دونوں سفروں میں میرے ساتھ گئی ہیں کئی دفعہ بعض امریکن پوچھتے تھے کہ آپ کی تصویر لے لیں میں کہتا تھا کہ ضرور لو ان ملکوں میں جو پردہ کی حالت میں وہ لوگ naked eye سے دیکھ سکتے تھے وہ اگر کیمرے کی آنکھ نے دیکھ لی تو کوئی حرج نہیں یعنی باقاعدہ پردے کے اندر پورا کام کر رہی تھیں۔میری نیت یہ ہوتی تھی کہ ان کے گھروں میں بھی یہ دلیل پہنچ جائے کہ یہ جو تم بعض اپنی حماقت کی وجہ سے اعتراض کر دیتے ہو کہ عورت اگر پردہ کرے گی تو عضو معطل ہو کر رہ جائیں گے اور کام نہیں کر سکے گی تو اپنی ذمہ داریوں کو نبھا نہیں سکے گی۔یہ غلط ہے منصورہ بیگم نے میرے ساتھ ہزاروں میل کا سفر کیا ہے اور میں بتا چکا ہوں کہ قریباً پندرہ ہزار عورتوں سے انہوں نے مصافحے کئے۔ان سے باتیں کیں ان کی دلجوئی کی اور انہیں نصائح کیں ان سے محبت اور پیار کا اظہار کیا اور ان کی تسلی کا باعث بنیں اور برابر پردہ کرتی رہیں۔جہاں ہم نے بنیادیں رکھیں وہاں انہوں نے بھی بنیاد رکھی۔کئی جگہ ہمارے جلسے ہوتے تھے وہاں میں انہیں اپنے پاس اسٹیج پر بٹھا دیتا تھا اور یہ پردہ کرتے ہوئے میرے ساتھ بیٹھ جاتی

تھیں، ہماری ایک عرب شاعرہ نے عربی میں ایک دو بڑے اچھے شعر کہے ہوئے ہیں اور جن کا مفہوم یہ ہے کہ پردہ اور حیاء نے مجھے اس بات سے نہیں روکا کہ میں مردوں کا مقابلہ کروں اور ان سے آگے نکل جاؤں۔۔۔غرض پردہ کسی جائز کام کے راستے میں روک نہیں ہے اور بے پردگی ہزار جائز کاموں کے راستے میں روک ہے اس کی ہزاروں مثالیں دی جاسکتی ہیں۔بے پردہ عورتیں اپنی جائز اور ضروری ذمہ داریوں کو نباہ نہیں سکتیں۔۔۔

(خطبات ناصر صفحہ 460۔461 جلد دہم خطبات نکاح 3 ستمبر 1970)

دنیا آپ سے نمونے کی طالب ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ احمدی عورتوں کا قابل تقلید نمونہ بننے کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں کہ

''میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ دنیا آپ سے نمونے کی طالب ہے اور آپ ان کے پیچھے دوڑتی ہیں ...... آپ کو خدا نے اشرف المخلوقات بنایا۔آپ میں سے اکثر کو خدا نے مسلمان کے گھر میں پیدا کیا ممکن ہے بعض غیر مسلموں میں سے مسلمان ہونے والی بھی ہوں۔اور آپ کو خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی شناخت کی توفیق عطا کی اور مجھے یقین ہے کہ آپ کا کوئی گھر ''بلا استثنیٰ'' ایسا نہیں ہے جہاں خدا تعالیٰ کے پیار کے جلوے ظاہر نہیں ہوئے۔آپ کی زندگیوں میں خدا تعالیٰ کے پیار کے جلوے ظاہر ہوئے۔آپ نے خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کو دیکھا اور اس کے پیار کو آپ نے مشاہدہ کیا اور آج آپ خدا تعالیٰ کی طرف پیٹھ پھیر کر یہ کہیں کہ اے خدا ہم تیری خاطر دنیا کے لئے ایک اچھا نمونہ بننے کے لئے تیار نہیں ہیں تو آپ بڑی بدبخت ہوں گی لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ بدبخت نہیں ہوں گی بلکہ جو کمزوریاں ہیں انہیں دور کریں گی اور دنیا جو نمونہ آج مانگ رہی ہے آپ اور آپ کی آئندہ آنے والی نسلیں لڑکے اور لڑکیاں وہ نمونہ دنیا کے سامنے پیش کریں گی تا کہ جلد تر دنیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔''

(خطاب فرمودہ سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ مرکزیہ 1978ء۔المصابیح صفحہ 340)

بے پردگی کا ہولناک انجام

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے دورہ یورپ میں احمدی خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے بے پردگی کے ہولناک انجام سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

''یورپ کے معاشرہ کا اثر قبول نہ کریں اور اسلامی شعار کی پابندی لازم پکڑتے ہوئے یہاں کی عورتوں کے سامنے اسلامی تعلیم کا عملی نمونہ پیش کریں۔ حضور نے فرمایا بعض خواتین ایسی بھی ہیں جو یہاں کے ماحول میں کماحقہ، پابندی کو ضروری نہیں سمجھتیں۔ میں اُن سے کہتا ہوں اگر وہ سمجھتی ہیں کہ اس ملک میں رہ کر پردہ نہیں کرسکتیں تو پھر اُنہیں انہی نتائج سے دو چار ہونا پڑے گا جن سے یہاں کی عورتیں دو چار ہیں۔ اگر انہوں نے بے پردگی پر اصرار کیا تو پھر ایسا وقت بھی آئے گا کہ پھر انہیں یہاں کے طریق کے مطابق شادی سے پہلے بچے بھی جننے پڑیں گے۔ اُنہیں نظر آنا چاہیے کہ یہاں کے تمدن کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں ایک آگ دہک رہی ہے۔ یہ لوگ پریشان ہیں کہ ہم کدھر جا رہے ہیں اور ہمارا کیا انجام ہونے والا ہے۔ یہ لوگ بے اطمینانی کا شکار ہیں۔ سکون اور اطمینان ان کے لئے مفقود ہو چکا ہے ان کے نقشِ قدم پر چلنے والوں کا یہی حشر ہوگا۔۔۔۔۔

میں ایسی خواتین سے جو پردہ کو ضروری نہیں سمجھتیں پوچھتا ہوں کہ انہوں نے پردہ کو ترک کر کے اسلام کی کیا خدمت کی۔؟ کچھ بھی نہیں۔ آج بعض یہ کہتی ہیں کہ ہمیں یہاں پردہ نہ کرنے کی اجازت دی جائے پھر کہیں گی ننگ دھڑنگ سمندر میں نہانے اور ریت پر لیٹنے کی اجازت دی جائے پھر کہیں گی کہ شادی سے پہلے بچے جننے کی اجازت دی جائے۔ میں کہوں گا پھر تمہیں دوزخ میں جانے کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے۔

حضور نے فرمایا کسی احمدی خاتون کو بے پردہ دیکھ کر سخت شرم آتی ہے۔ امریکہ کی احمدی خواتین کی مثال ہمارے سامنے ہے وہ احمدی ہونے سے پہلے پردہ نہیں کرتی تھیں لیکن احمدی ہونے کے بعد انہوں نے پردہ شروع کیا۔ 1967ء میں جب میں ڈیٹن گیا تو وہاں کے ہوائی اڈہ پر استقبال کرنے والوں میں برقعہ پوش احمدی خواتین کی ایک لمبی قطار دیکھی۔ وہ اگر امریکہ میں رہ کر

پردہ کرسکتی ہیں تو پاکستان کی ایک احمدی خاتون امریکہ میں کیوں پردہ نہیں کرسکتی۔

حضور نے ایسی عورتوں کو پُرزور الفاظ میں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ اپنے آپ کو ٹھیک کر لیں قبل اس کے کہ خدا کا قہر نازل ہو۔ میں چاہوں گا کہ خدا کا قہر اس حال میں نازل نہ ہو کہ وہ جماعت کی ممبر ہوں۔ اس سے پہلے پہلے میں ان کا جماعت سے اخراج کر دوں گا۔ میں قرآن کا نمائندہ ہوں۔ اسلام کی تعلیم پھیلانا چاہتا ہوں۔ میں مرنا پسند کروں گا لیکن قرآن کے خلاف عمل کو برداشت نہیں کروں گا۔ کسی مسلمان کے کام میں پردہ نے کبھی خلل نہیں ڈالا۔ پردہ سے عورتوں کے کسی کام میں خلل نہیں پڑتا۔ ہاں اگر بیہودگیوں میں مبتلاء ہوں تو پردہ سے ان کی بیہودگیوں میں خلل ضرور پڑتا ہوگا۔ حماقت سے کوئی کام لینا چاہے تو اُس کا کوئی علاج نہیں۔

(دورہ مغرب صفحہ 238 تا 239 ناروے جماعت سے اجتماعی ملاقات)

پردہ کا حکم آسانی پیدا کرنے کے لئے ہے

''پردہ کا حکم عورتوں کو بُرے لوگوں کے شر سے بچانے کے لئے دیا گیا ہے اس کا مقصد اُن کے لئے تنگی نہیں آسانیاں پیدا کرنا ہے۔ قرآن تو عورتوں کو دوسروں کے شر سے بچانا چاہتا ہے۔''

(دورہ مغرب صفحہ 51)

بہرحال پردہ کرنا پڑے گا

''میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ واپس جا کر اپنی بیویوں کو بھی سمجھاؤ کہ وہ پردہ کیا کریں۔ قرآن کریم نے پردہ کا حکم دیا ہے انہیں بہرحال پردہ کرنا پڑے گا۔ یا وہ جماعت کو چھوڑ دیں کیوں کہ ہماری جماعت کا مؤقف ہے کہ قرآن کریم کے کسی حکم سے تمسخر نہیں کرنے دیا جائے گا۔ نہ زبان سے اور نہ عمل سے۔ اسی پر دُنیا کی ہدایت اور حفاظت کا انحصار ہے۔''

(بحوالہ خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث بر موقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ اکتوبر 1978ء صفحہ 24 روزنامہ الفضل 25 نومبر 1978ء)

ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے پردہ کریں

6 جون 1998ء کو''بچوں سے ملاقات'' پروگرام میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے پردہ کے حوالہ سے ایک نہایت ضروری توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

''ذاتی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ آپ میں سے کوئی بھی سکارف اس طرح نہیں اوڑھتی جس طرح اوڑھنا چاہیے جسے میں سب کے سامنے بطور نمونہ کے پیش کرسکوں لیکن سوائے ایک چھوٹی بچی کے مجھے کوئی نہ مل سکی۔ یہ بچی اپنے بال ڈھانپ کر بیٹھی ہوئی ہے۔ آپ کے بال نظر نہیں آنے چاہئیں ۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہاں لڑکیاں Hair complex کا شکار ہیں اگر وہ بال ڈھانپ لیں گی تو پرانے فیشن کی لگیں گی۔ اور ان میں یہ احساس اتنا گہرا ہے کہ وہ سمجھتی ہیں کہ اگر وہ بال ڈھانپ لیں گی تو پرانے فیشن کی لگیں گی۔ وہ خدا تعالیٰ کی طرف نصف راستہ سے جاتی ہیں پورے طور پر نہیں جاتیں۔ وہ سمجھتی ہیں کہ خدا تعالیٰ ہمارا پردہ اسی طرح قبول فرمائے جس طرح یہودی پچھلی طرف نصف سر پر ٹوپی پہنتے ہیں اور ہمارا نصف راستہ ہی خدا تعالیٰ کی طرف آنا قبول ہو جائے لیکن یہ صحیح نہیں ہے اگر تو آپ پردہ خدا تعالیٰ کی خاطر کرنا چاہتی ہیں تو یاد رکھیں کہ عورتوں کے بال اُن کی شخصیت کا سب سے پُرکشش حصہ ہیں اور خصوصاً جب اُن کو آگے پھیلا لیا جائے جس طرح میں بعض لڑکیوں کو دیکھتا ہوں کہ سکارف لیتی ہیں تو سامنے سے بال باہر نکال کر سجا لیتی ہیں گویا وہ یہ کہہ رہی ہوتی ہیں کہ اب میں دو دنیاؤں سے تعلق رکھنے والی ہو گئی ہوں۔ ایک تو دنیائے اسلام ہے جس کے لئے سکارف اوڑھا ہے۔ دوسری دنیائے غیر مسلم ہے جس کے لئے بال باہر نکال کر سجا لئے ہیں یہ

اچھی بات نہیں ہے۔آپ کو مستقل مزاج ہونا چاہیے۔جو بات میں سمجھانا چاہتا ہوں اور جو ہمیشہ مد نظر رہنی چاہیے وہ یہ ہے کہ نقاب اوڑھیں یا جو بھی طریقہ پردہ کے لئے کریں اُس کو اپنی ذات سے ایک سوال کرنا ہوگا کیا آپ پردہ خدا تعالیٰ کی خاطر کر رہی ہیں یا لوگوں کی خاطر؟ اگر آپ کا جواب یہ ہوگا کہ میں خدا تعالیٰ کی خاطر پردہ کر رہی ہوں تو پھر آپ کو لوگوں کا خوف نہیں رہے گا۔ وہ جو بھی کہیں گے آپ کو اس کی پرواہ نہیں ہوگی۔وہ آپ کو خوبصورت سمجھتے ہیں یا بدصورت۔لوگ آپ کو جو کچھ بھی سمجھیں آپ کے ذہن سے یہ تصور مٹ جائے گا۔صرف خدا تعالیٰ کا تصور رہ جائے گا یہ ایک اہم ترین سوال ہے جو سکارف لینے یا باقاعدہ پردہ کرنے سے پہلے آپ کو اپنی ذات سے کرنا چاہیے۔اگر آپ کا دل یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ہاں میں صرف خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے پردہ کر رہی ہوں تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ لوگ آپ کو جو بھی کہیں اس کی آپ کو ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں ہوگی۔آپ سر اونچا کر کے کسی بھی کلاس میں جا سکتی ہیں۔“

پردہ کی روح اور اس کا مقصد

”پردہ کا مقصد خواتین اور اُنکی عصمت کی حفاظت ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ جنس مخالف کو باہم دیگر الگ الگ رکھنے کی روح کی حفاظت کرنا تا کہ وہ ان برقی رووٴں کی طرح اپنی حدود کو پھلانگ کر انسانی تعلقات کے میدان میں شاٹ سرکٹ کا موجب نہ بنیں یہ ہے اسلامی پردہ کا نچوڑ۔“

(ارشادات بر موقع انٹرنیشنل شوریٰ منعقدہ اگست 1989ء بمقام لندن)

پردہ کی روح کی حفاظت

”۔۔۔قرآن کریم بعض میدانوں کو واضح کرتا ہے اور مختلف موضوعات پر روشنی ڈالتا ہے کہ مخصوص جگہوں پر کس قسم کے پردہ کی ضرورت ہے ہر بدلتی ہوئی صورت حال میں چیزوں کی نوعیت بدل جاتی ہے چنانچہ پردہ کی ظاہری شکل وصورت اور شرائط پر ضرورت سے زیادہ زور نہیں دیا جانا چاہیے جس چیز پر توجہ مرکوز رہنی چاہیے وہ پردہ کی روح کے خلاف سرکشی اور بغاوت کا جذبہ ہے۔۔“

(خطاب فرمودہ جلسہ سالانہ 1983ء)

بعض احمدی بچیوں کے لباس وضع قطع کے متعلق ارشاد

''مجھے جو خاندانوں سے ملاقات کے فائدے پہنچے ہیں اُن میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ میں نوجوان بچوں اور بچیوں کے آثار دیکھ لیتا ہوں کہ ان کا رخ کس طرف ہے۔۔۔۔۔ان کی سجاوٹ سج دھج اور لباس کی طرز اور پھر بے پردگی یہاں تک کے سر سے پلو ڈھلکتا تھا تو ماں توجہ دلاتی تھی کہ اس شخص کے سامنے نہ کرو یعنی گویا باہر پھرتی رہو اس میں اعتراض نہیں۔مگر میرے سامنے سر ڈھانپ کر رکھو۔۔۔اگر برقعہ نہیں اوڑھ سکتیں تو ان کو یہ بتائیں کہ تم اپنے جسم کے اوپر اپنے حسن کی حفاظت کرو اور ایسا لباس اوڑھو جس کی وجہ سے غیر کو دلچسپی پیدا نہ ہو اگر یہاں کا ننگا لباس لے کر نکلیں گی تو لازماً غیروں کی نظر اپنی طرف کھینچیں گی۔۔۔۔یہ درست ہے کہ ہر جگہ پردہ کو شدت سے نافذ نہیں کیا جا سکتا لیکن دوسری تہذیب سے متأثر ہو کر اگر اپنی اعلیٰ اقدار کو چھوڑ دیں اور اپنے بچوں اور بچیوں کو غیروں کی طرف جانے دیں تو آپ کا مستقبل لٹ جائے گا کچھ باقی نہیں رہے گا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3 اکتوبر 1997ء منقول الفضل انٹرنیشنل 2 نومبر 1997ء)

پردہ کی روح کو ہمیشہ پیش نظر رکھنے کی ضرورت

''پردہ کی ایک روح ہے جسے تفصیل سے قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے اور مختلف پہلوؤں سے اس پر روشنی ڈالی ہے اس روح کو جب تک پیش نظر نہ رکھیں اس وقت تک آپ کو حقیقت کا علم نہیں ہو سکتا کہ پردہ کیا ہے اور کن حالات میں کس حد تک نرمی کی گنجائش ہے اور کن حالات میں مزید احتیاط کی ضرورت ہے۔''

(خطاب بر موقع جلسہ سالانہ مستورات 29 جولائی 1995ء اسلام آباد یو کے الفضل انٹرنیشل 24 مئی 1995ء)

حیاء کے پردہ سے بہتر اور کوئی پردہ نہیں

''فارسی میں ایک محاورہ ہے جو غالباً انبیاء کے حکیمانہ قول سے لیا گیا ہے'' بے حیاء باش کے ہر چہ خواہی کن'' ترجمہ بے حیاء ہو جا بس پھر جو چاہے کرتا پھر۔۔۔کوئی فرق نہیں پڑتا تو یہ پردہ کی

روح ہے اور یہ روح ہے جو عورتوں سے ہی خاص نہیں بلکہ مردوں اور عورتوں دونوں سے خاص ہے اسلئے حیاء کی حفاظت کریں اور اپنے بچوں میں بھی حیاء قائم کریں۔ حیاء سے مراد صرف عورتوں اور مردوں کے تعلقات کی حیاء مراد نہیں ہے حیاء فی ذاتہ ایک خلق ہے جو ہر گناہ کے مقابل پر ایک پردہ ہے پس وہ عورتیں جو معلوم کرنا چاہتی ہیں کہ اسلامی پردہ کیا ہے؟ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اسلامی پردہ وہ حیاء ہے اگر آپ اپنی حیاء کی حفاظت کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدا تعالیٰ کے فرشتے آپکی ہر قسم کی خرابیوں اور گناہوں کی حفاظت کریں گے کیوں کہ حیاء کے پردہ سے بہتر اور کوئی پردہ نہیں۔''

(جلسہ سالانہ مستورات بتاریخ 8 ستمبر 1995ء بمقام من ہائیم جرمنی منقول الفضل انٹرنیشنل 5 جولائی 1995ء)

دینی قدروں کی حفاظت ہر جگہ یکساں ہونی چاہیے

''پردہ اگر لوگوں کی نظر سے بے پردہ ہو کر اختیار کیا جائے اللہ کی نظر کو سامنے رکھتے ہوئے کیا جائے تو ڈھیلا بھی ہو تو کوئی ایسا گناہ نہیں ہوتا، نیت پاک ہو، نیت اللہ کی خاطر ایک پردہ کو اختیار کرنے کی ہو اور زمانہ کے لحاظ سے جگہوں کے لحاظ سے قدر نہ بدلیں یہ نہ ہو کہ لندن مسجد آتے ہوئے اور پردہ ہو اور لندن مسجد سے باہر جاتے ہوئے اور پردہ ہو، یہ پردے جو ہیں خطرناک ہیں اگر چہ میں ان کو بھی کچھ نہ کچھ عزت سے ہی دیکھتا ہوں میں کہتا ہوں کہ چلو اتنی حیاء ہے کہ احمدیوں میں ہی آ کر ہم ٹھیک ہو جائیں۔۔۔۔۔''

(خطاب مستورات 29 جولائی 1995ء)

روزمرہ کی بیاہ شادیوں میں بے پردگی کو رواج نہیں دیا سکتا

''۔۔۔۔اُن سے کہو بیبیو تم آؤ بے شک سر آنکھوں پر، لیکن اس طرح نہ آؤ کہ ہماری بچیوں پر بُرا اثر پڑے اپنے آپ کو سنبھال کر چلو۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جو سوشل دباؤ ہے یہ بھی مفید ہو سکتا ہے مگر اصل توقع دعا پر ہے اور دلوں کی پاک تبدیلی پر ہے۔ جہاں تک اسلامی روح کا تعلق ہے بظاہر اُسے قائم کیا جا سکتا ہے مگر بالباطن قائم کرنا اور بات ہے۔ اسلامی روح کا جہاں تک تعلق ہے جب تک

دل میں قائم نہ ہو اُس وقت تک ظاہری پردہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔۔۔۔۔''

(خطاب 29 جولائی 1995ء)

سچی طمانت حیاء سے نصیب ہوتی ہے

''۔۔۔۔ پوری طمانت حیاء سے ملتی ہے اور پوری طمانت ایمان سے ہی ملتی ہے جس میں زوالخوف بھی شامل ہو کوئی خوف کا شائبہ تک باقی نہ ہو اور امن کی حالت اور طمانت کی حالت حیاء سے ملتی ہے۔۔۔۔۔ حیاء ہی کے سارے شعبے ہیں جو ساری زندگی پر چھائے ہوئے ہیں اور سچی طمانت حیاء سے نصیب ہوتی ہے۔۔۔۔ ایک مومن جو جانتا ہے کہ خدا کی ہمیشہ اس پر نظر ہے وہ کیوں نہ حیاء سے کام لے اور جب وہ اللہ تعالیٰ کی حیاء نہیں رکھتا تو پھر دنیا کی بھی حیاء اٹھ جاتی ہے کسی چیز کے حیاء باقی نہیں رہتی جن مغربی قوموں کا میں نے ذکر کیا تھا ان کی یہی مصیبت ہے، یہی وبال ہے ان کا کہ اللہ کی حیاء اٹھ گئی ہے تو پھر رفتہ رفتہ دنیاء کی حیاء اُٹھتی چلی جارہی ہے۔ ان کا جو نقاب اٹھ رہا ہے اس کی کوئی انتہاء نہیں سوائے اس کے کہ اپنا سب کچھ گند باہر کردیں اور پھر خود اس سے متنفر ہو کر بھاگیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 اکتوبر 1998ء بمقام لندن)

احمدی عورتوں مردوں کو قرآن کریم کے تقاضوں کو بہر حال پورا کرنا چاہیے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مستورات اور احمدی عورتوں اور احمدی بچیوں کو اسلامی پردے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

''۔۔۔ پردہ کے سلسلے میں کچھ معمولی شکایات بھی پیدا ہوئیں کہ بعض باتوں میں انصاف سے کام نہیں لیا گیا۔ لیکن جب ان بچیوں کو سمجھایا گیا تو وہ سب سمجھ گئیں۔ بات یہ ہے کہ صرف اسٹیج کے ٹکٹ سے روکا گیا تھا ناراضگی کے اظہار کے طور پر۔ یہ تو کوئی ناانصافی نہیں ہے اسٹیج تو کسی کا حق نہیں ہے۔ ناانصافی تو حق تلفی کے نتیجہ میں ہوتی ہے۔ اس لئے اگر بعض پردہ دار بچیوں کو بھی اسٹیج ٹکٹ سے محروم کردیا گیا تو انہیں اس کا برا نہیں منانا چاہئے تھا۔ مثلاً بعض ایسی خواتین ہیں جو ایسے علاقوں سے

آتی ہیں جہاں چادر کا پردہ بڑی سختی کے ساتھ رائج ہے اور اس پردے پر کوئی مسلمان اعتراض نہیں کرسکتا۔صرف اس لئے کہ چونکہ انہوں نے برقع نہیں پہنا اگر ان کو ٹکٹ سے محروم کردیا گیا تو یہ ایک غلطی ہوسکتی ہے۔لیکن ناانصافی نہیں۔کیونکہ انصاف کا معاملہ تو حقوق سے شروع ہوتا ہے۔اسٹیج ٹکٹ تو احسان کا معاملہ ہے۔ان کو صبر کے ساتھ برداشت کرنا چاہئے تھا کہ انتظام میں غلطی ہوگئی ہے کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ معاف کرے۔ہمارا بھی کون ساحق تھا۔جماعت کا یہ احسان تھا کہ ہمیں ٹکٹ ملا کرتا تھا،اب احسان نہیں ہے تو ہم اس پر بھی راضی رہیں گی۔اگر وہ یہ ردعمل دکھاتیں تو اللہ تعالیٰ ان کے درجات اور بھی بڑھا دیتا۔

اس طرح بعض اور بھی اس قسم کی مثالیں ہیں۔لیڈی ڈاکٹر ہیں مریضوں کی دیکھ بھال کرنے والی خواتین ہیں۔اسلامی تعلیم کے مطابق ان کے پردے کا معیار نسبتاً مختلف اور نرم ہے ہاں جب وہ ان کاموں سے فارغ ہوکر اپنے گھروں کی عام زندگی میں لوٹتی ہیں تو ان کا فرض ہے کہ نسبتاً زیادہ سختی سے پردہ اختیار کریں۔آپ نے دیکھا ہوگا کام کے کپڑے اور ہوتے ہیں اور جب انسان گھر مین آکر روزمرہ کی زندگی اختیار کرتا ہے تو وہ کام کے کپڑے اتار دیتا ہے اور دوسرے کپڑے پہن لیتا ہے۔پس اسلام میں بھی یہی طریق جاری رہنا چاہئے۔اگر کام کے تقاضے اور کام کے کپڑے نسبتاً آپ کو نرم پردہ کرنے پر مجبور کرتے ہیں تو اسلام اس کی اجازت دیتا ہے بشرطیکہ آپ حیاء کی چادر میں لپٹی ہوئی ہوں۔لیکن اس کے بعد روزمرہ کی زندگی میں یہی طریق اختیار کرنا درست نہیں ہے۔انگلستان اور امریکہ وغیرہ میں ہم نے دیکھا ہے کہ مزدور بالکل اور کپڑے پہن کر کام پر جاتے ہیں اور جب واپس آتے ہیں تو صاف ستھرے،کوٹ پتلون پہنے اور نکٹائی لگائے نکلتے ہیں اور پہچانے نہیں جاتے کہ یہ وہی لوگ ہیں۔اس لئے آپ بھی اپنے معاشرے میں اسی قسم کی مناسب حال تبدیلیاں پیدا کیا کریں۔پھر آپ پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح بڑی عمر کی عورتیں ہیں۔اگر وہ اس عمر سے تجاوز کرگئی ہیں جہاں ناپاک لوگوں کی گندی نظریں ان پر پڑیں تو قرآن کریم فرماتا ہے کہ ان پر کوئی حرف نہیں ہے اور نہ ہی کوئی حرج ہے۔ایسی عورتیں اگر عام شریفانہ طریق پر چادر لے لیں جو ہمارے ہاں رائج ہے خواہ چہرہ نہ بھی

ڈھکا ہوا ہو۔تو یہ ان کے لئے جائز ہے۔ کیونکہ جس چیز کی قرآن کریم اجازت دیتا ہے اس کو دنیا میں کون روک سکتا ہے۔اور قرآن کریم کے تقاضوں کو ہمیں بہر حال پورا کرنا چاہیے۔اگر اسٹیج ٹکٹ کے معاملہ میں ان پر بھی کسی قدر سختی ہوگئی ہو جس کی وجہ سے ان کی دل آزاری ہوئی ہے تو انہیں حلم سے اور درگزر سے کام لینا چاہئے ویسے انتظام کی طرف سے عمداً ایسا نہیں ہوا۔

لیکن آئندہ کے لئے جماعت کو یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ پردہ کے متعلق انفرادی طور پر ایسے فیصلوں کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ ورنہ اس کا ناجائز استعمال ہوگا اور ازخود لوگ بعض اجازتیں اپنے لئے لینی شروع کر دیں گے۔اگر اجازت کا غلط استعمال کریں گے تو پھر ہم اسی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں گے جس مصیبت سے نکل کر آئے ہیں۔اس لئے اس قسم کی چیزیں جماعتی انتظام کے تحت ہونی چاہئیں۔جن خواتین کو جس قسم کے اسلامی پردے کی ضرورت ہے وہ اپنے انتظام کو بتائیں کہ میرے یہ حالات ہیں اور میرے متعلق قرآن کریم کا یہ حکم ہے اور میں اس کے مطابق عمل کر رہی ہوں پھر انتظام کو کوئی شکوہ نہیں ہوگا۔لیکن بچیاں خصوصاً ایسے طبقے کی بچیاں جو ناز ونعمت میں پلی ہوتی ہیں اور جن کے لئے خطرات زیادہ ہیں ان کے بارے میں نظام جماعت کو اجازت دیتے وقت بہت احتیاط کرنی چاہیے۔''

پھر ایسی خواتین ہیں جن کو باہر تو نکلنا پڑتا ہے لیکن وہ سنگھار پٹار کر کے نکلتی ہیں۔اب کام کا سنگھار پٹار سے کیا تعلق ہے۔سنگھار پٹار ان کے اس فعل کو جھٹلا دیتا ہے اگر تم فلاں کام کے سلسلے میں نرم پردہ کرنے پر مجبور ہو تو کم از کم پردے کے جو دوسرے تقاضے ہیں ان کو تو پورے کرو سنگھار پٹار اور زینتوں کے ساتھ باہر نکلو اور پھر کہو کہ اسلام ہمیں اجازت دیتا ہے کہ یہاں نسبتاً نرم پردہ کرلیں یہ غلط بات ہے۔اسلام کے نام کو غلط استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

الغرض اس قسم کی کچھ بالکل معمولی انتظامی سختیاں تھیں جو کی گئیں لیکن بہر حال میرا یہ فیصلہ تھا کہ اگر ضرورت پڑی تو رفتہ رفتہ مزید سختی کی جائے گی اور اس سختی کے لئے سب سے پہلے میں نے اپنے آپ کو چنا۔میرا فیصلہ تھا کہ پیشتر اس کے کہ کسی احمدی بچی کو نعوذ باللہ من ذلک بے پردگی کی وجہ سے جماعت میں سے نکالنا پڑے۔ پہلے میں اپنے دل پر سختی کروں گا ان کے لئے راتوں کو اٹھ کر

روؤنگا اپنے رب کے حضور عاجزانہ عرض کرونگا اے اللہ ان بچیوں کو بچا اور مجھے توفیق دے کہ پہلے میں تنبیہ کے تقاضے پورے کروں اس کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھاؤں نرمی، محبت اور پیار سے۔جس طرح بھی بن پڑے میں ان کو سمجھاؤں اور واپس لانے کی کوشش کروں۔ان کی ذمہ داریاں ان کو بتاؤں۔جب یہ سارے تقاضے پورے ہوجائیں اور ہر قسم کی حجت تمام ہوجائے پھر تُو ایسا فضل کر کہ سختی کا موقعہ پیش نہ آئے۔یہ میرا فیصلہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم اور اس کے احسانات کو آدمی گن نہیں سکتا کہ اس چیز کا موقعہ ہی نہیں آنے دیا۔احمدی عورت نے حسن اور احسان کا اتنا حیرت انگیز ردعمل دکھایا ہے کہ خدا کے فضلوں کے سامنے سر جھک جاتا ہے۔

اب میں مردوں کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ اگر ان بچیوں نے اسلام کی خاطر کچھ فیصلے اور عزم کئے ہیں تو ان کی راہ میں روک نہ ڈالیں۔اگر انہوں نے ایسا کیا تو وہ خدا کے سامنے دوہرے طور پر جوابدہ ہونگے اور پھر وہ خود ان نتائج کے ذمہ دار ہونگے جو اسکے نتیجہ میں پیدا ہوں اور ظاہر ہوں۔

اس مختصر سی تنبیہ پر اکتفا کرتا ہوں اور سمجھنے والے سمجھیں گے کہ اگر کوئی احمدی بچی خدا کی خاطر ایک پاکیزہ عصمت والی زندگی حفاظت والی زندگی اور قناعت والی زندگی بسر کرنا چاہتی ہے،تو کسی مرد کو ہرگز اس کی راہ میں حائل نہیں ہونا چاہیئے تھا۔یہ چیز خود ان کے لئے اور ان کے گھروں کے لئے بہتر ہے۔ان کے گھروں کو جنت بنانے کے لئے ضروری ہے۔

بعض لوگ اپنی بے وقوفی کی وجہ سے اس بات کو نہیں سمجھتے۔وہ سمجھتے ہیں کہ زندگی فیشن میں ہے حالانکہ فیشن میں کوئی زندگی نہیں۔اصل زندگی تو اس فیشن میں ہے جو دین کا فیشن ہے۔اس میں نہیں ہے جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا کہ یہ زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں۔پس زندگی کا فیشن تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھیں گے نہ کہ کسی اور سے۔

ایک چیز جو بعض دفعہ بچیوں کو بھی پریشان کرتی ہے اور بعض دفعہ مردوں کو بھی وہ یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ پردہ اختیار کرنے کی وجہ سے سوسائٹی ہمیں ادنیٰ اور حقیر سمجھے گی وہ یہ کہے گی یہ اگلے وقتوں کے لوگ ہیں۔چنانچہ جن احمدی عورتوں نے اس معاملہ میں کمزوری دکھائی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مجھے یقین ہے کہ ان میں بے حیائی کا کوئی عنصر نہیں تھا۔دراصل نفسیاتی کمزوری نے

اس میں ایک بہت ہولناک کردار ادا کیا ہے۔عورتیں سمجھتی ہیں کہ اگر ہم اس دنیا میں جہاں سے پردے اٹھ رہے ہیں اپنی سہیلیوں کے سامنے برقع پہن کر جائیں گی تو وہ کہیں گی کہ یہ اگلے وقتوں کی ہیں۔پگلی ہیں، پاگل ہوگئی ہیں یہ کوئی برقعوں کا زمانہ ہے اور یہی بات مردوں کو بھی تکلیف دیتی ہے۔حالانکہ وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ عزت نفس اور دوسرے کا کسی کی عزت کرنا انسان کے اپنے کردار سے پیدا ہوتا ہے۔دنیا کی نظر میں لباس کی کوئی بھی حیثیت نہیں رہتی۔اگر کوئی آدمی صاحب کردار ہو تو اس کی عزت پیدا ہوتی ہے اور یہ عزت سب سے پہلے اپنے نفس میں پیدا ہونی چاہئے۔عظمت کردار اپنے نفس سے شروع ہوتی ہے۔اور جب اپنے نفس میں عزت پیدا ہو جائے تو پھر دوسروں کی دی ہوئی عزتیں بے معنی رہ جاتی ہیں۔

بہرحال یہ ایک خطرناک رجحان ہے جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلانی چاہتا ہوں۔آپ اپنے کردار کے اندر ایک عظمت پیدا کریں اور اس کا احساس پیدا کریں۔اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا قانون از خود آپ کو آپ کے وجود کے اندر معزز بنادے گا اور ایسے معززین کو پھر دنیا کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں رہتی۔وہ ایک کوڑی کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ہاں دنیا ان کی پرواہ کرتی ہے۔دنیا ان کو پہلے سے زیادہ عزت دیتی ہے۔گھٹیا نظر سے نہیں دیکھتی بلکہ رفعتوں کی نظر سے دیکھتی ہے۔یہ فطرت کا ایک ایسا اٹل قانون ہے جس نے بھی اس کا تجربہ کیا ہے وہ گواہ ہوگا کہ یہ قانون کبھی نہیں بدلتا۔

پس جن بچیوں کے دل میں خوف ہوں ان کو یہ بات سمجھانے کی ضرورت ہے کہ آپ ایک عظیم مقصد کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔آپ نے دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا کرنا ہے آپ دنیا والوں سے مختلف ہیں۔اس لئے اپنی ذات میں خوش رہنے کی عادت ڈالیں چونکہ ہر کام آپ محض للہ کر رہی ہونگی اس لئے اپنے متعلق محسوس کریں کہ خدا نے آپ کو عزت بخشی ہے۔اور آپ کو ایک اکرام بخشا ہے اور جو دخت کرام ہوا سے دنیا کی عزتوں کی کیا ضرورت ہے۔اگر یہ احساس پوری طرح بیدار ہو تو یہ پردے تکلیف کی بجائے لطف کا موجب بن جاتے ہیں اور معاشرے کو ایک عجیب جنت عطا ہوتی ہے۔پس قربانی تو دراصل ہے ہی کوئی نہیں۔یہ تو نعمت ہی نعمت ہے۔اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں یہ نعمت پہلے بھی عطا فرمائی تھی اور اب دوبارہ اس نعمت پر پوری شان کے

ساتھ قائم ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

(خطبات طاہر جلد اول صفحہ 364۔368)

حیاء اور ظاہری پردہ دونوں کو لازم پکڑنا ضروری ہے۔

آپ جانتی ہیں کہ عورت کی سب سے زیادہ حفاظت حیاء کرتی ہے اس لئے عورت کی سب سے زیادہ اور سب سے بڑی دشمن بے حیائی ہے۔ پردہ ایک ظاہری شکل بھی رکھتا ہے لیکن اگر اس ظاہری پردہ کے ساتھ حیاء کا پردہ نہ ہوتا تو ظاہری پردہ کی کوئی حیثیت نہیں رہتی اس کے برعکس اگر ظاہری پردہ نہ بھی ہو یعنی اس شدت کے ساتھ نہ ہو جیسا کہ توقع کی جاتی ہے اور حیاء کا پردہ ہو تو ایسی عورت زیادہ محفوظ ہے۔ بعض خواتین یہ بہانہ بنا دیتی ہیں کہ ہم حیاء کے پردہ کی پابند ہیں اس لئے ہمیں ظاہری پردہ کی ضرورت نہیں۔ یہ عذر بھی جھوٹا اور نامعقول ہے۔ بات یہ ہے کہ حیاء کا پردہ ظاہری پردہ کے بغیر زیادہ دیر تک نہیں رہا کرتا۔ ایسی صورت میں محض حیاء کا پردہ ایک نسل میں تو کچھ دیر چل جاتا ہے لیکن رفتہ رفتہ پھر مٹ جاتا ہے اور کلیۃً بے حیائی میں تبدیل ہو جاتا ہے اور وہ بے حیائی پہلے سے بڑھ کر خطرناک ہوتی ہے اس لئے ظاہری پردے اور حیاء کے پردے میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کا سوال نہیں ہے۔ دونوں کو یکساں تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ یکساں مضبوط قدموں کے ساتھ انہیں اپنی زندگی کے سفر میں شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ البتہ حیاء کو بہر حال یہ اہمیت حاصل ہے کہ سچی حفاظت عورت کی حیا ہی کرتی ہے۔ بایں ہمہ حیاء کی حفاظت کرنے والے جو ظاہری ذرائع ہیں ان کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا حیاء اور حیاء کی حفاظت کرنے والے ذرائع دونوں کی اہمیت اپنی اپنی جگہ مسلّم ہے۔ یہ استثنائی صورت ہوتی ہے کہ ظاہر طور پر ایک عورت پردہ کرتی ہے مگر حیاء کی کمی کی وجہ سے وہ سوسائٹی کے لئے خطرناک بن جاتی ہے ورنہ بالعموم ظاہری پردہ حیاء کی حفاظت کرتا ہے۔ چنانچہ مشرقی کردار میں سب سے زیادہ پردے نے حیاء کی حفاظت میں حصہ لیا ہے اس لئے اپنی حیاء کی حفاظت کریں اور جس طرح بھی ممکن ہو اس کی حفاظت کریں کیونکہ حیاء خود آپ کی حفاظت کرے گی۔۔۔۔۔۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مزید فرمایا کہ

''حیاء ایک احمدی خاتون کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔آپ کی جو تقریبات ہیں وہ اس ضمن میں حیاء ماپنے کا پیمانہ یا نشان بن جاتی ہیں ایک قسم کا تھرمامیٹر بن جاتی ہیں۔خاص طور پر شادی بیاہ کی تقریبات کے متعلق اطلاعیں ملتی ہیں کہ یہاں کے ماحول سے متأثر ہو کر پردے کا پوری طرح لحاظ نہیں رکھا جاتا۔عورتوں کی محفل میں مرد بھی آ رہے ہوتے ہیں۔ویڈیو فلم بھی بن رہی ہوتی ہے۔غزلیں بھی پڑھی جارہی ہوتی ہیں محفلیں بھی جم رہی ہوتی ہیں۔اس قسم کا غیر اسلامی ماحول برداشت کر کے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم دوسروں کی نظر میں قدامت پرست شمار نہیں ہونگے ان کا انداز فکر یہ ہوتا ہے کہ ہم ہیں تو سہی کچھ قدامت پرست لیکن اتنے بھی نہیں گئے گزرے کہ اس قسم کی بے حیائیاں نہ کرسکیں۔وہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ جائز ہے یہ طرز فکر اور طرز عمل ہرگز درست نہیں ہے۔یہ ایسے اقدامات ہیں جو رفتہ رفتہ آپ کو خطرناک مقام تک پہنچادیں گے۔آپ یہاں احمدی معاشرے کی حفاظت کریں اور جہاں بھی معاشرتی قدریں حیاء پر حملہ آور ہوں وہاں آپ حیاء کی حفاظت میں سینہ سپر ہو جائیں۔

(حوّا کی بیٹیاں صفحہ 109 ۔ 111)

سب باتوں میں آگے بڑھنے والی خدا تعالیٰ کے فضل سے پردہ دار عورت ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے لجنہ اماء اللہ کی پردہ دار عورتوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

''۔۔۔اللہ تعالیٰ خواتین کو جزا دے ان کے سپرد جب بھی جماعت کی طرف سے کوئی کام کیا جاتا ہے تو وہ نہایت ہی مستعدی سے اسے سرانجام دیتی ہیں اور تمام دنیا کی عورتوں کا یہ اعتراض کہ ایک مسلمان عورت پردہ میں بٹھا کر نکمی بنادی گئی ہے یہ جھوٹا ثابت ہوجاتا ہے کیونکہ جہاں تک جماعت کی تاریخ کا تعلق ہے سب سے زیادہ کام کرنے والی پردہ دار عورت ہے اور تمام نیک تحریکات میں سب باتوں میں آگے بڑھنے والی خدا تعالیٰ کے فضل سے پردہ دار عورت ہے بلکہ مردوں کے لئے کام کرنے والی بھی جو تحریکات مردوں سے تعلق رکھتی ہیں اگر ان میں کمی ہو اور عورتوں کے سپرد کیجائیں تو اس میں بھی آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ بٹاتی ہیں۔تو یہ اعتراض تو عمل سے

جھوٹا ثابت ہوجاتا ہے کہ پردہ کے نتیجہ میں قوموں کے اندر کچھ سستی پیدا ہوجاتی ہے۔ایک وجود کا حصہ معطل ہوجاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی وجود میں تو اس کے بالکل برعکس نمونے نظر آرہے ہیں جو بے پردہ عورتیں ہیں ان کے رجحانات دنیاداری اور دنیا طلبی کی طرف زیادہ ہیں اور دوسرے مشاغل اور فیشن پرستیاں بھی ان کے اوپر برے رنگ میں اثر انداز ہوتی ہیں لیکن لجنہ کی پردہ دار خواتین اللہ تعالیٰ کے فضل سے قربانی اور خدمت کے ہر معیار میں بہت ہی پیش پیش ہیں اور آزاد قوموں کی عورتوں کی کوئی تنظیم بھی اپنی مستعدی اور وقت کے بہترین مصرف کے لحاظ سے ان کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتی اور اصل جواب جو موجودہ دنیا میں اسلام پر حملوں کے ہیں وہ عملی لحاظ سے پیش کرنے چاہئیں اور وہی قابل قبول ہوا کرتے ہیں۔۔۔

(خطبات طاہر جلد سوم صفحہ 602۔601)

پردہ کرنا صرف خواتین کا کام نہیں مردوں کا بھی بدرجہ اولیٰ کام ہے وہ بھی اپنی نظروں میں حیاء پیدا کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ خطبہ عید الاضحیہ کے موقع پر عید کے بعد جو مختلف مجالس لگا کرتی تھیں حاضرین کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:

’’۔۔۔حیاء تو پردے کی روح ہے تو ایسی مجالس سے جب گزریں تو نظریں نیچی کرکے گزریں پردہ کرنا صرف خواتین کا کام نہیں مردوں کا بھی بدرجہ اولیٰ کام ہے وہ بھی اپنی نظروں میں حیاء پیدا کریں۔ہم ہر دفعہ عورتوں کو حیاء کا کہتے ہیں مردوں کو گویا کہ حیاء سے کلیۃً چھٹی ہوگئی ہے اور پردے کا سب سے بڑا نقصان مردوں کو پہنچا ہے۔بے پردگی کا، اور سب سے زیادہ ذمہ داری حیاء کی اس لحاظ سے مردوں پر عائد ہوتی ہے تو آپ اپنی نظریں بچائیں۔‘‘

(خطبہ عید الاضحیہ 21رمئی 1994۔خطبات طاہر عیدین صفحہ 563)

شادی بیاہ کی تقاریب میں بے پردگی کا رجحان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ:

’’جو قباحتیں راہ پکڑ رہی ہیں ان میں سے ایک بے پردگی کا عام رجحان بھی ہے جو یقیناً احکام شریعت کی حدود پھلانگنے کے قریب ہو چکا ہے اور شادی والوں کی اس معاملہ میں بے حسی کو بھی ظاہر کرتا ہے کیونکہ معزز مہمانوں میں بہت سی حیادار پردہ دار بیبیاں ہوتی ہیں۔ بے دھڑک انٹ سنٹ فوٹو گرافروں یا غیر ذمہ دار اور غیر محرم مردوں کو بلا کر تصویریں کھنچوانا اور یہ پرواہ نہ کرنا کہ یہ معاملہ صرف خاندان کے قریبی حلقے تک ہی محدود رہے اس بارے میں واضح طور پر بار بار نصیحت ہونی چاہئے کہ آپ نے اگر اندرون خانہ کوئی ویڈیو وغیرہ بنانی ہے تو پہلے مہمانوں کو متنبہ کر دیا جائے اور صرف محدود خاندانی دائرے میں ہی شوق پورے کئے جائیں‘‘ (الفضل 26 / جون 2002)

عورتوں میں بیروں کے ذریعہ کھانا پیش کرنا

’’آپ کیا تصوّر کر سکتے ہیں کہ ایسے لوگ جو شادیوں کے بہانے اس قسم کی بے پردگیاں کریں آنے والی مہمان عورتوں کی عزت کا بھی خیال نہ کریں۔ باہر کے بیرے کھلم کھلا اندر پھر رہے ہیں کہ اس کا کیا فرق پڑتا ہے۔ یہ کہتے ہوئے مہمان عورتوں کی عصمت سے کھیلنے کا ان کو کیا حق ہے کہ آج کل کی ماڈرن سوسائٹیوں میں یہی چل رہا ہے۔ اگر بے حیائی کرنی ہے تو پھر مہمان خواتین کو ایک طرف کردیں۔

(پردہ کی روح اور اُس کی حفاظت خطبہ جمعہ 12 نومبر 1993ء صفحہ 8)

پردہ کے بارے میں مغربی ممالک میں رہنے والی احمدی خواتین پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 26 ستمبر 1986ء بمقام مونٹریال کینیڈا احمدی خواتین کو پردہ کے حوالہ سے اہم نصائح فرمائیں۔اس خطبہ جمعہ میں پردہ کی ضرورت اوراہمیت وافادیت کے حوالہ سے جو باتیں حضور نے فرمائیں وہ درج کی جاتی ہیں۔

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد آیت کریمہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا (سورۃ الاحزاب آیت 41) کی تلاوت فرمائی۔

اور پھر فرمایا کہ:

آج کے خطبہ کے لئے میں نے ایک تربیتی مضمون چنا ہے اور گو بظاہر اس آیت کا جس کی میں نے تلاوت کی ہے تربیت سے تعلق دکھائی نہیں دیتا لیکن درحقیقت یہ آیت امت محمدیہ کی تربیت سے ایک بہت ہی گہرا تعلق رکھتی ہے اوراس مضمون کو میں انشاء اللہ اس خطبہ کے دوسرے حصہ میں واضح کروں گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

گزشتہ چندسال سے میں نے متعدد مرتبہ پردہ کی طرف جماعت کو متوجہ کیا ہے اوراس مضمون پر بڑی تفصیل سے مختلف خطبات میں اور بعض خواتین کے خطابات میں روشنی ڈالی ہے **لیکن یہ ایک مضمون ایسا مضمون ہے جو خصوصاً مغربی دنیا میں بار بار یاد دہانی کے لائق ہے۔**

عورتیں اس مضمون میں بحث کرتے ہوئے دو گروہوں میں بٹ جاتی ہیں۔ایک وہ گروہ ہے جو خود پردہ کا انتہائی پابند بلکہ پاکستانی طرز کا پردہ جو برقع کہلاتا ہے۔برقع اور بھی کئی قسموں کا ہے

مثلاً افغانستان میں بھی برقع ہے، عربوں میں بھی برقع کا رواج ہے، ترکی میں بھی برقع کا رواج ہے لیکن میں جس برقع کی بات کر رہا ہوں وہ پاکستانی برقع ہے۔تو ایسی خواتین بھی ہیں جو پاکستانی طرز کے پردے اور برقع میں ملبوس پوری طرح احتیاط کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرتی ہیں اور اس بات سے بالکل قطع نظر کہ وہ کس ملک میں رہ رہی ہیں جس پردے کو سچا پردہ سمجھتی ہیں اسے اختیار کرتی ہیں اور کچھ ایسی خواتین ہیں جو پردہ سے باہر نکلنے کے آخری کنارے پر کھڑی رہتی ہیں اور جب ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو بعض ان میں سے برقع بھی سلوا لیتی ہیں۔جب نصیحت میں کچھ دیر ہو جاتی ہے تو برقعے اتر کر پھر چادریں سروں پر آجاتی ہیں۔جب کچھ اور دیر ہو جاتی ہے تو چادریں سرکنے لگتی ہیں اور بے احتیاطی بڑھنے لگتی ہے۔تو ایسی بین بین کیفیت میں وہ زندگی گزارتی ہیں کہ ان کا دل پردے پر مطمئن نہیں ہوتا اور وہ یہ سمجھتی ہیں کہ جس سوسائٹی میں ہم زندگی بسر کر رہی ہیں یہاں عورت آزاد ہے اور یہاں ویسے مسائل نہیں ہیں جیسے مسائل پاکستان یا تیسری دنیا کے بعض ممالک میں پائے جاتے ہیں۔ادب کے تقاضوں کے پیش نظر، بیعت کے تقاضوں کے پیش نظر گو وہ باغیانہ مزاج کا اظہار تو نہیں کرتیں مگر معلوم یہ ہوتا ہے کہ دل بہر حال مطمئن نہیں کیونکہ اگر دل مطمئن ہوتا تو وہ بے پردگی سے پردے کی طرف لوٹتے ہوئے ثبات قدم دکھاتیں اور جس چیز کو اچھی چیز سمجھ کے پکڑا تھا اس پر قائم رہتیں لیکن بار بار پہلی حالت کی طرف لوٹنے کا رجحان بتاتا ہے کہ ان کے دل حقیقت میں پوری طرح مطمئن نہیں۔

جو پہلے گروہ کی خواتین ہیں ان میں سے آگے دو حصے ہیں ایک وہ جو پردہ کرتی ہیں لیکن دوسری خواتین کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھتیں ان کے لئے دعائیں بھی کرتی ہیں ان کو نیک نصیحت بھی کرتی ہیں اور خود اپنی زندگی استغفار کی حالت میں گزارتی ہیں کہ ایک نیکی کی خدا نے ہمیں توفیق بخشی ہو سکتا ہے کہ دوسری نیکیوں میں ہم اپنی بے پردہ بہنوں سے پیچھے ہوں۔تو ان کی یہ نیکی ان کو تکبر کی حالت میں داخل نہیں کرتی بلکہ ان کے انکسار کو بڑھاتی ہے۔یہی ہیں جو سابقات کہلانے کی مستحق ہیں، یہی ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے تزکیہ کے لئے چن لیا ہے اور اگر نیکی کے ساتھ آپ تکبر کے پہلو کو داخل نہ ہونے دیں تو حقیقی فلاح کا یہی رستہ ہے۔

دوسرا گروہ ان میں ایسا ہے جو بعض دفعہ نادانی کے نتیجہ میں بعض دفعہ نیکی کے تکبر میں مبتلا ہو کر اپنی دوسری بہنوں کو طعن و تشنیع کے ساتھ چرکے لگاتی ہیں اور اگر ان کو جماعت کے نظام میں کوئی مقام دیا جائے تو اس کی سخت تکلیف محسوس کرتی ہیں اور ایسی حالت میں زندگی بسر کرتی ہیں گویا انہوں نے تو ایک بہت مشکل قدم اٹھایا تھا ایک تکلیف اٹھائی جماعت کے لئے اور نہ تکلیف اٹھانے والوں کو ان کے برابر کر دیا گیا گویا ان کی نیکی میں ایک اور بھی بیماری کا پہلو پایا جاتا ہے وہ اپنی نیکی کو گویا اسلام پر ایک احسان سمجھتی ہیں اور اسلام کا احسان نہیں سمجھتیں اپنی ذات پر کہ جس نے ان کو اس اعلیٰ نیکی کی راہ پر ڈال دیا اور خدا کا احسان نہیں سمجھتیں جس نے توفیق بخشی کہ بظاہر ایک مشکل کام تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ان کو یہ توفیق ملی اور خدا ہی کی طرف سے ملی کہ وہ اس مشکل راہ پر خدا کی خاطر قدم اٹھائیں۔ اگر ان کو یہ احساس ہوتا یا یہ احساس ہو کہ نیکی کی توفیق پانا اپنی ذات میں اللہ تعالیٰ کا ایک بہت ہی بڑا احسان ہے تو اس کے نتیجے میں وہ اپنے آپ کو بہتر سمجھتیں اور خوش حال سمجھتی ہیں اور اپنی کمزور بہنوں پر نفرت کی نگاہ ڈالنے کی بجائے ان کو محبت سے دیکھتیں، ان کو پیار سے دیکھتیں مگر درد اور دکھ کے ساتھ۔

یہ وہ بنیادی فرق ہے جس کی تفصیل بیان کرنی بہت ضروری ہے کیونکہ اس کا تعلق صرف پردے سے نہیں بلکہ ہماری اور بھی بہت سی اچھی اور بد عادات سے ہے بلکہ ہر نیکی اور بدی کے ساتھ اس مسئلے کا گہرا تعلق ہے اسے سمجھنا بڑا ضروری ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہر نیکی سے مرصع تھی اور نیکی کے انتہائی مقامات پر آپ کو فائز فرمایا گیا۔ وہ گہری نیکیاں جن کا بندے اور خدا سے تعلق ہے وہ نیکیاں تو ایسی نیکیاں ہوتی ہیں جن میں سے اکثر باہر سے دیکھنے والے انسانوں کو دکھائی نہیں دیتیں اور حقیقت میں خدا اور بندے کا تعلق دنیا کی نظر سے پردے میں رہتا ہے۔ وہ مثبت فیصلہ کرے کسی کی حالت دیکھ کر وہ بھی غلط ہو سکتا ہے، منفی فیصلہ کرے وہ بھی غلط ہو سکتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ اندرونی طور پر کسی کا اپنے رب سے کیا تعلق ہے لیکن کچھ نیکیاں ایسی ہوتی ہیں جو باہر سے نظر آتی ہیں اور دکھائی دیتی ہیں جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبہ میں بیان کیا تھا اخلاق ان میں سے ایک ہیں۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انی بعثت

عَلٰی مکارم الاخلاق (مؤطا امام مالک کتاب الجامع) کہ دیکھو خدا تعالیٰ کی طرف سے میں اخلاق سے بھی چوٹی کے جوانتہائی عزت کے مقام پر فائز اخلاق ہیں ان پر میں فائز کیا گیا ہوں۔تو اس پہلو سے حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ لطیف اور باریک پہلو جو ہمیں دکھائی نہیں دیتے ان کو سردست نظرانداز بھی کردیں تو وہ پہلو جو دکھائی دینے والے ہیں یعنی اخلاق کی انتہائی بلندیاں ان پر تو ہم ہر حال میں اگر توجہ کریں تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فائز دیکھ سکتے ہیں۔۔۔۔

اس پہلو سے حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر وہی طریق اختیار کرتے جو میں نے بیان کیا ہے کہ بعض ہم میں سے کم فہم انسان اختیار کر لیتے ہیں یعنی اپنے سے کمزور کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ایک فرد بشر کی تربیت کے بھی اہل نہ رہتے۔اپنے سے ہر چھوٹے کو آپؐ نے محبت اور رحمت کی نظر سے دیکھا ہے۔اسی لئے قرآن کریم نے آپ کو رحمۃ للعالمین قرار دیا اور عالمین میں انسانوں کے علاوہ بھی تخلیق کو داخل فرمادیا اور انسان سے ادنیٰ تخلیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور بھی زیادہ دور تھی کیونکہ تخلیق میں سب سے اوپر انسان ہے۔تو آپؐ کے انتہائی انکسار کے پہلو کو ظاہر فرمانے کے لئے اور آپؐ کے خدا تعالیٰ کی تخلیق سے گہرے لامتناہی تعلق کو ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمۃ للعالمین قرار دیا کہ انسان تو انسان وہ ادنیٰ مخلوقات بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے مقام اور مرتبے کے لحاظ سے بہت ہی گہرائی میں ہے اور بظاہر کوئی بھی ان کا تعلق نہیں ان پر بھی آپ رحمت کی نظر ڈالتے ہیں اور پیار کی نظر سے ان کو دیکھتے ہیں اور ان کی کمزوریوں سے تکلیف اٹھاتے ہیں ان کی سہولت سے آپ کا دل خوش ہوتا ہے اور آپؐ راحت پاتے ہیں۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ایسے بکثرت واقعات ملتے ہیں جن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رحمۃ للعالمین ہونا اور اس مضمون کے وسیع ہونے کا پتہ چلتا ہے۔جاندار چیزیں تو جاندار ہیں بظاہر جو بے جان چیزیں ہیں ان پر بھی آپؐ کی رحمت عام تھی اور ان کے لئے بھی آپؐ دکھ محسوس فرماتے تھے اگر وہ دکھ میں مبتلا ہوں۔۔۔۔

پس اگر تربیت سیکھنی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے سیکھنی پڑے گی اور تربیت میں نفرت اور

غصے کا کوئی بھی کردار نہیں ۔تربیت سے نفرت اور غصے کا کوئی دور کا بھی تعلق نہیں ۔تربیت حقیقت میں رحمت سے تعلق رکھتی ہے اور اگر آپ اس مضمون کو سمجھ جائیں تو پھر آپ تربیت کی طرف پہلا قدم اٹھانے کے اہل ہو جائیں گے اور یہ راستہ ایک بہت ہی وسیع راستہ ہے۔صرف ایک ہی قدم نہیں آتا اور بھی قدم آتے ہیں اور بھی دشواریاں پیش ہوتی ہیں ۔اگر آپ تربیت کا مفہوم ہی نہ سمجھیں تو آپ تو پہلا قدم بھی نہیں اٹھا سکتے اور ہمیں تو بہت لمبے سفر کرنے ہیں ۔اس مضمون کو سردست ترک کرتے ہوئے میں واپس پردہ کی طرف آتا ہوں اور دوبارہ پھر انشاء اللہ اس خطبہ کے آخر پر اسی مضمون کو دوبارہ پکڑوں گا تا کہ اس کا تعلق خاتم سے واضح طور پر آپ کو دکھاؤں۔

جہاں تک پردہ کا تعلق ہے احمدی خواتین پر اس مغربی دنیا میں بہت ہی گہری ذمہ داری ہے اور حقیقت میں وہ اپنی اولادوں کو بنا بھی سکتی ہیں اور بگاڑ بھی سکتی ہیں ۔ایک ایسے ماحول سے آتی ہیں اکثر ہم میں سے، کچھ تو ایسی خواتین ہیں جن کی پرورش آزاد ملکوں میں اور ترقی یافتہ ملکوں میں ہوئی لیکن بہت سی ایسی خواتین ہیں جو یہاں تشریف لائیں اور اس ملک کو یا ان ممالک کو اپنا دوسرا ملک بنا لیا۔جن کا اقتصادی پس منظر بھی مختلف ہے اور اکثر حالات میں مشکل زندگی بسر کرنے والیاں تھیں اور معاشرتی اور تمدنی پس منظر بھی اتنا مختلف ہے کہ وہاں ادنیٰ سی آزادی پر انگلیاں اٹھا کرتی تھیں اور طعن سنا کرتی تھیں اور بعض دفعہ شکایات ہوا کرتی تھیں ۔نظام کی آنکھ بھی زیادہ وسیع طور پر نظر رکھنے والی تھی اور نظام کی پکڑ بھی بسا اوقات کڑی ہوا کرتی تھی ۔اس لئے وہاں جو زندگی انہوں نے بسر کی وہ زندگی آزاد زندگی نہیں تھی ۔ان کی نیکیوں کے لئے پرورش پانے اور پنپنے کا ایسا ماحول نہیں تھا کہ ہم ان کی نیکیوں کو حقیقی نیکی سمجھ سکتے ۔ بہت سی ایسی نیکیاں تھیں جو دباؤ کے تابع تھیں اور بہت سی ایسی نیکیاں تھیں جو غربت کے نتیجہ میں خود بخود پیدا ہو جاتی ہیں ۔حالانکہ نیکی تو وہ نیکی ہے جس میں دوام ہو، جس میں باقی رہنے کی صلاحیت ہو۔

اسی لئے قرآن کریم نے نیکی کے ساتھ باقیات کا لفظ استعمال فرمایا اَلْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ (کہف:47)۔ بلکہ باقیات کو پہلے رکھا کہ نیکی کی بنیادی تعریف یہ ہے کہ وہ باقی رہنے والی ہے۔ ماحول سے متأثر نہ ہو بلکہ ماحول کو متأثر کرنے والی ہو۔ ہر حال میں زندہ رہنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔

اسی لئے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے باقیات کے لفظ کو پہلے استعمال فرماتا ہے قرآن کریم کہ نیکی تو ہے ہی وہی جس میں بقا کی طاقت موجود ہو، جو زندہ رہنے کی اہلیت رکھتی ہو۔ وہ نیکی جو جگہ بدلنے سے مرجائے یا مرجھا جائے یا نیم جان ہوجائے اسے قرآن کریم کی اصطلاح میں نیکی نہیں کہا جاتا۔

تو ایسی خواتین جو پردہ میں ملبوس رہا کرتی تھیں یا بعض دیگر امور میں اسلامی پابندیوں کو اختیار کیا کرتی تھیں جب ان سے وہ سارے دباؤ اٹھ گئے اور جب دوسرے محرکات بھی ان کو نصیب ہوگئے جو دوسرے رستوں کی طرف ان کو بلانے والے تھے۔ اگر وہ نیکیاں جو وہ پہلے وطن میں کیا کرتی تھیں وہ قرآنی اصطلاح میں نیکیاں ہوتیں تو ہرگز اس تبدیلی حالات کا ان کی نیکیوں پر کوئی بھی اثر نہیں پڑنا تھا۔ لیکن اگر وہ مجبوری کی نیکیاں تھیں، عصمت بی بی بے چاری کا سا حال تھا (یہ ایک اردو کا محاورہ ہے) تو پھر اس صورت میں لازماً ان کے اوپر اثر پڑنا چاہئے تھا اور یہ اثرات کم وبیش بہت سی صورتوں میں ہمیں پڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

پردہ پر جو اس کا اثر پڑا وہ ایسا اثر نہیں ہے جو ان کی ذات تک محدود رہے۔ اس سے قومی کردار کے بننے یا بگڑنے کا تعلق ہے، آئندہ نسلوں کے سنبھلنے یا ٹھوکر کھانے کا تعلق ہے اور بہت ہی اہم مضمون ہے کیونکہ یہاں جو سب سے بڑا مقابلہ ہے وہ مذہبی دلائل کا نہیں بلکہ تہذیب کی برتری یا تہذیب کے ادنیٰ ہونے کا مقابلہ ہے۔ مذہبی دلائل بعد کی باتیں ہیں اس دنیا میں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس وقت اسلام کی ٹکر تہذیب کے میدان میں ہورہی ہے۔ ایک مغربی تہذیب ہے جس نے اوڑھنی اوڑھ رکھی ہے عیسائیت کی حقیقت میں وہ عیسائیت نہیں ہے ایک فرضی نام ہے عیسائی تہذیب۔ عیسائیت کا اس تہذیب سے دور کا بھی تعلق نہیں اور ایک اسلامی تہذیب ہے اس کے مقابل پر۔ ان لوگوں کو جو مادہ پرست ہوچکے ہیں ان کو اگر تہذیب کی برتری دکھائی دے گی اور طمانیت قلب کسی تہذیب میں نظر آئے گا اور کسی تہذیب میں زندہ رہنے کی صلاحیت اور طاقت دکھائی دے گی تو پھر تو یہ اسلام سے مرعوب ہوسکتے ہیں۔ اگر یہ ان کو دکھائی نہیں دے گا تو آپ کے دلائل کچھ بھی اثر نہیں دکھائیں گے۔

تو ایک معمولی مضمون نہیں ہے ایک بہت ہی بڑا اور وسیع مضمون ہے اور اس کے مختلف پہلوؤں

پر میں بار بار پہلے توجہ دلا چکا ہوں ۔ پردہ ضروری نہیں ہے کہ برقع کی صورت میں اختیار کیا جائے لیکن وہ خواتین جو ایسے ماحول میں پرورش پا چکی ہیں جہاں برقع اور پردہ ہم آہنگ ہو چکے تھے۔ ایک ہی چیز کے دو نام سمجھے جاتے تھے، وہاں ان کا برقع چھوڑنا عملاً پردہ چھوڑنے کے مترادف ہو جاتا ہے اور بسا اوقات برقع چھوڑنا احساس کمتری کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔ ہزار بہانے وہ نفس کے تلاش کریں کہ نہیں یہاں تو برقعے کی ضرورت نہیں، یہاں دوسرا پردہ بھی تو ہو سکتا ہے، کم سے کم پردہ بھی تو کوئی چیز ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر وہ اپنے دل کو ٹٹول کے دیکھیں تو ان کو محسوس ہوگا کہ یہ سارے نفس نے بہانے بنائے تھے اور سجا کر ایک بات کو دکھایا تھا جو حقیقت میں ایک بدزیب بات تھی۔ عملاً وہ برقع سے نہیں پردہ سے بھاگنا چاہتی تھی اور شرم محسوس کرتی تھی ان گلیوں میں برقع پہن کر کہ کوئی دیکھنے والا کیا کہے گا کہ دقیانوسی عورت کہاں سے آ گئی ہے۔ عورتیں آزاد پھر رہی ہیں ناچ رہی ہیں اور ہر قسم کی دنیا کی لذتیں حاصل کر رہی ہیں۔ ٹی وی پر دیکھو تو تب کیا اور گلیوں میں جا کر دیکھو تو تب کیا بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسی دنیا میں رہنا اور یہیں مر جانا ہے اور یہی کچھ مدعا ہے انسانی تخلیق کا۔ ان باتوں پر جب وہ نظر ڈالتی ہیں اور پھر برقع پہن کر باہر جاتے ہوئے دیکھتی ہیں اپنے آپ کو، لوگوں کی نظروں کو دیکھتی ہیں جو ان پر پڑتی ہیں تو شدید احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ کہتی ہیں یہ کیا بات ہے، ہم کیوں پرانی اور دقیانوسی محسوس ہوں، کیوں نہ نسبتاً ادنیٰ پردہ کی طرف لوٹ جائیں۔ ایک یہ طبقہ ہے ۔شروع میں بظاہر بدی کے نتیجہ میں نہیں بلکہ شرمندگی کے نتیجہ میں یہ برقع اتارنے والی خواتین ہوتی ہیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ یہ قدم پہلا قدم تو ہوتا ہے آخری قدم نہیں ہوتا اور رفتہ رفتہ تہذیبی اثرات ان پر غالب آنے لگ جاتے ہیں جب ایک دفعہ سر جھکا دیا ایک تہذیب کے سامنے تو وہ سر پھر جھکتا ہی چلا جاتا ہے۔

کچھ دوسری خواتین ایسی ہیں جن کا نفس بہانے ڈھونڈتا ہے اور وہ یہ کہتی ہیں کہ برقع ثابت کرو کہاں سے آیا ہے قرآن کریم میں۔ یہ تو برقع ہے ہی نہیں اور پھر کم سے کم پردہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلامی اصول کی فلاسفی میں واضح فرما دیا ہے تو اس کے بعد ہم پر برقع ٹھونسنا زیادتی ہے۔ یہ درست ہے کہ برقع جب بھی ایجاد ہوا تھا میں نہیں جانتا کس نے ایجاد کیا تھا، اس کے

کچھ پہلو یقیناً تکلیف دہ ہیں اور ہوسکتا ہے برقع کی بعض قسمیں اور عملاً ہوتا بھی ہے کہ برقع کی بعض قسمیں پرانی پابندیوں سے بہت بڑھ کر ہیں جو قرآن عورت پر عائد کرتا ہے لیکن جس نے بھی یہ پابندیاں قرآن کے نام پر یا اسلام کے نام پر عائد کیں جب وہ ایک سوسائٹی کا حصہ بن گئیں تو ان سے باہر نکلنے میں بعض ایسی احتیاطوں کی ضرورت ہے جو ہمارے اپنے فائدہ میں ہیں۔ اگر ہم ان احتیاطوں کو چھوڑ دیں گے تو گہرا نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔ کیونکہ ایک لمبی نسلاً بعد نسلٍ تربیت کے نتیجہ میں رفتہ رفتہ ہم نے برقع کو پردہ سمجھ لیا تھا حالانکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے حقیقت میں یہی برقع پردہ نہیں ہے پردہ کا ایک ذریعہ ہے اور بعض بہت سی صورت میں اس پردہ سے زیادہ سخت ہے جو اسلام عائد کرتا ہے۔ مثلاً صوبہ سرحد میں اگر آپ چلے جائیں تو وہاں ایک تمبُو قسم کا برقع آپ کو نظر آئے گا اور نہایت ہی ایک خوفناک شکل ہے اس برقع کی۔ باریک سوراخ آنکھوں کے سامنے ہوتے ہیں اور سارا سر سے پاؤں تک یوں معلوم ہوتا ہے تمبو میں لپٹی ہوئی عورت پھر رہی ہے اور اس کی زندگی ایک تکلیف کی زندگی رہتی ہے ہمیشہ۔ وہ حتی المقدور باہر ہی نہیں جاتی بے چاری کہ جب بھی جاؤں گی اس مصیبت میں مبتلا ہو کر باہر نکلوں گی۔ تو بعض اور بھی شدتیں اختیار کر لیں برقع نے جو پنجاب میں عموماً نہیں پائی جاتیں اور احمدیت میں جو برقع رائج ہے وہ پنجاب میں رائج دوسرے برقعوں سے بھی نسبتاً آسان ہے۔ ہم نقاب میں آنکھوں کی جگہ چھوڑ دیتے ہیں عورتیں آنکھیں نیچے کر کے نقاب لیتی ہیں اور بہت بہتر اور زیادہ سہولت والی شکل ہے اور قرآنی تعلیم کے مخالف بھی نہیں۔

جہاں تک نظر کا تعلق ہے مرد اور عورت میں قرآنی تعلیم میں کوئی بھی فرق نہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ عورت کی آنکھ چھپانی ضروری ہے جب کہ مرد کی آنکھ چھپانی ضروری نہیں تو وہ قرآنی تعلیم کو نہیں جانتا۔ یا اگر جانتا ہے تو کسی اور مصلحت کے پیش نظر ایسی بات کر رہا ہے۔ جہاں تک حقیقی قرآنی تعلیم کا تعلق ہے مرد اور عورت کی آنکھ میں تعلیم میں فرق نہیں۔ دونوں کو جھکنا چاہئے، دونوں کو آزادانہ نہیں پھرنا چاہئے۔ تو آنکھ کا پردہ تو یہ پردہ ہے۔ باقی جو چہرے کا پردہ ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریح کے بعد احمدی خواتین میں جو برقع رائج رہا یا اب بھی

رائج ہے وہ دوسرے تہذیبی برقع سے نسبتاً آسان تر ہے اور الا ماشاء اللہ اس کی روزمرہ کی زندگیوں میں کوئی دقت پیدا نہیں کرتا۔

تو جب اس برقع کو چھوڑ کر بعض خواتین یہ کہہ کر کہ برقع پردہ نہیں باہر آنے کی کوشش کرتی ہیں تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بعض اوقات تو وہ احساس کمتری میں مبتلا ہو کر ایک دوسری تہذیب کے نیچے سر جھکا کر یہ عذر پیش کرتی ہیں اور بعض دفعہ ان کا نفس آزادی کے تقاضے کرتا ہے جو بے راہ روی کی طرف مائل ہوتی ہے اور پھر اپنے خاوندوں اور اپنے بڑوں کو کہتی ہیں کہ دکھاؤ قرآن کریم سے برقع کہاں لکھا ہوا ہے۔

بہر حال اگر وہ برقع چھوڑ دیں اور پردہ کی تعریف کے مطابق پردہ کریں تو کسی کو بھی کوئی حق نہیں کہ ان پر انگلی اٹھائے اور ان پر اعتراض کرے۔ ہم نصیحت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ پتہ ہے کہ اکثر برقع چھوڑنے کے بعد پھر قدم آگے بڑھنے شروع ہو جایا کرتے ہیں اور اولادوں پر اس کا برا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے بطور نصیحت کے بار بار ان کو توجہ دلائی جاتی ہے اور اگر وہ سختی سے یہ کہیں کہ نہیں ہم اسلامی کم سے کم تعریف پر پورا اتریں گی تو ان کا حق ہے۔ ہم ان کو زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر تم کم سے کم کی بجائے زیادہ سے زیادہ کی کوشش کرو تو یہ زیادہ نیکی ہوگی۔ ایک نفلی کام ہے جو قوم کے لئے مد اور معاون ثابت ہوگا جو ہماری تہذیب کی حفاظت کے لئے بہت ہی کار آمد ہوگا اور اس دنیا میں اسلامی معاشرہ کو غالب کرنے کے لئے اور غالب آنے والی نسلیں پیدا کرنے کے لئے تمہاری یہ قربانی بہت دور تک اثر دکھائے گی۔ اس رنگ میں نصیحت تو ہم کر سکتے ہیں مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ چونکہ تم کم سے کم پردہ کرتی ہو اس لئے تمہارا سوشل بائیکاٹ ہوگا۔ تمہیں ادنیٰ سمجھا جائے گا۔ تمہیں بدتر کہا جائے گا۔ یہ کسی کو کہنے کا حق نہیں۔

اس لئے بعض خواتین جو برقع میں ملبوس رہتی ہیں جب مجھے یہ کہتی ہیں کہ آپ یہ کیوں کہہ دیا کرتے ہیں پھر کہ کم سے کم پردہ بھی کر لو تو کوئی حرج نہیں اور مجھ سے بعض بحثیں کرتی ہیں۔ میں ان کو یہی کہتا ہوں کہ یہ کہتا تو ہوں لیکن دوسری ساری باتیں سمجھانے کے بعد کہتا ہوں اور یہ اس لئے کہتا ہوں کہ میرا ہرگز کوئی حق نہیں ہے کہ اسلامی شریعت میں دخل اندازی کروں۔

اسلام کی شریعت کی دو انتہائیں معین ہیں اور واضح ہیں ہمیشہ کے لئے ان کی وضاحتیں کرنا انبیاء کا کام ہے۔ سب سے اول حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا کام تھا اور آپؐ نے وضاحت فرمائی اور لمبے دور میں جو حدیثیں بگڑیں یا بعض نا قابل اعتماد ہوگئیں اس کے نتیجہ میں دوبارہ جب وضاحت کی ضرورت پیش آئی تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت فرما دی۔ اس وضاحت میں دخل اندازی کرنے والا میں ہوتا کون ہوں۔ کس ماں کا بیٹا ہے جو وقت کے امام کو جس کو خدا نے بنایا ہو اس کو شریعت کا وضاحت کرنے والا نہ سمجھے اور اس پر اضافے کر دے یا اس میں کمی کر دیں۔ اس لئے جو کچھ بھی کوئی کہے میں ہرگز اس کم سے کم معیار کو بدلنے والا انسان نہیں ہوں، نہ میری طاقت ہے نہ میری حیثیت ہے۔ اس لئے وہ تو میں ضرور بیان کروں گا لیکن وہ معیار بھی جسے آپ کم سے کم سمجھتی ہیں ایک بہت ہی اعلیٰ معیار ہے کیونکہ اس کے پیچھے پردے کی ساری روح قائم ہے۔ وہ سارے تقاضے جو پردے کے ہیں ان کو نظر انداز کرنے کے بعد وہ کم سے کم معیار نہیں رہتا بلکہ ان کو ملحوظ رکھنے کے بعد پھر وہ کم سے کم معیار بنتا ہے اور یہ ایک بہت بڑا مطالبہ ہے۔ ایسی خواتین جو چہرہ اتنا ڈھانپیں صرف جتنا کہ میں نے بیان کیا ہے اسلامی اصول کی فلاسفی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاتھ سے ایک تصویر بنا کر دکھایا ہے تو بالکل کافی ہے لیکن اس کے ساتھ جو روح بیان فرمائی ہے اس کو بھی تو ملحوظ رکھیں۔ اگر اس کی روح مار دیں گے تو پردہ کا بت تو قائم ہو جائے گا ایک زندہ پردہ قائم نہیں ہوسکتا۔ اس صورت میں ان خواتین کو چاہئے کہ باہر جب نکلیں تو ہرگز سنگھار نہ کریں۔ اپنی آسائش کو بڑھا کر نہ دکھائیں، اپنی چال ڈھال میں ایک وقار پیدا کریں، اپنے جسم کو سمیٹ کر رکھیں اور ہرگز ایک بیمار آدمی کو یہ احساس نہ ہو کہ یہ ہمیں اپنی طرف کھینچ رہی ہیں بلکہ ان کی نظر ایک غلط نظر کو دھتکار کر پیچھے پھینکے۔ اگر یہ روح ہے پردہ کی تو وہ کم سے کم معیار جسے آپ کم سے کم سمجھ رہی ہیں وہ کم سے کم رہتا ہی نہیں درحقیقت ایک بہت بلند معیار بن جاتا ہے اور کسی کا حق نہیں کہ اس کے اوپر اعتراض کر سکے۔ لیکن ظاہری طور پر کم سے کم صورت کو اختیار کر لینا اور اندرونی طور پر کم سے کم کو کلیۃً نظر انداز کر دینا اور ہر اس چیز کو جو روح کہلاتی ہے اس کو بھلا دینا یا پرے پھینک دینا حقارت سے یہ تو پردہ نہیں ہے۔ اس کے کچھ اثرات ایسے ہیں جو

ذاتی ہیں مجھے اس وقت ان سے زیادہ بحث نہیں ہے۔

انفرادی نیکیاں، انفرادی بدیاں ہر ایک کا معاملہ اپنے رب سے ہے وہ جس کو چاہے گا بخشے گا ،جس کو چاہے گا پکڑے گا لیکن میں بحیثیت قومی نگران کے خصوصیت کے ساتھ وہ پہلو آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں جو ساری قوم پر اثر انداز ہوتے ہیں اور اس زمانے کے احمدیوں پر نہیں بلکہ آئندہ آنے والے احمدیوں پر بھی شدید اثر انداز ہوں گے۔ یہ تمدنی تقاضے اگر آپ چھوڑ دیں گے، اسلام کے تمدنی تقاضے اور یہ معاشرتی تقاضے اگر آپ چھوڑ دیں گے جو اسلام کے معاشرتی تقاضے ہیں تو اس کے بہت ہی گہرے اثرات آپ کی اولادوں پر مترتب ہوں گے۔۔۔۔

وہ مائیں جو مغربی تہذیب سے مسحور ہو جاتی ہیں اور متأثر ہو جاتی ہیں ان کے بالوں کے کٹنے کے انداز میں، ان کے گفتگو کے انداز میں، ان کے اپنے بدن کو سمیٹنے یا نہ سمیٹنے کے انداز میں، ان کی چال ڈھال میں نظر آنے لگ جاتا ہے کہ یہ ہاتھ سے نکل رہی ہیں، مسحور ہو چکی ہیں ایک دوسری تہذیب سے۔ مجبور ہیں زیادہ قدم اس لئے نہیں اٹھا سکتیں کہ دیکھنے والی آنکھیں ایسی ہیں جن کے دیکھنے کو یہ نظر انداز نہیں کر سکتیں۔ ان کے بزرگ ہیں، ان کے بھائی ہیں، ان کے خاوند ہیں، ان کے دوسرے عزیز ہیں جو جب ان کو دیکھتے ہیں تو ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ اگر یہ ساری آنکھیں ہٹ جائیں، یہ ساری نگرانی ختم ہو جائے تو جہاں وہ کھڑی ہیں اس سے کئی گنا زیادہ آگے ایک غلط راستے کی طرف جاتی ہوئی دکھائی دیں گی۔ اس لئے ایسی خواتین جب پردہ توڑتی ہیں یا پردے سے بے پردگی کی طرف رفتہ رفتہ بھی قدم بڑھاتی ہیں تو یہ سمجھ لینا کہ ان کی اولاد ان کی حقیقت کو سمجھ نہیں رہی ہوتی اس پس منظر کو نہیں سمجھ رہی ہوتی یہ بہت ہی سادگی ہے، بہت ہی بھولا پن ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بچوں کو بہت ہی ذہین بنایا ہے۔ جب وہ دیکھتے ہیں اپنے ماں اور اپنے باپ کا انداز تو اس کی روح کو دیکھ رہے ہوتے ہیں، ظاہر کو نہیں دیکھ رہے ہوتے اور اگر انہوں نے بدی کی طرف ایک قدم اٹھایا ہے تو دس گنا زیادہ تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہیں اور اگلی نسل کی آنکھیں بدلنے لگتی ہیں اور جو لوگ اس راز کو نہیں سمجھتے کچھ دیر کے بعد ان کی اولاد ان کے لئے معمہ بن جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں ہم تو ایسے برے نہیں تھے۔ ہم نے تو ظاہری طور پر سب تقاضے

پورے کئے، جماعت میں تعلق رکھا، نمازیں بھی پڑھیں، چندے بھی دیئے، اولاد کی نظریں بگڑ گئیں ہیں۔ان کو کیا ہو گیا ہے ان کے لئے پھر وہ بے چین بھی ہوتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ چند بے احتیاطیاں انہوں نے ایسی کی ہوتی ہیں جو دراصل غیر تہذیب سے مرعوب ہونے کے نتیجہ میں وہ کرتے ہیں اور اولاد جان لیتی ہے کہ ہمارے ماں باپ اس معاملہ میں شکست کھا چکے ہیں۔ روکیں ٹوٹ چکی ہیں اور پھر وہ تیزی کے ساتھ بے دھڑک آٹھ دس گنا زیادہ رفتار کے ساتھ ان رستوں پر چل پڑتے ہیں اور جب وہ اپنے سے بہت آگے بڑھتا ہوا ان بدیوں میں دیکھتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں کہ ہم نے تو نہیں کہا تھا۔ ہم تو روکتے ہی رہے ان کو، ہم تو یہی تعلیم دیتے رہے کہ ٹھیک بنو، ان کو کیا ہو گیا ہے۔

پس جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ ایک بنیادی مسئلہ ہے قوموں کی زندگی اور ترقی کا راز اس مسئلہ میں ہے۔ اس کو سمجھیں اور اس کو زندہ رکھیں، یاد رکھیں کہ نیکیوں میں اگر آپ دس قدم اٹھائیں گے تو آپ کی اولاد ایک قدم اٹھائے گی۔ سوائے اس کے کہ دس گنا محنت سے آپ اس اولاد کو اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کریں اور بدیوں میں اگر ایک قدم آپ اٹھائیں گے تو آپ کی اولاد دس قدم اٹھائے گی۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور بعض اور محرکات اس اولاد کو روک لیں یا نظام جماعت کا غالب اثر ان کو بچالے لیکن جہاں تک آپ کی ذات کا تعلق ہے یہ قانون کی شکل میں جاری قانون ہے جسے آپ روک یا بدل نہیں سکتے۔

اس پہلو سے جو سب سے بڑا خطرہ مجھے درپیش ہے ہم جماعتی لحاظ سے اس کو دیکھتے ہیں تو یہ شکل نظر آتی ہے کہ ایک نسل باہر سے آئی یہاں آباد ہوئی۔ ان کے ماں باپ نے یہ دعوے کئے تھے کہ ہم اسلام کو از سر نو دنیا پر غالب کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ بلند بانگ دعوے کرتے تھے اور کرتے ہیں کہ ہم نے امریکہ کو بھی فتح کرنا ہے اور روس کو بھی فتح کرنا ہے اور چین کو بھی فتح کرنا ہے اور جاپان کو بھی فتح کرنا ہے اور کینیڈا کو بھی فتح کرنا ہے اور انگلستان کو بھی فتح کرنا ہے اور جرمنی کو بھی کرنا ہے اور یورپ کے دیگر ممالک کو بھی اور یہ سارے اسلام کے زیر نگیں لانے ہیں۔ یہ دعوے لے کر جو قوم اٹھی ہو اور ان دعووں میں سچا ایمان رکھتی ہو اور ان دعووں میں سنجیدہ ہو۔ جب

اس قوم کے نمائندے سفیر بن کر ان غیر قوموں میں جا کر آباد ہوتے ہیں تو دیکھنا یہ ہے کہ وہ مؤثر ہیں یا متأثر۔ اگر آج وہ متأثر نہیں بھی دکھائی دیتے نمایاں طور پر لیکن ایسے اعمال کر رہے ہیں کہ ان کی اولادیں متأثر ہو جائیں۔ تو لازماً اگلی نسل ہم ان لوگوں کے سامنے ہار بیٹھیں گے اور ہمارا رخ فتح کی طرف نہیں بلکہ شکست کی طرف ہوگا۔ قرآن کریم کی اس آیت کو نظر انداز کرنے والے ہوں گے کہ:

اَفَلَا یَرَوۡنَ اَنَّا نَاۡتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُہَا مِنۡ اَطۡرَافِہَا ؕ اَفَہُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ (سورۃ الانبیاء 45) محمد مصطفی ﷺ اور آپؐ کے غلاموں کے لئے تو قرآن نے یہ معیار پیش کیا تھا۔ ان کے مقابل پر فتح کے دعویٰ کرنے والوں کو یہ بیان فرمایا، یہ کہہ کر متوجہ کیا کہ یہ بڑھ رہے ہیں اور پھیل رہے ہیں اور تمہاری تہذیب کو ہر طرف سے چاٹتے چلے جا رہے ہیں اور ختم کرتے چلے جا رہے ہیں۔ جس طرح سیلاب کناروں کو کھا جاتا ہے اس طرح یہ ایسے مؤثر لوگ ہیں ایسے غالب اثر رکھنے والے لوگ ہیں کہ دن بدن ارد گرد سے تمہاری زمینیں کم کرتے چلے جا رہے ہیں اور پھر تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ تم غالب آؤ گے۔ جن کی زمینیں گھٹ رہی ہوں جن کے کنارے ٹوٹ رہے ہوں وہ تو غالب نہیں آیا کرتے۔ وہ جو پھیلتے ہیں اور اثر انداز ہوا کرتے ہیں وہ غالب آیا کرتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے یہ کیسے غالب آجائیں گے۔ محمد مصطفی ﷺ اور ان کے ساتھی جو دن بدن ان کی زمینیں کاٹ رہے ہیں اور گھیرتے چلے جا رہے ہیں ان کو اور کہتے یہ ہیں کہ ہم غالب آئیں گے۔

تو کیا یہی صورت ان احمدیوں کی بھی ہے جو غیر قوموں میں جا کر آباد ہوئے، جن کی فتح کا دعویٰ لے کر وہ اٹھے تھے اور جن کی فتح کا دعویٰ لے کر آج بھی وہ زندہ ہیں۔ اگر ان کی تہذیب غالب آ رہی ہے، اگر ان کے کنارے منہدم کر رہے ہیں اور ان کا اثر پھیلتا چلا جا رہا ہے تو یقیناً یہ قرآن کریم کا بیان ہم پر چسپاں ہوتا ہے اور اگر یہ نہیں ہوتا ہے اور ہم دن بدن ان کی تہذیب کے نیچے مغلوب اور متأثر ہوتے چلے جا رہے ہیں تو پھر یہی غالب آئیں گے۔ پھر اس دعویٰ میں کوئی بھی سچائی نہیں کہ ہم غالب آنے والے ہیں۔ کم سے کم ان نسلوں کے ذریعہ اسلام یہاں غالب نہیں ہوسکتا جو مغلوب ہو جائیں ان سے اور جو متأثر ہو جائیں۔

اس مضمون کا خاتمیت کے ساتھ ایک بہت گہرا تعلق ہے اور خاتمیت کے صحیح معنوں کے ساتھ

اس کا تعلق ہے۔قرآن کریم کے مضمون کو اگر آپ صحیح سمجھیں تو اس میں عظیم الشان فوائد ہیں۔اگر غلط سمجھیں تو اسی حد تک نقصانات ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو خاتمیت کی تفسیر فرمائی اس کو ہم اس لئے بھی چمٹے ہوئے ہیں اور مجبور ہیں اس سے چمٹے رہنے پر کہ اس میں امت محمدیہ کے لئے عظیم مصالح ہیں اور عظیم فوائد اس تفسیر سے وابستہ ہیں اور جو تفسیر آج کے ظاہری علماء ہم پر ٹھونسنا چاہتے ہیں وہ شدید نقصان کے پہلو رکھنے والی تفسیر ہے۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاتمیت کا امیت کی تربیت کے ساتھ گہرا تعلق کے مضمون پر تفصیل سے روشنی ڈالنے کے بعد فرمایا کہ

''برقع کے مضمون میں محض عورتوں کا قصور نہیں ہے۔مردوں نے خاتمیت کے مضمون کو بھلا یا ہے تو عورتوں نے یہ حرکتیں کی ہیں۔مرد اگر مؤثر رہتے تو ممکن نہیں تھا کہ ان کی عورتیں بے پرواہی کرتیں اور بے راہ روی اختیار کرتیں یا دوسری تہذیبوں سے مغلوب ہو جاتیں اور ان کے سامنے آنکھیں جھکا لیتیں۔آپ کو سر اٹھا کر چلنا چاہئے تھا اور اس شان کے ساتھ سر اٹھا کر چلنا چاہئے تھا کہ آپ بتاتے دنیا کو اور دکھاتے کہ آپ کی قدریں غالب قدریں ہیں آپ کے پاس جو کچھ ہے یہی اعلیٰ ہے اور یہی اس بات کا مستحق کرتا ہے آپ کو کہ آپ شان کے ساتھ سر اٹھا کر چلیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تہذیب کو لے کر چوروں کی طرح سر جھکا کر اور جسم بچا کر چلنے لگ جائیں اور شرما کر ان کی گلیوں سے گزریں تو یہ کیسے آپ کا اثر قبول کریں گے۔

اپنی تہذیب کی قدروں کو سمجھیں ان پر غور کریں اور سمجھیں کہ آپ کی فلاح بھی اسی میں مضمر ہے اور آپ کے دل کا سکون بھی اسی میں مضمر ہے اور ان قوموں کی جو خیر آپ سے وابستہ ہے وہ اسی صورت میں ان کو نصیب ہوگی اگر آپ پوری طرح کامل اطمینان کے ساتھ اپنی تہذیب پر یقین رکھیں گے اور اپنے اعمال میں اس یقین کو دکھائیں گے اور ثابت کریں گے کہ آپ کو خاتم کے غلام کے طور پر زندہ رہنا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقابل پر ہر دوسری قوم پر آپ کی قوم کے غلبے کو ثابت کر کے دکھانا ہے۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں کہ

''پس پردہ ہو یا دیگر اخلاقی تقاضے ہوں یا تمدنی تقاضے ہوں ان کو آپ معمولی نہ سمجھیں۔یہی وہ میدان ہے جہاں پہلی فتح اور شکست کا فیصلہ ہوگا۔اگر اس میدان کو آپ نے مار لیا تو یقیناً آپ یہ امید رکھنے کے اہل ہیں کہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ اس قوم پر غالب آ جائیں گے۔اگر اس میدان سے آپ بھاگ گئے تو یہ پیٹھ دکھانے والے پھر کبھی فتح کا منہ نہیں دیکھیں گے۔یہ ایک ایسی تقدیر ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت بدل نہیں سکتی، یہ ایک ایسا قانون ہے جو سنت اللہ کا مقام رکھتا ہے۔

اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاتمیت کا حق ادا کریں آپ ہی ہیں تحفظ ختم نبوت کے پاسبان۔آپ ہی ہیں جنہوں نے خاتمیت کے حقیقی مضمون، اس کی روح کی حفاظت کرنی ہے۔اس غرض سے آپ دنیا کی قوموں میں نکلیں۔اس غرض سے آپ اسلام کے سفیر بنائے گئے ہیں۔اس لئے اس کی اہمیت کو سمجھیں اور یاد دلاتے رہیں ایک دوسرے کو اور اپنی خواتین کو بھی بتائیں کہ یہ معمولی باتیں نہیں ہیں۔اگر ان کو نظر انداز کریں گی تو غیروں کو بچانے کا کیا سوال اپنی اولاد کو اپنی آنکھوں کے سامنے ہلاک ہوتے دیکھیں گی اور کوئی نہیں پھر ان کو جو بچا سکے گا۔۔۔۔۔

پس آپ کو خاتم بننا ہے۔ان معنوں میں بھی خاتم بننا ہے۔آپ کی اولاد نے اگر آپ کا نقش قبول کر لیا تو پھر آپ باپ بننے کے اہل ہیں ورنہ اگر آپ کا قصور ہے تو آپ پکڑے جائیں گے اور اگر اولاد کا قصور ہے تو اولاد پکڑی جائے گی۔اس لئے کم سے کم اپنا دامن تو بچائیں۔حضرت نوح علیہ السلام کے معاملے میں ہم یقین رکھتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کا قصور نہیں تھا۔آپ خاتم ہی تھے اپنے چھوٹے دائرے میں لیکن یہ اولاد کی بدقسمتی تھی لیکن ایسے واقعات اتفاقی ہیں اور قرآن کریم نے جو تاریخ انبیاء کی محفوظ کی ہے اس میں خوف کا پہلو کم ہے اور امید کا پہلو بہت غالب ہے۔ اس ایک مثال کے مقابل پر بکثرت ایسے انبیاء کی مثالیں دیں جن کی نیکیاں ان کی اولادوں میں بڑی شان کے ساتھ اور بڑے وفور اور جذبہ کے ساتھ جاری ہوئیں یہاں تک کہ نبیوں کی اولاد در اولاد نبی بنتی رہی۔تو خدا تعالیٰ نے مایوس کرنے کے لئے یہ خبر نہیں دی نہ حضرت نوح علیہ السلام کو نعوذ باللہ متہم کرنے کے لئے یہ خبری دی ہے بلکہ یہ بتایا ہے کہ خاتمیت اپنے اپنے دائرہ میں اثر دکھانے کے لئے پیدا کی گئی ہے اور حقیقت میں بیٹا اور باپ کا تعلق خاتمیت اور مختومیت کا تعلق

ہے۔ اگر تم اس لائق ہو کہ اپنی اولاد میں اپنی صفات جاری کردو، نیک صفات تو بہت محنت کا کام ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن پھر تم مرد کہلانے کے مستحق ہو گے اور نیک خواتین کہلانے کی مستحق ہو گی اگر تم ایسا کرو گی تو پھر یہ حدیث تمہارے متعلق ضرور پوری آئے گی کہ ماؤں کے قدموں کے نیچے اولاد کے لئے جنت ہے۔ کتنی عظیم الشان تمنا کتنی عظیم الشان توقع ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کی خواتین سے وابستہ فرمائی ہے کبھی یہ بھی تو سوچیں۔ اتنا پیارا کلام ہے، ایسا محبت کا کلام ہے ،ایسی نیک ظنی ہے امت محمدیہ کی خواتین پر کہ نگاہ پڑتی ہے تو رشک آتا ہے کہ کیسی مقدس خواتین ہیں جن کے متعلق محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے کہ آئندہ آنے والی نسلیں خواہ مرد ہوں خواہ عورتیں ہوں، اپنی ماؤں کے پاؤں سے جنت حاصل کریں۔ کتنی بدقسمتی ہوگی کہ آپ کی اولادیں آپ کے پاؤں سے جنت لینے کی بجائے جہنم لینے والی ہوں۔

پس آپ پر ایک بہت ہی عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے دعائیں کریں اور کوشش کریں اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتی چلی جائیں لیکن تکبر کی نصیحت نہ ہو، طعن و تشنیع کی نصیحت نہ ہو بلکہ ہمدردی کی ہو ایسی ہمدردی کی کہ آپ کا دل زخمی ہو ان کے لئے پھر آپ ضرور دیکھیں گی کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ نصیحت ضرور اثر دکھائے گی اور مرد بھی اگر خاتم بن کر زندہ رہیں گے اور جبر اور سختی کے ساتھ نہیں بلکہ گہرے دلی جذبے کے ساتھ خواتین پر رحمت کا ہاتھ رکھتے ہوئے ان کی تربیت کی کوشش کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اپنے اپنے دائرہ میں خاتم بنا دے گا اور یہی حقیقی مضمون ہے خاتمیت کا کہ دیکھو جس طرح محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کل عالم میں سب سے بہترین وجودوں کا خاتم بنایا گیا اگر اس وجود کی طرف تم منسوب ہونے کا دعویٰ کرتے ہو تو تم بھی اپنے اپنے دائرہ میں خاتم بن کر زندہ رہو یہی حقیقی زندگی ہے اس کے سوا کوئی زندگی زندگی کہلانے کی مستحق نہیں ہے۔''

(بحوالہ خطبات طاہر جلد 5 صفحہ 619 تا 640)

احمدی مستورات بے پردگی کے خلاف جہاد کا اعلان کریں

دینی پردہ کی ضرورت اور اہمیت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ 1982ء کے موقع پر مورخہ 27/دسمبر 1982ء بمقام جلسہ گاہ مستورات احمدی خواتین سے جوخطاب فرمایا وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ النّور کی آیات 31 و 32 مع ترجمہ بیان فرمائیں نیز فرمایا کہ

''یہ وہ آیات ہیں جن میں پردے کے تفصیلی حکم کا ذکر ہے۔ مجھے ان آیات کی تلاوت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ مَیں کچھ عرصے سے محسوس کر رہا ہوں کہ اسلام پر جو بلائیں ٹوٹ رہی ہیں ان میں سے ایک بہت بڑی بلا بے پردگی ہے۔ مختلف جہتوں سے مختلف شکلوں اور مختلف بہانوں سے یہ بَلا مسلمان عورتوں پر ٹوٹ رہی ہے اور دُنیا کے اکثر ممالک میں مسلمان عورت پردے سے باہر آ گئی ہے۔ یہاں تک کہ بعض مسلمان ممالک میں تو یہ فتویٰ بھی دیا جانے لگا ہے کہ پردہ حرام ہے۔ چنانچہ ابھی چند دن ہوئے لیبیا میں یہ فتویٰ شائع کیا گیا کہ اسلام میں پَردہ نہ صرف یہ کہ ضروری نہیں بلکہ حرام ہے۔ اور اَب کوئی عورت پردہ نہیں کرے گی اور جو کرے گی وہ قانون شکن ہوگی۔ بہر حال وہ مسلمان ممالک جو اسلام کے پاسبان سمجھے جاتے تھے خود ان ممالک میں بھی یہ وبا اس شدت کے ساتھ پھیل رہی ہے کہ قرآن کریم کے احکام کی خلاف ورزی ہی نہیں بلکہ انکو بالکل الٹایا جا رہا ہے۔ صرف احمدی عورت ایسی عورت تھی جس سے یہ توقع تھی کہ وہ اس میدان میں جہاد کا بہترین نمونہ

دکھائے گی اور بھاگنے والوں کے قدم روکے گی اور بازی جیت کر دکھائے گی۔لیکن بڑی حسرت اور بڑے دُکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ خود احمدی خواتین نے بھی اس میدان میں کمزوری دکھانی شروع کردی۔ رفتہ رفتہ بے پردگی کی یہ وبا پھیلتی رہی پہلے یہ بڑے شہروں سے شروع ہوئی اور پھر چھوٹے قصبات میں بھی جا پہنچی اور یہ محسوس ہونے لگا کہ گویا اس میدانِ جہاد میں ہم بازی ہار رہے ہیں۔

اس لئے میں نے یہ محسوس کیا ہے اور بڑی شدّت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ تحریک ڈالی ہے کہ احمدی مستورات بے پردگی کے خلاف جہاد کا اعلان کریں۔ کیونکہ اگر آپ نے بھی یہ میدان چھوڑ دیا تو پھر دُنیا میں اور کون سی عورتیں ہوں گی جو اسلامی اقدار کی حفاظت کے لئے آگے آئیں گی۔

بے پردگی کے جواز میں مختلف بہانے اور عذرات تراشے جاتے ہیں۔ ان کی داستان لمبی ہے۔لیکن مَیں نے یہ دیکھا کہ اَب سب سے زیادہ جس چور دروازے سے بے پردگی نے حملہ کیا ہے وہ چادر ہے۔ چادر جس کا مقصد قرآن کریم کی رُو سے پردہ ہے۔ بالکل برعکس مقصد کے لئے استعمال ہونے لگی ہے۔اس سے انکار نہیں کہ چادر کا پردہ اسلامی پردہ ہوسکتا ہے لیکن کن حالات میں اور کس حد تک یہ پردہ، پردہ رہتا ہے، اسکی وضاحت کی ضرورت ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں پردے کے جو احکامات ہیں انکے متعلق تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ یہ معاملہ میں نے مجلس افتاء کے سپرد کیا۔اور گذشتہ چھ ماہ سے یہ معاملہ تفصیلاً زیرغور ہے۔ پردہ سے متعلق تمام آیاتِ قرآنی کو اکٹھا کرنے اور ان پر غور کرنے کے علاوہ تمام متعلقہ احادیث کا مطالعہ کیا گیا۔ اسلامی تاریخ میں مختلف وقتوں میں پردے نے جو شکلیں اختیار کیں ان کو بھی زیرنظر رکھا گیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے جملہ اقتباسات پر بھی غور کیا گیا اور خلفائے سلسلہ احمدیہ مثلاً حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پردے کے متعلق جن خیالات کا اظہار فرمایا، ان کو بھی زیرغور لایا گیا۔ان تمام باتوں پر غور کے بعد یہ نتیجہ سامنے آیا کہ اسلام مختلف سوسائٹیوں اور ان کی ترقی کی مختلف حالتوں کے پیش نظر اور پھر

انسانی ضروریات اور کسی سوسائٹی کے عمومی حالات اور کردار کے پیش نظر مختلف قسم کے پردوں کی توقع رکھتا ہے۔ یہ ایک ایسا عالمگیر مذہب ہے جو پردے کی ہر امکانی ضرورت کو مدّنظر رکھتا ہے اور کوئی ایک پہلو بھی ایسا نہیں ہے جو دُنیا کی کسی قوم پر وارد ہوا ہو اور اس کا جواب قرآن کریم اور سنّتِ نبوی میں نہ ملتا ہو۔ مثلاً ہمارے دیہات میں چادر کا پردہ رائج ہے۔ اس میں گھونگھٹ ہے اور جہاں تک ممکن ہو دائیں بائیں سے چادر کو لپیٹ کر چہرے کو ڈھانپا جاتا ہے۔ اس قسم کے پردے میں شرم وحیاء سے چلنے والی عورتیں ہیں جو خاوندوں کو روٹی پہنچانے کے لئے کھیتوں میں جاتی ہیں۔ پانی بھرنے باہر نکلتی ہیں۔ اسلام کے نزدیک یہ استثناء نہیں ہے۔ بلکہ اسلامی پردے کے بنیادی تخیّل کا حصہ ہے۔ اور قرآن کریم اس کے متعلق وضاحت سے بیان کرتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ مضمون خوب کھول کر بیان فرمایا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ان آیات کی روشنی میں جو مَیں نے شروع میں پڑھی تھیں، بیان فرمایا کہ ایک پردہ یہ ہے کہ اپنے چہرے کو دائیں بائیں سے ٹھوڑی تک پوری طرح ڈھانک لیا جائے اور ماتھے کو بھی پوری طرح ڈھانک لیا جائے۔ کوئی ایسا سنگھار نہ کیا جائے جس کے نتیجے میں خواہ مخواہ بدلوگوں کی نظروں میں انگیخت پیدا ہو۔ جو عورتیں ان سوسائیٹیوں میں وقار اور تحمل کے ساتھ بغیر کسی سنگھار کے انسانی ضروریات کی خاطر باہر نکلتی ہیں وہ اسلامی پردہ کر رہی ہیں۔ وہ پردہ کے قانون کے اندر داخل ہیں۔ استثناء تو وہ ہوتا ہے جو قانون کے خلاف ہو۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس تشریح کے ساتھ بیان فرمایا کہ یہ وہ پردہ ہے جو اہل یورپ کے لئے بھی بار نہیں اور ان پر شاق نہیں گزر سکتا۔ کیونکہ ان کی سوسائٹی میں عورت نے اقتصادیات میں بہت زیادہ آگے قدم بڑھا لیا ہے۔ اور وہ اقتصادیات کا ایک حصّہ بن چکی ہے۔ اس لئے اس کو باہر نکلنا پڑتا ہے۔ اگر وہاں کی عورت اسی قسم کا پردہ کر لے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وہ اپنے ماحول میں عین اسلامی پردہ کر رہی ہے۔

چہرے کا پردہ بھی اسلامی پردہ ہے

اس کے بعد ایک اور پردہ ہے اور وہ چہرے کا پردہ ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وضاحتوں کی روشنی میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اس مضمون پر قلم اُٹھایا تو بڑی وضاحت کے ساتھ، بغیر کسی استثناء کے یہ بات بیان فرمائی کہ چہرے کا پردہ بھی اسلامی پردہ ہے اور اس کی بنیادوں میں داخل ہے۔ مگر یہ پردہ کس سوسائٹی کے لئے ہے؟ اس کی وضاحت کے لئے جب آپ حضرت مصلح موعودؓ کی تفاسیر پڑھتی ہیں اور اس موضوع پر جو کچھ آپ نے بیان فرمایا اس پر غور کرتی ہیں تو آپ کے سامنے یہ بات کھل کر آ جائے گی کہ

متمول سوسائٹی سے پردہ

سوسائٹی کا وہ حصہ جو متمول ہے اور عام اصطلاح میں Advanced یعنی ترقی یافتہ کہلاتا ہے۔ ان کو ہر قسم کی سہولتیں حاصل ہیں، گھروں میں کام کرنے والے اور خدمت گار ہیں، ہر قسم کے آرام اور آسائش کے سامان اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں، بنگلے ہیں، کوٹھیاں ہیں اور بظاہر زندگی کا مقصد اس کے سوا کچھ نظر نہیں آتا کہ تسکینِ قلب کے لئے اپنے پیسے خرچ کرنے کی راہیں ڈھونڈیں یعنی یہ ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ ہم زندہ کس طرح رہیں، بلکہ یہ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو پیسہ ہمیں عطا فرمایا ہے ہم اس کو کس طرح خرچ کریں تا کہ لذّت یابی کے اور زیادہ سامان مہیا ہوں۔ **یہ وہ سوسائٹی ہے جس کے لئے حکم ہے کہ جہاں تک ہو سکے اسکی عورتیں اپنے چہرے کو ڈھانپیں اور سنگھار وغیرہ کر کے باہر نہ نکلیں۔** اگر وہ بے مقصد اور بے ضرورت باہر نکلیں گی تو اس سے سوسائٹی کو شدید نقصان پہنچے گا۔ اور آج کل جب کہ ہر طرف گندگی پھیل رہی ہے اور گھروں کا امن اُٹھ رہا ہے۔ زیادہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ایسی عورتیں پورا پردہ کریں۔

جہاں تک بُرقع کا تعلق ہے یہ ٹھیک ہے کہ وہ معین طور پر اسلامی پردہ نہیں۔ لیکن حالات اور موقع کے مطابق خلفاء کا یہ کام رہا ہے اور یہ فرض ہے کہ وہ اس معاملہ میں انتظامی فیصلہ کریں۔ اگر

ایک سوسائٹی میں برقع رائج ہے اور چادر اس کی جگہ لے رہی ہے تو یہ دیکھنا پڑے گا کہ اس طرح اسلامی پردے کی رُوح کو کوئی نقصان پہنچتا ہے یا نہیں۔ اگر اس سے نقصان نہیں پہنچتا تو اسکا فیصلہ یہی ہوگا کہ چادر لینے میں کوئی حرج نہیں۔لیکن اگر واضح طور پر اور یقینی طور پر قدم ضلالت اور گمراہی کی طرف اُٹھ رہے ہوں اور یہ خطرہ ہو کہ رفتہ رفتہ پردہ بھی اُٹھ جائے گا صرف بُرقع نہیں اُٹھے گا۔ اس وقت خلیفہ اگر قدم نہیں اُٹھاتا تو وہ مجرم ہوگا اور خدا کے سامنے جواب دِہ ہوگا۔

پس میرا فرض ہے کہ ان تمام حالات پر غور کرنے کے بعد کوئی انتظامی فیصلہ کروں۔ بُرقع کے حالات بعض سوسائیٹیوں میں بہت اہمیت اختیار کر چکے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ برقع سے باہر آنے والا رُخ کیا ہے اور بُرقع کے اندر داخل ہونے والا رُخ کیا ہے؟ یہ دو مختلف اور متضاد شکلیں ہیں جو مَیں آپ کے سامنے کھول کر رکھنی چاہتا ہوں۔ بعض سوسائیٹیوں میں نسلاً بعد نسلٍ بُرقع رائج رہا ہے۔ مثلاً حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا خاندان ہے۔ ہم نے حضرت امّاں جان رضی اللہ عنہا اور آپکی اولاد کو دیکھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ، کی اولاد کو دیکھا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی اولاد، خاندان کے دوسرے افراد جو پارٹیشن سے پہلے تک قادیان میں پیدا ہوئے اور اس مبارک ماحول میں انہوں نے پرورش پائی۔ ان کو دیکھا ان کی ساری عورتیں برقعوں میں ملبوس ہوتی تھیں۔ دُنیا کی دلچسپیوں میں آزادی سے حصہ لینے سے ان کو نہیں روکا گیا۔ وہ شکار پر بھی جاتی تھیں۔ کھیل کود اور سیر و تفریح میں بھی حصہ لیا کرتی تھیں۔ تعلیم بھی اعلیٰ سے اعلیٰ حاصل کرتی تھیں۔ یہ سارے کام وہ برقع کی پابندی کے ساتھ کرتی تھیں۔ اگر ان کے بچے اور بچیاں اس دور میں یہ دیکھیں کہ ان کی ماؤں نے چادریں لے لی ہیں اور چادروں کی شکل یہ بن گئی ہے کہ اپنوں کے سامنے وہ زیادہ شدّت کے ساتھ لپیٹی جاتی ہیں اور غیروں میں جا کر چادریں ڈھلک جاتی ہیں اور کندھوں پر جا پڑتی ہیں، تو یہ نہ سمجھیں کہ یہ اسلامی پردہ ہے۔ کون اسے اسلامی پردہ کہہ سکتا ہے۔ تقویٰ سے کام لینا چاہئے۔ آپ اعتراض کی زبانیں بے شک کھولیں۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ لیکن مَیں اس مقام پر فائز کیا گیا ہوں کہ آپ کی نگرانی کروں۔ اس لئے میں آپ پر خوب کھول کر یہ

بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم فرماتا ہے:۔

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌo وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗo (القیٰمۃ:15، 16)

تم لاکھ بہانے تراشو اور لاکھ عُذر پیش کرو کہ ہم اسلامی پردے میں زیادہ شدّت اختیار کر رہی ہیں اور یہ کہ اسلامی پردہ چادر ہی ہے، لیکن مَیں جانتا ہوں اور میرا نفس جانتا ہے اور آپ کا نفس بھی جانتا ہے کہ وہ چادر جو آج بے پردگی کے لئے استعمال کی جا رہی ہے۔ بہر حال اسلامی نہیں ہے۔ اسلامی قدریں توڑی جا رہی ہیں اور ان کو کوئی پرواہ نہیں کہ ان کی نسلوں کا کیا حال ہوگا؟ ان کو پتہ نہیں کہ وہ ناچ گانوں میں مبتلا ہو جائیں گی اور بے حیائی میں ایسے قدم آگے بڑھائیں گی کہ نہیں روکی جاسکیں گی۔

غیر اسلامی ماحول میں نومسلم عورتوں کا پردہ

اس کے برعکس بعض ایسی سوسائیٹیاں ہیں جہاں بے حیائی عام ہے اور جہاں ننگ کا تصور ہی مختلف ہے۔ ننگے بازو، ننگے چہرے بلکہ بدن کے ایسے اعضا ننگے کر کے پھرتی ہیں کہ انسان کی نظر پڑ جائے تو حیران ہوتا ہے کہ عورت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ ایسے ماحول میں جب عورتیں احمدیت میں داخل ہونے کے بعد اسلامی قدروں کو اختیار کرتی ہیں تو گو وہ اپنے چہروں کو نہ بھی ڈھانپ رہی ہوں پھر بھی وہ چادر کے ساتھ ایسا پردہ کرتی ہیں کہ ان کی شرافت اور نجابت ساری سوسائٹی کو نظر آ رہی ہوتی ہے۔ اس سوسائٹی میں وہ بعینہٖ اسلامی پردہ ہے۔ وہ استثناء نہیں ہے۔ اس لئے مختلف حالات میں مختلف پس منظر کو دیکھ کر فیصلے کرنے پڑتے ہیں اور جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے اسلام نے ان سب چیزوں کی گنجائش رکھی ہے۔

پھر ایک اور پَردہ ہے جو اہلِ بیت کا پردہ ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اہل بیت کا خدا اور تھا اور عام عورتوں کا خدا اور ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ خدا جانتا تھا کہ بعض خاندانوں پر زائد ذمّہ داریاں عائد ہوا کرتی ہیں۔ اگر وہ گناہ کی طرف ایک قدم اٹھائیں گی تو دوسری عورتیں ان کی وجہ سے دس قدم اٹھائیں گی اور اگر وہ نیکی کی طرف ایک قدم اٹھائیں گی تو دوسری عورتیں بھی ان کی

اتباع میں قدم نیکی کی طرف اٹھائیں گی۔اسی بنیادی فلسفے کو پیش نظر رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ نے جو خالقِ کائنات ہےاور جس نے انسانی فطرت کو پیدا کیا۔

اہل بیعت کا پردہ

اہلِ بیت کے لئے خاص پردے کا حکم دیا اور یہ حکم نا انصافی پر مبنی نہیں تھا بلکہ فطرت اور انصاف کے تقاضوں کے مطابق تھا کہ جہاں تک ہو سکے تم گھروں کے اندر ٹھہری رہو اور بے ضرورت باہر نہ نکلو۔اور اگر نکلنا پڑے تو اپنے آپ کو پوری طرح ڈھانپ کر نکلو اور کسی کو ہرگز یہ موقع نہ دو کہ وہ تمہارے پاک چہروں کو دیکھے اور بدنظر سے انکے تقدس کو مجروح کرنے کی کوشش کرے۔ یہ پردے کی تیسری قسم ہے۔

پس یہ تینوں قسم کے پردے اسلامی پردے ہیں۔اور مختلف حالات میں نافذ ہوں گے۔لیکن افراد کو یہ اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ نظم وضبط کو توڑ دیں اور جدھر چاہیں مُنہ اُٹھا کر پھریں اور آہستہ آہستہ سوسائٹی سے اسلامی پردے کا تصوّر ہی اُٹھ جائے۔جماعت احمد یہ ایک منظم جماعت ہےاور اس میں وحدت کا تصور ہےاور وحدت نظم وضبط کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی۔

پس یہ وہ وجوہات ہیں جن کے پیشِ نظر مَیں نے نظارتِ اصلاح وارشاد کواوراسی طرح لجنہ اماء اللہ کو یہ ہدایت دی کہ سب سے پہلے آپ جلسہ سالانہ کے سٹیج پر اسکی پابندی کریں اور خصوصیت کے ساتھ خاندانِ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مستورات پر سختی کریں۔حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاندان پر جو احکامات عائد ہوتے ہیں۔انکی اتباع میں ویسے ہی احکامات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان پر بھی عائد ہوتے ہیں۔اگر ان سے یہ سلوک ہو کہ چاہے وہ پردے کا احترام کریں یا نہ کریں ان کو سٹیج کے ٹکٹ مل رہے ہوں اور لجنہ کی خدمت کرنے والی مستورات پردے میں رَہ کر اسلام کے لئے سب کچھ پیش کرنے والی مستورات اور دین کی راہ میں ہاتھوں سے زیور تک اتار کر دینے والی مستورات نیچے زمین پر بیٹھی ہوئی ہوں۔تو یہ سخت ناانصافی

اور تقویٰ کے خلاف بات ہوگی۔ یہ تصور کہ گویا اعلیٰ اور ماڈرن سوسائٹی کا حق ہے کہ وہ سٹیج کا ٹکٹ لے اور غریب احمدی عورتوں کا کام ہے کہ وہ سامنے زمین پر بیٹھیں۔ یہ بالکل غلط تصور ہے۔ اگر کسی کے دماغ میں یہ کیڑا ہے تو وہ ہمیشہ کے لئے اسے نکال دے۔ ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ صرف تقویٰ معیار ہے جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے:۔

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَاللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ۔ (الحجرات:14)

ہم نے تمہیں شعوب اور قبائل بنایا اور مختلف تقسیمیں کیں۔ لیکن خبردار! جو تم نے ان چیزوں کو ذریعہ عزّت بنایا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک متّقی کے سوا کوئی عزّت کے لائق نہیں ہے۔

پس اگر جماعت تقویٰ کے معیار کی حفاظت نہیں کرے گی تو کسی بھی قدر کی حفاظت نہیں ہو سکے گی۔ تقویٰ تو مومن کی بنیاد ہے۔ یہ تو اسلام کی جڑ ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

یہ بہار جو اسلام کے چہرے پر آتی ہے یہ تقویٰ کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ یہ تقویٰ کی جڑیں ہیں جو زمین میں پھوٹتی ہیں اور پھر آسمانی کیفیتوں میں تبدیل ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اس لئے تقویٰ کا پہلو یہ ہے کہ انصاف کے تقاضوں کو پورا کیا جائے۔

ایسے مواقع پر کچھ بے احتیاطیاں بھی ہو جاتی ہیں مثلاً بعض ایسے علاقے ہیں جہاں برقع رائج نہیں ہے بلکہ چادر رائج ہے۔ اور بعض ایسی مستورات ہیں جو چادر کی نسبت برقع سے اپنی زیادہ حفاظت کر لیتی ہیں۔ تو یہ جماعت کا کام ہے کہ وہ ان باتوں کی نگرانی کرے اور دیکھے کہ وہ کون سے علاقے ہیں اور معلوم کیا جائے کہ جو عورتیں چادر لے رہی ہیں ان کا طریق کار کیا ہے؟ کیا وہ فیشن کی غلام ہیں یا واقعۃً ضرورت کے ماتحت ایسا کر رہی ہیں اور مجبور ہیں اور پوری طرح اپنی حفاظت کرتی ہیں۔ پھر اگر وہ چادر لیتی ہیں تو یہ ان کی ذمّہ داری ہے۔ ایسی مستورات کے متعلق اگر جماعت کا

نظام فیصلہ کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے لئے زیادہ مصیبت مول لیتی ہیں۔ اگر کوئی عورت واقعۃً پوری طرح پردہ کرنا چاہے تو چادر کی نسبت برقع کا استعمال آسان ہے۔ چادر تو ڈھلکتی ہے اس کو سنبھالنا پڑتا ہے۔ گھونگھٹ کھینچنا پڑتا ہے اور کئی قسم کی دقتیں ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ الغرض چادر کے ساتھ عورت بڑی مشکل سے اپنے پردے کی حفاظت کرتی ہے۔ برقع تو ایک آسان طریق تھا۔ پس اگر ماڈرن سوسائٹی کے اثرات یا اسکی باتوں سے متأثر ہوئے بغیر بعض علاقوں کی عورتیں اپنے رواج کے پیش نظر چادر کا پردہ کرتی ہیں تو جماعت کا کام ہے کہ اس چیز کی نگرانی کرے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ تحقیق کریں گے اور جماعتی نظام کے تابع ان کو اجازت دی جائے۔ لیکن اسی حد تک جس حد تک ان کا پردہ اسلامی ہے۔ اگر خطرہ محسوس ہوا کہ وہی چادریں ان کی بچیاں غلط طور پر استعمال کرنے لگی ہیں اور نئی سوسائٹی میں آکر اس کے بد اثرات ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں تو اس کے استعمال سے بھی روک دیا جائے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے پردہ کے معاملہ میں سختی کئے جانے کے بارے میں تفصیل سے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

''جب سختیاں کی جاتی ہیں تو کیوں اور کس طرح کی جاتی ہیں؟ وہ مَیں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے اور مجھے نظر آرہا ہے کہ اگلی نسلیں انتہائی خطرناک دَور میں داخل ہونے والی ہیں۔ ہر طرف بے حیائی کا دَور دَورہ ہے۔ ہر طرف ایسے حالات پیدا ہورہے ہیں کہ اگر آپ نے پردے کی خاص حفاظت نہ کی تو اتنے خطرناک حالات سے آپ کی اگلی نسلیں دو چار ہوں گی کہ آپ حسرت سے دیکھیں گی اور ان کو واپس نہیں لاسکیں گی۔ آپ ''زندگی کے فیشن'' سے جس کا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہام میں ذکر ہے، دُور جارہی ہیں۔ اور جب آپ کو آپ کے فائدے کی خاطر روکا جاتا ہے تو جواب میں زخم لگا کر، چرکے لگا کر اپنے دُکھ دوسروں میں منتقل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔

مَیں نے ایسا کیوں کیا؟ اس لئے کہ قرآن کریم فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا

وَالْاٰخِرَۃِط وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْن۔ (النّور:20)

یعنی یقیناً وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی پھیلے۔ان کے لئے اس دُنیا میں بھی دردناک عذاب مقدر ہے۔صرف آخرت کا عذاب ہی نہیں ہے۔وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْن۔اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے کہ ان حالات سے کیا بدنتائج پیدا ہونے والے ہیں۔

پھر فرماتا ہے:-وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ مَازَکٰی مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًاوَّ لٰکِنَّ اللّٰہَ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُط وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ (النّور:22)

کہ پردے کی ساری کوششیں اور انسانی قدروں کی حفاظت اور اسلامی معاشرے کی حفاظت کی ساری کوششیں صرف تمہیں پاک کرنے کی خاطر کی جاتی ہیں اور یاد رکھو کہ اگر اللہ کا فضل اور اس کا رحم تمہارے شامل حال نہ ہو تو تم میں سے کبھی بھی کوئی پاکباز نہیں ہو سکتا۔وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ۔لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کرتا ہے اور اللہ بہت سُننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

یہ وہ آیاتِ قرآنی ہیں جو مجھے مجبور کر رہی ہیں کہ پردے کی سختی سے پابندی کرائی جائے کیونکہ مَیں جانتا ہوں اور ایسی مثالیں میرے سامنے ہیں کہ بے پردگی کے نتیجہ میں معاشرے کو خطرناک حالات سے دو چار ہونا پڑا۔ چنانچہ باہر کی دُنیا میں پاکستانی عورتوں نے وہاں کے معاشرے سے متأثر ہو کر بے پردگی شروع کر دی۔ چونکہ وہ برقع سے باہر نکلی تھیں اس لئے ایک ایسی کیفیت پیدا ہو گئی کہ ان کی بچیوں نے سمجھا کہ اَب پردہ اُٹھ گیا ہے۔اور ان کو اِس بے احتیاطی کی سزائیں ملیں۔ چنانچہ ان میں سے بہت سی ایسی تھیں جو واپس برقعوں میں آئیں۔ بلکہ امریکہ کی سوسائٹی کا تو یہ حال ہے کہ وہاں احمدی عورتوں نے چادر ہی نہیں، برقع پہننا شروع کر دیا ہے وہ کہتی ہیں کہ اگر ہم بُرقع نہ پہنیں تو ہم پوری طرح اپنے اقدار کی حفاظت نہیں کر سکیں گی۔لیکن جب وہ واپس آئیں تو جو حال ہو چکا تھا وہ بڑا ہی دردناک ہے۔بعض ایسی بچیاں بھی ہیں جنہوں نے ماں باپ سے آنکھیں پھیریں اور غیر مُسلم لڑکوں کے ساتھ آوارہ ہو گئیں۔اس قسم کے شائد دو واقعات ہیں مگر ناسُور کی طرح دُکھ دینے والے واقعات ہیں۔

یہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے میرا دل بے قرار اور بے چین ہے کہ مَیں آپ کو بار بار توجہ دلاؤں کہ اسلامی قدروں کی حفاظت کی طرف واپس آؤ۔ یہ ایسا وقت ہے کہ جس میں عام اجازتوں سے بھی بعض دفعہ انسان روک دیا جاتا ہے۔ جو چیزیں جائز ہیں وہ بھی بعض دفعہ خدا کی خاطر چھوڑنی پڑتی ہیں اور جو کام فرض نہیں ہیں وہ بھی کرنے پڑتے ہیں۔ ایسے حالات بھی آجایا کرتے ہیں کہ تحریک جدید کا سارا دَور آپ میں سے پہلی نسل کے سامنے ہے۔ قرآن کریم میں کہاں لکھا ہوا ہے کہ دو کھانے منع ہیں یا تین کھانے حرام ہیں یا چار کھانے حرام ہیں۔ کہاں لکھا ہوا ہے کہ عورتیں گوٹہ کناری استعمال نہ کریں۔ لیکن جب وقت کی ضرورت تھی اور خلیفۂ وقت نے حکم دیا تو عورتوں نے اپنے ہاتھوں کے کنگن اُتار دیئے۔ بڑے بڑے امراء جن کو تنعّم کی زندگی کی عادت تھی وہ ایک کھانے پر آ گئے اور شادی بیاہ میں گوٹہ کناری سے بھی احتراز ہونے لگا۔

احمدی عورت کا ایک کردار تھا وہ اپنے عہد کی سچی تھی۔ وہ پورے خلوصِ دل کے ساتھ خلافت کی بیعت کرتی تھی۔ اور اس کے بعد پھر یہ نہیں کہا کرتی تھی کہ یہ حکم کیوں دیا جا رہا ہے اور کیوں ہم پر زیادتی کی جا رہی ہے۔ احمدیت نے اللہ کے فضل سے ایسی عظیم الشان مائیں پیدا کی ہیں کہ ان کی عظمت کو دیکھتے ہوئے عام انسان دنگ رہ جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے احمدی عورتوں کی قربانیوں اور اطاعت کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

''پس اگر ہماری کچھ بیٹیاں ان شدّتوں اور سختیوں کی وجہ سے رُوٹھ کر اور مُنہ پھیر کر باہر جاتی ہیں تو مجھے ان کے جانے کا غم تو ضرور ہوگا۔ لیکن دین کی غیرت مجھے بتاتی ہے کہ خدا کے دین کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر مسیح موعود علیہ السلام کی ایک بیٹی جائے گی تو خدا ایسی سینکڑوں بیٹیاں عطا فرمائے گا جو زیادہ وفادار ہوں گی، زیادہ حیادار ہوں گی، دین کی خاطر زیادہ قربانیاں کرنے والی ہوں گی۔ قانتات ہوں گی، حافظات ہوں گی اور مَرتے دم تک اپنے عہدِ بیعت کو نبھانے والی ہوں گی۔ ہاں میرے دل کے غم اپنی جگہ ہوں گے۔ کیونکہ میں یہ بھی تو برداشت نہیں کر سکتا کہ ایک بچی بھی

ضائع ہو جب فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ وقت آ گیا ہے فلاں کو جماعت سے نکالا جائے تو کیا آپ کا خیال ہے کہ خلیفۂ وقت کو اس کی تکلیف نہیں پہنچتی؟ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو فرماتے ہیں کہ تمام مومن ایک بدن کی طرح ہیں۔ایک مومن کو دُکھ پہنچے تو سارے مومنوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو کیا خلیفۂ وقت کو آپ ایمان کے اِس ادنیٰ معیار سے بھی نیچے سمجھتی ہیں جبکہ اَمر واقعہ یہ ہے کہ جب وہ ایسا فیصلہ کرتا ہے تو اس کا دل خون ہو جاتا ہے۔وہ دُعائیں کرتا ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی اور گریہ وزاری کرتا ہے کہ اے خدا! اس شخص کو بچا لے اور مجھے ایسا وقت نہ دیکھنا پڑے کہ میرے ہاتھ سے کوئی احمدی بچی یا احمدی بھائی ضائع ہو۔ہاں اس کے باوجود اگر کوئی ضائع ہوتا ہے تو پھر ایمانی غیرت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کی پرواہ نہ کی جائے اور مَیں آپکو کھول کر بتا دیتا ہوں کہ پھر ایسے لوگوں کی کوئی پرواہ نہیں کی جائے گی۔ جو زندگی انہوں نے اپنے لئے پسند کی ہے اس کا نقشہ مَیں نے آپ کے سامنے کھینچا ہے۔اس دُنیا میں بھی عذابِ الیم کے سوا ان کے لئے کچھ نہیں ہوگا۔

میری کوئی بھی ذاتی حیثیت نہ سہی، مگر مَیں اس منصب پر فائز ہوں جس کے لئے خدا ہمیشہ غیرت دکھاتا رہا اور ہمیشہ غیرت دکھائے گا۔ایک دن بھی خلافت کا ایسا نہیں آئے گا کہ خدا اپنے خلیفہ کے لئے غیرت نہ دکھا رہا ہو۔گو مَیں ایک عاجز اور حقیر انسان ہوں مگر منصبِ خلافت عاجز اور حقیر نہیں ہے۔اگر آپ اپنے عہدِ بیعت میں صادق اور سچی ہوں گی تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپ پر رحمتیں نازل فرمائیں گے اور ہمیشہ آپ کو آپ کی نسلوں کی خوشیاں دکھاتے چلے جائیں گے۔

احمدی عورتیں اپنے مقام کو پہچانیں

پس آپ اپنے مقام کو پہچانیں اور سمجھیں کہ آپ کن لوگوں کی اولادیں ہیں اور کس عظیم دین اور اس کی قدروں کی پاسبان آپ بنائی گئی ہیں۔اگر آپ نے ہی پیٹھ پھیر لی تو پھر کون ان اقدار کی حفاظت کرے گا؟

ابتدائے اسلام میں ایسی ایسی خواتین تھیں جو پُورا پردہ کرتی تھیں باجود اس کے کہ جب

سوسائٹی پاک ہوگئی تو اجازت تھی کہ چہرے کا سامنے کا حصہ کُھلا رکھ لیا جائے۔ جب سوسائٹی میں گند تھا تو پردے میں زیادہ سختی تھی۔ جیسا کہ آجکل پسماندہ ممالک میں گند ہے۔ نظریں اتنی گندی ہو چکی ہیں اور ایسی بُری عادت پڑ چکی ہے کہ یوں لگتا ہے نقاب پھاڑ کر بھی پہنچنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ یہاں وہی ابتدائے اسلام والا پردہ کام کرے گا اور جہاں سوسائٹیوں میں ایسی حالت نہیں ہے وہاں پردے کا دوسرا حکم اطلاق پائے گا۔

ابتدائے اسلام میں امہات المومنین اور دوسری بہت سی خواتین تھیں جو پردہ کا اہتمام کرتے ہوئے جنگوں میں بھی حصہ لیتی رہیں۔ جنگِ اُحد میں شامل ہوئیں۔ اسی طرح دوسری جنگوں میں حصہ لیا اور بڑی بڑی خدمات سرانجام دیں۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ آپ نے سُنا ہوا ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایک دفعہ رومیوں کے ساتھ ایک معرکہ درپیش تھا جس میں رومیوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ خطرہ تھا مسلمانوں کے پاؤں نہ اُکھڑ جائیں۔ لڑائی کے دوران مسلمانوں نے ایک نقاب پوش زرہ بکتر بند سوار کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ پلٹ پلٹ کر دشمن کی فوج پر حملہ کر رہا ہے اور جدھر جاتا ہے کُشتوں کے پُشتے لگا دیتا ہے۔ صفوں کو چیرتا ہوا کبھی اُدھر نکل جاتا ہے اور کبھی اِدھر آ جاتا ہے۔ اس کو دیکھ کر مسلمان لشکر نے آپس میں باتیں شروع کیں کہ یہ تو ہمارے سردار حضرت خالدؓ بن ولید کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ ''سیف اللہ'' یعنی اللہ کی تلوار کے سوا کس کی طاقت ہے کہ اس شان کے حملے کرے۔ اتنے میں انہوں نے حضرت خالدؓ بن ولید کو آتے دیکھا۔ بڑے متعجب ہوئے اور اُن سے کہا اے سردار! یہ سوار کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے بھی اس کا پتہ نہیں۔ مَیں تو اس قسم کے جری اور بہادر سوار کو پہلی دفعہ دیکھ رہا ہوں۔ اسی اثنا میں وہ سوار اس حال میں واپس لوٹا کہ خون سے لت پت تھا اور اسکا گھوڑا ابھی پسینے میں شرابور اور دم توڑنے کے قریب تھا۔ وہ گھوڑے سے اُترا تو خالدؓ بن ولید آگے بڑھے اور کہا اَے اسلام کے مجاہد! بتا تو کون ہے؟ ہماری نظریں تجھے دیکھنے کو ترس رہی ہیں۔ اپنے چہرے سے نقاب اتار۔ لیکن اس نے کوئی توجہ نہ کی۔ نہ زرہ اتاری، نہ پردہ اتارا۔ خالدؓ بن ولید حیران ہوئے کہ اتنا بڑا مجاہد اور اطاعت کا یہ حال ہے؟ انہوں نے پھر کہا کہ اَے

جوان! ہم تجھے دیکھنے کے لئے ترس رہے ہیں۔اپنے چہرے سے پردہ اتار۔اُس پر اُس سوار نے کہا اَے آقا! مَیں نافرمان نہیں ہوں۔مگر مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ حُکم ہے کہ تو نے پردہ نہیں اُتارنا۔مَیں ایک عورت ہوں اور میرا نام خولہ ہے۔بہرحال انہوں نے پردہ نہیں اُتارا۔

(فیوض الاسلام، ترجمہ فتوح الشام صفحہ:98 تا 101)

بعض عورتیں کہتی ہیں کہ گرمی بہت ہے۔ہم کس طرح برقع میں باہر نکل سکتی ہیں۔مَردوں کو کیا فرق پڑتا ہے۔جس طرح چاہیں باہر نکل جائیں۔حالانکہ یہ بات نہیں ہے۔مجھے اپنا تجربہ ہے کہ گرمیوں میں جبکہ شدید گرمی پڑ رہی ہوتی ہے۔ہمیں باہر جانا پڑتا ہے۔خصوصاً دیہاتی علاقوں میں جہاں چھوٹی دیواروں اور نیچی چھت والی مسجدیں ہوتی ہیں۔اچکن کے بٹن اوپر تک بند کرنے پڑتے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ آدمی بھاپ کے اندر پکایا جا رہا ہے۔عادت نہیں ہے لیکن پھر بھی ایسا کرنا پڑتا ہے۔مجبوریاں ہیں۔پس یہ بات تو نہیں ہے کہ مَردوں کو کبھی ایسی تکلیفوں کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔وہ بھی اس قسم کی تکالیف سے دوچار ہوتے ہیں۔

اَب مَیں آپ کو پُرانے زمانے یعنی ابتدائے اسلام کی ایک اور مسلمان خاتون کا واقعہ بھی سُناتا ہوں۔آپ کو تو برقع میں بھی گرمی لگتی ہے۔لیکن ان کا حال سُنیئے۔حضرت سمیہؓ کے متعلق آتا ہے کہ جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائیں تو انکو اس ''جرم'' کی سزا میں اور ارتداد پر مجبور کرنے کے لئے پورا زرہ بکتر پہنا کر دھوپ میں تپتی ہوئی ریت پر کھڑا کر دیا جاتا تھا۔(یہاں تو درجہ حرارت 120 تک ہی پہنچتا ہے۔عرب میں 140 تک بھی پہنچ جاتا ہے) اسکی وجہ سے ان کے حواس مختل ہو جایا کرتے تھے۔روایتوں میں آتا ہے کہ اس حال میں جب ان سے کچھ پوچھا جاتا تھا تو ان کو بات ہی سمجھ نہیں آتی تھی یعنی شدّتِ گرمی اور تکلیف سے وہ اس قدر حواس باختہ ہو چکی ہوتی تھیں۔پھر ایذا دینے والے اوپر کی طرف اُنگلی اٹھاتے تھے۔تب وہ سمجھتیں کہ یہ کہتے ہیں خدا کا انکار کردو۔بات کرنے کی تو ان میں طاقت نہیں ہوتی تھی۔اس لئے سر ہلا دیا کرتی تھیں کہ ایسا نہیں ہوسکتا۔ایسی بھی پردہ دار مستورات اسلام میں گزری ہیں۔

اسی طرح حضرت اُمّ عمار (اُمّ عمار کا نام حضرت سمّیہؓ تھا جن کا واقعہ اوپر گزر چکا ہے) ہی

کے متعلق آتا ہے کہ آپ کے ساتھ دشمن یہ سلوک کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا۔ اس وقت انہیں تکلیف دی جارہی تھی اور حالت یہ تھی کہ انکا بیٹا بھی یہ نظارہ کر رہا تھا اور ان کا خاوند بھی اس کیفیت کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن کچھ پیش نہیں جاتی تھی۔ آنحضورؐ نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا اَے عمار صبر کرو۔ اَے اُمّ عمّار صبر کرو۔ اور اَے اُمّ عمار کے خاوند تم بھی صبر کرو۔ کیونکہ خدا صبر کرنے والوں کے اجر کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔

پس جو آپ سے کہا جارہا ہے وہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ ابھی تو آپنے اسلام اور احمدیت کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دینی ہیں۔ مَیں دیکھ رہا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کے قافلے کی رفتار تیز سے تیز تر ہونے والی ہے اور تمام دُنیا میں کاموں کے بے شمار بوجھ آپ پر ڈالے جانے والے ہیں۔ ان چھوٹی چھوٹی باتوں سے گھبرا کر آپ کو یہ توفیق کیسے ہوگی کہ عظیم خدمت کے کام کرسکیں۔

پس دُعا کریں اور استغفار سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ اسلام کی خاطر ہر قربانی کے لئے آپ پیش پیش ہوں اور کبھی نہ بھولیں کہ یہ میدان جو بظاہر ہم ہار رہے ہیں اس کو ہم نے بہر حال جیتنا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(بحوالہ الفضل 28رفروری 1983ء)

ارشادات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ہمارے پیارے آقا! سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ متعدد بار احمدی خواتین کو پردہ کی غرض اور اہمیت و افادیت کے حوالہ سے توجہ دلا رہے ہیں تا احمدی لڑکیاں اور بچیاں نیز خواتین شیطان کے مکر وفریب سے محفوظ رہ کر معاشرہ کی فلاح و بہبود میں اپنا تعمیری حصہ ڈالنے والی بن سکیں۔

واقفات نو کی مختلف ممالک میں ہونے والی کلاسیں ہوں یا لجنہ کے مختلف ممالک میں ہونے والے جلسے ہر موقعہ پر پیارے آقا موقعہ ومحل کی مناسبت سے عورتوں کی تعلیم وتربیت کے حوالہ سے نصائح فرماتے ہیں۔ آپ کی انہیں اہم نصائح میں سے چند ایک نصائح کتاب کے مضمون کی مناسبت سے پیش خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ احمدی عورتوں کو پہلے سے بڑھ کر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

احمدی عورتیں اپنے نمونے قائم کریں

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پردے کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ عورت کو قید میں ڈال دیا جائے لیکن ان باتوں کا خیال ضرور رکھنا چاہئے جو پردے کی شرائط ہیں۔ تو جس طرح معاشرہ آہستہ آہستہ بہک رہا ہے اور بعض معاملات میں برے بھلے کی تمیز ہی ختم ہوگئی ہے اس کا تقاضا ہے کہ احمدی عورتیں اپنے نمونے قائم کریں اور معاشرے کو بتائیں کہ پردے کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمارا مقام بلند کرنے کیلئے دیا ہے نہ کہ کسی تنگی میں ڈالنے کیلئے۔ اور پردے کا حکم جہاں عورتوں کو دیا گیا ہے وہاں مردوں کو بھی ہے۔ ان کو بھی نصیحت کی کہ تم بھی اس بات کا خیال

رکھو۔ بے وجہ عورتوں کو دیکھتے نہ رہو۔''

(جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر مستورات سے خطاب فرمودہ 31 جولائی 2004ء بحوالہ الازہار لذوات الخمار جلد سوم حصہ اول صفحہ 147)

پردے کا حکم

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پردہ کے حکم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ یہ حکم سات سو ہیں۔ پس ایک احمدی کو احمدیت قبول کرنے کے بعد ڈرتے ڈرتے اپنی زندگی گزارنی چاہئے کہ کہیں کسی حکم کی نافرمانی نہ ہو جائے۔ اب مثلاً ایک حکم ہے حیاء کا، عورت کو خاص طور پر پردے کا حکم ہے۔ مردوں کو بھی حکم ہے کہ غضِ بصر سے کام لیں، حیاء دکھائیں۔ عورت کے لئے اس لئے بھی پردے کا حکم ہے کہ معاشرے کی نظروں سے بھی محفوظ رہے اور اس کی حیاء بھی قائم رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔ اب آج کل کی دنیا میں، معاشرے میں، ہر جگہ ہر ملک میں بہت زیادہ کھل ہوگئی ہے۔ عورت مرد کی حدود کا احساس مٹ گیا ہے۔ mix gatherings ہوتی ہیں یا مغرب کی نقل میں بدن پوری طرح ڈھکا ہوا نہیں ہوتا، یہ ساری اس زمانے کی ایسی بیہودگیاں ہیں جو ہر ملک میں ہر معاشرے میں راہ پا رہی ہیں۔ یہی حیاء کی کمی آہستہ آہستہ پھر مکمل طور پر انسان کے دل سے، پکے مسلمان کے دل سے، حیاء کا احساس ختم کر دیتی ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ کے ایک چھوٹے سے حکم کو چھوڑتا ہے تو پھر آہستہ آہستہ حجاب ختم ہوتا چلا جاتا ہے اور پھر بڑے حکموں سے بھی دُوری ہوتی چلی جاتی ہے اور آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے بھی دُوری ہو جاتی ہے۔ اور پھر انسان اسی طرح آخر کار اپنے مقصد پیدائش کو بھلا بیٹھتا ہے۔ اس لئے اس زمانے میں خاص طور پر نوجوان نسل کو بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ ہر وقت دل میں یہ احساس رکھنا چاہئے کہ ہم اس شخص کی جماعت میں شمار ہوتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق بندے کو خدا کے قریب کرنے کا ذریعہ بن کر آیا تھا۔

پس اگر اُس سے منسوب ہونا ہے تو پھر اُس کی تعلیم پر بھی عمل کرنا ہوگا اور وہ تعلیم ہے کہ قرآن

کریم کے چھوٹے سے چھوٹے حکم کی بھی تعمیل کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو توفیق دے کہ وہ اس پر عمل کرنے والا بن جائے۔''

(بحوالہ خطبہ جمعہ فرمودہ 07 اپریل 2006ء بمقام مسجد طٰہٰ، سنگاپور)

احمدی خواتین پردے کا خاص خیال رکھیں

اسی طرح ایک اور مقام پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ
''پھر خواتین گھومنے پھرنے کی بھی زیادہ شوقین ہوتی ہیں اس لئے وہ زیادہ احتیاط کریں۔ نہ اپنے علاقے میں، نہ باہر پھریں۔ اگر اس علاقے کو دیکھنے کی خواہش ہے، نیا علاقہ ہے، نئی جگہ ہے، بڑا وسیع رقبہ ہے، سیر کرنے اور پھرنے کو دل چاہتا ہے تو جلسہ کی کارروائی کے بعد جو وقت ہے اس میں بیشک پھریں، جلسے کے دوران نہیں۔ لیکن یہ یاد رکھیں کہ اس دوران بھی جب باہر نکلیں تو پردے کا ضرور خیال رکھیں۔ سوائے اس کے جو احمدی نہیں ہیں، جو کسی احمدی کے ساتھ آئی خواتین ہیں، ان کا تو پردہ نہیں ہوتا۔ احمدی خواتین بہر حال پردے کا خیال رکھیں۔ ان لوگوں کو بھی میں نے دیکھا ہے، غیروں کو بھی اگر اپنے ساتھ لانے والیاں اپنی روایت کے متعلق بتائیں تو وہ ضرور لحاظ رکھتی ہیں۔ اکثر مَیں نے دیکھا ہے ہمارے فنکشنز میں سکارف، دوپٹہ یا شال وغیرہ اوڑھ کر آتی ہیں۔ تو یہ ان غیروں کی بھی بڑی خوبی ہے۔ صرف ان کو تھوڑا سا بتانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن بہر حال جیسا کہ مَیں نے کہا ہے احمدی خواتین بہر حال جب باہر نکلتی ہیں تو پردے میں ہونی چاہئیں اور اگر کسی وجہ سے پردہ نہیں کر سکتیں تو پھر ایسی خواتین میک اپ وغیرہ بھی نہ کریں۔ سر بہر حال ڈھانپا ہونا چاہئے کیونکہ یہ خالص دینی ماحول ہے، اس میں حتی الوسع یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ان تمام باتوں پر عمل کریں جس کا ہم سے دین تقاضا کرتا ہے۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا کہ جماعتی جلسوں میں شرکت انہیں میلہ سمجھ کر نہیں کرنی چاہئے کہ میل ملاقات اور خرید و فروخت یا فیشن کا اظہار مقصود ہو۔ اور عورتوں کے لئے خاص طور پر، اکٹھی ہوئیں، باتیں کیں اور بس قصہ ختم ہو گیا۔ تو اس بات کا خیال رکھیں اور انتظامیہ بھی خیال رکھے کہ اس جلسے کو کبھی میلے کی صورت نہ اختیار کرنے دیں۔ یہ وہ بات ہے جسے حضرت مسیح موعودؑ نے جلسے کا ایک

خاص مقصد قرار دیتے ہوئے خاص طور پر اس سے روکا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28/ جولائی 2006ء بمقام حدیقۃ المھدی، ھمپشائر۔ برطانیہ)

عورت کو اپنی زینت چھپانے اور پردے کا حکم

اسی طرح ایک اور مقام پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ

’’اس مغربی معاشرے میں بعض پڑھی لکھی بچیاں اور عورتیں معاشرے کے زیرِ اثر یا خوف کی وجہ سے کہ آج کل پردے کے خلاف بڑی رو چل رہی ہے، پردے کا خیال نہیں رکھتیں۔ ان کے لباس فیشن کی طرف زیادہ جا رہے ہیں۔ مسجد میں بھی اگر جانا ہو یا سینٹر میں آنا ہو تو اس کے لئے تو پردے کے ساتھ یا اچھے لباس کے ساتھ آجاتی ہیں لیکن بعض یہ شکایتیں ہوتی ہیں کہ بازاروں میں اپنے لباس کا خیال نہیں رکھتیں۔ ایک بات یاد رکھیں کہ حیاء ایمان کا حصّہ ہے اور حیاء عورت کا ایک خزانہ ہے اس لئے ہمیشہ حیاء دار لباس پہنیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی عورت کا، ایک احمدی بچی کا ایک تقدس ہے اس کو قائم رکھنا ہے آپ نے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں پردے کا حکم دیا ہے تو یقیناً اس کی کوئی اہمیت ہے۔ اُن مغرب زدہ لوگوں کی طرح نہ بنیں جو یہ کہتی ہیں کہ پردے کا حکم تو پرانا ہو گیا ہے یا خاص حالات میں تھا۔ قرآنِ کریم کا کوئی حکم بھی کبھی پرانا نہیں ہوتا اور کبھی بدلا نہیں جاتا۔ اللہ تعالیٰ کو پتہ تھا کہ ایک زمانہ میں ایسی سوچ پیدا ہو گی اس لئے یہ مستقل حکم اتارا ہے کہ منہ سے کہنے سے اللہ کی بندیاں نہیں بنو گی تم لوگ بلکہ جو نصائح کی جاتی ہیں، جو احکامات قرآنِ کریم میں دیئے گئے ہیں ان پر عمل کر کے حقیقی مومن کہلاؤ گی۔

پس اپنے جائزے لیں۔ خود دیکھیں کہ کیا ہیں اور اپنے نفس کو دھوکا نہ دیں۔ مردوں سے میل جول میں بھی بے حجابی نہ دکھائیں کہ حیاء بھی ختم ہو جاتی ہے اس سے۔ حدیث میں تو حکم ہے کہ مردوں سے اگر باتیں بھی کر رہے ہو تو لہجہ بھی تمہارا ذرا سخت ہونا چاہیے۔ تو عورت کی ایک بہت بڑی زینت اس کی حیاء ہے۔ ایک مومن کی نشانی حیاء ہے۔ اس ضمن میں ایک اور بات بھی میں کہہ دوں کہ بعض شکایات ملتی ہیں کہ شادیوں پہ ڈانس ہوتا ہے اور ڈانس میں انتہائی بے حیائی

سے جسم کی نمائش ہوتی ہے۔ یہ انتہائی بیہودگی ہے۔ یاد رکھیں کہ لڑکیوں کولڑکیوں کے سامنے بھی ڈانس کی اجازت نہیں ہے۔ بہانے یہ بنائے جاتے ہیں کہ ورزش میں بھی تو جسم کے مختلف حصوں کوحرکت دی جاتی ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ ورزش ہر عورت یا بچی علیحدگی میں کرتی ہے یا ایک آدھ کسی کے سامنے کر لی۔ اگر ننگے لباس میں لڑکیوں کے سامنے بھی اس طرح کی ورزش کی جارہی ہے یا کلب میں جا کر کی جارہی ہے تو یہ بھی بیہودگی ہے۔ ایسی ورزش کی بھی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ دوسرے ڈانس کرتے وقت آپ کے جذبات بالکل اَور ہوتے ہیں۔ ورزش کرتے وقت تو تمام توجہ ورزش پر ہوتی ہے اور کوئی لغو اور بیہودہ خیال ذہن میں نہیں آرہا ہوتا لیکن ڈانس کے وقت یہ کیفیت نہیں ہورہی ہوتی۔ جو ڈانس کرنے والیاں ہیں وہ خود اگر انصاف سے دیکھیں تو خود ان کو پتہ لگ جائے گا کہ کیا کیفیت طاری ہورہی ہوتی ہے ان پر اس وقت۔ پھر ورزش جو ہے کسی میوزک پر یا تال کی تھاپ پر نہیں کر رہے ہوتے جبکہ ڈانس کے لئے میوزک بھی لگایا جاتا ہے اور بڑے بیہودہ گانے بھی شادیوں پر بجتے ہیں حالانکہ شادیوں کے لئے بڑے پاکیزہ گانے بھی ہیں اور جو رخصتی ہورہی ہو تو لڑکی کو رخصت کرتے وقت ہماری بڑی اچھی دعائیہ نظمیں بھی ہیں، وہ استعمال ہونی چاہئیں۔ اور اسی لئے جب اس قسم کی بیہودگی ہو رہی ہوتی ہے تو بعض اوقات جذبات اَور رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ پس یہ سب بہانے ہیں کہ فلاں چیز ویسی ہے اور فلاں چیز ویسی ہے۔ یہ سب ایمان کوخراب کرنے والی چیزیں ہیں۔ یہ سب شیطان کے بہکاوے ہیں جن سے بچنے کی کوشش کریں ورنہ لاشعوری طور پر جہاں اپنے آپ کوخراب کررہی ہوں گی وہاں اپنی اگلی نسلوں کوبھی برباد کررہی ہوں گی۔''

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطبہ میں پردہ اور حیاء کے متعلق فرمایا کہ

''۔۔۔وہ لوگ جو بدی پھیلانا چاہتے ہیں ان کو دنیا اور آخرت میں عذاب کی خبر ہے کیونکہ جب معاشرے میں سرعام برائیاں پھیلیں گی ان کے چرچے ہونے لگ جائیں گے اور ایک دوسرے کے ننگ ظاہر کرنے شروع کردئے جائیں گے تو پھر حیاء کے معیار ختم ہوجاتے ہیں۔ اس معاشرہ میں جو یہ مغربی معاشرہ ہے اس میں جو سرعام بعض حرکتیں ہوتی ہیں وہ اس لئے ہیں کہ حیاء

نہیں رہی اور اب تو ٹیلیویژن اور دوسرے میڈیا نے ساری دنیا کو اسی طرح بے حیاء کر دیا ہے اور اسے آزادی کا نام دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ننگ اور بے حیائی جو ہے وہ اگلی نسلوں میں بھی منتقل ہوتی چلی جارہی ہے۔ اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض دفعہ بعض جگہ بعض احمدی بھی اس میں شامل ہوتے ہیں اسی لئے اسلام نے پردہ اور حیاء پر بہت زور دیا ہے اور ساتھ ہی دوسروں کو بھی کہہ دیا ہے کہ تم ان کے عیب تلاش کرنے کی جستجو نہ کرو اور پھر اس کو پھیلاؤ نہ۔۔۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27/مارچ 2009 خطبات مسرور جلد ہفتم صفحہ 165)

اپنے لباس میں اور اپنے آپ پر حیاء طاری رکھیں

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ جو ہمیں نصیحت کی ہے اگر اُن کی جماعت میں شامل رہنا ہے تو پھر ان کی بات مان کر ہی رہا جاسکتا ہے۔ پس اپنے لباس ایسے رکھیں اور اپنے اوپر ایسی حیاء طاری رکھیں کہ کسی کو جُرأت نہ ہو۔ احمدی لڑکی کے مقام کو پہچانیں۔ مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آتی کہ پاکستان سے جو عورتیں اور بچیاں آتی ہیں انہوں نے پاکستان میں، بڑی عمر میں برقعہ پہنا ہوتا ہے نقاب کا پردہ کرتی ہوئی آتی ہیں، وہ یہاں آکر اپنے نقاب کیوں اُتار دیتی ہیں۔ یہاں پلی بڑھی جو بچیاں ہیں اُن کے بارے میں تو کہا جاسکتا ہے کہ اُس ماحول میں پڑھی ہیں جہاں سکارف لینے کی عادت نہیں رہی ہے۔ ان کو ماں باپ نے عادت نہیں ڈالی یہ بھی غلط کیا۔ لیکن بہرحال جن بچیوں کو یہاں سکارف لینے کی عادت پڑ گئی وہ ٹھیک ہے سکارف لیتی رہیں۔ لیکن جو نقاب لیتی ہوئی آئی ہیں وہ کیوں اُتار دیتی ہیں۔ جہاں تک پردے کا سوال ہے اگر میک اپ میں نہیں ہیں، اچھی طرح سکارف اگر باندھا ہوا ہے، لباس پر لمبا کوٹ پہنا ہوا ہے تو پھر ٹھیک ہے تاکہ آپ کا ننگ ظاہر نہ ہو، اس طرح اظہار نہ ہو جو کسی بھی قسم کی ایٹرکشن (Attraction) کا باعث ہو۔

پردہ چھوڑنے والیوں میں احساس کمتری پایا جاتا ہے

یہ جو پردہ چھوڑنے والی ہیں ان میں ایک طرح کا احساسِ کمتری ہے۔ احمدی عورت کو تو ہر

طرح کے احساسِ کمتری سے پاک ہونا چاہئے۔ کسی قسم کا Complex نہیں ہونا چاہئے۔ اگر کوئی پوچھتا بھی ہے تو کھُل کر کہیں کہ ہمارے لئے پردہ اور حیاء کا اظہار ایک بنیادی شرعی حکم ہے۔ اور مَیں نے دیکھا ہے کہ جن عورتوں کو کوئی Complex نہیں ہوتا، جو پردہ کرنے والی عورتیں ہیں اس مغربی ماحول میں بھی اسی پردے کی وجہ سے اُن کا نیک اثر پڑ رہا ہوتا ہے، اُن کو اچھا سمجھا جا رہا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ احساسِ کمتری اپنے دل سے نکال دیں کہ پردے کی وجہ سے کوئی آپ پر اُنگلی اُٹھا رہا ہے۔ اپنی ایک پہچان رکھیں۔ افریقہ میں مَیں نے دیکھا ہے جہاں لباس نہیں تھا اُنہوں نے لباس پہنا اور پورا ڈھکا ہوا لباس پہنا اور بعض پردہ کرنے والی بھی ہیں، نقاب کا پردہ بھی بعضوں نے شروع کر دیا ہے۔ یہاں بھی ہماری ایفرو امریکن بہنیں جو بہت ساری امریکہ سے آئی ہوئی ہیں اُن میں سے بعض کا ایسا اعلیٰ پردہ تھا کہ قابل تقلید تھا، ایک نمونہ تھا بلکہ کل ملاقات میں مَیں نے اُن کو کہا بھی کہ لگتا ہے کہ اب تم لوگ جو ہو تم پاکستانیوں کے لئے پردے کی مثالیں قائم کرو گے یا جو انڈیا سے آنے والے ہیں اُن کے لئے پردے کی مثالیں قائم کرو گے۔ اس پر جس طرح انہوں نے ہنس کر جواب دیا تھا کہ یقیناً ایسا ہی ہوگا تو اس پر مجھے اور فکر پیدا ہوئی کہ پُرانے احمدیوں کے بے پردگی کے جو یہ نمونے ہیں یقیناً نئی آنے والیاں وہ دیکھ رہی ہیں جبھی تو یہ جواب تھا۔ بلکہ جب مَیں نے کہا تو اُن میں بڑی عمر کی ایک خاتون تھیں حالانکہ انہوں نے بڑی اچھی طرح چادر اوڑھی ہوئی تھی انہوں نے جو ایک اور بات کی اُس سے مجھے اور فکر پیدا ہوئی۔ وہ کہنے لگیں کہ مَیں تمہارے سامنے آتے ہوئے پردہ کر کے آؤں۔ تو مَیں نے کہا کہ پردے کا مسئلہ میرے سامنے آنے کا نہیں۔ پردے کا حکم ہر وقت سے ہے اور ہر وقت رہنا چاہئے۔ اُن کو مَیں نے یہی کہا کہ آپ عمر کے اُس موڑ پر ہیں کہ اسلام میں بڑی عمر کی عورتوں کے لئے اجازت ہے کہ اگر وہ چاہیں تو مکمل منہ ڈھانک کے پردہ کریں، چاہیں تو نہ کریں۔ لیکن پھر بھی ایسی حالت نہ رکھیں جس سے بلاوجہ لوگوں کو اُنگلیاں اُٹھانے کا موقعہ ملے۔

بچیاں ماؤں کا نمونہ دیکھتی ہیں

لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا اُن کی اس بات سے یہ فکر مجھے پیدا ہوئی کہ کہیں یہ تو نہیں ہے کہ جب

میرے سامنے ملاقات کرنے کے لئے یہاں آ رہی ہوتی ہیں تو پردہ کر کے یا زیادہ بہتر پردہ کر کے آ رہی ہوں۔ اگر تو آپ ملاقات کے وقت آتے ہوئے پردہ کر کے یا بُرقعہ پہن کر یا اچھی طرح چادر اوڑھ کے یا اچھی طرح سکارف باندھ کر اس لئے آ رہی ہوں کہ ہمیں عادت پڑ جائے تو پھر تو ٹھیک ہے لیکن اگر اس لئے آ رہی ہیں کہ میرا خوف ہے کہ مَیں نہ کچھ کہوں تو آپ کو میرا خوف کرنے کی بجائے خدا تعالیٰ کا خوف کرنا چاہئے۔ جواب آخر میں اُس کو دینا ہے، مجھے آخری جواب نہیں دینا۔ لیکن بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا کہ جوان لڑکیوں اور خواتین کو پردہ کرنا چاہئے اور اس کیلئے بعضوں کو میں نے دیکھا ہے کہ سکارف بھی باندھا ہوتا ہے لیکن کوٹ بہت اُونچا ہوتا ہے۔ **کوٹ ایسا پہنیں جو کم از کم گھٹنوں سے نیچے تک آ رہا ہو۔** آپ کی ایک پہچان ہو ورنہ جیسا کہ میں نے کہا کہ آپ کی بچیوں کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ بچیاں اس وقت تک پردے نہیں کریں گی جب تک آپ اپنے نمونے اُن کے سامنے قائم نہیں کریں گی، مائیں ان کے سامنے اپنے نمونے قائم نہیں کریں گی۔ پس اگر آپ نے جماعت کا بہترین مال بننا ہے خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے خود بھی اور اپنی اولادوں کو بھی اُس کی پناہ میں لانا ہے، اُس کو اپنا ولی اور دوست بنانا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اپنے اوپر نازل ہوتے دیکھنا ہے، اپنے بچوں اور بچیوں کو اس معاشرے کے گند سے بچانا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی بھی تعمیل کرنی ہوگی اس پر بھی عمل کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق دے اور آپ لوگ ہر معاملے میں وہ نمونے قائم کرنے والی بن جائیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔

(جلسہ سالانہ کینیڈا 2005 کے موقع پر مستورات سے خطاب، فرمودہ 25 جون 2005 بمقام انٹرنیشل سینٹر ٹورانٹو) (روزنامہ الفضل ربوہ 16/اپریل 2007)

پردے کے بغیر عزتوں کی کوئی ضمانت نہیں

''اسی طرح آج کل یورپ میں اسلام کو بدنام کرنے کا ایک ایشو پردہ کا بھی اٹھا ہوا ہے۔ **ہماری بچیاں جو ہیں اور عورتیں جو ہیں ان کا کام ہے کہ اس بارے میں ایک مہم کی صورت میں اخباروں میں مضامین اور خطوط لکھیں۔ انگلستان میں یا جرمنی وغیرہ میں بچیوں نے اس بارے میں بڑا اچھا کام کیا ہے کہ پردہ عورت کی عزت کے لئے ہے اور یہ تصور ہے جو مذہب دیتا ہے، ہر**

مذہب نے دیا ہے کہ عورت کی عزت قائم کی جائے۔ بعضوں نے تو پھر بعد میں اس کی صورت بگاڑ لی۔ عیسائیت میں تو ماضی میں زیادہ دور کا عرصہ بھی نہیں ہوا جب عورت کے حقوق نہیں ملتے تھے اور اس کو پابند کیا جاتا تھا، بعض پابندیوں میں جکڑا ہوا تھا۔ تو بہر حال یہ عورت کی عزت کے لئے ہے۔ عورت کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنی عزت چاہتی ہے اور ہر شخص چاہتا ہے لیکن عورت کا ایک اپنا وقار ہے جس وقار کو وہ قائم رکھنا چاہتی ہے اور رکھنا چاہیئے۔ اور اسلام عورت کی عزت اور احترام اور حقوق کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔ پس یہ کوئی جبر نہیں ہے کہ عورت کو پردہ پہنایا جاتا ہے یا حجاب کا کہا جاتا ہے۔ بلکہ عورت کو اس کی انفرادیت قائم کرنے اور مقام دلوانے کے لئے یہ سب کوشش ہے۔

اس کے ساتھ ہی میں ان احمدی لڑکیوں کو بھی کہتا ہوں جو کسی قسم کے complex میں مبتلا ہیں کہ اگر دنیا کی باتوں سے گھبرا کر یا فیشن کی رَو میں بہہ کر انہوں نے اپنے حجاب اور پردے اتار دیئے تو پھر آپ کی عزتوں کی بھی کوئی ضمانت نہیں ہوگی۔ آپ کی عزت دین کی عزت کے ساتھ ہے۔ میں پہلے بھی ایک مرتبہ ایک واقعہ کا ذکر کر چکا ہوں۔ اس طرح کے کئی واقعات ہیں۔ ایک احمدی بچی کو اس کے باس (Boss) نے نوٹس دیا کہ اگر تم حجاب لے کر دفتر آئی تو تمہیں کام سے فارغ کر دیا جائے گا اور ایک مہینہ کا نوٹس ہے۔ اس بچی نے دعا کی کہ اے اللہ! میں تو تیرے حکم کے مطابق یہ کام کر رہی ہوں اور تیرے دین پر عمل کرتے ہوئے یہ پردہ کر رہی ہوں۔ کوئی صورت نکال۔ اور اگر ملازمت میرے لئے اچھی نہیں تو ٹھیک ہے پھر کوئی اور بہتر انتظام کر دے۔ تو بہر حال ایک مہینہ تک وہ افسر اس بچی کو تنگ کرتا رہا کہ بس اتنے دن رہ گئے ہیں اس کے بعد تمہیں فارغ کر دیا جائے گا۔ اور یہ بچی دعا کرتی رہی۔ آخر ایک ماہ کے بعد یہ بچی تو اپنے کام پر قائم رہی لیکن اس افسر کو اس کے بالا افسر نے اس کی کسی غلطی کی وجہ سے فارغ کر دیا یا دوسری جگہ بھجوا دیا اور اس طرح اس کی جان چھوٹی۔ اگر نیت نیک ہو تو اللہ تعالیٰ اسباب پیدا فرما دیتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے تو خدا تعالیٰ ایسے طریق سے مدد فرماتا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے اور بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد کے الفاظ دل سے نکلتے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 23 /اپریل 2010 الفضل انٹرنیشنل 14 /مئی 2010)

پردہ کی حدود

حضور نے فرمایا کہ ’’عورتوں کے تقدس اور حیاء کو قائم کرنے کے لئے مردوں اور عورتوں دونوں کو غض بصر سے کام لینے کا حکم دیا گیا ہے۔ نیز عورتوں کو خصوصاً حکم ہے کہ لباس اور پردہ کے احکام پر عمل کرتے ہوئے اپنی زینتوں کو بیجا ظاہر نہ کریں۔ میک اپ کر کے چہرے اور بالوں کی نمائش نہیں ہونی چاہئے۔ سر ڈھانکنا اور چہرے کو کم از کم ایسے ڈھانپنا کہ چہرے کی نمائش نہ ہو اور ڈھیلا ڈھالا برقعہ پہننا پردہ کا کم از کم معیار ہے۔ **لباس ایسا ہونا چاہئے جس میں جسم کی نمائش نہ ہو۔ جیسا کہ آج کل لڑکیاں جینز (Jeans) اور چھوٹی سی قمیص پہن کر اوپر حجاب لے لیتی ہیں۔ یہ پردہ کی روح کے خلاف ہے**...... چونکہ خدا تعالیٰ کے احکامات میں افراط و تفریط نہیں ہے اس لئے ہر اس قسم کے پردے کی اسلام میں گنجائش نہیں جو کسی قسم کے شدید ردّ عمل کو ظاہر کرتا ہے۔ **آزادی کے نام پر آج کل پاکستان اور ربوہ میں بھی غلط فیشن کے برقعے رواج پا گئے ہیں جن میں سے کپڑوں اور جسم کی نمائش ہو رہی ہوتی ہے۔**‘‘

حضرت مسیح موعودؑ کا اقتباس پیش کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ’’یورپ میں عورت کی ناجائز آزادی ہی ان کی گری ہوئی اخلاقی حالت اور فسق و فجور کی جڑ ہے۔ جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا ان کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔ اگر اس آزادی اور بے پردگی سے ان کی عفت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں۔‘‘

فرمایا کہ ’’پس آزادی کی بھی کچھ حدود ہیں۔ جب آزادی کے نام پر لباسوں کی نمائش شروع ہوتی ہے جب ضرورت سے زیادہ فیشن کی طرف توجہ ہوتی ہے تو پھر بے پردگی کی طرف بھی قدم اٹھتے ہیں۔ پاکستان سے مجھے بعض شکایات آتی ہیں اور خاص طور پر ربوہ سے کہ برقعوں کے بھی ایسے ڈیزائن شروع ہو گئے ہیں کہ جس میں فیشن ہوتا ہے۔ چلتے ہوئے عورتوں کے جسم نظر آ رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جو حدود مقرر کی ہیں ان کے اندر رہو۔‘‘

(جلسہ سالانہ برطانیہ 2010ء۔ لجنہ سے خطاب الفضل انٹرنیشنل 27 راگست 2010ء)

فیشن کے لئے بے انتہا خرچ کرنے کی ممانعت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سالانہ نیشنل اجتماع لجنہ اماء اللہ برطانیہ منعقدہ 4 نومبر 2007ء کے موقع پر اپنے خطاب میں فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں اور نیک اعمال کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ نے یہ نشانی بتائی ہے کہ **اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا** (الفرقان:68) جب خرچ کرتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے اور **وَلَمْ یَقْتُرُوْا** (الفرقان:68) اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں۔ یعنی فضول خرچی بھی نہیں کرتے اور کنجوس بھی نہیں ہوتے۔ پس عورتوں میں بعض دفعہ دیکھا دیکھی ضرورت سے زیادہ اپنے پر یا اپنے کپڑوں پر یا زیور پر خرچ کرنے کا رجحان ہوجاتا ہے۔ زینت بڑی اچھی چیز ہے۔ صاف ستھرا لباس پہننا اور ایک حد تک سنگھار کرنا بڑا اچھا ہے۔ عورت کے لئے جائز ہے اور کرنا بھی چاہئے۔ لیکن فیشن میں اس قدر ڈوب جانا اور اس کے لئے بے انتہا خرچ کرنا اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور فرمایا نہ پھر ایسے بنو کہ بالکل ہی کنجوس بن جاؤ اور پیسے جوڑنے لگ جاؤ۔ نہ اپنے پر خرچ کرنے والی ہو، نہ دین پر خرچ کرنے والی ہو۔ چندہ دینے کا وقت آئے تو ایک مشکل پڑی ہو۔ بعض لوگوں کو پیسے جوڑنے کا بڑا شوق ہوتا ہے اور پیسے جوڑ جوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوجاتے ہیں۔ ان کا پیسہ نہ ان کے کسی کام آتا ہے اور نہ دین کے کام آتا ہے۔ اگر اولاد نیک ہے تو پھر کوئی امکان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پیسے میں سے اولاد کو ہی توفیق دیدے کہ وہ دین پر خرچ کردے۔ اگر اولاد دنیا دار ہے تو وہ پیسے کو اِس طرح اُڑاتی ہے کہ پتہ بھی نہیں لگتا کہ کہاں گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جب فرمایا کہ تمہیں مَیں خلافت کے ذریعے تمکنت اور رعب عطا کروں گا تو یہ بھی فرمایا کہ میرے راستے میں خرچ کرو۔ کنجوس بن کر اپنے پیسے پر بیٹھے نہ رہو یا صرف یہی سوچ نہ ہو کہ اپنے اوپر ہی خرچ کرنا ہے۔ یہ مَیں اس لئے نہیں کہہ رہا کہ مجھے آپ سے کوئی شکوہ ہے کہ خرچ نہیں کرتیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں عورتیں اور بچیاں اس اصول کو بڑی اچھی طرح سمجھتی ہیں اور اس پر عمل بھی کرتی ہیں۔ بڑی قربانی کرنے والی عورتیں ہیں۔ UK کی

لجنہ میں بھی انتہائی قربانی کرنے والی عورتیں ہیں۔لیکن مَیں یاددہانی اس لئے کروا رہا ہوں کہ نیک باتوں کو دہراتے رہنا چاہئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے اور آئندہ نسلوں میں نیکیوں کو جاری کرنے کے لئے ضروری بھی ہے۔ پھر نیک لوگ جن کا رُعب ہمیشہ قائم رہتا ہے، جو رحمٰن خدا کے بندے ہوتے ہیں اُسکے انعامات سے فیض پانے والے ہیں اور فیض پاتے رہیں گے، اُن کے لئے یہ بھی حکم ہے کہ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ پس اس بات کو بھی یاد رکھیں کہ جھوٹی گواہی دینا بہت بڑا گناہ ہے۔

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے اسے شرک کے برابر قرار دیا ہے۔ ایک طرف تو ہم یہ دعویٰ کریں کہ ہم نے مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کر کے شرک سے توبہ کرلی ہے اور عبادالرحمٰن بن گئے ہیں۔ دوسری طرف بعض معاملات میں سچائی سے کام نہ لیں۔ چھوٹی چھوٹی روزمرہ کی باتوں میں غلط بیانیاں کریں۔

لباس ایسا ہو جس سے بے پردگی نہ ہو

بعض باتوں پر، بعض احکامات پر جو اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں، ان پر عمل نہیں ہو رہا ہوتا۔ اور کہہ دیتی ہیں کہ ہم کرتے ہیں مثلاً بعض لڑکیوں کے بارے میں شکایت آتی ہے اور عورتوں کے بارے میں بھی کہ بازار میں اپنے سر کو ڈھانک کر نہیں رکھتیں یا لباس ایسا پہنا ہوتا ہے جس سے بے پردگی ہو رہی ہوتی ہے۔لیکن پوچھو تو یہی کہتی ہیں کہ ہم تو پردہ کرتی ہیں، ہمارے سر تو کبھی ننگے نہیں ہوئے۔ تو یہ جو چیزیں ہیں یہ جھوٹ میں شامل ہوتی ہیں۔ بعض عہدیدار، لجنہ کی جو کام کرنے والی عہدیدار ہیں، وہ بھی دوسروں کے بارے میں پوچھنے پر صحیح رپورٹ نہیں دیتیں۔ ایک دوسری قسم کی عہدیدار بھی ہیں جو ایک دوسرے سے رنجشوں کی بناء پر غلط رپورٹ بھی کر دیتی ہیں۔ کسی حالت میں بھی غلط بیانی اور جھوٹ کی ایک مومن سے توقع نہیں کی جاسکتی۔ ہمیشہ یہ کوشش ہونی چاہئے کہ اصلاح کا پہلو غالب رہے۔ اگر کسی کو دیکھیں کہ اس نے غلط انداز میں لباس پہنا ہوا ہے جس سے جماعتی روایات پر حرف آتا ہے تو اس کی اصلاح کی کوشش کریں۔ پیار سے سمجھائیں۔ نیک نیتی سے اصلاح کی کوشش ہونی چاہئے نہ کہ دوسروں کو ڈرانے کی۔لیکن جب حد سے معاملہ بڑھ رہا ہو تو پھر صحیح رپورٹ بھی دینی چاہئے۔ جھوٹ بولنا، جیسا کہ مَیں نے کہا، مومن نہ ہونے اور عبادالرحمٰن نہ ہونے کی نشانی

ہے اس لئے ہمیشہ اس سے بچنا چاہئے۔

انٹرنیٹ کی فضولیات اور لغویات سے بچیں

آگے اللہ تعالیٰ ایک جگہ پھر فرماتا ہے کہ لغویات سے مومن پرہیز کرتا ہے۔ ایک اور نشانی یہ ہے۔ لغویات کی طرف دیکھنے کی بجائے اپنا وقار رکھتے ہوئے، یہ سمجھتے ہوئے کہ ہم احمدی ہیں، ہمارا کام نہیں کہ دنیا کی لغویات اور فضولیات میں پڑیں۔ اُن سے بچتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ مثلاً آج کل مختلف ٹیلی وژن چینل ہیں جن میں انتہائی لغو اور بیہودہ پروگرام دکھائے جاتے ہیں۔ پھر بعض دفعہ بعض اچھے پروگرام بھی آ رہے ہوتے ہیں لیکن ان کے درمیان میں انتہائی بیہودہ اور لغو اشتہارات شروع ہو جاتے ہیں۔ تو ہر احمدی کو چاہئے، چاہے وہ بچی ہے، لڑکی ہے یا عورت ہے یا مرد ہے، اُس کا یہ کام ہے کہ اگر ایسے پروگرام آ رہے ہوں یا کسی بھی قسم کی ایسی تصویر نظر آئے تو فوراً اسے بند کر دیں۔ اور جیسے مَیں بات کر رہا ہوں کہ اشتہار بیچ میں آجاتے ہیں تو اُن کو بھی نہیں دیکھنا چاہئے۔ اور جو بیہودہ پروگرام ہیں اُن کے تو قریب بھی ایک احمدی بچی کو، ایک احمدی لڑکی کو، ایک احمدی عورت کو نہیں جانا چاہئے۔

انٹرنیٹ پر بعض سائٹس ہیں۔ بڑے گندے پروگرام اُن میں آتے ہیں۔ اِن سب سے بچنا ہی حقیقی مومن کی نشانی ہے اور یہی ایک حقیقی احمدی کی نشانی ہے کہ ان سب لغویات سے، فضولیات سے بچیں۔ کیونکہ اللہ کے اس انعام سے جڑے رہنے کے لئے اور فیض پانے کے لئے یہ ضروری ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ دعا بھی کیا کرو۔ اور ایسے لوگوں کی یہ نشانی ہے جو یہ دعا کرتے ہیں کہ

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

(سورۃ الفرقان:75)

کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں سے اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔ پس یہ دعا جہاں خود آپ کو تقویٰ پر قائم رکھے گی، آپ کی اولاد کو بھی دنیا کے شر سے محفوظ رکھتے ہوئے تقویٰ پر چلائے گی۔ اور جو عورتیں یہ شکایت کرتی ہیں کہ ان کے خاوند دین سے رغبت نہیں رکھتے، نمازوں میں بے قاعدہ ہیں، ان کے حق میں بھی یہ دعا

ہوگی۔ ہمارے دل سے نکلی ہوئی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ ضرور سنتا ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ متقیوں کا امام صرف مرد ہے۔ ہر عورت جو اپنے بچے کے لئے دعا کرتی ہے اور آئندہ نسلوں میں اس روح کو پھونکنے کی کوشش کرتی ہے کہ اللہ سے دل لگاؤ، اس کے آگے جھکو، نیکیوں پر قائم ہو وہ متقیوں کا امام بننے کی کوشش کرتی ہے اور بنتی ہے۔ اپنے گھر کے نگران کی حیثیت سے وہ امام ہے۔

پس مختصراً مَیں نے یہ باتیں کی ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے احکامات سے بھرا پڑا ہے۔ اُسے پڑھیں اور سمجھیں اور اُن احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کریں تو یہی چیز ہے جو آپ کی نسلوں کو ہر شر سے بچانے کی ضمانت بنے گی۔ اور یہی چیز ہے جو آپ کو اُس نظام سے جوڑے رکھنے کا باعث بنے گی جس کے ساتھ تمکنت کا وعدہ ہے۔

بعض دفعہ ایک عمر کو پہنچ کر بعض نوجوان بچیاں جو ہیں اُن کو یہ خیال آتا ہے کہ شاید دین ہم پر بعض پابندیاں عائد کر رہا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ بعض ٹی وی چینلز ہیں، ویب سائٹس ہیں جو فضول اور لغو ہیں، ان کو نہ دیکھیں۔ لیکن غیروں کے زیر اثر یہ سوال اُٹھتے ہیں کہ اُنہیں دیکھنے میں کیا حرج ہے۔ ہم کون سا وہ حرکتیں کر رہی ہیں جو ٹی وی چینلز پر دکھائی جاتی ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ دو چار چھ دفعہ دیکھنے کے بعد یہی حرکتیں پھر شروع بھی ہو جاتی ہیں۔ بعض گھر اس لئے تباہ ہوئے کہ وہ یہی کہتے رہے کہ کیا فرق پڑتا ہے۔ وہ دین سے بھی گئے، دنیا سے بھی گئے، اپنے بچوں سے بھی گئے۔ تو یہ جو ہے کہ کیا فرق پڑتا ہے، کچھ آزادی ہونی چاہئے۔ یہ بڑی نقصان دہ چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ لغو سے بچو تو اس لئے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی فطرت کو جانتا ہے۔ اُسے پتہ ہے کہ آزادی کے نام پر کیا کچھ ہونا ہے اور ہوتا ہے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ کو یہی کہا تھا کہ میں ہر راستے سے ان بندوں کے پاس جو آدم کی یہ اولاد ہے انہیں ورغلانے آؤں گا اور سوائے عبادالرحمٰن کے سب کو میں قابو کر لوں گا۔ اُس نے بڑا کھُل کے چیلنج دیا تھا۔

ایجادوں کا غلط استعمال بھی شیطان کے حملوں میں سے ہے

پس آج کل کی بعض ایجادوں کا جو غلط استعمال ہے یہ بھی شیطان کے حملوں میں سے ہی ہے۔ اس لئے ہر احمدی بچی کو اِن سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہمیشہ سوچیں کہ ہم احمدی ہیں اور اگر ہم

نے احمدی رہنا ہے تو پھر اِن لغویات سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہمیشہ یہ سوچیں کہ اگر ہم نے احمدیت کو سچا سمجھ کر ماناہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سچا سمجھتے ہیں اور آپ علیہ السلام کو سچا سمجھتے ہوئے آپؑ کی بیعت میں شامل ہوئے ہیں تو ہمیں اِن تمام باتوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے جن سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، تبھی ہم اُن انعاموں سے فیض اٹھا سکیں گے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ میں سے ہر ایک کو وہ مقام عطا فرمائے جہاں کھڑی ہو کر آپ دین کی مضبوطی اور اشاعت میں اہم کردار ادا کرنے والی ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ایمانوں کو وہ مضبوطی اور استقامت عطا فرمائے جو ہمیشہ تمکنتِ دین کا باعث بننے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی نسلوں کو خلافت سے مضبوط تعلق نبھانے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔''

(سالانہ نیشنل اجتماع لجنہ اماء اللہ برطانیہ 04 نومبر 2007ء)

پردے اور غضّ بصر کی اہمیت اور اسکی برکات وفوائد

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 30رجنوری 2004 بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن میں پردہ کے حوالہ سے جو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا وہ احمدی خواتین کا راہنما ہے۔ پیارے آقا نے پردہ کے متعلق تمام امور کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔

چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت سورۃ النور کی آیت نمبر 31 اور 32 کی ترجمہ کے ساتھ تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ

آج کی ان آیات سے جو مَیں نے تلاوت کی ہیں، سب کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ کس چیز کے بارے میں مَیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اس مضمون کو خلاصۃً دو تین مرتبہ پہلے بھی مختلف اوقات میں بیان کر چکا ہوں۔ لیکن مَیں سمجھتا ہوں کہ اس مضمون کو کھولنے کی مزید ضرورت ہے۔ کیونکہ بعض خطوط سے اندازہ ہوتا ہے کہ ابھی بہت سے ایسے ہیں جو اس حکم کی اہمیت کو یعنی پردے کی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔ کوئی کہہ دیتا ہے کہ اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے کیا صرف پردہ ہی ضروری ہے؟۔ کیا اسلام کی ترقی کا انحصار صرف پردہ پر ہی ہے؟ کئی لوگ کہنے لگ جاتے ہیں کہ یہ فرسودہ باتیں ہیں، پرانی باتیں ہیں۔ اور ان میں نہیں پڑنا چاہئے، زمانے کے ساتھ چلنا چاہئے۔ گو جماعت میں ایسے لوگوں کی تعداد بہت معمولی ہے لیکن زمانے کی رَو میں بہنے کے خوف سے دل میں بے چینی پیدا ہوتی ہے اور اس معمولی چیز کو بھی معمولی نہیں سمجھنا چاہئے۔

ایسے لوگوں کو میرا ایک جواب یہ ہے کہ جس کام کو کرنے یا نہ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے اور اس کامل اور مکمل کتاب میں اس بارے میں احکام آ گئے ہیں اور جن اوامر ونواہی کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں بتا چکے ہیں کہ یہ صحیح اسلامی تعلیم ہے تو اب اسلام اور احمدیت کی ترقی اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔ چاہے اسے چھوٹی سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ اور یہ آخری شرعی کتاب جو اللہ تعالیٰ

نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتاری ہے اس کی تعلیم کبھی فرسودہ اور پرانی نہیں ہوسکتی۔ اس لئے جن کے دلوں میں ایسے خیالات آتے ہیں وہ اپنی اصلاح کی کوشش کریں اور استغفار کریں۔

مردوں اور عورتوں کو غضّ بصر کا حکم

ان آیات میں جن باتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کو مَیں مزید کھولتا ہوں۔ سب سے پہلے تو مردوں کو حکم ہے کہ:۔

غضِّ بصر سے کام لیں۔ یعنی اپنی آنکھ کو اس چیز کو دیکھنے سے روکے رکھیں جس کا دیکھنا منع ہے۔ یعنی بلا وجہ نامحرم عورتوں کو نہ دیکھیں۔ جب بھی نظر اٹھا کر پھریں گے تو پھر تجسس میں آنکھیں پیچھا کرتی چلی جاتی ہیں اس لئے قرآن شریف کا حکم ہے کہ نظریں جھکا کے چلو۔ اسی بیماری سے بچنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نیم وا آنکھوں سے چلو۔ یعنی ادھ کھلی آنکھوں سے، راستوں پر پوری آنکھیں پھاڑ کر نہ چلو۔ بند بھی نہ ہوں کہ ایک دوسرے کو ٹکریں مارتے پھرو۔ لیکن اتنی کھلی ہوں کہ کسی بھی قسم کا تجسس ظاہر نہ ہوتا ہو کہ جس چیز پر ایک دفعہ نظر پڑ جائے پھر اس کو دیکھتے ہی چلے جانا ہے۔ نظر کس طرح ڈالنی چاہئے اس کی آگے حدیث سے وضاحت کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے علامہ طبری کا جو بیان ہے وہ پیش کرتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ غض بصر سے مراد اپنی نظر کو ہر اس چیز سے روکنا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہے۔

(تفسیر الطبری جلد 18 صفحہ 116، 117)

تو مردوں کے لئے تو پہلے ہی حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو۔ اور اگر مرد اپنی نظریں نیچی رکھیں گے تو بہت سی برائیوں کا تو یہیں خاتمہ ہو جاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”ہر ایک پرہیزگار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو نہیں چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے۔ بے محابا نظر اُٹھا کر دیکھ لیا کرے بلکہ اس کے لئے اس تمدّنی زندگی میں غضِ

بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مبارک عادت ہے جس سے اس کی یہ طبعی حالت ایک بھاری خلق کے رنگ میں آجائے گی۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 344)

پھر مومن عورتوں کے لئے حکم ہے کہ غض بصر سے کام لیں اور آنکھیں نیچی رکھا کریں۔ اگر عورت اونچی نظر کر کے چلے گی تو ایسے مرد جن کے دلوں پر شیطان نے قبضہ کیا ہوا ہے وہ تو پھر ان عورتوں کے لئے مشکلات ہی پیدا کرتے رہیں گے۔ تو ہر عورت کو چاہئے کہ اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو بدنامی سے بچانے کے لئے، اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہے غض بصر کا، اس پر عمل کرے تا کہ کسی بھی قسم کی بدنامی کا باعث نہ ہو۔ کیونکہ اس قسم کے مرد جن کے دلوں میں کجی ہو، شرارت ہو تو وہ بعض دفعہ ذراسی بات کا بتنگڑ بنا لیتے ہیں اور پھر بلاوجہ کے تبصرے شروع ہوجاتے ہیں۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو یہاں تک فرمایا تھا کہ اگر مخنث آئے تو اس سے بھی پردہ کرو۔ ہوسکتا ہے کہ یہ باہر جا کر دوسرے مردوں سے باتیں کرے اور اس طرح اشاعت فحش کا موجب ہو۔ تو دیکھیں آنحضرت ﷺ نے کس حد تک پابندی لگائی ہے۔ کجا یہ کہ جوان مرد جن کے دل میں کیا کچھ ہے ہمیں نہیں پتہ، ان سے نظر میں نظر ڈال کر بات کی جائے یا دیکھا جائے۔ بلکہ یہ بھی حکم ہے کہ کسی مجبوری کی وجہ سے کسی مرد سے بات کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو ایسا لہجہ ہونا چاہئے جس میں تھوڑی سی خفگی ہو، ترشی ہو، تا کہ مرد کے دل میں کبھی کوئی برا خیال نہ پیدا ہو۔ تو اس حد تک سختی کا حکم ہے اور بعض جگہوں پر ہمارے ہاں شادیوں وغیرہ پر لڑکوں کو کھانا Serve کرنے کے لئے بلا لیا جاتا ہے۔ دیکھیں کہ سختی کس حد تک ہے اور کجا یہ ہے کہ لڑکے بلا لئے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ چھوٹی عمر والے ہیں حالانکہ چھوٹی عمر والے بھی جن کو کہا جاتا ہے وہ بھی کم از کم 17، 18 سال کی عمر کے ہوتے ہیں۔ بہر حال بلوغت کی عمر کو ضرور پہنچ گئے ہوتے ہیں۔ وہاں شادیوں پر جوان بچیاں بھی پھر رہی ہوتی ہیں اور پھر پتہ نہیں جو بیرے بلائے جاتے ہیں کس قماش کے ہیں تو جیسا کہ میں نے کہا ہے بلوغت کی عمر کو پہنچ چکے ہوتے ہیں اور ان سے پردے کا حکم ہے۔ اگر چھوٹی عمر کے بھی ہیں تو جس ماحول میں وہ بیٹھتے ہیں، کام کر رہے ہوتے ہیں ایسے ماحول میں بیٹھ کر ان کے

ذہن بہرحال گندے ہو چکے ہوتے ہیں۔اور سوائے کسی استثناء کے الا ماشاء اللہ، اچھی زبان ان کی نہیں ہوتی اور نہ خیالات اچھے ہوتے ہیں۔ پاکستان میں تو مَیں نے دیکھا ہے کہ عموماً یہ لڑکے تسلی بخش نہیں ہوتے۔تو ماؤں کو بھی کچھ ہوش کرنی چاہئے کہ اگر ان کی عمر پردے کی عمر سے گزر چکی ہے تو کم ازکم اپنی بچیوں کا تو خیال رکھیں۔ کیونکہ ان کام کرنے والے لڑکوں کی نظریں تو آپ نیچی نہیں کر سکتے۔ یہ لوگ باہر جا کر تبصرے بھی کر سکتے ہیں اور پھر بچیوں کی، خاندان کی بدنامی کا باعث بھی ہو سکتے ہیں۔

زینت کو ظاہر نہ کرنے کا مطلب

پھر فرمایا کہ ''زینت ظاہر نہ کرو۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ جیسا عورتوں کو حکم ہے میک اپ وغیرہ کر کے باہر نہ پھریں۔ باقی قد کاٹھ، ہاتھ پیر، چلنا پھرنا، جب باہر نکلیں گے تو نظر آ ہی جائے گا۔ یہ زینت کے زمرے میں اس طرح نہیں آتے کیونکہ اسلام نے عورتوں کے لئے اس طرح کی قید نہیں رکھی۔تو فرمایا کہ جو خود بخود ظاہر ہوتی ہو اس کے علاوہ۔ باقی چہرے کا پردہ ہونا چاہئے اور یہی اسلام کا حکم ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی ایک تشریح یہ فرمائی تھی کہ ماتھے سے لے کر ناک تک کا پردہ ہو۔ پھر چادر سامنے گردن سے نیچے آ رہی ہو۔اس طرح بال بھی نظر نہیں آنے چاہئیں۔ سکارف یا چادر جو بھی چیز عورت اوڑھے وہ پیچھے سے بھی اتنی لمبی ہو کہ بال وغیرہ چھپ جاتے ہوں۔

اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا یعنی سوائے اس کے جو آپ ہی آپ ظاہر ہو اس کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا یعنی سوائے اس کے جو آپ ہی آپ ظاہر ہو۔ یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ جو چیز خود بخود ظاہر ہو شریعت نے صرف اس کو جائز رکھا ہے۔ یہ نہیں کہ جس مقام کو کوئی عورت آپ ظاہر کرنا چاہے۔ اس کا ظاہر کرنا اس کے لئے جائز ہو۔ میرے نزدیک آپ ہی آپ ظاہر ہونے والی موٹی چیزیں دو ہیں یعنی قد اور جسم کی حرکات اور چال لیکن عقلاً یہ بات ظاہر ہے کہ عورت

کے کام کے لحاظ سے یا مجبوری کے لحاظ سے جو چیز آپ ہی آپ ظاہر ہو وہ پردے میں داخل نہیں۔ چنانچہ اسی اجازت کے ماتحت طبیب عورتوں کی نبض دیکھتا ہے۔ کیونکہ بیماری مجبور کرتی ہے کہ اس چیز کو ظاہر کر دیا جائے۔''

پھر فرمایا کہ:

''اگر کسی گھرانے کے مشاغل ایسے ہوں کہ عورتوں کو باہر کھیتوں میں یا میدانوں میں کام کرنا پڑے تو اُن کے لئے آنکھوں سے لے کر ناک تک کا حصہ کھلا رکھنا جائز ہوگا۔ اور پردہ ٹوٹا ہوا نہیں سمجھا جائے گا کیونکہ بغیر اس کے کھولنے کے وہ کام نہیں کر سکتیں۔ اور جو حصہ ضروریات زندگی کے لئے اور ضروریاتِ معیشت کے لئے کھولنا پڑتا ہے اس کا کھولنا پردے کے حکم میں ہی شامل ہے۔............ لیکن جس عورت کے کام اسے مجبور نہیں کرتے کہ وہ کھلے میدانوں میں نکل کر کام کرے اُس پر اس اجازت کا اطلاق نہ ہوگا۔ غرض اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا کے ماتحت کسی مجبوری کی وجہ سے جتنا حصہ ننگا کرنا پڑے ننگا کیا جا سکتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 298، 299)

تو اس تفصیل سے پردے کی حد کی بھی کافی حد تک وضاحت ہوگئی کہ کیا حد ہے۔ چہرہ چھپانے کا بہر حال حکم ہے۔ اس حد تک چہرہ چھپایا جائے کہ بے شک ناک ننگا ہو اور آنکھیں ننگی ہوں تا کہ دیکھ بھی سکے اور سانس بھی لے سکے۔

چہرہ کا پردہ کیوں ضروری ہے

چہرہ کا پردہ کیوں ضروری ہے؟ اس بارے میں حضرت مصلح موعودؓ نے احادیث سے یہ دلیل دی ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابیہ کو کسی لڑکی کا رشتہ آیا تھا، اس کی شکل دیکھنے کے لئے بھیجا تا کہ دیکھ کر آئیں۔ اگر چہرہ کا پردہ نہ ہوتا تو ظاہر ہے کہ پھر تو ہر ایک نے شکل دیکھی ہوتی۔

پھر دوسری مرتبہ یہ واقعہ حدیث میں بیان ہوتا ہے کہ جب ایک لڑکے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا کہ تم فلاں لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو۔تم نے اس کو دیکھا ہے؟ اگر نہیں دیکھا تو جا کر دیکھ آؤ۔ کیونکہ پردے کا حکم تھا بہرحال دیکھا نہیں ہوگا۔تو جب وہ اس کے گھر گیا اور لڑکی کو دیکھنے کی خواہش کی تو اس کے باپ نے کہا کہ نہیں اسلام میں پردے کا حکم ہے اور مَیں تمہیں لڑکی نہیں دکھا سکتا۔ پھر اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حوالہ دیا تب بھی وہ نہ مانا۔ بہرحال ہر ایک کی اپنی ایمان کی حالت ہوتی ہے۔اسلام کے اس حکم پر اس کی زیادہ سختی تھی بجائے اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کو موقعہ محل کے مطابق تسلیم کرتا اور مانتا۔تو لڑکی جو اندر بیٹھے یہ باتیں سن رہی تھی وہ باہر نکل آئی کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حکم ہے تو پھر ٹھیک ہے میرا چہرہ دیکھ لو۔تو اگر چہرہ کے پردہ کا حکم نہیں تھا تو حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ کیوں فرمایا۔ ہر ایک کو پتہ ہوتا کہ فلاں لڑکی کی یہ شکل ہے اور فلاں کی فلاں شکل۔

پھر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

''وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں منہ چھپانے کا حکم نہیں ان سے ہم پوچھتے ہیں کہ قرآن کریم تو کہتا ہے کہ زینت چھپاؤ اور سب سے زیادہ زینت کی چیز چہرہ ہی ہے اگر چہرہ چھپانے کا حکم نہیں تو پھر زینت کیا چیز ہے جس کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔ بے شک ہم اس حد تک قائل ہیں کہ چہرے کو اس طرح چھپایا جائے کہ اس کا صحت پر کوئی برا اثر نہ پڑے مثلاً باریک کپڑا ڈال لیا جائے یا عرب عورتوں کی طرز کا نقاب بنا لیا جائے جس میں آنکھیں اور ناک کا نتھنا آزاد رہتا ہے۔مگر چہرے کو پردے سے باہر نہیں رکھا جا سکتا''۔(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 103)

پھر فرمایا کہ ''جو جو عورتیں بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو جائیں اور نکاح کے قابل نہ رہیں وہ اگر معروف پردہ چھوڑ دیں تو جائز ہے ہاں خواہ مخواہ زیور پہن کر اور بناؤ سنگھار کر کے باہر نہ نکلیں یعنی پردہ ایک عمر تک ہے اس کے بعد پردہ کے احکام ساقط ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ملک نے پردہ کے احکام کو ایسی بری طرح استعمال کیا ہے کہ جوان عورتیں پردہ چھوڑ رہی ہیں۔اور بوڑھی عورتوں کو جبراً

گھروں میں بٹھایا جارہا ہے۔......عورت کا چہرہ پردہ میں شامل ہے ورنہ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَھُنَّ کے یہ معنے کرنے پڑیں گے کہ مونہہ اور ہاتھ تو پہلے ہی ننگے تھے اب سینہ اور بازو بھی بلکہ سارا بدن بھی ننگا کرنا جائز ہو گیا حالانکہ اسے کوئی بھی تسلیم نہیں کرتا۔

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 396، 397)

ہوتا یہی ہے کہ اگر پردہ کی خود تشریح کرنی شروع کر دیں اور ہر کوئی پردے کی اپنی پسند کی تشریح کرنی شروع کر دے تو پردے کا تقدس کبھی قائم نہیں رہ سکتا۔ اس لئے ماں باپ دونوں کو اپنی اولاد کے پردے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اور یہ دونوں کی ذمہ داری ہے۔

اب کسی نے لکھا کہ مغربی ملک میں ملازمت کے سلسلہ میں ایک یونیفارم ہے جس میں جینز اور بلاؤز یا سکرٹ استعمال ہوتا ہے تو کیا مَیں یہ پہن کر کام کر سکتی ہوں۔ اس کو مَیں نے جواب دیا کہ اگر لمبا کوٹ پہن کر اور سکارف سر پر رکھ کر کام کرنے کی اجازت ہے تو ٹھیک ہے ورنہ کوئی اجازت نہیں۔

اب اس میں جن عزیزوں یا رشتوں کا ذکر ہے کہ ان سے پردہ کی چھوٹ ہے ان میں وہ سب لوگ ہیں جو انتہائی قریبی رشتہ دار ہیں۔ یعنی خاوند ہے، باپ ہے یا سسر ہے، بھائی ہے یا بھتیجے، بھانجے وغیرہ۔ ان کے علاوہ باقی جن سے رشتہ داری قریبی نہیں ان سب سے پردہ ہے۔

پھر فرمایا کہ اپنی عورتوں کے سامنے تم زینت ظاہر کر سکتی ہو۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ عورتوں کے سامنے زینت ظاہر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی عورتیں جن سے بے تکلفانہ یا بے حجابانہ تمہیں سامنے نہیں آنا چاہئے۔ اب بازاری عورتیں ہیں ان سے بچنے کی تو ہر شریف عورت کوشش کرتی ہے۔ ان کی حرکات، ان کا کردار ظاہر و باہر ہوتا ہے، سامنے ہوتا ہے لیکن بعض عورتیں ایسی بھی ہیں جو غلط قسم کے لوگوں کے لئے کام کر رہی ہوتی ہیں۔ اور گھروں میں جا کر پہلے بڑوں سے دوستی کرتی ہیں۔ جب ماں سے اچھی طرح دوستی ہو جائے تو پھر بچیوں سے تعلق قائم کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور آہستہ آہستہ بعض دفعہ برائیوں کی طرف ان کو لے جاتی ہیں۔ تو ایسی عورتوں کے بارے میں بھی یہ حکم ہے کہ ہر ایرے غیرے کو، ہر عورت کو اپنے گھروں میں نہ گھسنے دو۔ ان کے بارے میں تحقیق کر لیا کرو، اس کے بعد قدم آگے بڑھاؤ۔

حضرت مصلح موعودؓ نے لکھا ہے کہ پہلے یہ طریق ہوا کرتا تھا لیکن اب کم ہے۔(کسی زمانے میں کم تھا لیکن آج کل پھر بعض جگہوں سے ایسی اطلاعیں آتی ہیں کہ پھر بعض جگہوں پر ایسے گروہ بن رہے ہیں)۔ جو اس قسم کی حرکات کرتے ہیں۔ خاص طور پر احمدی بچوں کو پاکستان میں بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہئے۔ بلکہ ماں باپ کو بھی احتیاط کرنی چاہئے کہ بعض دفعہ گھریلو کام کے لئے ایک عورت گھر میں داخل ہوتی ہے اور اصل میں وہ ایجنٹ ہوتی ہے کسی کی اور اس طرح پھر آہستہ آہستہ ورغلا کر پہلے دوستی کے ذریعہ اور پھر دوسرے ذریعوں سے غلط قسم کی عادتیں ڈال دیتی ہیں بچیوں کو۔ تو ایسے ملازمین یا ملازمائیں جو رکھی جاتی ہیں، ان سے احتیاط کرنی چاہئے اور بغیر تحقیق کے نہیں رکھنی چاہئے۔ اسی طرح اب اس طرح کا کام، بری عورتوں والا، انٹرنیٹ نے بھی شروع کر دیا ہے۔ جرمنی وغیرہ میں اور بعض دیگر ممالک میں ایسی شکایات پیدا ہوئی ہیں کہ بعض لوگوں کے گروہ بنے ہوئے ہیں جو آہتہ آہستہ پہلے علمی باتیں کر کے یا دوسری باتیں کر کے چارہ ڈالتے ہیں اور پھر دوستیاں پیدا ہوتی ہیں اور پھر غلط راستوں پر ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

انٹرنیٹ میں احتیاط کی ضرورت

مَیں متعدد بار انٹرنیٹ کے رابطوں کے بارے میں احتیاط کا کہہ چکا ہوں۔ بعد میں پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ یہ باپوں کی بھی ذمہ داری ہے، یہ ماؤں کی بھی ذمہ داری ہے کہ انٹرنیٹ کے رابطوں کے بارہ میں بچوں کو ہوشیار کریں۔ خاص طور پر بچیوں کو۔ اللہ تعالیٰ ہماری بچیوں کو محفوظ رکھے۔ تو ملازم رکھنے ہوں یا دوستیاں کرنی ہوں جس کو آپ اپنے گھر میں لے کر آ رہے ہیں اس کے بارے میں بہت چھان بین کر لیا کریں۔ آج کل کا معاشرہ ایسا نہیں کہ ہر ایک کو بلا سوچے سمجھے اپنے گھر میں لے آئیں۔ یہ قرآن کا حکم ہے اور اس پر عمل کرنے میں ہی ہماری بھلائی ہے۔

پھر بعض جگہوں پر یہ بھی رواج ہے کہ ہر قسم کے ملازمین کے سامنے بے حجابانہ آجاتے ہیں۔ تو سوائے گھروں کے وہ ملازمین یا وہ بچے جو بچوں میں پلے بڑھے ہیں یا پھر بہت ہی ادھیڑ عمر کے

ہیں۔ جو اس عمر سے گزر چکے ہیں کہ کسی قسم کی بدنظری کا خیال پیدا ہو یا گھر کی باتیں باہر نکالنے کا ان کو کوئی خیال ہو۔ اس کے علاوہ ہر قسم کے لوگوں سے، ملازمین سے، پردہ کرنا چاہئے۔ بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ ایسے ملازمین جن کو ملازمت میں آئے چند ماہ ہی ہوئے ہوتے ہیں، بے دھڑک بیڈروم میں بھی آ جا رہے ہوتے ہیں اور عورتیں اور بچیاں بعض دفعہ وہاں بغیر دوپٹوں کے بھی بیٹھی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور اس کو روشن دماغی کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ روشن دماغی نہیں ہے۔ جب اس کے نتائج سامنے آتے ہیں تو پچھتاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ

''پھر حضرت مصلح موعودؓ نے پاؤں زمین پر مارنے سے ایک یہ بھی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ شریعت نے ناچ یا ڈانس کو بھی مکمل طور پر منع کر دیا ہے کیونکہ اس سے بے حیائی پھیلتی ہے اور بعض عورتیں کہتی ہیں کہ عورتیں عورتوں میں ناچ لیں تو کیا حرج ہے؟ عورتوں کے عورتوں میں ناچنے میں بھی حرج ہے۔ قرآن کریم نے کہہ دیا ہے کہ اس سے بے حیائی پھیلتی ہے تو بہرحال ہر احمدی عورت نے اس حکم کی پابندی کرنی ہے۔

اگر کہیں شادی بیاہ وغیرہ میں اس قسم کی اطلاع ملتی ہے کہ کہیں ڈانس وغیرہ یا ناچ ہوا ہے تو وہاں بہرحال نظام کو حرکت میں آنا چاہئے اور ایسے لوگوں کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔

اب بعض عورتیں ایسی ہیں جن کی تربیت میں کمی ہے کہہ دیتی ہیں کہ ربوہ جاؤ تو وہاں تو لگتا ہے کہ شادی اور مرگ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کوئی ناچ نہیں، کوئی گانا نہیں، کچھ نہیں۔ تو اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ شرفاء کا ناچ اور ڈانس سے کوئی تعلق نہیں۔ اور اگر کسی کو اعتراض ہے تو ایسی شادیوں میں نہ شامل ہو۔ جہاں تک گانے کا تعلق ہے تو شریفانہ قسم کے، شادی کے گانے لڑکیاں گاتی ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں۔ پھر دعائیہ نظمیں ہیں جو پڑھی جاتی ہیں۔ تو یہ کس طرح کہہ سکتی ہیں کہ شادی میں اور موت میں کوئی فرق نہیں، یہ سوچوں کی کمی ہے۔ ایسے لوگوں کو اپنی حالت درست کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہم تو دعاؤں سے ہی نئے شادی شدہ جوڑوں کو رخصت کرتے ہیں تا کہ وہ اپنی نئی

زندگی کا ہر لحاظ سے بابرکت آغاز کریں اور ان کو اس خوشی کے ساتھ ساتھ دعاؤں کی بھی ضرورت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا گھر آباد رکھے، نیک اور صالح اولاد بھی عطا فرمائے۔ پھر یہ کہ وہ دونوں دین کے خادم ہوں اور ان کی نسلیں بھی دین کی خادم ہوں۔ پھر یہ ہے کہ دونوں فریق جو شادی کے رشتے میں منسلک ہوئے ہیں، ان کے لئے یہ دعائیں بھی کرنی چاہئیں کہ وہ اپنے والدین کے اور اپنے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے والے بھی ہوں۔ تو احمدی تو اسی طرح شادی کرتے ہیں اگر کسی کو اس پر اعتراض ہے تو ہوتا رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہمیں یہی حکم ہے کہ خوشیاں بھی مناؤ تو سادگی سے مناؤ اور اللہ کی رضا کو ہمیشہ پیش نظر رکھو۔ کیونکہ ہماری کامیابی کا انحصار اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور اس کی طرف جھکنے میں ہی ہے۔ اس لئے ہم تو اسی طرح شادیاں مناتے ہیں۔ اور جو غیر بھی ہماری شادیوں میں شامل ہوتے ہیں وہ اچھا اثر لے کر جاتے ہیں۔

پردہ اور غضِّ بصر از روئے حدیث

اب چند احادیث پیش کرتا ہوں۔

ابوریحانہ روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے۔ ایک رات انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''آگ اس آنکھ پر حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں بیدار رہی۔ اور آگ اس آنکھ پر حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے آنسو بہاتی ہے''۔

پھر اس روایت میں یہ بھی ہے کہ آگ اس آنکھ پر بھی حرام ہے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو دیکھنے کی بجائے جھک جاتی ہے۔ اور اس آنکھ پر بھی حرام ہے جو اللہ عزوجل کی راہ میں پھوڑ دی گئی ہو۔

(سنن دارمی، کتاب الجہاد، باب فی الذی یسھر فی سبیل اللہ حارسا)

تو دیکھیں غض بصر کا کتنا بڑا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں اور اس کی راہ میں جہاد کرنے والوں، شہید ہونے والوں یا دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والی آنکھ کا رتبہ ایسے لوگوں کو حاصل ہو رہا ہے جو اس حکم پر عمل کرتے ہوئے، ہمیشہ عبادت بجالانے والے ہوں گے

اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں گے۔

حضرت ابوسعید خُدری ؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''راستوں پر مجلسیں لگانے سے بچو۔ صحابہؓ نے عرض کی، یا رسول اللہ ہمیں رستوں میں مجلسیں لگانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا پھر رستے کا حق ادا کرو۔ انہوں نے عرض کی کہ اس کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہر آنے جانے والے کے سلام کا جواب دو، غض بصر کرو، راستہ دریافت کرنے والے کی رہنمائی کرو، معروف باتوں کا حکم دو اور ناپسندیدہ باتوں سے روکو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 61 مطبوعہ بیروت)

دیکھیں کس قدر تاکید ہے کہ اول تو اگر کام نہیں ہے تو کوئی بلاوجہ راستے میں نہ بیٹھے۔ اور اگر مجبوری کی وجہ سے بیٹھنا ہی پڑے تو پھر راستے کا حق ادا کرو۔ بلاوجہ نظریں اٹھا کے نہ بیٹھے رہو بلکہ غض بصر سے کام لو، اپنی نظروں کو نیچا رکھو، کیونکہ یہ نہیں کہ ایک دفعہ نظر پڑ گئی تو پھر ایک سرے سے دیکھنا شروع کیا اور دیکھتے ہی چلے گئے۔

دیکھیں کس قدر پابندی ہے پردہ کی کہ غض بصر کا حکم مردوں کو تو ہے، ساتھ ہی عورتوں کے لئے بھی ہے کہ تم نے کسی دوسرے مرد کو بلاوجہ نہیں دیکھنا۔

حضرت جریرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ''اچانک نظر پڑ جانے'' کے بارے میں دریافت کیا۔ حضور نے فرمایا ''اِصْرِفْ بَصَرَکَ'' اپنی نگاہ ہٹالو۔

(ابوداؤد کتاب النکاح باب فی ما یؤمر بہ من غض البصر)

تو دیکھیں اسلامی پردہ کی خوبیاں۔ نظر پڑ جاتی ہے ٹھیک ہے، قدرتی بات ہے۔ ایک طرف تو یہ فرما دیا عورت کو کہ تمہیں باہر نکلنے کی اجازت اس صورت میں ہے کہ پردہ کر کے باہر نکلو۔ اور جو ظاہری نظر آنے والی چیزیں ہیں، خود ظاہر ہونے والی ہیں ان کے علاوہ زینت ظاہر نہ کرو۔ اور دوسری طرف مردوں کو یہ کہہ دیا کہ اپنی نظریں نیچی رکھو، بازار میں بیٹھو تو نظر نیچی رکھو اور اگر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹالو تا کہ نیک معاشرے کا قیام عمل میں آتا رہے۔

حضرت عبداللہ اور عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ فضل (بن عباس) رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے تو خَثْعَم قبیلہ کی ایک عورت آئی۔ فضل اسے دیکھنے لگ پڑے اور وہ فضل کو دیکھنے لگ گئی۔ تو اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل کا چہرہ دوسری طرف موڑ دیا۔

(صحیح بخاری کتاب الحج باب وجوب الحج وفضله)

حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی مسلمان کی کسی عورت کی خوبصورتی پر نگاہ پڑتی ہے اور وہ غضِ بصر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی عبادت کی توفیق دیتا ہے جس کی حلاوت وہ محسوس کرتا ہے۔

(مسند احمد مسند باقی الانصار باب حدیث أبی أمامۃ الباہلی الصدی بن عجلان)

تو دیکھیں نظریں اس لئے نیچی کرنا کہ شیطان اس پر کہیں قبضہ نہ کر لے، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو نیکیوں کی توفیق دیتا ہے اور عبادات کی توفیق دیتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں:

''ایماندار عورتوں کو کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مردوں کے دیکھنے سے بچائیں اور اپنے کانوں کو بھی نامحرموں سے بچائیں یعنی ان کی پرشہوت آوازیں نہ سنیں اور اپنے ستر کی جگہ کو پردہ میں رکھیں اور اپنی زینت کے اعضاء کو کسی غیر محرم پر نہ کھولیں اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سر پر آ جائے یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں اور اپنے پیروں کو زمین پر ناچنے والوں کی طرح نہ ماریں۔ یہ وہ تدبیر ہے کہ جس کی پابندی ٹھوکر سے بچا سکتی ہے۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 341۔342)

پھر فرمایا: ''مومن کو نہیں چاہئے کہ دریدہ دہن بنے یا بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف اٹھائے پھرے، بلکہ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (النور: 31) پر عمل کر کے نظر کو نیچی رکھنا چاہئے اور بدنظری کے اسباب سے بچنا چاہئے۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 533 ایڈیشن 2016ء)

اب یہ جو غضِ بصر کا حکم ہے، پردے کا حکم ہے اور توبہ کرنے کا بھی حکم ہے، یہ سب احکام

ہمارے فائدے کے لئے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنا پیار، اپنا قرب عطا فرمائے گا کہ اس کے احکامات پر عمل کیا لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اس معاشرے میں، اس دنیا میں جہاں تم رہ رہے ہو، ان نیکیوں کی وجہ سے تمہاری پاکدامنی بھی ثابت ہو رہی ہوگی اور کوئی انگلی تم پر یہ اشارہ کرتے ہوئے نہیں اٹھے گی کہ دیکھو یہ عورت یا مرد اخلاقی بے راہ روی کا شکار ہے، ان سے بچ کر رہو۔اور یہ کہتے پھریں لوگ کہ خود بھی بچو اور اپنے بچوں کو بھی ان سے بچاؤ۔نہیں بلکہ ہر جگہ اس نیکی کی وجہ سے ہمیں عزت کا مقام ملے گا۔دیکھیں جب ھرقل بادشاہ نے ابوسفیان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم کے بارے میں پوچھا کہ کیا ان کی تعلیم ہے اور کیا ان کے عمل ہیں۔تو باوجود دشمنی کے ابوسفیان نے اور بہت ساری باتوں کے علاوہ یہی جواب دیا کہ وہ پاکدامنی کی تعلیم دیتے ہیں۔تو ھرقل نے اس کو جواب دیا کہ یہی ایک نبی کی صفت ہے۔

پھر محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے درج ذیل امور کی وصیت کی پھر ایک لمبی روایت بیان کی جس میں سے ایک وصیت یہ ہے۔کہ عفت (یعنی پاکدامنی) اور سچائی، زنا اور کذب بیانی کے مقابلہ میں بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

(سنن دار قطنی، کتاب الوصایا، باب مایستحب بالوصیة من التشھدوالکلام)

تو پاکدامنی ایسی چیز ہے جو ہمیشہ رہنے والی ہے اور جس میں ہو اس کا طرہ امتیاز ہوگی اور ہمیشہ ہر انگلی اس پر اس کی نیکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اٹھے گی۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''ایمانداروں کو جو مرد ہیں کہہ دے کہ آنکھوں کو نامحرم عورتوں کے دیکھنے سے بچائے رکھیں اور ایسی عورتوں کو کھلے طور سے نہ دیکھیں جو شہوت کا محل ہو سکتی ہیں''۔

اب اس میں ایسی عورتیں بھی ہیں جو پردہ میں نہیں ہوتیں۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو عورت پردے میں نہیں ہے اس کو دیکھنے کی اجازت ہے بلکہ ان کو بھی دیکھنے سے بچیں۔

''اور ایسے موقعوں پر خوابیدہ نگاہ کی عادت پکڑیں اور اپنے ستر کی جگہ کو جس طرح ممکن ہو بچاویں۔ ایسا ہی کانوں کو نامحرموں سے بچاویں یعنی بیگانہ عورتوں کے گانے بجانے اور خوش الحانی کی آوازیں نہ سنے، ان کے حسن کے قصے نہ سنے۔ یہ طریق پاک نظر اور پاک دل رہنے کے لئے عمدہ طریق ہے۔'' (اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد نمبر 10 صفحہ 341)

اب تو گانے وغیرہ سے بڑھ کر بیہودہ فلموں تک نوبت آ گئی ہے۔ اس بارے میں عورتوں اور مردوں دونوں کو یکساں احتیاط کی ضرورت ہے، دونوں کو احتیاط کرنی چاہئے۔ دکانیں کھلی ہوئی ہیں، جا کے ویڈیو کیسٹ لے آئیں یا سیڈیز لے آئیں، اور پھر انتہائی بیہودہ اور لچر قسم کی فلمیں اور ڈرامے ان میں ہوتے ہیں۔ جماعتی نظام کو بھی اور ذیلی تنظیموں کو بھی اس بارے میں نظر رکھنی چاہئے اور اس کے نتائج سے لوگوں کو، بچوں کو آگاہ کرتے رہنا چاہئے، سمجھانا چاہئے۔ کیونکہ اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ یہ چیزیں بالآخر غلط راستوں پر لے جاتی ہیں۔

فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''خدا تعالیٰ نے چاہا کہ انسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تکلیف پیش نہ آئے جس سے بد خطرات جنبش کر سکیں۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد نمبر 10 صفحہ 343)

پھر آپ عورتوں کے لئے پردے کے بارے میں فرماتے ہیں:

''شرعی پردہ یہ ہے کہ چادر کو حلقہ کے طور پر کر کے اپنے سر کے بالوں کو کچھ حصہ پیشانی اور زنخدان کے ساتھ بالکل ڈھانک لیں اور ہر ایک زینت کا مقام ڈھانک لیں۔ مثلاً منہ پر ارد گرد اس طرح پر چادر ہو کہ صرف آنکھیں اور ناک تھوڑا سا ننگا ہو اور باقی اس پر چادر آ جائے۔ اس قسم کے پردہ کو انگلستان کی عورتیں آسانی سے برداشت کر سکتی ہیں اور اس طرح پر سیر کرنے میں کچھ حرج نہیں آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔

(ریویو آف ریلیجنز جلد 4 نمبر 1 صفحہ 17۔ ماہ جنوری 1905ء۔)

تو آج کل جو برقعے کا رواج ہے، کوٹ کا اور نقاب کا، اگر وہ صحیح طور پر ہو، ساتھ چپکا ہوا برقعہ یا کوٹ نہ ہو تو بڑا اچھا پردہ ہے۔ اس سے ہاتھ بھی کھلے رہتے ہیں، آنکھیں بھی کھلی رہتی ہیں، سانس بھی آتا رہتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''وہ جس کی زندگی ناپاکی اور گندے گناہوں سے ملوث ہے وہ ہمیشہ خوفزدہ رہتا ہے اور مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ایک صادق انسان کی طرح دلیری اور جرأت سے اپنی صداقت کا اظہار نہیں کرسکتا اور اپنی پاک دامنی کا ثبوت نہیں دے سکتا۔ دنیوی معاملات میں ہی غور کر کے دیکھ لو کہ کون ہے جس کو ذراسی بھی خدا نے خوش حیثیتی عطا کی ہو اور اس کے حاسد نہ ہوں۔ ہر خوش حیثیت کے حاسد ضرور ہو جاتے ہیں اور ساتھ ہی لگے رہتے ہیں۔ یہی حال دینی امور کا ہے۔ شیطان بھی اصلاح کا دشمن ہے۔ پس انسان کو چاہئے کہ اپنا حساب صاف رکھے اور خدا سے معاملہ درست رکھے۔ خدا کو راضی کرے پھر کسی سے خوف نہ کھائے اور نہ کسی کی پروا کرے۔ ایسے معاملات سے پرہیز کرے جن سے خود ہی مورد عذاب ہو جاوے مگر یہ سب کچھ بھی تائید غیبی اور توفیق الٰہی کے سوا نہیں ہوسکتا۔ صرف انسانی کوشش کچھ بنا نہیں سکتی جب تک خدا کا فضل شامل حال نہ ہو۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا (النساء: 29) انسان ناتواں ہے۔ غلطیوں سے پر ہے۔ مشکلات چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔ پس دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نیکی کی توفیق عطا کرے اور تائیدات غیبی اور فضل کے فیضان کا وارث بنا دے''۔

(ملفوظات جلد 5، صفحہ 543 ایڈیشن 1960ء الحکم 6رمئی 1908ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 جنوری 2004ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن بحوالہ خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 84 تا 102)

پردہ کے مقاصد

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

''اب مَیں آپ کو اللہ تعالیٰ کا حکم، جو اصل میں عورت کو عورت کا وقار اور مقام بلند کرنے کے لئے دیا گیا ہے اس کی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں اور پہلے بھی اس بارے میں توجہ دلا چکا ہوں۔ لیکن بعض باتوں اور خطوط سے اظہار ہوتا ہے کہ شاید میں زیادہ سختی سے اس طرف توجہ دلاتا ہوں یا میرا رجحان سختی کی طرف ہے۔ حالانکہ میں اتنی ہی بات کر رہا ہوں جتنا اللہ اور اس کے رسولؐ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا ہے۔

پردہ کرنے کی روح اور مقاصد پردہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پردے کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ عورت کو قید میں ڈال دیا جائے۔ لیکن ان باتوں کا خیال ضرور رکھنا چاہئے جو پردے کی شرائط ہیں۔ تو جس طرح معاشرہ آہستہ آہستہ بہک رہا ہے اور بعض معاملات میں برے بھلے کی تمیز ہی ختم ہوگئی ہے اس کا تقاضا ہے کہ احمدی عورتیں اپنے نمونے قائم کریں۔ اور معاشرے کو بتائیں کہ پردے کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمارا مقام بلند کرنے کے لئے دیا ہے نہ کہ کسی تنگی میں ڈالنے کے لئے۔ اور پردے کا حکم جہاں عورتوں کو دیا گیا ہے وہاں مردوں کو بھی ہے۔ ان کو بھی نصیحت کی کہ تم بھی اس بات کا خیال رکھو۔ بے وجہ عورتوں کو دیکھتے نہ رہو۔

جیسا کہ روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ راستوں پر مجلسیں لگانے سے بچو۔ تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہمیں رستوں پر مجلسیں لگانے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اس پر رسول اللہؐ نے فرمایا رستے کا حق ادا کرو۔ تو انہوں نے عرض کیا اس کا کیا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہر آنے جانے والے کے سلام کا جواب دو، غضِّ بصر کرو، راستہ دریافت کرنے والے کی

راہنمائی کرو، معروف باتوں کا حکم دو اور ناپسندیدہ باتوں سے روکو۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 3 مطبوعہ بیروت صفحہ 16)

تو مردوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اگر بازار میں بیٹھے ہو تو پھر سلام کا جواب دو بلکہ سلام کرو۔ راستہ پوچھنے والوں کو راستہ بتاؤ۔ اچھی اور پسندیدہ باتوں کا حکم دو۔ تو یہ تمام باتیں ایسی ہیں جو آپس کے تعلقات بڑھانے اور نیکیاں قائم کرنے والی ہیں۔ اور ان کے ساتھ ہی غضِ بصر کو بھی رکھا۔ یعنی یہ بھی ایک ایسا عمل ہے جس سے تمہارے معاشرے میں پاکیزگی قائم ہوگی اور تمہیں نیکیاں کرنے کی مزید توفیق ملے گی۔

غضِ بصر

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''مومن کو نہیں چاہئے کہ دریدہ دہن بنے یا بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف اٹھائے پھرے بلکہ يَغُضُّوا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ (النور:31) پر عمل کر کے نظر کو نیچی رکھنا چاہئے اور بدنظری کے اسباب سے بچنا چاہئے''۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 533 ایڈیشن 2016ء)

تو مومن کو تو یہ حکم ہے کہ نظریں نیچی کرو اور اس طرح عورتوں کو گھور گھور کر نہ دیکھو۔ اور ویسے بھی بلا وجہ دیکھنے کا جس سے کوئی واسطہ تعلق نہ ہو کوئی جواز نہیں ہے۔ لیکن عموماً معاشرے میں عورت کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ ایسے حالات پیدا نہ ہوں کہ اس کی طرف توجہ اس طرح پیدا ہو جو بعد میں دوستیوں تک پہنچ جائے۔ اگر پردہ ہوگا تو وہ اس سلسلے میں کافی مددگار ہوگا۔ اور پردہ کرنے کے بھی اللہ تعالیٰ نے احکامات بتا دیئے کہ کون کون سے رشتے ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے پردہ نہ کرنے کی اجازت دی ہے اور باقی سب سے پردہ کرنے کی تعلیم۔

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے سورۃ النور کی آیت نمبر 32 کی تلاوت مع ترجمہ فرمائی۔ اور فرمایا کہ

پہلی بات تو یہ بتائی کہ جس طرح مردوں کو حکم ہے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں، عورتوں کو بھی یہ

حکم ہے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی کریں، آنکھوں میں حیاء نظر آئے تا کہ کسی کو جرأت نہ ہو کہ کبھی کسی قسم کا کوئی غلط مطلب لے سکے۔ تم باہر نکلتے وقت اس طرح اپنی چادر یا برقعہ یا حجاب وغیرہ لو کہ سامنے کا کپڑا اتنا لمبا ہو جو گریبانوں کو ڈھانک لے۔ حضرت مصلح موعود نے اس کی تشریح کی ہے قمیض کا جو چاک سامنے کا ہوتا ہے جُیُوْبِهِن جو گریبان ہے اس تک نیچے تک آنا چاہئے۔ اور ہاتھ پاؤں وغیرہ جن کا نظر آنا مجبوری ہے وہ تو خیر کوئی بات نہیں، ظاہر ہے نظر آئیں گے۔ بہرحال یہ ہے کہ تمہاری زینتیں ظاہر نہ ہوں۔ بعض عورتوں نے برقعوں کو اتنا فیشن ایبل بنالیا ہے کہ برقع کا کوٹ جو ہے وہ اتنا تنگ ہوتا ہے کہ وہ ایک تنگ قمیص کے برابر ہی ہو جاتا ہے۔ پردہ کا اصل مقصد تو زینت چھپانا ہے، نہ کہ فیشن کرنا۔ تو یہ تنگ کوٹ سے پورا نہیں ہوسکتا۔

حضرت مصلح موعود نے مختلف صورتیں بیان کرنے کے بعد فرمایا تھا کہ آج کل عربوں یا ترکوں میں جو رواج ہے برقعے کا یہ بڑا اچھا ہے۔ لیکن وہی کہ کوٹ کھلا ہونا چاہئے۔ جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثریت ایسی خواتین کی ہے جو بعض قسم کے کوٹوں کو پسند نہیں کرتیں اور اگر کسی کا دیکھ لیں تو خط لکھتی رہتی ہیں اور بہت سوں نے ایک دفعہ سمجھانے کے بعد اپنی تبدیلیاں بھی کی ہیں۔ لیکن فکر اس لئے پیدا ہوتی ہے جب بعض بچیاں سکولوں کالجوں میں جھینپ کر یا شرما کر اپنے برقعے اتار دیتی ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ کسی قسم کے کمپلیکس میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہیں ان پر عمل کرنے میں برکت ہے۔ تیسری دنیا کے ایسے ممالک افریقہ وغیرہ جو بہت پسماندہ ہیں وہاں تو جوں جوں تعلیم اور تربیت ہو رہی ہے اور لوگ جماعت میں شامل ہو رہے ہیں اپنے لباسوں کو ڈھکا ہوا بنا کر پردے کی طرف آرہے ہیں۔ اور ان خاندانوں کی بعض بچیاں جہاں برقع کا رواج تھا برقع اتار کر اگر جین بلاؤز پہننا شروع کر دیں تو انتہائی قابل فکر بات ہے۔ ہم تو دنیا کی تربیت کا دعویٰ لے کر اٹھے ہیں۔ اپنوں میں اسلامی روایات اور احکامات کی پابندی نہ کرنے والوں کو دیکھ کر انتہائی دکھ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں کن کن لوگوں سے پردہ نہ کرنے کی اجازت دیتا ہے اس بارے میں فرمایا کہ خاوند، باپ، سسر یا خاوندوں کے بیٹے اگر دوسری شادی ہے پہلے خاوند کی اگر کوئی اولاد تھی تو، بھائی،

بھتیجے، بھانجے یا اپنی ماحول کی عورتیں جو پاک دامن عورتیں ہوں جن کے بارے میں تمہیں پتہ ہو۔ کیونکہ ایسی عورتیں جو برائیوں میں مشہور ہیں ان کو بھی گھروں میں گھسنے یا ان سے تعلقات بڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔ ان کے علاوہ یہ جو چند رشتے بتائے گئے اس کے علاوہ ہر ایک سے پردے کی ضرورت ہے۔ پھر یہ بھی فرمادیا کہ تمہاری چال بھی باوقار ہونی چاہئے۔ ایسی نہ ہو جو خواہ مخواہ بدکردار شخص کو اپنی طرف متوجہ کرنے والی ہو اور اس کو یوں موقع دو۔ اگر اس طرح عمل کرو گے، توبہ کی طرف توجہ کرو گے تاکہ خیالات بھی پاکیزہ رہیں تو اسی میں تمہاری کامیابی ہوگی اور اسی میں تمہاری عزت ہوگی، اور اسی میں تمہارا مقام بلند ہوگا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''آج کل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زِندان نہیں۔'' یعنی قید خانہ نہیں۔ ''بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہوگا ٹھوکر سے بچیں گے۔ ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد وعورت اکھٹے بلا تأمّل اور بے محابہ مل سکیں، سیریں کریں کیونکر جذبات نفس سے اضطراراً ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ بسا اوقات سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتیں۔ یہ گویا تہذیب ہے۔ انہی بدنتائج کو روکنے کے لئے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے موقعہ پر یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مرد وعورت ہر دو جمع ہوں، تیسرا اُن میں شیطان ہوتا ہے۔ اُن ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے''۔

یعنی کہ اتنی آزادی والی تعلیم سے بھگت رہا ہے۔ جہاں کوئی شرم وحیاء ہی نہیں رہی اور

''بعض جگہ بالکل قابل شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جارہی ہے۔ یہ انہیں تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو۔ لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہوگی''

حضور فرماتے ہیں کہ اس خوش فہمی میں نہ پڑے رہو کہ معاشرہ ٹھیک ہے ہمیں کوئی دیکھ نہیں رہا،

یہاں کے ماحول میں پردے کی ضرورت نہیں کیونکہ لوگوں کو دیکھنے کی عادت نہیں۔فرمایا کہ اگر یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہوگی۔

’’اسلامی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس نے مرد وعورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس کے باعث یورپ میں آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خود کشیاں دیکھیں‘‘۔

یہ بھی خودکشیوں کا یہاں جو اتنا ہائی ریٹ (High rate) ہے اس کی بھی ایک یہی وجہ ہے۔

’’بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کیلئے دی گئی‘‘۔(ملفوظات جلد 1 صفحہ 30-29 ایڈیشن 2016ء)

تو آج بھی دیکھ لیں کہ جس بات کی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نشاندہی فرما رہے ہیں جیسا کہ ہم پہلے بھی کہہ آئے ہیں اسی کی وجہ سے بے اعتمادی پیدا ہوئی اور اس بے اعتمادی کی وجہ سے گھر اجڑتے ہیں اور طلاقیں ہوتی ہیں۔ یہاں جوان مغربی ممالک میں ستر، اسّی فیصد طلاقوں کی شرح ہے یہ آزاد معاشرے کی وجہ ہی ہے۔ یہ چیزیں برائیوں کی طرف لے جاتی ہیں اور پھر گھر اُجڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں:

’’پردے کا اتنا تشدد جائز نہیں ہے۔......دینِ اسلام میں تنگی و حرج نہیں۔ جو شخص خوانخواہ تنگی و حرج کرتا ہے وہ اپنی نئی شریعت بناتا ہے۔ گورنمنٹ نے بھی پردہ میں کوئی تنگی نہیں کی اور اب قواعد بھی بہت آسان بنا دیئے ہیں۔ جو جو تجاویز واصلاحات لوگ پیش کرتے ہیں گورنمنٹ انہیں توجہ سے سنتی اور ان پر مناسب اور مصلحت وقت کے مطابق عمل کرتی ہے۔ کوئی شخص مجھے یہ تو بتائے کہ پردہ میں نبض دکھانا کہاں منع کیا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 1، ص 171 ایڈیشن 2016ء)

ایک تو یہ فرمایا کہ بعض عورتوں کی پیدائش کے وقت اگر مرد ڈاکٹروں کو بھی دکھانا پڑے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ وہاں جو بعض مرد غیرت کھا جاتے ہیں کہ مردوں کو نہیں دکھانا وہ بھی منع ہے۔ ضرورت کے وقت مرد ڈاکٹروں کے سامنے پیش ہونا کوئی ایسی بات نہیں۔ پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اسلامی پردہ پر اعتراض کرنا ان کی جہالت ہے۔‘‘ یعنی یورپین لوگوں کی یا جو لوگ

یہ سوچ رکھتے ہیں کہ پردہ نہیں ہونا چاہئے۔

ایک جگہ آپؑ نے فرمایا کہ پہلے مردوں کی اصلاح کرلو پھر کہو کہ پردہ کی ضرورت نہیں رہی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ حقیقی معنوں میں تقویٰ کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور کبھی ایسی خواہشات کی تکمیل کے لئے جو صرف ذاتی خواہشات ہوں دین میں بگاڑ پیدا کرنے والے نہ ہوں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی عورت اور احمدی بچی کا ایک مقام ہے۔ آپ کو اللہ اور اس کے رسول نے نیکیوں پر قائم رہنے کے طریق بتائے ہیں۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تفصیل سے وہ ہمارے سامنے کھول کر رکھ دیئے ہیں۔ کسی بھی قسم کے کمپلیکس (Complex) میں مبتلا ہوئے بغیر ان راستوں پر چلیں اور ان حکموں پر عمل کریں۔ دنیا کو بتائیں اور کھول کر بتائیں کہ اگر عورتوں کے حقوق کی حفاظت کسی نے کی ہے تو اسلام نے کی ہے۔ معاشرے میں اگر عورت کی عزت قائم کی ہے تو تُم نے کی ہے۔

تم اے دنیا کی چکا چوند میں پڑے رہنے والو! آج اگر معاشرے کو امن پسند بنانا چاہتے ہو تو اسلام کی تعلیم کو اپناؤ۔ آپ کو یہ سبق ان کو دینا چاہئے نہ کہ ان کی باتوں اور کمپلیکس میں آئیں۔ ان کو بتائیں کہ آج اگر اپنی عزتوں کو قائم کرنا ہے تو اسلام کی طرف آؤ۔ آج اگر اپنے گھروں کو جنت نظیر بنانا ہے تو ہمارے پیچھے چلو۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔''

(جلسہ سالانہ برطانیہ 2004ء کے موقع پر مستورات سے خطاب فرمودہ 31 جولائی 2004ء بحوالہ الازہار لذوات الخمار جلد سوم حصہ اول صفحہ 146 تا 153)

پردہ کے قیام کے حوالہ سے ایک احمدی عورت کا مقام اور اس کی ذمہ داری

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ یو کے منعقدہ 19 نومبر 2006 کے موقع پر پردہ کے قیام کے حوالہ سے ایک احمدی عورت کا مقام اور ذمہ داری کے حوالہ سے مسجد بیت الفتوح میں خطاب فرمایا۔

حضور کا یہ خطاب قارئین کے ادفاد کے لئے یہاں درج کیا جاتا ہے۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

''آپ لوگ یہاں اپنا اجتماع منعقد کرنے کے سلسلے میں جمع ہیں، جس کا آج آخری دن ہے۔ان اجتماعوں کا انعقاد اس غرض سے کیا جاتا ہے تا کہ یہاں احمدی عورتوں اور بچیوں کو دینی تعلیم وتربیت کیلئے مل بیٹھ کر تعلیمی، تربیتی اور اصلاحی تقاریر اور ہدایات سن کر اپنے اندر کی کمزوریوں کو دُور کرنے کا موقع ملے۔ بچیوں اور بڑی عمر کی لڑکیوں کو اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ مختلف علمی پروگراموں میں حصہ لے کر اپنی علمی صلاحیتوں کو مزید نکھارنے کا موقع ملے، ایک خاص ماحول میسر ہو جس میں اپنی اصلاح کے مزید بہتر راستوں کی نشاندہی کریں اور ان کے بارے میں سوچیں۔ **جس قوم کی بچیاں، نوجوان لڑکیاں، عورتیں اس سوچ کے ساتھ ایک جگہ جمع ہوں جہاں وہ خالص دینی اور روحانی ماحول میں رہ کر پروگراموں میں حصہ لینا چاہتی ہوں، اپنا وقت گزارنا چاہتی ہوں اور گزار رہی ہوں، اس قوم کی نہ تو نسلیں برباد ہوتی ہیں، نہ ان پر کبھی زوال آتا ہے۔ پس آج خالصۃً اللہ کی خاطر ان نیک مقاصد کیلئے اگر کوئی عورت جمع ہوتی ہے تو وہ احمدی عورت ہے۔ اس لئے ہمیشہ اپنے اس مقام کو یاد رکھیں۔**

جو علمی اور روحانی مائدہ آپ نے یہاں سے حاصل کیا ہے اور کر رہی ہیں اس سے فائدہ اٹھائیں کہ اسی میں آپ کی بقا ہے، اسی میں آپ کی نسلوں کی بقا ہے، اسی میں آپ کے خاندانوں کی

عزت اور ان کی بقا ہے۔ انسان کو کبھی خود غرض نہیں ہونا چاہئے کہ صرف اپنی فکر رہے، صرف اپنی ضروریات کا خیال رکھتا رہے، صرف اپنے جذبات کا خیال رکھے۔ بلکہ دوسروں کی بھی فکر ہونی چاہئے، دوسروں کی ضروریات کی خاطر قربانی کی سوچ ہونی چاہئے، دوسروں کے جذبات کا خیال بھی رہنا چاہئے۔ صرف اپنی عزت کا نہیں سوچنا چاہئے بلکہ اپنے خاندان اور جماعت کی عزت کا خیال بھی ہر وقت ذہن میں رہنا چاہئے۔

یہ بات بھی ہر وقت ذہن میں رہنی چاہئے کہ میرا ایک بصیر خدا ہے جو ہر وقت مجھے دیکھ رہا ہے، میرا ایک علیم و خبیر خدا ہے جس کی نظر کی گہرائی میرے پاتال تک کا بھی علم رکھتی ہے، میرے اندر تک گئی ہوئی ہے، میری ہر بات کی اس کو خبر ہے، اس لئے کوئی بات اس سے چھپی نہیں رہ سکتی۔ اور جب اس کی ہر بات پر نظر ہے، اس کو ہر بات کا علم ہے، اس کو میرے اندر اور باہر کے پل پل کی خبر ہے تو پھر جب میں یہ اعلان کرتی ہوں کہ میں ایک احمدی مسلمان عورت ہوں تو ہمیشہ آپ کو یہ خیال رہے کہ مجھے ان باتوں کی طرف توجہ دینی چاہئے جو خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کے ذریعہ ہم تک پہنچائی ہیں۔ اگر کبھی ہم ان باتوں کو کسی وجہ سے بھول گئے تو جب بھی یاد کروائی جائیں تو پھر اللہ کے نیک بندوں کی طرح ان سے ایسا معاملہ کرنا چاہئے جیسے اللہ کے نیک بندے کرتے ہیں اور جن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا (سورۃ الفرقان:74) یعنی وہ لوگ کہ جب ان کے رب کی آیات انہیں یاد دلائی جاتی ہیں تو ان سے بہروں اور اندھوں کا معاملہ نہیں کرتے۔

تو یقیناً احمدی عورت جس کے دل میں نیکی کا بیج ہے جس نے اسے ابھی تک احمدیت پر قائم رکھا ہوا ہے، جو وفاؤں کی پتلی ہے، جو دین کی خاطر قربانی کا فہم رکھتی ہے، جو خلافتِ احمدیہ سے عشق و محبت کا تعلق رکھتی ہے، اسے جب نصیحت کی جائے تو اندھوں اور بہروں کی طرح سلوک نہیں کرتی۔ اگر حقیقی احمدی ہے اور یہی ہر احمدی سے امید کی جاتی ہے کہ اسے ہر نصیحت پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ اندھوں اور بہروں کی طرح کا سلوک اس سے ہو۔ پس جیسا کہ میں نے کہا، ایک

احمدی کی یہی سوچ ہونی چاہئے کہ میں نے ان باتوں کی طرف توجہ دینی ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں بتائی ہیں اور یہی ایک مومن کی نشانی اور ایک مومن کی شان ہے۔ آپ جو عہد کرتی ہیں، ہمیشہ اس عہد کو اپنے سامنے رکھیں۔

دیکھیں جب آنحضرت ﷺ نے عورتوں سے عہدِ بیعت لیا تو اس میں مردوں کے عہدِ بیعت سے زائد باتیں رکھیں، جن کا قرآنِ کریم میں ذکر ملتا ہے۔ جس میں شرک سے بچنے کی طرف توجہ ہے، برائیوں سے بچنے کی طرف توجہ ہے، اولاد کی صحیح تربیت کرنے کی طرف توجہ ہے اور فرمایا وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ (الممتحنہ:13) کہ نیک باتوں میں تیری نافرمانی نہیں کریں گی۔ تو اللہ تعالیٰ کوئی زبردستی نہیں کر رہا کہ ہر ایک سے زبردستی یہ (عہد) لو۔ ہاں اگر مسلمان ہونے کے لئے آئی ہیں تو پھر ان شرائط کی پابندی کرنی بھی ضروری ہے جو اسلام میں شامل ہونے کیلئے ضروری ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی جب عورتوں سے بیعت لیتے تھے تو یہی نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ پس بعض دماغوں میں خاص طور پر اس ماحول میں آکے، آج کل کے معاشرے میں ہر جگہ ہی جو یہ خیال آجاتا ہے کہ ہم آزاد ہیں تو یاد رکھیں کہ ایک حد تک آزاد ہیں۔ لیکن جہاں آپ کی دین کے، شریعت کے احکامات کا تعلق ہے وہاں آزاد نہیں ہیں۔ اگر جماعت میں شامل ہوئے ہیں تو ان شرائط کے بہرحال پابند ہیں جو ایک احمدی کیلئے ضروری ہیں۔ دیکھیں ابتداء میں آنحضرت ﷺ کے زمانے میں جب ان عورتوں نے بیعت کی تھی تو وہ معاشرہ بالکل آزاد تھا، اس میں کوئی قانون نہیں تھا، آج کی برائیوں سے زیادہ ان میں برائیاں موجود تھیں، تعلیم کی کمی تھی، چند ایک مگر وہ بھی معمولی سا پڑھی لکھی تھیں۔ خدا کے وجود کا کوئی تصور نہ تھا، وہ صرف بتوں کو جانتی تھیں، یہ پتہ ہی نہیں تھا کہ علیم و خبیر اور بصیر خدا کیا ہے؟

لیکن جب بیعت کی تو اپنی زندگیوں میں ایک انقلاب پیدا کر لیا۔ جہالت کے اندھیروں سے نکل کر جب اسلام کی روشنی حاصل کی تو علم کی روشنی پھیلانے کا منبع ایک عورت بن گئی، پردے وغیرہ کی تمام رعائت کے ساتھ بڑوں بڑوں کو دین کے مسائل سکھائے اور آنحضرت ﷺ سے یہ سر

ٹیفیکیٹ حاصل کیا کہ دین کا آدھا علم اگر حاصل کرنا ہے تو عائشہ سے حاصل کرو۔

میدانِ جنگ میں اگر مثال قائم کی تو اپنے پردے کے تقدس کو قائم رکھتے ہوئے، اپنی جرأت وبہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومیوں کی فوج سے اکیلی اپنے قیدی بھائی کو آزاد کروا کے لے آئی اور تاریخ میں اس عورت کا ذکر حضرت خولہ کے نام سے آتا ہے۔ پھر مدینہ پر جب کفار کا حملہ ہوا تو مرد اگر خندق کھود کر شہر کی اس طرف سے حفاظت کر رہے تھے تو گھروں کی حفاظت عورتوں نے اپنے ذمّہ لے لی اور جب یہودیوں نے جاسوسی کرنے کیلئے اپنا ایک آدمی بھیجا کہ پتہ کروتا کہ ہم اس طرف سے حملہ کریں اور مدینہ پر قبضہ کرلیں تو مرد تو اس جاسوس کے مقابلے پر نہ آیا لیکن عورت نے اس کو زخمی کر کے، مار کے باندھ دیا اور اٹھا کر اس کو باہر پھینک دیا۔

جنگِ اُحد میں مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو اس وقت عورتیں ہی تھیں جنہوں نے دین کی غیرت میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں ایک مثالی کردار ادا کیا اور وفا کی ایک مثال قائم کر دی۔ پس یہ طاقت، یہ جرأت، یہ وفا، یہ علم ان میں اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے اور اسے اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی وجہ سے آیا تھا۔ **اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر بے نفس ہو کر اپنے دین کی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کریں گی، اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کریں گی، خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ پیدا کریں گی تو آپ میں دین کی غیرت بھی پیدا ہوگی اور وفا بھی پیدا ہوگی اور آپ ہر قسم کے کامپلیکس (Complex) سے بھی آزاد ہو جائیں گی۔ ورنہ اس دنیا کی رنگینیوں میں ڈوب کر دنیاداروں کی طرح غائب ہو جائیں گی۔**

پس جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کی عورت نے اپنے اندر یہ انقلاب پیدا کیا کہ حقیقی مسلمات بنیں، مومنات بنیں، قانتات بنیں، تائبات بنیں، عابدات بنیں، آپ نے بھی اگر ان کے نقشِ قدم پر چلنا ہے تو پھر ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اسلام کی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنا ہوگا۔ اگر یہ لاگو نہ کیا تو پھر آپ مسلمان نہیں کہلا سکتیں، اگر آپ نے اپنے ایمانوں میں مضبوطی پیدا نہ کی اور معاشرے کی برائیوں سے اپنے آپ کو نہ بچایا تو مومنات نہیں کہلا سکتیں، اگر فرمانبرداری کے اعلیٰ

معیار قائم نہ کئے تو قانتات نہیں کہلا سکتیں، اگر توبہ اور عبادتوں کی طرف ہر وقت توجہ نہ رکھی تو تائبات اور عابدات نہیں کہلا سکتیں۔

پس اپنے جائزے لیں کہ دعوے کیا ہیں اور عمل کیا ہیں، اپنے آپ کو خود Assess کریں، اپنے خود جائزے لیں۔ ہمیشہ اس مقصد کو سامنے رکھیں جو انسان کی پیدائش کا مقصد ہے۔ اللہ کی رضا حاصل کرنا آپ کا مطمہ نظر ہو۔ اپنے لئے بڑے بڑے Targets بنائیں Goal بنائیں جن کو حاصل کرنا ہے۔ اعلیٰ مقاصد کی نشاندہی کریں جن کی طرف بڑھنا ہے۔ جب آپ کے سامنے Targets بڑے ہوں گے تو پھر آپ ان کو حاصل کرنے کیلئے حقیقی کوشش کریں گی۔ لڑکیاں بھی اپنے جائزے لیں اور مائیں بھی اپنے جائزے لیں۔ اس سے آپ اپنی بھی اصلاح کر سکتی ہیں اور اپنی نسل کی بھی اصلاح کر سکتی ہیں، بچوں کی تربیت بھی اچھے رنگ میں کر سکتی ہیں۔ آج معاشرے میں اسلام کے خلاف ہر طرف حملے ہو رہے ہیں، آج اس کے دفاع کیلئے ہر احمدی بچی، ہر احمدی لڑکی اور ہر احمدی عورت کو اسی طرح میدانِ عمل میں آنے کی ضرورت ہے جس طرح پہلے زمانے کی عورت آئی یا قرونِ اولیٰ کی عورت آئی، ورنہ پھر آپ پوچھی جائیں گی کہ تمہارے سپرد کام کیا تھا اور تم نے کیا کیا؟ تمہارے دعوے کیا تھے اور تمہارے عمل کیا تھے؟

آج عورت کے حوالے سے اسلام پر حملے ہو رہے ہیں، بڑا Issue آجکل جو اٹھا ہوا ہے وہ حجاب یا اسکارف یا برقعہ کا مسئلہ ہے۔ مرد اس کی لاکھ وضاحتیں پیش کریں، جتنی مرضی اس کی توجیہیں پیش کریں کہ اسلام میں پردہ کیوں کیا جاتا ہے، جتنی مرضی اس کی Justification پیش کریں اس کا صحیح جواب اگر کوئی دے سکتی ہے تو وہ ایک باعمل اور نیک احمدی عورت دے سکتی ہے۔ پس بجائے کسی کامپلیکس (Complex) میں مبتلا ہونے کے، جرأتمند مسلمان احمدی عورت کی طرح اپنے عمل سے اور دلائل سے اس بات کو اپنے ماحول میں، اپنے معاشرے میں پہنچائیں کہ یہ قرآنی حکم ہماری عزتوں کیلئے ہے، ہمارا شرف بحال کرنے کیلئے ہے، یہ کوئی قید نہیں ہے۔

ان لوگوں کی حالت بھی دیکھ لیں۔ ایک طرف تو یہ لوگ اسلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس

میں جبر ہے، سختی ہے، اور دوسری طرف خود بھی کسی کے ذاتی معاملات میں دخل اندازی کر رہے ہیں۔ اگر کوئی عورت اسکارف لینا چاہتی ہے، حجاب لینا چاہتی ہے تو ان سے کوئی پوچھے کہ تمہیں کیا تکلیف ہے؟ آجکل کیونکہ عمل تو رہا نہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانا ان مسلمان عورتوں کی اکثریت پردہ نہیں کرتی تو اسلام انہیں کوئی سزا نہیں دیتا، کوئی قانون انہیں سزا نہیں دے رہا۔ لیکن جو دین کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے پردہ کرتی ہے اس پر کسی دوسرے مذہب والے کا کیا حق ہے کہ کہے کہ سخت قانون بنانا چاہئے تا کہ وہ پردہ نہ کرے، اسکارف نہ لے، سر نہ ڈھانپے۔ کل کو کہہ دیں گے کہ یہ تمہارا لباس ٹھیک نہیں ہے، شلوار نہیں پہننی، فراکیں پہنو یا جین پہنو یا میکسی یا کوئی ایسی چیز پہنو، ہمیں اعتراض ہے اور پھر اس پر بھی اعتراض شروع ہو جائے گا۔ پھر یہ کہہ دیں گے کہ چھوٹی فراکیں پہنو، اس طرح کی پہنو اور پھر منی اسکرٹ پہنو، پھر ننگے ہو جاؤ۔

تو ان لوگوں کا کسی عورت کی عزت سے کھیلنے کا کوئی حق نہیں بنتا۔ یہ آپ لوگ ہیں جنہوں نے جواب دینے ہیں کہ تم کسی کے ذاتی معاملات میں دخل دینے والے کون ہو؟ ان سے پوچھیں کہ یہ بھی تو آزادی سلب کرنے والی بات ہے۔ کسی کا لباس اس کا ذاتی معاملہ ہے۔ یہ کیوں اس کے لباس پہننے کی آزادی کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن کیونکہ ان کی حکومتیں ہیں، دنیا میں آجکل ان کا سکّہ چلتا ہے اس لئے ناجائز اور احمقانہ باتیں کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے بڑی عقل کی بات کی ہے۔ تو احمدی عورت نے اپنی عزت بھی قائم کرنی ہے اور ہر ایسے اعتراض کا جواب بھی دینا ہے۔ اس کیلئے تیار ہو جائیں۔

بعض عورتیں احمدی کہلا کر بھی پتہ نہیں کیوں کسی کامپلیکس (Complex) کا شکار ہو جاتی ہیں۔ کسی نے بتایا کہ ایک عورت نے کہا کہ میری بیٹی اگر اسکارف نہیں پہنتی یا جین اور دوسرا لباس پہنتی ہے تو اسے کچھ نہ کہو، وہ بڑی ڈیسنٹ (Decent) ہے۔

ڈیسنٹ کیوں ہے؟ کہ اس کی لڑکوں سے دوستی نہیں ہے۔ وہ آزاد ہے، اپنا اچھا برا جانتی ہے۔ تو یہ تو بچوں کی تربیت خراب کرنے والی بات ہے۔ آج اگر دوستی نہیں ہے تو کل کو دوستی ہو بھی سکتی

ہے، آج اگر کسی برائی میں مبتلا نہیں ہے تو اسی آزادی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی برائی میں مبتلا ہو بھی سکتی ہے۔ اگر وہ آزاد ہے، اپنا اچھا برا جانتی ہے اور اس بات پر آزاد ہے کہ اسلامی حکم یا قرآنی حکم پردے پر عمل نہ کرے تو پھر جماعت بھی آزاد ہے، نظامِ جماعت بھی آزاد ہے، خلیفۂ وقت سب سے زیادہ اس کا حق رکھتا ہے کہ ایسے لوگوں کو پھر جماعت سے باہر کردے جنہوں نے قرآنِ کریم کے بنیادی حکم کی تعمیل نہیں کرنی۔

اگر آپ ایک دنیاوی کلب بھی جائن (Join) کرتے ہیں تو اس کی بھی ممبر شپ کے کوئی قواعد وضوابط ہوتے ہیں۔ اگر ان کو پورا نہ کریں تو ممبر شپ ختم ہو جاتی ہے۔ تو دین کا معاملہ تو خدا کے ساتھ ایک بانڈ (Bond) ہے ایک عہدِ بیعت ہے۔ اگر اس کی واضح تعلیم کے خلاف عمل کریں گی اور اس کی تعلیم پر عمل کرنے سے انکار کریں گی تو پھر اگر آپ کی لڑکی کو یا آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ پردہ نہ کریں تو پھر مجھے بھی یہ حق حاصل ہے، اسی حق کی وجہ سے جو آپ کو حاصل ہے کہ پھر ایسے نافرمانوں کو جماعت سے نکال کر باہر کردوں۔ مَیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے ایسا کروں گا، اس لئے کسی کو کوئی شکوہ بھی نہیں ہونا چاہئے۔ یہاں میں انتظامیہ کو بھی یہ بتا دوں کہ پہلے Step میں یہ جائزہ لیں کہ کوئی لڑکی، کوئی ایسی عورت عہدیدار نہ ہو جو پردہ نہ کرتی ہو اور اگر باپردہ کام کرنے والی نہیں ملتی تو اس مجلس کو جس مجلس میں کام کرنے والی کوئی بھی ایسی نہیں ہے جو باپردہ ہو کسی ساتھ کی مجلس کے ساتھ Attach کردیں یا کوئی باپردہ چاہے کم علم رکھنے والی ہو تو اس کو کام سپرد کردیں۔ اگر اس مجلس میں کوئی بھی نہیں ملتا جو اسلامی حکم کہ 'اپنے سر اور بال اور زینت کو ڈھانپو' پر عمل کر رہی ہو اور قریب کوئی مجلس بھی نہ ہو تو پھر ایسی مجلس کو ہی بند کردیں۔ اوّل تو مجھے امید ہے کہ یہ جو میں نے انتہائی صورت پیش کی ہے ایسی خوفناک شکل کہیں نہیں ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ کے فضل سے جماعت میں نیکیوں میں آگے بڑھنے والی بے شمار خواتین ہیں۔ اگر بڑی عمر کی عورتوں میں سے نہیں تو نوجوان بچیوں میں سے مَیں دیکھ رہا ہوں کہ ایسی ہیں جو منافقت سے پاک ہیں، جو کسی قسم کی منافقت نہیں کرتیں۔ بعض اپنے گھر کے ماحول کی وجہ سے ایسی ہوں گی لیکن

بہت ساری ایسی ہیں جو اپنے بڑوں سے زیادہ نیکیوں پر قائم ہیں۔کوشش کرتی ہیں کہ حجاب لیں، حیاء رکھیں۔ایم ٹی اے کیلئے ایک پروگرام انہوں نے بنایا ہے جو ابھی دکھایا نہیں لیکن مَیں ریکارڈنگ دیکھ رہا تھا اس میں ہماری ایک بچی نے جو ٹیچر بھی ہے، جب سکول میں حجاب کا مسئلہ آیا تو یہ کہا کہ مَیں سکول میں بھی سر ڈھانکوں گی کیونکہ مَیں بچوں کو سکول میں یہ نہیں سکھانا چاہتی کہ مَیں نے منافقانہ رویّہ یا دوہرا معیار رکھا ہوا ہے۔ بچے مجھے باہر اسکارف میں دیکھ لیں گے تو کہیں گے کہ سکول میں کیوں نہیں لیتی، سکول میں سر کیوں نہیں ڈھانکتی؟ وہاں ایک Discussion یہ بھی ہو رہی تھی کہ پرائمری سکول میں چھوٹے بچوں کو پڑھانے والی ہماری ایک ٹیچر ہے وہ سر نہیں ڈھانپتی۔ٹھیک ہے جہاں چھوٹے بچے ہوں، عورتیں ہوں بے شک نہ ڈھانپیں، کوئی حرج نہیں۔لیکن ہوسکتا ہے کہ جس بچی نے کہا کہ مَیں سکول میں بھی سر ڈھانکوں گی، اس کے سکول میں بڑے بچے ہوں۔

تو بہرحال پردہ ایک اسلامی حکم بھی ہے اور ایک احمدی عورت اور نوجوان لڑکی کی شان بھی ہے اور اس کا تقدّس بھی ہے کیونکہ احمدی عورت کا تقدّس بھی اسی سے قائم ہے، اس کو قائم رکھنا ضروری ہے۔لیکن یاد رکھیں کہ اسکارف کے ساتھ نچلا لباس بھی ڈھیلا ہونا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ زینت نظر نہ آئے۔بعض غیر از جماعت لڑکیاں نظر آجاتی ہیں، انہوں نے اسکارف تو شاید اس ری ایکشن (Reaction) میں لیا ہوتا ہے کہ ہمیں کیوں اسکارف لینے سے روکا جارہا ہے۔لیکن ان کا جو لباس ہوتا ہے وہ Tight جین اور بلاؤز پہنے ہوتے ہیں۔اس پردے کا کوئی فائدہ نہیں، وہ تو منافقت ہے۔ پردہ ایسا ہو جو پردہ بھی ہو اور وقار بھی ہو۔

پھر مجھے پتہ چلا ہے کہ ایک جگہ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں تو ایک عہدیدار عورت نے دوسری کو کہا کہ حالات کی وجہ سے اب پردے میں ہمیں کچھ Relax ہونا چاہئے، اتنی سختی نہیں کرنی چاہئے۔ٹھیک ہے Relax ہو جائیں تو جس طرح مَیں نے پہلے کہا ہے کہ پھر وہ اپنا حق استعمال کریں اور مَیں اپنا حق استعمال کروں گا۔ یہ تو نہیں ہے کہ آپ اپنے حق لیتی رہیں اور میرا حق کہیں کہ تم استعمال نہ کرو۔ میں نے تو بہرحال اس حکم کی پابندی کروانی ہے انشاء اللہ تعالیٰ، جو قرآنِ

کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے۔نہیں تو جیسا کہ مَیں نے کہا دروازہ کھلا ہے جو جانا چاہتا ہے چلا جائے۔

مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ کامپلیکس (Complex) کس وجہ سے ہے، کیسا ہے، کیوں ہے؟ یہاں کی لوکل برٹش عورتیں بھی ہیں، یورپ میں اور جگہ بھی احمدی ہوتی ہیں، لڑکیاں بھی ہیں، جماعت میں داخل ہو رہی ہیں۔ انہوں نے تو اسکارف پہننا شروع کر دیا ہے، اپنے سر ڈھانکنے شروع کر دیئے ہیں اور آپ لوگوں میں سے بعض ایسی ہیں جو احساسِ کمتری کا شکار ہو رہی ہیں۔ ابھی کل ہی یہاں کی ایک انگریز لڑکی جو چند دن پہلے احمدی ہوئی ہے مجھے ملی ہے، اس کو تو اسکارف یا حجاب کی کوئی عادت نہیں تھی لیکن اس نے بڑا اچھا حجاب لیا ہوا تھا۔ یہ لوگ تو اس خوبصورت تعلیم پر عمل کرنے کیلئے اسے قبول کر رہے ہیں اور ہماری بعض خواتین احساسِ کمتری کا شکار ہیں اس پر سوائے اِنَّا لِلّٰہِ کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

اگر کسی کے ذہن میں یہ خیال ہو کہ اس طرح سختی سے جماعت کم ہوگی، جماعت سے لوگ دوڑنا شروع ہو جائیں گے تو یاد رکھیں کہ جماعت کم نہیں ہوگی۔ ایسی تمام عورتیں بھی اگر چھوڑ دیں تو اللہ میاں کا وعدہ ہے اور اس کے مطابق وہ نئی قومیں عطا فرمائے گا۔ یہاں کے برٹش لوگوں میں سے بھی جو عورتیں آئی ہیں، احمدی ہوئی ہیں بڑی مخلص ہیں اور آئندہ بھی ان لوگوں میں سے ہی آپ دیکھیں گی کہ قطراتِ محبت ٹپکیں گے جو اسلام اور اسلام کی تعلیم سے محبت کرنے والے ہوں گے۔ ابھی جس کا میں نے ذکر کیا ہے کہ کل ہی مجھے ملی ہیں اور بہت ساری ایسی ہیں، اس وقت یہاں میرے سامنے بیٹھی ہوئی ہیں جو خود احمدی ہوئی ہیں اور پھر احمدیت میں ترقی کرتی چلی گئیں۔ یہاں آپ کی صدر صاحبہ ہیں یہ بھی تو پاکستانی نہیں، جرمن ہیں، پردہ کرتی ہیں، برقعہ پہنتی ہیں ان کو تو کوئی کامپلیکس نہیں۔ تو جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا ہے وہ خاتون جو شاید عہدیدار بھی ہے، وہ پردے میں Relax ہونا چاہتی ہے۔ اصل بات جو مَیں سمجھتا ہوں یہ ہے کہ بنیادی طور پر وہ اعتراض مجھ پر کرنا چاہتی ہے کہ مَیں پردے کے معاملہ میں سختی کرتا ہوں۔ اس قسم کے لوگ جو گول مول باتیں کرتے

ہیں یہ بھی منافقانہ حرکت ہے، پس اپنے آپ کو سنبھالیں۔ اور ان نئی احمدیوں سے میں کہتا ہوں جو ان قوموں میں سے آ رہی ہیں کہ اگر یہ پیدائشی احمدی اپنے پر اسلامی تعلیم لاگو نہیں کرنا چاہتیں تو ان کو نہ دیکھیں، آپ آگے بڑھیں اور ان لوگوں کیلئے نمونہ بن جائیں اور آگے بڑھ کر اسلام اور احمدیت کے حسن اور خوبیوں کو اس ماحول میں پھیلائیں۔

پردہ اور حیاء ہر زمانے میں، ہر مذہب کی تعلیم رہی ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں بھی قرآن کریم میں جن دو عورتوں کا ذکر ہے کہ وہ ایک طرف کھڑی تھیں، اپنے جانوروں کو پانی نہیں پلا رہی تھیں تو وہ پردہ اور حیاء کی وجہ سے ہی کھڑی تھیں کہ مرد جب فارغ ہو جائیں گے تب ہم آگے جائیں گی۔

پس حیاء کو ایمان کا حصہ سمجھیں اور یہی ہمیں سکھایا گیا ہے۔ عیسائی عورتیں شروع زمانے میں پردہ کرتی تھیں، اپنے لباس ڈھانکے ہوئے پہنتی تھیں، بائبل میں پردے کی یہ تعلیم کئی جگہ درج ہے۔ اگر آج عیسائی پردہ نہیں کر رہے جن کو دیکھ کر آپ متأثر ہو رہی ہیں تو وہ اپنے دین کو بھول رہے ہیں۔ اگر اپنے دین کو یاد رکھیں، اس پر عمل کریں تو بیشمار برائیاں جوان لوگوں میں راہ پا گئی ہیں وہ ختم ہو جائیں۔ یہاں میں آپ کی تسلی کیلئے، جن لوگوں کو کامپلیکس ہے ان کیلئے بائبل میں سے چند حوالے پیش کر دیتا ہوں، ایک حوالہ ہے:۔

”عورت مرد کا لباس نہ پہنے اور نہ مرد عورت کی پوشاک پہنے کیونکہ جو ایسے کام کرتا ہے وہ خداوند تیرے خدا کے نزدیک مکروہ ہے۔“ (استثناء باب 22 آیت 5)

اس کی ٹرانسلیشن میں شاید دقّت پیش آئے اس لئے مَیں اصل انگلش version بھی پڑھ دیتا ہوں۔

"A woman must not wear men's clothing, nor a man wear women's clothing, for the Lord your God detests anyone who does this." *(Deuteronomy 22:5)*

پھر بائبل میں لکھا ہے:۔

”حسن دھوکا اور جمال بے ثبات ہے۔ لیکن وہ عورت جو خداوند سے ڈرتی ہے ستودہ (سیدھی راہ پر چلنی والی) ہوگی۔“ (امثال باب 31 آیت 30)

اس کا انگلش ترجمہ یہ ہے:۔

"Favour is deceitful, and beauty is vain: but a woman that feareth the Lord, she shall be praised."*(Proverbs 31:30)*

پھر ایک جگہ لکھا ہے:۔

''اسی طرح عورتیں حیاء دار لباس سے شرم اور پرہیزگاری کے ساتھ اپنے آپ کو سنواریں نہ کہ بال گوندھنے اور سونے اور موتیوں اور قیمتی پوشاک سے۔ بلکہ نیک کاموں سے جیسا خدا پرستی کا اقرار کرنے والی عورتوں کو مناسب ہے۔'' (1۔ تیمتھیس باب 2 آیت 9,10)

"I also want women to dress modestly, with decency and propriety, not with braided hair or gold or pearls or expensive clothes, but with good deeds, appropriate for women who profess to worship God." (Timothy 2:9-10)

پھر ایک ہے:۔ ''جو مرد سر ڈھنکے ہوئے دعا یا نبوت کرتا ہے وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتا ہے اور جو عورت بے سر ڈھنکے دعا یا نبوت کرتی ہے وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتی ہے کیونکہ وہ سر مُنڈی کے برابر ہے۔ اگر عورت اوڑھنی نہ اوڑھے تو بال بھی کٹائے۔ اگر عورت کا بال کٹانا یا سر منڈانا شرم کی بات ہے تو اوڑھنی اوڑھے۔ البتہ مرد کو اپنا سر ڈھانکنا نہ چاہئے کیونکہ وہ خدا کی صورت اور اس کا جلال ہے مگر عورت مرد کا جلال ہے۔'' (1۔کرنتھیوں باب 11 آیت 4 تا 7)

تو اسلام پر تو یہ لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ ضمنی بات بھی آ گئی کہ مرد کو عورت سے Superior یہ لوگ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ مرد کا اپنا ایک مقام ہے عورت کا مقام نہیں۔ تو بہرحال یہ تو ضمنی بات تھی، اس وقت تو بحث نہیں ہو سکتی۔ اس کا انگلش Version یہ ہے کہ:۔

"Any man who prays or prophesies with something on his head,disgraces his head, but any woman who prays or prophesies with her head unveiled disgraces her head. It is one and the same thing as having her head shaved. For if a woman will not veil herself, then she should cut off her hair; but if it is disgraceful for a woman to have her hair cut off or to be shaved, she should wear a veil. For a man aught not to have his head veiled, since he is the immage and reflection of God; but woman is the reflection of man."

(Corinthians 11: 4 - 7)

تو یہ سب دیکھنے کے بعد آپ لوگوں کو مضبوط ہونا چاہئے، مزید مضبوط ہونا چاہئے کہ آپ تو اپنی تعلیم پر عمل کرنے والی ہیں جو اسلام کی خوبصورت تعلیم ہے اور جو زندہ خدا کے ساتھ تعلق جوڑنے والی ہے۔ جبکہ یہ مغربی معاشرہ مذہبی دیوالیہ ہو چکا ہے، اپنے دین کی ہدایات کو بھلا بیٹھا ہے۔ پس ان کو کہیں کہ ہمارے خلاف باتیں کرنے کی بجائے، مضمون لکھنے کی بجائے، قانون بنانے کی بجائے، بیان دینے کی بجائے اپنی فکر کرو، ہمارے سر ننگے کرنے کی بجائے جو ہم اپنی خوشی سے ڈھانپتی ہیں، اپنی تعلیم کے مطابق اپنی عورتوں کے سر ڈھانپو۔

پس مَیں دوبارہ یہ کہتا ہوں کہ بجائے یہ کہنے کے کہ پردہ میں نرمی کرو یا مجھے ڈھکے چھپے الفاظ میں یہ کہنے کے کہ پردہ کے معاملہ میں سختی کرتا ہے، اپنے احساسِ کمتری کو ختم کریں جن میں بھی یہ احساسِ کمتری ہے وہ اس تعلیم پر عمل کریں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں کو برائیوں سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ مرد کو عورت سے پہلے اس بات کی تلقین کی ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھو، اپنی نظریں نیچی رکھو۔ پھر عورت کو حکم دیا ہے کہ نظریں نیچی رکھو۔ اور مرد میں عورت کی نسبت کیونکہ بیبا کی زیادہ ہوتی ہے اس لئے عورت کو حکم دیا کہ گو کہ نظر نیچی رکھنے اور شرم گاہوں کی حفاظت کرنے کا دونوں کو حکم ہے تاہم مرد کی فطرت کی وجہ سے تمہارے لئے بہتر یہ ہے کہ تم اپنی زینت کو ڈھانکو تا کہ مرد کی بے محابا اٹھی ہوئی نظر سے بچ سکو۔

بعض لوگ یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ پہلے خلفاء نے پردہ کے بارہ میں اتنی سختی نہیں کی تھی تو چند حوالے وہ بھی میں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں تا کہ تسلی ہو جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔ جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا ان کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔ اگر اس کی آزادی اور بے پردگی سے ان کی عفت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں۔ لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو ان کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بدنظر

ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصہ ہے۔ پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہوگا۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 104، ایڈیشن 2016ء)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا بھی اس بارہ میں ایک بیان ہے، فرماتے ہیں:۔

''شرعی پردہ جو قرآن شریف سے ثابت ہے یہ ہے کہ عورت کے بال، گردن اور چہرہ کانوں کے آگے تک ڈھکا ہوا ہو۔ اس حکم کی تعمیل میں مختلف ممالک میں اپنے حالات اور لباس کے مطابق پردہ کیا جاسکتا ہے۔'' (الفضل مؤرخہ 3رنومبر 1924ء)

پھر فرماتے ہیں کہ:۔

''ہاتھ کے جوڑ کے اوپر (ہاتھ کا اشارہ کر کے بتایا کہ ''یہاں سے'') سارے کا سارا حصہ پردہ میں شامل ہے۔'' (الازھار لذوات الخمار حصہ دوم صفحہ 150)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا بیان بھی بڑا سخت ہے، یہ بھی غور سے سن لیں۔ ناروے میں لجنہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

''میں ایسی خواتین سے جو یہاں پردہ کو ضروری نہیں سمجھتیں پوچھتا ہوں کہ انہوں نے پردہ کو ترک کر کے اسلام کی کیا خدمت کی ہے............آج بعض یہ کہتی ہیں کہ ہمیں یہاں پردہ نہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ پھر کہیں گی کہ ننگ دھڑنگ سمندر میں نہانے اور ریت پر لیٹنے کی اجازت دی جائے۔ پھر کہیں گی شادی سے پہلے بچہ جننے کی اجازت دی جائے۔ مَیں کہوں گا پھر تمہیں دوزخ میں جانے کیلئے بھی تیار رہنا چاہئے......وہ اپنے آپ کو ٹھیک کر لیں قبل اس کے کہ خدا کا قہر نازل ہو۔''

(دورہ مغرب اگست 1980ء صفحہ 238,239)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ:۔

''......کیونکہ میں محسوس کر رہا تھا کہ دنیا میں اکثر جگہ پردہ اس طرح غائب ہو رہا ہے کہ گویا اس کا وجود ہی کوئی نہیں اور اس کے نتیجے میں جو انتہائی خوفناک ہلاکتیں سامنے کھڑی قوم کو آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی ہیں، ان ہلاکتوں کا کوئی احساس نہیں ہے۔ ماں باپ اپنی بے عملی اور غفلتوں کے نتیجے میں

اپنی نئی نسلوں کو ایک معاشرتی جہنم میں جھونک رہے ہیں اور کوئی نہیں جو اس کی پرواہ کرے۔ یہ صورتِ حال ساری دنیا میں اتنی سنگین ہوتی جارہی ہے کہ مجھے خیال آیا کہ اگر احمدیوں نے فوری طور پر اسلام کے دفاع کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں نہ لیا تو معاملہ حد سے آگے بڑھ جائے گا............''۔

پھر آپ نے فرمایا:۔'' ....پھر ایسی خواتین ہیں جن کو باہر تو نکلنا پڑتا ہے لیکن وہ سنگھار پٹار کر کے نکلتی ہیں۔ اب کام کا سنگھار پٹار سے کیا تعلق ہے؟............''۔

پھر آپ فرماتے ہیں:۔'' ....عورتیں سمجھتی ہیں کہ اگر ہم اس دنیا میں جہاں سے پردے اٹھ رہے ہیں اپنی سہیلیوں کے سامنے برقع پہن کر جائیں گی تو وہ کہیں گی کہ یہ اگلے وقتوں کی ہیں، پگلی ہیں، پاگل ہوگئی ہیں، یہ کوئی برقعوں کا زمانہ ہے اور یہی بات مردوں کو بھی تکلیف دیتی ہے۔ حالانکہ وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ عزتِ نفس اور دوسرے کا کسی کی عزت کرنا انسان کے اپنے کردار سے پیدا ہوتا ہے۔ دنیا کی نظر میں لباس کی کوئی بھی حیثیت نہیں رہتی۔ اگر کوئی آدمی صاحبِ کردار ہو تو اس کی عزت پیدا ہوتی ہے اور یہ عزت سب سے پہلے اپنے نفس میں پیدا ہونی چاہئے۔''

(خطبات طاہر جلد اوّل صفحہ 361 تا367)

پھر آپ نے فرمایا:۔

''یہاں پرورش پانے والی بچیاں اپنے سر کے بالوں کے بارے میں ایک ذہنی الجھن میں مبتلا ہیں۔ وہ سمجھتی ہیں کہ بالوں کو ڈھانک کر رکھنا ایک دقیانوسی بات ہے (بڑی Backwardness ہے)۔ اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف نیم دلی سے قدم اٹھاتی ہیں نہ کہ بشاشتِ قلبی سے۔ وہ دراصل یہ کہہ رہی ہوتی ہیں کہ اے خدا تو ہمیں اسی طور سے قبول فرمالے کہ ہم دوپٹہ اوڑھے ہوئے ہیں مگر اس طور سے جس طور سے یہودی اپنے سر کی پشت پر ایک چھوٹی سی ''چپنی نما'' ٹوپی پہنے ہوئے ہوتا ہے۔ پس تو اپنی طرف اٹھا ہوا یہ ادھورا قدم بھی قبول فرمالے۔ لیکن اگر آپ سب کچھ خدا کی خاطر کرتی ہیں تو پھر یہ بالکل نامناسب ہے۔ یاد رکھیں کہ عورتوں کے خدوخال کا سب سے دلکش حصہ ان کے بال ہوتے ہیں، بالخصوص جب کہ وہ سامنے کی طرف لٹکے ہوئے ہوں۔ بعض لڑکیوں کو مَیں نے دیکھا کہ جب وہ دوپٹہ اپنے سر پر کھینچتی ہیں تو ایسے طریق سے کہ جس

سے ان کے بال سامنے کی طرف جھک آئیں......۔(آپ یہ دیکھیں کہ) کیا مَیں خدا تعالیٰ کی زیادہ پرواہ کرتی ہوں یا انسانوں کی؟''(بچوں کی اردو کلاس مؤرخہ 98.06.06)

تو یہ تھے مختلف خلفاء کے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان۔ بعض لوگوں میں جو یہ سوچ پیدا ہوگئی ہے کہ فلاں خلیفہ نے تو ایسا نہیں کہا تھا اور فلاں خلیفہ کہہ رہا ہے۔ تو پہلی بات یہ ہے کہ آپ لوگ بغیر علم کے خلفاء پر بدظنی کر رہی ہیں کہ نعوذ باللہ وہ اللہ تعالیٰ کے بنیادی حکم پر عمل نہیں کروانا چاہتے تھے۔ جتنے خلفاء پہلے گزرے ہیں میں نے سب کا بیان پڑھ دیا تا کہ آپ لوگوں میں سے جس کسی کے ذہن میں بھی یہ غلط فہمی یا خنّاس تھا تو وہ دور ہو جائے۔

دوسری بات یہ کہ بعض حالات میں کوئی خلیفہ کسی بات پر زیادہ زور دیتا ہے اور کوئی کسی بات پر۔ اس لئے یہ کہنا کہ پہلے خلیفہ نے اس بارہ میں یہ بات کی تھی، تم بھی اس بارے میں اسی طرح کرو یہ تو خلافت کو پابند کرنے والی بات ہے اور اس کی بے ادبی ہے اور یہ ظاہر کرتی ہے کہ آپ نے بیعت صرف معاشرے کے دباؤ، ماں باپ کے دباؤ، خاوند کے دباؤ یا بچوں کے دباؤ کی وجہ سے کی ہے، دل سے نہیں کی۔ اگر دل سے بیعت کی ہو تو تمام معروف فیصلوں پر عمل کرنے کا جو عہد آپ نے کیا ہے وہ آپ کے سامنے ہو اور کبھی ایسی بات نہ نکلے کہ یہ فیصلہ کیوں کیا اور یہ فیصلہ کیوں نہیں کیا؟ میں پھر واضح کر دوں کہ وہ چند ایک لوگ میرے زیادہ مخاطب ہیں جو ایسی باتیں کرتے ہیں، سارے نہیں کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت سے منسلک رہنا ہے تو قرآنِ کریم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے واضح احکامات کی پابندی کرنی ہوگی۔ پھر جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا تھا بے عملی نہیں چلے گی۔ یا خدا سے ڈریں یا بندے سے ڈریں۔

پس آج ہر احمدی عورت کی غیرت کا تقاضہ یہ ہے کہ بجائے لوگوں سے ڈرنے کے آج جبکہ اس معاشرے میں اسلام کے خلاف نفرتوں کے بیج بوئے جا رہے ہیں، طوفانِ بدتمیزی پیدا کرنے کیلئے فضا ہموار کی جا رہی ہے، اعلان کر کر کے ہر ایک کو بتائیں کہ تم چاہے جتنی مرضی پابندیاں لگا لو ہمارے دلوں سے، ہمارے چہروں سے، ہمارے عملوں سے اس خوبصورت تعلیم کو نہیں چھین سکتے اور اگر تم لوگ مذہب سے دور جا رہے ہو، دور ہٹ رہے ہو، تباہی کے گڑھے میں گر

رہے ہوتو ہم تمہارے ساتھ اس جہنم میں گرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ بلکہ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انسانیت کو اپنے برے کرتوتوں اور عملوں کے بھیانک انجام سے بچائے۔آؤ اور ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔اور ہمارے ساتھ شامل ہو کر اللہ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرو کہ اسی میں تمہارے دلوں کا سکون اور تمہاری نسلوں کی بقا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہر باغیرت احمدی عورت جس کے دل میں کبھی ہلکا سا بھی اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کے بارے میں کوئی شائبہ پیدا ہوتا ہے وہ اس کو اپنے دل سے نوچ کر باہر پھینک دے گی اور حقیقی مسلمات، مومنات، قانتات، تائبات اور عابدات میں شامل ہو جائے گی۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 5 جنوری 2007ء صفحہ 3۔4)

فیشن ہیں اختیاری پردہ نصاب لازم

ارشاد عرشی ملک

یہ نظم پردے جیسے سنجیدہ موضوع پر ہلکے پھلکے انداز سے لکھی گئی ہے۔

بے پردگی سے بہنوں ہے اجتناب لازم — عورت کے واسطے ہے شرم و حجاب لازم
فیشن ہیں اختیاری، پردہ نصابِ لازم
انمول ہے وہ موتی جو سیپ میں چُھپا ہو — ہوتی ہے اس کے رُخ پر اک آب و تاب لازم
فیشن ہیں اختیاری ، پردہ نصابِ لازم
حکمِ خدا کے آگے بے کار حیل و حجت — اندر سنگھار لازم ، باہر نقاب لازم
فیشن ہیں اختیاری ، پردہ نصابِ لازم
شرم و حیاء کی سرخی عورت کے رخ کا غازہ — دل کو ہے موہ لیتا تازہ گلاب لازم
فیشن ہیں اختیاری، پردہ نصابِ لازم
گر دودھ نہ ڈھکا ہو ، با ہر کھلا پڑا ہو — بِلّے کی ہو رہے گی نیت خراب لازم
فیشن ہیں اختیاری، پردہ نصابِ لازم
رب کی رضا کو جو بھی اپنی رضا بنا لے — مکّھ پر کھلے گا اسکے اک ما ہتاب لازم
فیشن ہیں اختیاری، پردہ نصابِ لازم
پہلے ہم اپنے اندر اک انقلاب لائیں — آ کر رہے گا جگ میں پھر انقلاب لازم
فیشن ہیں اختیاری، پردہ نصابِ لازم
نفسِ دُنی کے پیچھے جو شخص بھی چلے گا — ہر اک خطا کا اس سے ہے ارتکاب لازم

فیشن ہیں اختیاری، پردہ نصابِ لازم

اس دورِ خودسری میں تج دے جوخودسری کو　　　اس عا جزی کا اس کو ہو گا ثواب لازم

فیشن ہیں اختیاری، پردہ نصابِ لازم

''بلٹ پروف جیکٹ'' ہم عورتوں کا پردہ　　　ہر بد نظر کو کر دے نا کامیاب لازم

فیشن ہیں اختیاری، پردہ نصابِ لازم

غضِ بصر کی عادت زیبا ہے مرد و زن کو　　　اچھی بری نظر کا ہو گا حساب لازم

فیشن ہیں اختیاری، پردہ نصابِ لازم

بے پردلڑکیوں سے حکمت سے بات کرنا　　　ہوتا ہے سر پھرا کچھ عہدِ شباب لازم

فیشن ہیں اختیاری، پردہ نصابِ لازم

اللہ کی حدوں سے جو بھی کرے تجاوز　　　ہو گا بروز محشر اس پر عتاب لازم

فیشن ہیں اختیاری، پردہ نصابِ لازم

سب پختہ عُمر بہنیں نکتہ یہ یاد رکھیں　　　گر ہے خضاب لازم، تو ہے حجاب لازم

فیشن ہیں اختیاری، پردہ نصابِ لازم

اپنے گھروں کو ہم نے جنت بنا لیا گر　　　دنیا کو کر سکیں گے ہم لا جواب لازم

فیشن ہیں اختیاری، پردہ نصابِ لازم

مغرب کی رِیس عرشی گر بے دھڑک کریں گی　　　ہو گا دلوں کے اندر پھر اضطراب لازم

فیشن ہیں اختیاری، پردہ نصابِ لازم

کڑوی دوا میں میں نے شکر بھی ہے ملائی　　　اس نظم کا ہے پردہ لب لباب لازم

فیشن ہیں اختیاری، پردہ نصابِ لازم

باب ہفتم

اس باب میں معترضین اور سائلین کی طرف سے پردہ پر کئے جانے والے اعتراضات کا رد قرآن مجید، حدیث اور اقوال بزرگان اُمت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نیز خلفائے کرام کے عقلی و نقلی طریق سے کیا گیا ہے۔ سب سے اوّل سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مختلف اوقات میں پردہ کے بارے میں پوچھے گئے سوالات میں چند ایک کا انتخاب پیش کیا جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سے پردہ اور حجاب کے متعلق پوچھے گئے سوالات و جوابات

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ میں پردہ کے حوالہ سے بعض سوال بیان فرما کر اُن کے جوابات پیش فرمائے ہیں وہ احباب کے استفادہ کے لئے پیش خدمت ہے۔ آسانی کے لئے اس کے شروع میں سوال و جواب کا لفظ زائد کیا گیا ہے۔

سوال: بعض بچیاں جب جوانی میں قدم رکھنے لگتی ہیں تو مجھے لکھتی ہیں کہ اسلام میں پردہ کیوں ضروری ہے؟ کیوں ہم تنگ جین اور بلاؤز پہن کر بغیر برقع کے یا کوٹ کے گھر سے باہر نہیں جا سکتیں؟ کیوں ہم یہاں یورپ کی آزاد لڑکیوں جیسا لباس نہیں پہن سکتیں؟

جواب: پہلی بات تو ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ اگر ہم نے دین پر قائم رہنا ہے تو پھر ہمیں دینی تعلیمات پر عمل کرنا ہوگا۔ اگر ہم نے یہ اعلان کرنا ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور دین پر قائم ہیں تو پھر پابندی بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات پر، ان کے حکموں پر عمل

کرنا بھی ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔
(صحیح البخاری کتاب الایمان باب امور الایمان حدیث 9)

پس حیاء دار لباس اور پردہ ہمارے ایمان کو بچانے کے لئے ضروری ہے۔ اگر ترقی یافتہ ملک آزادی اور ترقی کے نام پر اپنی حیاء کو ختم کر رہے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دین سے بھی دُور ہٹ چکے ہیں۔ پس ایک احمدی بچی جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے اس نے یہ عہد کیا ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گی۔ ایک احمدی بچے نے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے، ایک احمدی شخص نے، مرد نے، عورت نے مانا ہے، اس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے اور یہ مقدم رکھنا اُسی وقت ہوگا جب دین کی تعلیم کے مطابق عمل کریں گے۔ یہ بھی ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ہر بات کھول کھول کر بیان فرما دی ہے۔ چنانچہ اس بے پردگی اور بے حیائی کے بارے میں آپ ایک جگہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔ جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا ان کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔ اگر اس کی آزادی اور بے پردگی سے ان کی عفّت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں۔ لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو ان کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بدنظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصّہ ہے۔ پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہوگا۔ مَردوں کی حالت کا اندازہ کرو کہ وہ کس طرح بے لگام گھوڑے کی طرح ہو گئے ہیں۔ نہ خدا کا خوف رہا ہے، نہ آخرت کا یقین ہے۔ دنیاوی لذات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ پس سب سے اوّل ضروری ہے کہ اس آزادی اور بے پردگی سے پہلے مَردوں کی اخلاقی حالت درست کرو۔ اگر یہ درست ہو جاوے اور مَردوں میں کم از کم اس قدر قوت ہو کہ وہ اپنے نفسانی جذبات کے مغلوب نہ ہو سکیں تو اُس وقت اِس بحث کو چھیڑو کہ آیا پردہ ضروری ہے کہ نہیں۔ ورنہ موجودہ حالت میں اس بات پر زور دینا

کہ آزادی اور بے پردگی ہو گویا بکریوں کو شیروں کے آگے رکھ دینا ہے۔ اِن لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کسی بات کے نتیجہ پر غور نہیں کرتے۔ کم از کم اپنے کانشنس سے ہی کام لیں کہ آیا مَردوں کی حالت ایسی اصلاح شدہ ہے کہ عورتوں کو بے پردہ ان کے سامنے رکھا جاوے‘‘۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 134۔135۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آجکل کے معاشرے میں جو برائیاں ہمیں نظر آ رہی ہیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ایک ایک لفظ کی تصدیق کرتی ہیں۔ پس ہر احمدی لڑکی لڑکے اور مرد اور عورت کو اپنی حیاء کے معیار اونچے کرتے ہوئے معاشرے کے گند سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ یہ سوال یا اس بات پر احساس کمتری کا خیال کہ پردہ کیوں ضروری ہے؟ کیوں ہم ٹائٹ جین اور بلاؤز نہیں پہن سکتیں؟ یہ والدین اور خاص طور پر ماؤں کا کام ہے کہ چھوٹی عمر سے ہی بچوں کو اسلامی تعلیم اور معاشرے کی برائیوں کے بارے میں بتائیں تبھی ہماری نسلیں دین پر قائم رہ سکیں گی اور نام نہاد ترقی یافتہ معاشرے کے زہر سے محفوظ رہ سکیں گی۔ ان ممالک میں رہ کر والدین کو بچوں کو دین سے جوڑنے اور حیاء کی حفاظت کے لئے بہت زیادہ جہاد کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے اپنے نمونے بھی دکھانے ہوں گے۔

سوال: پھر اسی طرح ایک بچی نے پچھلے دنوں مجھے خط لکھا کہ میں بہت پڑھ لکھ گئی ہوں اور مجھے بینک میں اچھا کام ملنے کی امید ہے۔ مَیں پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر وہاں حجاب لینے اور پردہ کرنے پر پابندی ہو، کوٹ بھی نہ پہن سکتی ہوں تو کیا مَیں یہ کام کر سکتی ہوں؟ کام سے باہر نکلوں گی تو حجاب لے لوں گی۔ کہتی ہے کہ مَیں نے سنا تھا کہ آپ نے کہا تھا کہ کام والی لڑکیاں اپنے کام کی جگہ پر اپنا برقع، حجاب اتار کر کام کر سکتی ہیں۔

جواب: اس بچی میں کم از کم اتنی سعادت ہے کہ اس نے پھر ساتھ یہ بھی لکھ دیا کہ آپ منع کریں گے تو کام نہیں کروں گی۔ یہ اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ یہ ایک نہیں کئی لڑکیوں کے سوال ہیں، تو پہلی بات یہ ہے کہ مَیں نے اگر کہا تھا تو ڈاکٹرز کو بعض حالات میں مجبوری ہوتی ہے۔ وہاں روایتی برقع یا حجاب پہن کر کام نہیں ہو سکتا۔ مثلاً آپریشن کرتے ہوئے۔ ان کا لباس وہاں ایسا ہوتا

ہے کہ سر پر بھی ٹوپی ہوتی ہے، ماسک بھی ہوتا ہے، ڈھیلا ڈھالا لباس ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ تو ڈاکٹر بھی پردے میں کام کرسکتی ہیں۔ ربوہ میں ہماری ڈاکٹرز تھیں۔ ڈاکٹر فہمیدہ کو ہمیشہ ہم نے پردہ میں دیکھا ہے۔ ڈاکٹر نصرت جہاں تھیں بڑا پکّا پردہ کرتی تھیں۔ یہاں سے بھی انہوں نے تعلیم حاصل کی اور ہر سال اپنی قابلیت کو نئی ریسرچ کے مطابق ڈھالنے کے لئے، اس کے مطابق کرنے کے لئے یہاں لندن بھی آتی تھیں لیکن ہمیشہ پردہ میں رہیں بلکہ وہ پردہ کی ضرورت سے زیادہ پابند تھیں۔ ان پر یہاں کے کسی شخص نے اعتراض کیا، نہ کام پر اعتراض ہوا، نہ ان کی پیشہ ورانہ مہارت میں اس سے کوئی اثر پڑا۔ آپریشن بھی انہوں نے بہت بڑے بڑے کئے تو اگر نیّت ہو تو دین کی تعلیم پر چلنے کے راستے نکل آتے ہیں۔

اسی طرح مَیں نے ریسرچ کرنے والیوں کو کہا تھا کہ کوئی بچی اگر اتنی لائق ہے کہ ریسرچ کر رہی ہے اور وہاں لیبارٹری میں ان کا خاص لباس پہننا پڑتا ہے تو وہ وہاں اس ماحول کا لباس پہن سکتی ہیں بیشک حجاب نہ لیں۔ وہاں بھی انہوں نے ٹوپی وغیرہ پہنی ہوتی ہے لیکن باہر نکلتے ہی وہ پردہ ہونا چاہئے جس کا اسلام نے حکم دیا ہے۔ بینک کی نوکری کوئی ایسی نوکری نہیں ہے کہ جس سے انسانیت کی خدمت ہو رہی ہو۔ اس لئے عام نوکریوں کے لئے حجاب اتارنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی جبکہ نوکری بھی ایسی جس میں لڑکی روزمرّہ کے لباس اور میک اَپ میں ہو، کوئی خاص لباس وہاں نہیں پہنا جانا۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ حیاء کے لئے حیاء دار لباس ضروری ہے اور پردہ کا اس وقت رائج طریق حیاء دار لباس کا ہی ایک حصہ ہے۔ اگر پردہ میں نرمی کریں گے تو پھر اپنے حیاء دار لباس میں بھی کئی عذر کر کے تبدیلیاں پیدا کرلیں گی اور پھر اس معاشرے میں رنگین ہو جائیں گی جہاں پہلے ہی بے حیائی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ دنیا تو پہلے ہی اس بات کے پیچھے پڑی ہوئی ہے کہ کس طرح وہ لوگ جو اپنے مذہب کی تعلیمات پر چلنے والے ہیں اور خاص طور پر مسلمان ہیں انہیں کس طرح مذہب سے دُور کیا جائے۔ سوئٹزرلینڈ میں ایک لڑکی نے مقدمہ کیا کہ مَیں لڑکوں کے ساتھ سوئمنگ کرنے میں حجاب محسوس کرتی ہوں مجھے سکول پابند کرتا ہے کہ مِکس سوئمنگ ہوگی۔ مجھے اس کی اجازت دی جائے کہ علیحدہ لڑکیوں کے ساتھ مَیں سوئمنگ کروں۔ ہیومن رائٹس والے جو انسانی

حقوق کے بڑے علمبردار بنے پھرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے تم یہ چاہتی ہو کہ علیحدہ کرو، یہ تمہارا ذاتی حق تو ہے لیکن یہ کوئی ایسا بڑا اِیشو نہیں ہے جس کے لئے تمہارے حق میں فیصلہ دیا جائے۔ جہاں اسلام کی تعلیم اور عورت کی حیاء کا معاملہ آیا تو وہاں انسانی حقوق کی تنظیمیں بھی بہانے بنانے لگ جاتی ہیں۔ پس ایسے حالات میں احمدیوں کو پہلے سے بڑھ کر زیادہ محتاط ہونا چاہئے۔ اگر سکولوں میں چھوٹے بچوں کے لئے بعض ملکوں میں سوئمنگ لازمی ہے تو پھر چھوٹے بچے بچیاں پورا لباس پہن کر یعنی جو سوئمنگ کا لباس پورا ہوتا ہے جسے آجکل برقینی (Burkini) کہتے ہیں وہ پہن کر سوئمنگ کریں۔ تا کہ ان کو احساس پیدا ہو کہ ہم نے بھی حیادار لباس رکھنا ہے۔ ماں باپ بھی بچوں کو سمجھائیں کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی علیحدہ سوئمنگ ہونی چاہئے۔ اس کے لئے کوشش بھی کرنی چاہئے۔

اسلام مخالف قوتیں بڑی شدت سے زور لگا رہی ہیں کہ مذہبی تعلیمات اور روایات کو مسلمانوں کے اندر سے ختم کیا جائے۔ یہ لوگ اس کوشش میں ہیں کہ مذہب کو آزادیٔ اظہار اور آزادیٔ ضمیر کے نام پر ایسے طریقے سے ختم کیا جائے کہ ان پر کوئی الزام نہ آئے کہ دیکھو ہم زبردستی مذہب کو ختم کر رہے ہیں اور یہ ہمدرد سمجھے جائیں۔ شیطان کی طرح میٹھے انداز میں مذہب پر حملے ہوں۔ لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانے میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے سپرد ہے اور اس کے لئے ہمیں بھرپور کوشش کرنی پڑے گی اور تکلیفیں بھی اٹھانی پڑیں گی۔ ہم نے لڑائی نہیں کرنی لیکن حکمت سے ان لوگوں سے معاملہ بھی کرنا ہے۔ اگر آج ہم ان کی ایک بات مانیں گے جس کا تعلق ہماری مذہبی تعلیم سے ہے تو پھر آہستہ آہستہ ہماری بہت سی باتوں پر، بہت ساری تعلیمات پر پابندیاں لگتی چلی جائیں گی۔ ہمیں دعاؤں پر بھی زور دینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان شیطانی چالوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت اور توفیق بھی دے اور ہماری مدد بھی فرمائے۔ اگر ہم سچائی پر قائم ہیں اور یقیناً ہیں تو پھر ایک دن ہماری کامیابی بھی یقینی ہے۔ اسلام کی تعلیمات نے ہی دنیا پر غالب آنا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جنوری 2017ء مطبوعہ 3 فروری 2017ء صفحہ 4۔5)

جینز کی اجازت کے بارے میں وضاحت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

جینز کے بارے میں مجھ سے سوال کیا جاتا ہے۔ میرا جواب یہ ہوتا ہے کہ جین پہننا منع نہیں ہے بشرطیکہ قمیص اتنی لمبی ہو کہ ننگ ڈھانپا ہوا ہو۔ جین کے ساتھ چھوٹی قمیص پہننے کی اجازت نہیں ہے۔

اتنی شرم وحیاء ہونی چاہئے کہ لباس مکمل ہو اور ننگ نہ ہو۔

اصل حیاء ہی ہے۔ یہ ماؤں کا فرض ہے کہ بچیوں کی تربیت کریں اور ان کے ذہنوں میں ڈالیں اور ان کو بتائیں کہ یہ نقصانات ہیں اور یہ فوائد ہیں۔ حضور انور نے فرمایا شرمانے کی بات نہیں ہے۔ بچیوں کے ساتھ چھوٹے چھوٹے لیول پر میٹنگ کریں اور ان کو سمجھائیں اور ان سے پوچھیں کہ ان مسائل سے رکنے کے لئے کیا تجویزیں ہیں تو اس طرح ان کو کچھ خیال تو آئے گا۔ حضور انور نے فرمایا: جرمن احمدی لڑکیاں حجابوں کو اپنا رہی ہیں اور جو اپنی ہیں وہ چھوڑ رہی ہیں۔ ربوہ سے آتی ہیں تو نقاب ہوتا ہے اور یہاں آکر سکارف ہو جاتا ہے۔

پردہ اور عہدیدار

اس سوال کے جواب پر کہ کیا جو عورت پردہ نہیں کرتی وہ عہدیدار بن سکتی ہے؟

فرمایا کہ عہدیدار تو قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق باپردہ ہونا چاہئے۔ عہدیدار کا ماتھا اور بالوں کا پچھلا حصہ پوری طرح ڈھانکا ہوا ہو۔ جسم کی نمائش نہ ہو جو قرآن کریم کی تعلیم ہے۔ اس کے مطابق عمل ہے تو عہدیدار بن سکتی ہے ورنہ نہیں۔ خواہ کوئی پڑھی لکھی ہو، کتنا ہی کام کرنے والی ہو وہ عہدیدار نہیں بن سکتی جب تک کہ پردہ نہ ہو۔

حضور انور کی خدمت میں یہ عرض کیا گیا کہ **بعض خاوند ایسے ہیں جو پردہ میں روک بنتے ہیں۔** حضور انور نے فرمایا کہ ان خواتین سے پوچھیں کہ خاوندوں سے باقی باتیں منواتی ہو تو یہ بھی منوالو۔ یہ تو سب بہانے ہیں۔ جب دل چاہ رہا ہوتا ہے تو پردہ کر لیتی ہیں۔ ورنہ اپنے خاوند کو کہیں کہ اگر ساتھ لے کر جانا ہے تو پردہ کے ساتھ لے کر جاؤ ورنہ نہیں لے کر جانا تو نہ لے کے جاؤ۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا MTA کے پروگراموں میں پردہ کے ساتھ آنا ہے۔ ننگے چہرہ کے ساتھ نہیں آنا۔

حضور انور نے فرمایا جرمنی کی خواتین نے اور افریقن خواتین نے پردہ میں ترقی کی ہے اور آپ پیچھے جاری ہیں۔ ابھی چند دن پہلے ایک جرمن لڑکی ملاقات میں آئی تھی۔ اس کا بڑا اچھا پردہ تھا۔ **ایک انگریز لڑکی یو کے میں آکسفورڈ یونیورسٹی میں PHD (پی ایچ ڈی) کر رہی ہے اس کا اتنا اچھا پردہ ہے اس کو تو شرم نہیں آتی۔**

مکس گیدرنگ میں کھانا پینا

حضور انور نے فرمایا کہ مکس گیدرنگ میں مَیں نے کھانے پینے کی اجازت نہیں دی۔ کھانے پینے کے علاوہ اگر پورے پردہ میں ہوں تو پھر صرف بیٹھنے کی اجازت ہے۔ کھانے پینے کی ہرگز نہیں۔ کھانے کے وقت پردہ میں سکرین کے پیچھے جا کر کھانا کھائیں۔ حضور انور نے فرمایا کسی کے اعتراض سے ڈر کر ہم نے اسلامی تعلیم کا حکم ختم نہیں کر دینا۔ سوال یہ نہیں کہ کوئی دیکھتا ہے یا نہیں۔ سوال یہ ہے کہ حجاب ختم ہو جاتا ہے۔ مکس ہونے کی جو روک ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ جب یہ روک ختم ہوتی ہے تو پھر دوستیاں ہو جاتی ہیں اور خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

''دین میں جبر نہیں'' کا مطلب

حضور انور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ بعض احمدی سمجھتے ہیں کہ دین میں کوئی جبر نہیں اس لئے ہماری مرضی ہے ہم آزاد ہیں، ہم اپنی مرضی کا پردہ کریں، اپنی مرضی کا لباس پہنیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے ورنہ سارے احکامات ختم ہو جاتے ہیں۔ نہ نماز پڑھو، نہ روزہ رکھو۔ جبر کا مطلب یہ ہے کہ غیر مسلموں کے لئے جبر نہیں ہے۔ جو لوگ اسلام قبول کرتے ہیں ان پر قبولیت کے لئے کوئی جبر نہیں لیکن جب تم دین اسلام قبول کرتے ہو تو اس عہد کے ساتھ آئے ہو کہ جو بھی احکام ہیں ان کی پابندی کروں گا۔ جس کو منظور ہے وہ آئے۔ جس کو منظور نہیں وہ نہ آئے۔ جو باہر جانا چاہتا ہے اس کے لئے

رستہ کھلا ہے چلا جائے۔ زبردستی کسی کو احمدی نہیں بنایا جا سکتا۔

یونیورسٹی میں پردہ

فرمایا کہ یونیورسٹی میں جو تبلیغی پروگرام ہوں گے اس میں لڑکے بھی آجائیں گے اور لڑکیاں بھی ہوں گی۔ حضور انور نے فرمایا پھر آپ کو پردہ میں رہ کر لیکچر دینا پڑے گا۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کسی احمدی طالبعلم کے ذریعہ یا اپنے کسی عالم کو بلا کر لیکچر دلوائیں۔

یونیورسٹیوں میں احمدی لڑکیاں یہ خیال رکھیں کہ لڑکوں کے ساتھ علیحدہ بیٹھ کر گپ شپ نہ لگائیں۔ اس سے دوستیاں بڑھتی ہیں اور پھر اِدھر اُدھر بازاروں میں جانا شروع ہو جاتا ہے۔ یونیورسٹی میں اپنی پڑھائی کے سلسلہ میں اگر کسی طالبعلم سے کوئی مدد لینی ہے تو اس میں روک نہیں۔ جہاں تک یونیورسٹی میں انفرادی تبلیغ کا تعلق ہے اس بارے میں پہلے ہی ہدایت دی ہوئی ہے کہ لڑکیوں کو تبلیغ کریں اور لڑکے لڑکوں کو تبلیغ کریں۔''

(دورہ جرمنی دسمبر 2009ء لجنہ کو ہدایات الفضل انٹرنیشنل 29/جنوری 2010)

لڑکیوں کے لئے پردہ اور Swimming کی وضاحت

''پردہ کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ماتھا اور نیچے ٹھوڑی تک چہرہ ڈھانپا ہونا چاہئے۔ کوٹ ڈھیلا ڈھالا ہو اور گھٹنوں تک کم از کم ہونا چاہئے۔ بازو کلائی تک ڈھکے ہونے چاہئیں جیسا کہ نماز کے لئے حکم ہے۔ سر ڈھانپ کر اگر تنگ جینز اور چھوٹی قمیص پہن لی جائے تو وہ کوئی پردہ نہیں ہے۔ جینز پہننا منع نہیں ہے بشرطیکہ قمیص اتنی لمبی ہو کہ تنگ ڈھانپا ہوا ہو۔

لڑکیوں کی Swimming کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ صرف مخصوص اوقات میں جب صرف عورتوں کا ٹائم ہو تو ایسے سومنگ لباس (Swimming Suit) میں جو پورا جسم Cover کرتا ہو تو سوئمنگ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔''

(نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ سے میٹنگ 18 ستمبر 2010ء الفضل انٹرنیشنل 22/اکتوبر 2010ء)

پردے کا صحیح طریق کیا ہے

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورہ کینیڈا 2012ء کے دوران وقف نو کلاس میں پردہ اور عورتوں کی آزادی کے بارے میں بعض سوالات ہوئے جو پیش ہیں۔

سوال:ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ جماعت میں ایسی لڑکیاں ہیں کئی دفعہ جب باہر جاتی ہیں جیسے شاپنگ سنٹر وغیرہ میں پھرتی ہیں یا کہیں جاتی ہیں تو دوپٹے اتار دیتی ہیں۔صحیح طرح حجاب نہیں لیا ہوتا اور جب مسجد میں آتی ہیں تو صحیح طرح حجاب لے کے آتی ہیں تو کیا یہ صحیح طریقہ ہے؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا تو خیال ہے یہاں پر بھی نہیں لے کر آتیں۔ میں نے جلسہ پر اپنی تقریر میں کہا کہ سر پر دوپٹہ لو حجاب لو۔اس کے بعد میں پوڈیم سے اپنی کرسی پر جب بیٹھا ہوں تو کم ازکم چار عورتوں کو تو میں نے دیکھا ہے جو اٹھ کے گئی ہیں۔ان کے بال پیچھے سے کھلے ہوئے تھے اور سر پر دوپٹہ کوئی نہیں تھا۔ یہ تو لجنہ کے شعبہ تربیت کا کام ہے۔**صدر صاحبہ اور تربیت والے صرف تقریریں نہ کیا کریں بلکہ دیکھا کریں کہ عملاً کیا ہو رہا ہے۔**اس لئے مَیں نے کہا ہے کہ تم جو واقفات نو ہو تم لوگوں نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے کہ ہم نے دنیا کی اصلاح کرنی ہے اپنی ایسی مثال بناؤ کہ تمہیں دیکھ کر دوسروں کو شرم آجائے۔اب دیکھتے ہیں کہ تم میں سے کتنی ایسی ہیں جو دوسروں کو شرم دلاتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ منافقت نہیں ہونی چاہئے اس لئے مَیں نے **صدر لجنہ کو بھی کہا ہوا ہے کہ بیشک جو بہت پڑھی لکھی ہیں، بہت محنت کرنے والی ہیں بہت کام کئے ہیں لیکن اگر ان کا Proper حجاب وغیرہ نہیں ہوتا تو پھر ان کو کسی بھی جگہ لجنہ کی خدمت نہیں دینی** اور مجھے لگتا ہے کہ اپنی ایک ٹیم علیحدہ بنانی پڑے گی جو چیک کرے گی۔ میرا خیال ہے کہ واقفات نو میں سے کچھ لڑکیوں کو منتخب کروں اور اپنی ٹیم بناؤں۔تم آ کر مجھے بتاؤ کہ کون کیا کرتا ہے۔**تم لوگوں کا اصل کام یہ ہے کہ خلیفہ وقت کی بازو بن جاؤ، ہاتھ بن جاؤ، اس لئے تم لوگوں کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ اگر تم ایسی بن جاؤ تو میں سمجھوں گا کہ کم ازکم کینیڈا ہم نے فتح کر لیا ہے۔**

لڑکیوں کے لئے کون سا پروفیشن اچھا ہے۔

سوال: ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ وقف نو لڑکیوں کے لئے کونسا Profession اچھا ہے۔

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ اپنی سیکرٹری وقف نو سے کہو کہ مختلف وقتوں میں، میں نے جو ہدایتیں دی ہیں ان کو ایک جگہ اکٹھا کر کے اور Points بنا کر تم لوگوں کو بتائیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے پہلے کہا ہوا ہے کہ Medicine بڑی اچھی جاب ہے۔ پھر ٹیچنگ کا شعبہ ہے۔ پھر کوئی زبان سیکھو ترجمہ کرنے کے لئے۔ ہمیں مترجمین کی ضرورت ہے۔ کمپیوٹر سائنس والوں کی بھی ہمیں ضرورت ہے۔ میڈیا کی بھی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ جرنلزم میں کرسکتی ہو تا کہ تم آرٹیکل اخباروں میں لکھو اور میڈیا کے ذریعہ اسلام کی تبلیغ کرو۔ عورتوں پر جو اعتراض ہوتے ہیں ان کے جواب دو ۔حضور انور نے فرمایا واقفات نو لڑکیوں کے لئے میں Law پسند نہیں کرتا۔ اگر پڑھنا ہے تو پھر پریکٹس نہیں کرنی کیونکہ بہت زیادہ Exposure اور Interaction مردوں کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ پھر چور، ڈاکوؤں کے ساتھ جن کے اخلاق ہی خراب ہوتے ہیں واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے یہ کام مردوں کو کرنے دو۔

چہرہ پر پینٹ کروانا

سوال: ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ ایک مینا بازار میں مہندی کے سٹال پر لگا ہوا تھا کہ وہ فیس پر پینٹ کرتے ہیں اور Tattoo لگاتے ہیں۔

جواب: اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ غلط کرتے ہیں۔ مہندی کے سٹال پر صرف مہندی ہونی چاہئے۔ اگر لجنہ کی صدر نے یہ رکھا ہوا تھا تو بالکل غلط کیا ہوا تھا۔ منہ پر مہندی لگانا، Tattooing کروانا، یہ اسلام میں منع ہے۔ فیس پینٹنگ (Face Paintng) نہیں ہونی چاہئے۔ یہ کس لئے ہوا۔ اگر تبلیغ کے لئے کیا تھا تو تبلیغ کے لئے صرف فیس پینٹنگ رہ گئی ہے؟ چہرہ بگاڑنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اس کا اسلام نے بڑا واضح طور پر حکم دیا ہوا ہے۔ نئی نئی رسمیں نہ پیدا کریں۔ رسمیں تو آپ لوگ پیدا کر رہے ہیں۔ اسی طرح بدعات اندر گھستی ہیں کہ نیکی کے نام پر

حضرت آدم علیہ السلام کو جو شیطان نے بہکایا تھا یہ نہیں کہا تھا کہ یہ کرو اس سے بڑا لطف اٹھاؤ گے، بلکہ پہلے اس نے نیکی کی بات کر کے یہ کہا کہ یہ کرو یہ بڑی نیکی ہے۔ تم ہمیشہ کے لئے نیک بن جاؤ گے۔ تو شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس طرح بہکایا تھا۔ حالانکہ وہ شیطانی وعدہ تھا۔ تو یہ کام آپ لوگ کر رہے ہیں۔ یہ نئی نئی بدعات پیدا کر رہے ہیں۔ **صدر لجنہ اور عہدیداران کا کام یہ ہے کہ خلیفہ وقت کے منہ کو دیکھیں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ اپنی اپنی بدعات نہ پیدا کریں، اپنی اپنی رسمیں نہ پیدا کریں۔**

شادی پر دلہن کو حجاب کرنا چاہیے

سوال: ایک واقفہ نو بچی نے سوال کیا کہ حضور انور نے جلسہ سالانہ پر فرمایا تھا کہ جو شادیاں ہونی چاہئیں وہ سادہ ہونی چاہئیں تو میرا سوال ہے کہ شادی پر جو لڑکی ہے اس کو حجاب کرنا چاہئے؟ جیسے آجکل کے ماحول میں وہ لڑکیاں جو دلہن ہوتی ہیں وہ سب کے سامنے بغیر دوپٹے کے بیٹھ جاتی ہیں اور بعض دفعہ اچھا نہیں لگتا۔

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کہیں نہیں کہا کہ جو دلہن نہیں ہے وہ پردہ کرلے اور جو دلہن ہے وہ پردہ نہ کرے، دلہن جو ہے وہ بڑی سج کر دلہن بنے۔ آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں دلہنیں بنتی تھیں۔ اچھے کپڑے پہنتی تھیں۔ دلہن بن کر عورتوں میں جب بیٹھی ہوں تو جس طرح بیٹھنا ہے بیٹھے، یہاں کی عیسائی دلہنیں بھی دیکھ لو وہ بھی جب اپنی شادیاں کرتی ہیں، چرچ میں جاتی ہیں تو انہوں نے بھی ایک سفید ویل (Veil) سا لیا ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو ڈھانکتی ہیں۔ تو جب وہ لوگ جن کا پردہ نہیں ہے وہ بھی شادی پر اپنے آپ کو Cover کر لیتی ہیں تو ہماری دلہنوں کو تو اور زیادہ کرنا چاہئے۔ لیکن اگر دوپٹہ لے کر بیٹھی ہوئی ہیں، منہ ننگا ہے تو عورتوں میں تو ٹھیک ہے۔ لیکن اس لئے کہ میک اپ کروا کر بیوٹی پارلر سے آئی ہے اور پھر جہاں میرج ہال (Marriage Hall) کے اندر جانا ہے تو جاتے ہوئے ہمارا میک اپ خراب نہ ہو جائے، ہمارا زیور یا جھومر لٹکے ہوئے ہیں وہ خراب نہ ہو جائیں تو یہ غلط چیز ہے۔ اس لئے پوری طرح دوپٹہ ڈھانکو اور پردہ کے ساتھ مردوں میں سے گزرتے ہوئے ہال میں آجاؤ۔ جب پارلر

سے دلہن بن کر آتی ہے تو میک اپ کرنے کے بعد جو بھی غرارے یا جس لباس کے ساتھ بھی تیار ہوئی ہے اس کے بعد ایک چادر اوپر ڈالے، کار سے اترنے سے لے کر اس حصہ تک جہاں سے مردوں میں سے گزرنا ہے یا جہاں تک لمبا راستہ ہے اور جب ہال کے اندر آ جائے جہاں صرف عورتیں ہوں تو وہاں بیشک اتار دے۔ اور پھر جب اپنے دلہا کے ساتھ جاتی ہے اس وقت بھی چادر اوڑھ کے کار میں جا کر بیٹھے۔ یہ نہیں کہ مرد کھڑے ہیں اور سارے دیکھ رہے ہیں اور بیچ میں سے گزر رہی ہے اور بڑی واہ واہ ہو رہی ہے، بڑی خوبصورت دلہن بنی ہوئی ہے۔ احمدی دلہن کی خوبصورتی تو یہ ہے کہ اس کا پردہ بھی ہو۔

سوال: اس کے بعد ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ لڑکے جب وقف کرتے ہیں تو کئی دفعہ مربی بنتے ہیں اور کئی دفعہ نہیں بنتے۔ لیکن جب ان کو کہا جاتا ہے افریقہ جانے کے لئے یا کہیں اور جانے کے لئے تو وہ چلے جاتے ہیں۔ کیا واقفات نو لڑکیوں کے ساتھ بھی یہی ہوتا ہے؟

جواب: اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: واقفات نو لڑکیاں ڈاکٹر بنیں، ٹیچر بنیں، Linguist بنیں اور بتائیں تو ان سے جماعت باقاعدہ وقف کی طرح کام لیتی ہے اور اگر نہ لے تو ان کو بتاتی ہے کہ اپنا کام کئے جاؤ، لجنہ کے ساتھ یا اپنے ملک میں جہاں رہ رہی ہو اور جب ضرورت پڑے گی تو تمہیں بھیج دیں گے۔ لیکن اگر کسی لڑکی نے صرف بیچلر کیا ہوا ہے تو اس کا تو کوئی فائدہ نہیں۔ اس کا یہی ہے کہ اپنے ملک میں کام کرتی رہے۔ یا تو کچھ بن کر دکھاؤ پھر انشاء اللہ تمہیں باقاعدہ جماعت میں لے کے کام پر لگایا جائے گا، کئی لڑکیاں اس طرح کام کرتی ہیں۔ جو میڈیا میں پڑھ رہی ہیں یا پروگرامنگ وغیرہ کر رہی ہیں ان کو MTA کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

لڑکا لڑکی کا اکٹھا بیٹھنا منع کیوں ہے؟

سوال: اس کے بعد ایک اور واقفہ نو نے سوال کیا حضور نے فرمایا تھا کہ جو ہماری جماعت میں مہندی جیسی رسمیں ہوتی ہیں جس میں لڑکا اور لڑکی ایک ساتھ بیٹھتے ہیں اور جو سارے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں تو حضور نے احمدیت میں منع کیوں فرمایا کہ ہم یہ ساری رسمیں نہ کریں؟

جواباً حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا بات یہ ہے کہ اسلام میں ایسی چیز جو کسی کی

تکلیف کا باعث بنتی ہے یا جودکھاوا ہے یا شوآف (Show Off) ہے جس Addition سے دین کو کوئی فائدہ نہیں بلکہ بعض جگہ نقصان ہوتے ہیں وہ چیزیں رسمیں ہیں، بدعتیں ہیں ان کو نہیں کرنا چاہئے۔ وہ دین میں ایسی ایڈیشن ہے جو اس کو بدنام کرتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کی تو یہ خواہش ہوتی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی شادیوں میں شامل ہوں لیکن مصروفیت کی وجہ سے آپ شامل نہیں ہوتے تھے۔ بڑے بڑے قریبی صحابی تھے۔ ایک دن ایک نوجوان صحابی آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ ان کے کپڑوں پر زرد رنگ کے کچھ چھینٹے پڑے ہوئے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری کل شادی ہوئی ہے تو اس کے اظہار کے طور پر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بڑی اچھی بات ہے پھر فرمایا کہ دعوت ولیمہ بھی کی کہ نہیں؟ چاہے تھوڑی سی چیز سے کرو، دعوت ولیمہ ہونی چاہئے۔ تو اسلام میں جس چیز کا حکم ہے اور اجازت ہے اور اعلان ہے، وہ نکاح کا اعلان ہے، شادی کا اعلان ہے۔ اس میں دعوت جو تم نے کرنی ہے کردو۔ پھر جو سب سے زیادہ بڑا حکم ہے اس دعوت کے لئے جو اصل حکم ہے وہ دعوت ولیمہ کا حکم ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زور دیا ہے۔ وہاں اپنے رشتہ داروں کو دوستوں کو ساروں کو بلاؤ دعوت کرو۔ وہ اچھی بات ہے۔ بیشک جیسی جس کی توفیق ہے وہ کرے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مہندیاں، شہنائیاں، اس بارے میں تو اسلام میں نہیں لکھا ہوا اور پھر یہ کہ لڑکے کا تو کوئی کام ہی نہیں۔ مہندی لگانی بھی ہے تو دلہن کو لگانی ہے۔ لڑکے کو مہندی لگا کے لڑکی تو نہیں بنانا۔ میں نے مہندی سے منع نہیں کیا۔ لیکن میں نے یہ منع کیا ہے کہ لوگوں نے مہندی کو اس طرح رسم بنالیا ہے جس طرح کہ بڑی بڑی دعوتیں کرتے ہیں۔ دلہن کی اپنی خواہشیں بھی ہوتی ہیں، ٹھیک ہے۔ رشتہ داروں کی بھی ہوتی ہیں۔ ایک دن شادی سے پہلے بیشک مہندی کرو لیکن اس میں بہت قریبی جو دلہن کی سہیلیاں ہیں وہ آئیں اس کے قریبی رشتہ دار ہوں اور اگر بہت بڑا خاندان ہے اور گھر میں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے تو ہال میں ایک چھوٹا سا فنکشن کر سکتے ہو۔ لیکن یہ نہیں ہے کہ اس میں دوست اور بے تحاشا لوگ اردگرد کے بلالو، پیس ویلج (Peace Village) میں شادی ہو رہی ہے تو پورا پیس ویلج (Peace Village) اور ابوڈ آف پیس اور قریبی شہر کے جو لوگ

ہیں وہاں کے لوگوں کو بلا لو کہ جی ہماری مہندی ہو رہی ہے وہ ایک فضول خرچی ہے جو نہیں ہونی چاہئے۔ باقی چھوٹے پیمانے پر مہندی خوشی کرنی ہے لڑکیاں بیٹھ جاتی ہیں ڈھولکیاں بھی بجالیتی ہیں شادی کے اچھے گانے گالیتی ہیں لیکن ایسے گانے گاؤ جن میں شرک نہ ہو۔ بہت سارے انڈین گانے ایسے ہیں جن میں شرک ہوتا ہے، دیوی دیوتاؤں کے نام لئے جاتے ہیں وہ نہیں گانے چاہئیں۔ دعائیہ نظمیں پڑھو اگر اردو نہیں آتی تو انگلش میں بنالو اور شادی وغیرہ کا گانا بیشک پڑھو کوئی حرج نہیں۔

میں یہ نہیں کہتا کہ گھُٹ کر بیٹھ جاؤ اور کہیں ایسی Frustration پیدا نہ ہو جائے کہ کہیں اپنے جذبات کو نکال نہ سکو۔ لیکن ان کی ایک Limit ہونی چاہئے۔ اس Limit کے اندر رہو اور جو مرضی کرو۔ حیاء کی حفاظت کرو۔ حیاء ہمیشہ عورت کی عزت بڑھاتی ہے۔ عیسائی عورتیں بھی پہلے حیادار ہوتی تھیں لباس بھی ان کے لمبے ہوتے تھے جو ان میں خاندانی ہوتی تھیں ان کے لباس اور بھی اچھے ہوتے تھے، بازو لگے ہوئے، سکارف پہنے ہوئے۔ یہ تو آہستہ آہستہ عورت کی آزادی ہوئی ہے، بلکہ انگلینڈ میں ایک عیسائی عورت نے ایک آرٹیکل لکھا ہے کہ یہ مرد جو کہتے ہیں کہ عورت کو آزادی دو اور ان کے جو چاہیں پردے اتار دو، ان کے لباس ننگے کر دو، اصل میں یہ مرد عورت کی آزادی نہیں چاہتے بلکہ ان کی اپنی جو خواہشات ہیں ان کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسی عورت نے لکھا ہے کہ عورت ان مردوں کے ہاتھوں بیوقوف بن جاتی ہے۔ اس لئے عورت کی اپنی ایک Sanctity ہے بہرحال ایک احمدی عورت کو بڑا Chaste ہونا چاہئے۔ اس کا خیال رکھو۔ باقی بعض ایسے بھی ہیں جو لڑکے کے لئے مہندی کر لیتے ہیں، جو پانچ پانچ دن مہندی کی دعوتیں کرتے ہیں وہ غلط ہیں۔ یہ تو فضول خرچی ہے۔ تم ذرا سوچو افریقہ میں پاکستان میں بہت سی غریب لڑکیاں ہیں جن کے پاس شادی کے لئے دو جوڑے بھی نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہا ہے کہ دوسروں سے ہمدردی کرو اور دوسروں کا خیال رکھو۔ اگر اتنے پیسے خرچ کرنے ہیں تو ان کو دو۔ تم لوگ اگر 500 ڈالر کسی تھرڈ ورلڈ (Third World) ملک میں کسی احمدی لڑکی کی شادی کے لئے یا کسی غریب بچی کی شادی کے لئے دیتے ہو تو پاکستان میں وہ 50 ہزار روپیہ بن جاتا ہے۔ تو تھوڑی سی غریبانہ شادی

ہو جاتی ہے۔ وہاں تو بیچارے ایک سالن بھی نہیں کھا سکتے اور تم لوگ یہاں اتنی دعوتیں کرو کہ کھانا ہی ضائع ہو جائے۔ پھر فرق کیا ہوا احمدیوں اور دوسروں میں۔ اب یہ جو ویسٹرن ملک ہیں، دیکھو یہاں کتنے امیر لوگ ہیں۔ ملک بھی امیر ہیں۔ پیسے بھی لوگوں کے پاس ہیں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ ہم تھرڈ ورلڈ کے غریب ملکوں کی مدد بھی کرتے ہیں۔ لیکن جہاں ان کے ویسٹڈ Interests ہوتے ہیں ان کی مدد کرتے ہیں باقیوں کی نہیں کرتے اور ان کو بھی صرف اتنا ہی دیتے ہیں کہ تھوڑا سا بس کھاؤ اور زندہ رہو۔ حالانکہ دنیا کی بھوک مٹانے کے لئے اتنی پروڈکشن (Production) ہوتی ہے۔ امریکہ اور کینیڈا میں Excess (زائد) Wheat (گندم) ہے اور بعض اوقات سمندر میں پھینک دی جاتی ہے۔ یورپ میں ہالینڈ میں Milk Production اتنی زیادہ ہوتی ہیں کہ وہ ضائع کر دیتے ہیں حالانکہ وہ غریبوں کو دی جاسکتی ہیں۔ تو غریبوں کا خیال رکھنا چاہئے بجائے اس کے کہ تم رسم و رواج اور مہندیوں کے چکر میں پڑو۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 28 ستمبر 2012ء صفحہ 15-16)

رشتہ کے لئے تصویر کیسے بھجوائی جائے

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورہ کینیڈا 2012ء کے دوران وقف نو کلاس میں پردہ اور عورتوں کی آزادی کے بارے میں بعض سوالات ہوئے جو پیش ہیں۔

سوال: ایک واقفہ نے سوال کیا۔ ایک لڑکی جو عموماً حجاب لیتی ہے تو جب رشتے کے لئے تصویر بھیجی جاتی ہے تو پھر اس میں حجاب نہیں ہوتا۔

حضور انور نے فرمایا۔ رشتے کے لئے تصویر انٹرنیٹ یا فیس بک پر تو نہیں لگانی اگر کسی جگہ سے رشتہ آتا ہے تو خود آ کر دیکھ لیں اگر کسی دوسرے ملک میں تصویر بھیجنی پڑتی ہے تو کسی ذمہ دار رشتہ دار یا عزیز کے ہاتھ بھجوائیں جماعتی عہدیدار کے ہاتھ، تا کہ وہ جائے اور دکھا کر واپس آ جائے۔ یہ نہیں کہ اس تصویر کا غلط استعمال شروع ہو جائے۔

دوپٹہ اوڑھنے سے دماغ میں کمی واقع نہیں ہوتی

سوال: ایک اور بچی نے سوال کیا: حضور! مجھے آپ کی رہنمائی چاہئے تھی اپنے ماسٹر تھیسز کے لئے

میں ٹیچنگ کررہی ہوں۔لیکن مَیں headscarf ban جو ٹیچرز پہ لگایا جاتاہے اس کے بارے میں مَیں لکھنا چاہتی ہوں۔

حضورانور نے استفسار فرمایا: اب یہ Ban ہرریجن میں تو نہیں ہے؟

اس پر بچی نے جواب دیا: اب زیادہ تر جرمنی میں پھیل چکا ہے۔

حضورانور کے استفسار پر بچی نے بتایا: سکولوں میں وہ کہتے ہیں کہ جنہوں نے پڑھانا ہے وہ head scarf اتار کے آئیں۔ورنہ وہ نہیں پڑھاسکتے۔یہاں پہ تو اکثر سکول mixed ہوتے ہیں۔

اس پر حضورانور نے فرمایا: کوشش کرو کہ جو لڑکیوں کے سکول ہیں وہیں پہ پڑھانے کے لئے کوئی جگہ مل جائے۔جتنی دیر پڑھانا ہے اتنی دیر کے لئے بے شک نہ پہنو۔لیکن لباس بہت اچھا ڈھکا ہونا چاہئے۔اور کلاس روم سے باہر نکلتے ہی فوراً پہن لینا ہے۔

حضورانور نے فرمایا: اپنے مقالہ میں یہ نکتہ اُٹھائیں کہ ٹیچنگ کے لئے یہ کیا ثبوت ہے کہ جس نے سر پر دوپٹہ اوڑھا ہوا ہے اس کے دماغ میں کمی پیدا ہوگئی ہے۔اور جنہوں نے نہیں دوپٹہ اوڑھا ہوا ان کے دماغ زیادہ تیز ہیں۔

اس پر بچی نے کہا: وہ لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جو ٹیچرز head scarf پہنتی ہیں وہ ان بچیوں کو دباؤ میں ڈالتی ہیں جو head scarf نہیں پہنتیں اور اپنا point of view ان پر ڈالتی ہیں۔

حضورانور نے فرمایا: یہ تو نہیں ہے۔ان سے کہو، جو ٹیچر ڈھکا ہوا لباس پہنتی ہیں وہ بھی اُن کو دباؤ میں لاتی ہیں جو کلاس روم سے نکل کے mini skirt پہن لیتی ہیں۔تو باقی لباس میں یہ دلیل کیوں نہیں ہے؟ یہ صرف نفس کے بہانے ہیں۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 25 فروری 2013ء صفحہ 13)

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 16 دسمبر 2012ء کو جرمنی میں داعیان الی اللہ جرمنی کے ساتھ میٹنگ میں پردہ کے حوالہ سے اٹھائے جانے والے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

اب رہ گئی بات کہ اسلام اس سوسائٹی میں integrate نہیں ہوسکتا۔اس حوالہ سے کیا کیا

اعتراضات ہیں۔اس میں عورتوں کا پردہ ہے۔عورتوں کی free interaction ہے۔ اوراس طرح کے بہت سارے سوال اُٹھتے ہیں۔ مثلاً عورتیں مردوں کے ساتھ نمازوں میں کیوں نہیں اکٹھی ہوتیں؟

حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مجھ سے یوکے کے ایک politician جو شاید وہاں کی کسی پارٹی کے چیئرمین بھی ہیں، نے پوچھا تھا کہ کیا کبھی ایسا زمانہ آئے گا کہ جب عورتیں اور مرد ایک ہال میں عبادت کرسکیں گے؟ اس نے اپنی طرف سے بڑا سوال کیا تھا کہ کیا اسلام اتنا advance ہوجائے گا۔ میں نے اُسے کہا کہ تم بات کررہے ہو کہ مستقبل میں یہ زمانہ آئے گا؟ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ زمانہ تو پہلے سے تھا۔ احادیث میں ملتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں عورت اور مرد ایک ہی جگہ پر نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ آگے مرد اور پیچھے عورتیں ہوتی تھیں۔اس لئے یہ کہنا کہ کیا ایسا زمانہ آئے گا یہ تو کوئی سوال نہیں۔ یہ زمانہ تو آچکا ہے اور یہ تجربہ ہو چکا ہے۔اب تو عورتوں نے اپنی سہولت کے لئے کہ ان کو اُٹھنے بیٹھنے میں زیادہ سہولت اور آزادی ہو کیونکہ حیاء ہر شخص کے ایمان کا حصہ ہے اور عورت کے ایمان کا بھی حصہ ہے۔اس لئے حیاء کی وجہ سے عورتوں نے خود چاہا کہ بجائے اس کے کہ ہم ایک ہی ہال میں مَردوں کے ساتھ بیٹھیں انہوں نے علیحدہ جگہ بنالی۔ کیونکہ نمازوں کے مختلف postures ہوتے ہیں۔ان postures میں بعض دفعہ کپڑا اُٹھ جاتا ہے، بعض اوقات انسان عبادت میں اتنا involve ہوجاتا ہے کہ صحیح طرح خیال نہیں رکھا جاسکتا۔ یا ویسے بھی بعضوں نے مختلف قسم کے لباس پہنے ہوتے ہیں جن میں ان کو آسانی محسوس نہیں ہوتی۔اوراپنا آپ comfortable feel نہیں کررہی ہوتیں۔اس لئے عورتوں نے خود اپنا ہال علیحدہ کردیا ہے۔ جہاں تک ساتھ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کا سوال ہے تو یاد رکھنا چاہئے کہ نماز ایک عبادت ہے۔اوراگر نمازیں ساتھ پڑھیں گے تو اسی فیصد لوگ نماز میں اللہ کی طرف توجہ دینے کی بجائے عورت کی طرف توجہ دیں گے۔ یا اگر عورت آگے کھڑی ہوگی تو پھر بھی توجہ قائم نہیں رہے گی۔ تو عبادت کو عبادت رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا کہ عورتیں مرد ایک جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں، لیکن مرد آگے اور عورتیں پیچھے ہوں۔اوراب آسانی کی خاطر عورتوں نے اپنا ہال علیحدہ کرلیا ہے۔

تو میں نے اسی سیاستدان سے سوال کیا کہ تم خود بتاؤ کہ تم لوگوں میں سے کتنے حیادار ہوں گے۔تو کہنے لگا کہ مجھے آپ کی بات سمجھ آ گئی ہے اور ہنس پڑا اور اس کے بعد اس نے کئی جگہ مجلسوں میں quote کیا کہ میں نے یہ سوال پوچھا تھا کہ کیا اتنا ایڈوانس زمانہ آئے گا کہ عورت مرد مسجد میں ایک جگہ اکٹھے ہوں گے تو مجھے جواب ملا کہ ایسا زمانہ آ کر جا چکا ہے۔تو اس طرح کے مختلف issues اُٹھتے رہتے ہیں اور اُٹھ سکتے ہیں۔''

(بحوالہ الفضل انٹر نیشنل 25 فروری 2013ء صفحہ 14)

پردہ ایک احمدی عورت کا اہم وصف ہے

دورہ امریکہ 2013ء میں حضور انور نے واقفات نو کو پردہ کے حوالہ سے جوابات دیتے ہوئے فرمایا:

سوال: ایک بچی نے سوال کیا کہ واقفات نو بچیوں کی سب سے اہم کوالٹی کیا ہونی چاہیے؟

جواب: اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: نیک اور متقی بنیں، خدا کا خوف رکھنے والی ہوں۔ پانچوں نمازیں ادا کرنے والی ہوں، قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی ہوں۔قرآن کریم کا ترجمہ پڑھیں اور پھر اس کی تفسیر پڑھنے والی ہوں، قرآن کریم کی سچی تعلیمات کو سیکھنے والی اور پھر اس پر عمل کرنے والی ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ اپنے آپ کو اس طرح تیار کریں کہ سچی تعلیمات پر خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی بتا سکیں۔ دوسروں کے لئے اپنا بہترین اور مثالی نمونہ پیش کریں۔

حضور انور نے فرمایا: قرآن کریم کی سچی تعلیمات میں سے ایک یہ ہے کہ عورت حیادار اور باپردہ ہو۔ آپ پردہ کرنے والی ہوں اور سوسائٹی کے بد اثرات سے اپنے آپ کو بچانے والی ہوں۔ پس آپ خود ایک اعلیٰ مثال اور نمونہ بنیں تا کہ دوسری لڑکیاں آپ کو Follow کر سکیں۔ لیکن اگر آپ نے پردہ چھوڑ دیا، آپ کا لباس ٹھیک نہ ہوا، آپ فیشن میں جا پڑیں، مکس گیدرنگ (Mix Gathering) میں شامل ہوئیں اور کوئی خیال نہ رکھا، مردوں سے لڑکوں سے کالج،

یونیورسٹی میں کھلا میل جول رکھا تو پھر آپ کے محفوظ رہنے کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔

ایک بچی کے سوال پر حضور انور نے فرمایا کہ ایسی جگہ Job نہ کرو جہاں کم ازکم جو پردہ ہے وہ نہ کرسکو۔ سوائے اس کے کہ کوئی بھوکا مر رہا ہو اور کوئی دوسرا ذریعہ بھی نہ ہو تو پھر بھوک میں تو سؤر کھانا بھی جائز ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہاں پردہ وغیرہ حجاب کے معاملہ میں کوئی زیادہ سختی بھی نہیں ہے۔ لیکن یورپ میں دوسرے ملکوں کی نسبت زیادہ سختی ہے۔ آپ کا کم ازکم پردہ یہ ہے کہ بال ڈھکے ہونے چاہئیں اور نیچے ٹھوڑی والا حصّہ ڈھکا ہونا چاہیے۔ ہاں اگر میک اپ کرنا ہے تو پھر اپنا منہ بھی ڈھانکو۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 31 مئی 2013ء صفحہ 13)

اسکولوں میں لڑکوں سے دوستیاں نہ کریں

سوال: ایک بچی نے سوال کیا کہ بہت سے کالجز میں ''احمدیہ سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن'' ہیں اور احمدی لڑکیوں کو خدام طلباء سے واسطہ پڑتا ہے تو وہ کیسے پردہ کی شرائط کو قائم رکھیں؟

جواب: اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر وہ کالج میں حجاب ایسے ہی لیتی ہیں جیسے کہ اب اس وقت پہنا ہوا ہے۔ یہ پردہ کا کم تر معیار ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو کالجز میں احمدی اور غیر احمدی طلباء کے ساتھ ایک ہی طریق سے واسطہ رکھنا چاہئے اور آپ کو صرف پڑھائی کے متعلق واسطہ رکھنا چاہئے۔ دوستیاں نہیں بنانی اور طلباء کے ساتھ کیفے ٹیریا (Cafeteria) میں وقت نہ گزاریں۔ آپ ان طلباء سے پڑھائی کے حوالہ سے، اپنے مضمون کے حوالہ سے سوال پوچھ سکتی ہیں یا اگر کسی طالبعلم کو پڑھائی کے حوالہ سے آپ کی مدد کی ضرورت ہو تو آپ اس کی مدد کرسکتی ہیں۔ ہمیشہ ان سے طلباء کی حیثیت سے بات کرو نہ کہ دوست کی حیثیت سے۔

کیا حجاب لینے والی بچیوں پر ظلم ہوتا ہے

سوال: ایک طالبہ علم نے سوال کیا کہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ احمدی بچیاں جو حجاب لیتی ہیں مظلوم ہیں تو ہم کیسے اس کا جواب دیں؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ آپ کو کسی نے حجاب لینے پر مجبور کیا ہے؟ تو اس پر اُس بچی نے عرض کیا کہ نہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو لوگوں کو سمجھانا چاہئے کہ آپ حجاب کیوں لیتی ہیں۔ حضور انور نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ اگر آپ حجاب لیتے وقت پریشان لگیں گی تو پھر آپ مظلوم ہی لگیں گی۔ آپ خوش رہیں اور حجاب لیتے وقت مزید خوشی دکھائیں۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 14 جون 2013ء)

غیروں کو پردہ کا فلسفہ سمجھانے کا طریق

19 مئی 2013ء بروز اتوار یونیورسٹیز، کالجز اور سکول کے طلباء کی حضور انور کے ساتھ نشست میں حضور انور نے پردہ کی فلاسفی کے بارے میں جو جواب دیا وہ مندرجہ ذیل ہے:

سوال: ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ نقاب اور پردہ کا تصور غیروں کو کس طرح سمجھایا جائے جب کہ ان کے نزدیک یہ زبردستی کی تعلیم ہے؟

اس پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر ایک عورت ایک سٹیج پر پہنچ کر کہے کہ اس کی نیچر اس کو بتا رہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو پردہ میں رکھے تو پھر زبردستی کس طرح ہوئی؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: نکاح اور پردے کا فلسفہ کیا ہے؟ حیاء (modesty) آج کی بات نہیں ہے بلکہ یہ عورت میں ہمیشہ سے ہے۔ مَیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کی مثال دیتا ہوں کہ جب وہ کنویں یا پانی کے چشمہ پر گئے تو دیکھا کہ بکریاں چرانے والے اپنے ریوڑ لے کر آئے تھے اور انکو پانی پلا رہے تھے۔ دو لڑکیاں اپنی بکریوں اور بھیڑوں کے

ساتھ ایک کنارہ پر بیٹھی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تم کیوں علیحدہ بیٹھی ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جب یہ مرد پانی پلا لیں گے تب ہم جائیں گی۔ تو وہ ایک حجاب تھا جس کی وجہ سے وہ ان میں مکس اپ (mix up) نہیں ہونا چاہتی تھیں۔ تو یہ ان کی نیچر تھی۔ ان کو کسی نے پڑھایا نہیں تھا یا ان کی کوئی مذہبی تعلیم نہیں تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا اور وہ واپس چلی گئیں۔ اس کے بعد ان میں سے ایک واپس آئی۔ اس کے بارے میں قرآنِ شریف میں لکھا ہے کہ وہ حیاء سے شرماتی ہوئی واپس آئی۔ اور اس نے کہا کہ میرا باپ بلا رہا ہے۔ تو اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ چلے گئے۔ باپ سے باتیں ہوئیں۔ اس گھر میں رہنے کے لئے بھی justify کرنا تھا کہ نوجوان آدمی کو نوجوان لڑکیوں کے ساتھ نہیں رہنا چاہئے۔ باپ نے کہا کہ ایک بچی سے شادی کر لو۔ تو یہ جو حیاء کا concept ہے یہ ہر جگہ موجود ہے اور اسی کو قائم رکھنا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے: اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَان کہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔ اور اس حیاء کو سامنے رکھو گے تو دوسروں سے بچ کر رہو گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: باقی رہ گیا یہ کہ ہمارے پاس اس کا کیا جواز ہے؟۔ تو جو عورت، لڑکی خود کہتی ہے کہ میں نے پردہ کرنا ہے اور وہ سکارف اوڑھتی ہو اور تم اس کا نقاب by law اٹھا دو تو اس کو کس طرح justify کرو گے؟ وہاں کیوں لاء (Law) اس کو پابند کرتا ہے؟ اگر میں کہتا ہوں کہ میں نے یہ اچکن پہننی ہے، یا پگڑی باندھنی ہے، تو نیا یہ لاء (Law) آجائے کہ نہیں تم پگڑی نہیں پہن سکتے تو وہ لاء (Law) کہاں سے justify ہوتا ہے؟ اس لئے جو عورت خود کہتی ہے کہ میں نے پردہ کرنا ہے اس کو پردہ کرنے دو۔ حیاء اس کا حصہ ہونا چاہئے۔ ایک دیندار عورت کی identity ہونی چاہئے۔ یہی اسلام کہتا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: عورت کی اگر یہ حیاء نہ ہو، پردہ نہ ہو اور mixing ہو تو بے حیائی پھیلتی چلی جائے گی۔ جس طرح اس سوسائٹی میں پھیل رہی ہے۔ یہاں شادیاں ہوتی ہیں۔ شادیوں کے بعد اسی پردہ نہ ہونے کی وجہ سے، حیاء نہ ہونے کی وجہ سے اور mix up کی وجہ سے 65 فیصد شادیاں ٹوٹ جاتی

ہیں۔عورتیں دوستیوں میں involve ہو جاتی ہیں۔ ان کا اعتبار کوئی نہیں رہتا۔تو اسی چیز کو روکنے کے لئے اسلام نے کہا ہے کہ حیاء کو قائم رکھو اور اپنے گھروں کو سنبھالو۔عورت کا کام ہے کہ گھر میں بچے کی ایسی تربیت کرے کہ وہ سوسائٹی کو، اپنے ملک کو اور اپنی نیشن کو ایک valuable product دے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ نقاب کیوں رکھا جائے تو یہ سوال بھی اٹھتا ہے کہ ان کا نقاب کیوں زبردستی اتارا جائے؟ بعض ملکوں میں لاء (Law) پاس ہوا ہے تو اس کا کیا جواز ہے؟ فرانس نے لاء (Law) پاس کیا ہے کہ لڑکی نے حجاب نہیں پہننا۔حجاب کے ساتھ لڑکیاں Public Places میں نہیں جا سکتیں۔تو یہ بھی تو فورس (Force) استعمال ہو رہی ہے۔ ہر ایک مسلمان کو کھلا اختیار ہونا چاہئے۔ پاکستان جاؤ تو وہاں 75 فیصد عورتیں دیہاتوں میں رہتی ہیں۔ اور ان میں سے 75 فیصد ایسی ہیں جو نہ نقاب اوڑھتی ہیں نہ پردہ کرتی ہیں۔ایک دوپٹہ سر پر لیا ہوتا ہے جو ان کے لباس کا حصہ ہے۔وہاں کوئی زبردستی تو نہیں ہو رہی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: انہوں نے ہر ایک چیز کو مسئلہ بنا دیا ہوا ہے۔ یہ بھی دجال کی چال ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے پردہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اللہ نے پردہ کی ایک وجہ یہ بھی رکھی ہوئی ہے کہ مسلمان عورت کی ایک پہچان ہو جائے تا کہ اس کو لوگ نہ چھیڑیں۔اگر اچھا لباس ہو، پردہ کرتی ہوں اور حیاء سے کام لیتی ہوں تو چند ایک اوباش اور چھیڑ چھاڑ کرنے والے، hooting کرنے والے street boys کے علاوہ لوگ ایسی لڑکیوں کا بڑا ادب کرتے ہیں۔

(بحوالہ الفضل 2 اگست 2013ء صفحہ 14)

کیا بے پردہ صدر لجنہ بن سکتی ہے

دورہ سنگاپور میں لجنہ کی نیشنل عاملہ کے ساتھ حضور انور کی میٹنگ کے دوران ایک سوال یہ کیا گیا کہ کیا ایسی عورت جو پردہ نہیں کرتی صدر حلقہ منتخب ہو سکتی ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسی عورت جو پردہ نہیں

کرتی صدر حلقہ منتخب نہیں ہوسکتی۔ حضور انور نے فرمایا: جو بھی خواتین جماعتی عہدیدار ہیں ان کا معیار اور کردار اعلیٰ اور مثالی ہونا چاہئے وہ دوسری خواتین کے لئے ایک نمونہ ہوں۔

ایک سوال یہ کیا گیا کہ کیا خواتین Abaya یعنی ایسا لمبا کھلا گاؤن پہن سکتی ہیں جس پر چمکدار چیزیں لگی ہوں جو دوسروں کو متوجہ کرتی ہوں۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا جو پردہ ہے وہ پردہ ہی رہنا چاہئے یعنی ایسا لباس نہ ہو کہ دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرے۔ سادہ لباس ہونا چاہئے۔ پردہ کی خاطر جو گاؤن استعمال کیا جارہا ہے وہ بھی Attractive نہیں ہونا چاہئے۔ اصل چیز نیّت ہے اور وہ پردہ کی ہی نیّت ہونی چاہئے نہ کہ کسی دکھاوے اور خوبصورتی کی۔

(الفضل 18 اکتوبر 2013ء صفحہ 11)

غیر مردوں سے ہاتھ ملانے سے اجتناب کریں

یوکے لجنہ کے رفریشر کورس 2014ء کے دوران حضور انور ایدہ اللہ سے ایک بہن نے سوال کیا کہ اس ملک میں سکول یا کسی کام وغیرہ کی غرض سے باہر جائیں تو مرد وخواتین کا ہاتھ ملانے کا رواج ہے جس سے دشواری محسوس ہوتی ہے۔ حضور راہنمائی فرمائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: عام طور پر مرد ہاتھ آگے نہیں کرتے۔ ہاتھ ملانا ضروری نہیں۔ لیکن ضروری ہے کہ آپ طریقے سے سمجھائیں کہ یہ ہماری مذہبی روایات میں سے ہے کہ عورتیں مَردوں سے ہاتھ نہیں ملاتیں۔ یہاں پر اکثر لوگ آپ کی مذہبی روایات کا احترام کرتے ہیں۔ اگر کبھی کوئی مجبوری کی صورت ہو اور ہاتھ ملانا پڑے تو آرام سے سمجھائیں، اگر آپ درشتی سے کہیں گی تو ظاہر ہے وہ برا منائیں گے۔ حضور نے فرمایا لجنہ کو چاہئے کہ وہ اپنے مردوں کی بھی اصلاح کریں کہ وہ خود بھی عورتوں سے ہاتھ ملانے سے اجتناب کریں۔

(الفضل 25 اپریل 2014ء صفحہ 12)

کیا پردہ احمدیوں سے کرنا چاہیے

سوال: ایک واقفۂ نَو نے عرض کیا کہ میرا دوسرا سوال پردہ کے حوالہ سے ہے کہ بعض عورتوں سے جب کہا جائے کہ پردہ کریں تو کہتے ہیں کہ یہاں کوئی احمدی نہیں ہے۔ اس لئے پردہ کی ضرورت نہیں ہے۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کیا پردہ صرف احمدیوں سے ہی کرنا ہے؟ ان سے کہیں کہ یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ صرف احمدیوں سے ہی پردہ کرو۔ بلکہ جب پردہ کا حکم آیا ہے اس سے پہلے ایک یہودی نے ایک مسلمان عورت کے ساتھ بڑی غلط حرکت کی تھی کہ اُس کی چادر وغیرہ کھینچنے کی کوشش کی۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ نے پردہ کا حکم دینا ہی تھا لیکن یہ بھی ایک وجہ بن گئی۔ تو یہ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ تم نے صرف احمدیوں سے ہی پردہ کرنا ہے۔ کیا خطرہ صرف احمدیوں سے ہی ہے؟ غیر احمدیوں سے کوئی خطرہ نہیں ہے؟ قرآن کریم میں کہیں نہیں لکھا کہ تم نے صرف مسلمانوں سے ہی پردہ کرنا ہے۔ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ اپنی چادر کو اپنے سر پر ڈالو اور اپنی اوڑھنیوں سے اپنے سینے ڈھانپو۔ اس لئے اگر وہ ایسا کہتی ہیں تو غلط کہتی ہیں۔ وہ اپنی نئی شریعتیں پھیلا رہی ہیں۔ آپ لوگ واقفاتِ نَو اسی لئے ہیں کہ ایسی عورتوں سے کہیں کہ اپنی بدعات نہ پیدا کرو اور اپنی اپنی شریعتیں نہ پھیلاؤ۔ آپ نے ان لوگوں کی اصلاح کرنی ہے۔ اس وقت میرے سامنے 230 واقفاتِ نَو جو بیٹھی ہیں اگر یہ ساری اصلاح کے لئے کھڑی ہو جائیں تو خود ہی لوگوں کے دماغ ٹھیک ہو جائیں گے۔

پردہ کے بغیر نوکری کرنے کے بارے میں ہدایت

ایک اور واقفۂ نَو نے پردہ کے حوالہ سے سوال کیا کہ جب ہم کسی جاب کے لئے اپلائی کرتے ہیں تو اکثر پہلی شرط ہی یہ رکھی ہوتی ہے کہ اگر آپ سکارف لیتے ہیں تو آپ یہ جاب نہیں کر سکتے۔ تو اس حوالہ سے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ یہ دیکھ لیں کہ آپ نے جو دین کو دنیا پر مقدّم رکھنے کا عہد کیا ہے اُس کو پورا کرنا ہے یا نہیں کرنا؟ یہ سوال اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ کیا حجاب ضروری ہے؟ اگر بھوکی مر رہی ہیں پھر تو سؤر کھانے کی بھی اجازت ہے۔ اگر تو بھوکے نہیں مر رہے اور گزارا ہو رہا ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ صرف حجاب کرنے کیلئے آپ اپنے پردے چھوڑ دیں ہاں اگر کوئی بھوکا مر رہا ہے اور گزارا ہو ہی نہیں رہا اور کوئی دوسری صورت نہیں ہے تو پھر ٹھیک ہے وقتی طور پر حجاب کے وقت پردہ اتار لیا لیکن وہاں سے نکلتے ہی فوری طور پر پردہ ہونا چاہئے۔ یا بعض پروفیشن ہیں، سائنٹسٹس ہیں یا ڈاکٹرز ہیں ان کا ایک اپنا لباس ہوتا ہے جو انہیں پہننا پڑتا ہے۔ وہ مجبوری ہے۔ وہاں تو برقعے پہن کر نہیں جا سکتیں۔ لیبارٹری ہے یا آپریشن تھیٹر ہے اس میں وہ خاص لباس پہن لیں لیکن اسکے بعد پھر پردہ ہونا چاہئے۔

(بحوالہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 9 تا 16 جون 2017ء)

واقفات کے پردہ کا معیار

پردہ کے بارے میں واقفات نو بچیوں کو ہدایت دیتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

''جو بڑی لڑکیاں ہو گئی ہیں ان کے سر پہ اسکارف یا حجاب یا دوپٹہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ تمہارا نمونہ جو ہے وہ باقیوں کے کام آئے گا۔ تم لوگ ایک کریم ہو جماعت کی بچیوں کی، اور کریم جو ہوتو اس لئے اپنا وہ مقام بھی یاد رکھو۔ تمہارا اپنا ایک Status ہے اس کو یاد رکھو اور ہمیشہ اس کی حفاظت کرو۔ ہر احمدی بچی کا اپنا ایک تقدس ہے ایک Sanctity ہے اس کا خیال رکھنا چاہئے۔ لیکن واقف نو بچی جو ہے اس کو اپنا سب سے زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔ بچیاں جو جوانی کی عمر کو پہنچ گئیں ہیں وہ کوٹ پہنتی ہیں پردے کے لئے، کوٹ ایسا ہو جو جسم کے ساتھ چپکا نہ ہو بلکہ تھوڑا سا ڈھیلا ہونا چاہئے۔ بازو اس کے یہاں ہاتھ تک ہوں تب پتہ لگے گا کہ تم مختلف ہو دوسروں سے۔ ان سب باتوں کا ہمیشہ خیال رکھو''۔

(بر موقع واقفات نو کلاس بمقام فرینکفرٹ 20/اگست 2008ء الفضل انٹرنیشنل 30/جولائی 2010ء)

ناصرات کو حجاب کی طرف مائل کریں

’’فرمایا کہ امریکہ میں مَیں نے ذکر کیا تھا کہ کس طرح 12 سال کی لڑکیوں کو حجاب کی طرف مائل کریں۔ مَیں نے انہیں بتایا تھا کہ بچے کی تربیت تو اس کی پیدائش سے شروع ہو جاتی ہے۔ پیدائش کے بعد کانوں میں اذان دی جاتی ہے۔ پھر تین سال کی عمر سے بچے کو ایسا لباس پہنائیں کہ احساس ہو کہ ڈھکا ہوا لباس ہے۔ تو پھر یہی لباس عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ آگے چلے گا۔ اور بچیاں بڑی عمر میں جا کر بھی ایسا ہی لباس پہنیں گی جو سارے جسم کو ڈھانپ رہا ہوگا۔ کیونکہ بچپن سے اس کی عادت آپ نے ڈالی ہوگی۔ لیکن اگر چھوٹی عمر میں ایسا لباس پہنایا ہے جس سے جسم ڈھکا ہوا نہیں ہے اور پھر بعد میں بھی بچی اسی طرح کا لباس پہنتی رہے گی جس سے جسم پوری طرح ڈھکا ہوا نہیں ہوگا تو پھر 12-11 سال کی عمر میں کہے گی کہ یہی میرا لباس ہے۔‘‘

(دورہ جرمنی دسمبر 2009ء لجنہ کو ہدایات الفضل انٹرنیشنل 29/جنوری 2010)

پردہ کے متعلق متفرق اعتراضات اور اُن کے جوابات

اعتراض: اسلامی شریعت میں اخلاق و روحانیت کو بلند کرنے کے ذرائع نہیں ہیں اس لئے عورت ذات کو چھپا دیا جو لغزشوں کا باعث ہوسکتی تھی۔

جواب: پردہ کے مخالفین کا ایک بڑا اعتراض یہ ہے کہ اسلامی شریعت میں انسان کے اخلاق اور روحانیت کو بلند کرنے کے ذرائع نہ تھے اس لئے اس نے عورت کی ذات ہی کو چھپا دیا جو ایسی لغزشوں کا باعث ہوسکتی تھی۔ نہ وہ مردوں کے سامنے آئے اور نہ اسلامی اصولوں کی کمزوریاں ظاہر ہوں۔

اس میں کوئی شک نہیں بظاہر یہ اعتراض بہت وزنی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگر یہ ثابت ہوجائے کہ اسلام کے قوانین دربارہ خواہش نفسانی کے صرف ایک پردہ ہی ہے اور تہذیب اور اصلاحِ نفس کا اس نے اور کوئی طریق اور ذریعہ تجویز نہیں کیا تو پھر اس سے کون انکار کرسکتا ہے کہ یقیناً ہمیں اس کے ناقص ہونے کا اقرار کر لینا چاہیے اور سمجھ لینا چاہیے کہ اسلامی شریعت کامل نہیں کیونکہ اصلاح نفس کے دوسرے قوانین کو نظر انداز کرتے ہوئے محض پردہ کا حکم ایک غیر کامل چیز ہے۔ نا صرف ناقص اور نیکی کے احساس پیدا کرنے کے ناقابل شئے ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ بعض اوقات نیکی پیدا کرنے کی بجائے بدی کے پیدا کرنے کا ایک محرک بن جائے۔ اگر یہ ثابت ہوجائے کہ بدی کے محرکات روکنے والے دوسرے اصولوں کے بغیر اسلامی شریعت میں صرف پردہ پوشی کا ہی حکم ہے تو بس تو پھر یہ چیز شریعت اسلامی کے ناقص ہونے کا اعلان ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ یہ سوال اسلام سے صرف ناواقفیت کے وجہ سے پیدا ہوا ہے یا پھر ایسا اعتراض کرنے والے واقف تو خوب تھے اور انہیں خوب علم تھا کہ تربیت نفس کے تمام سامانوں کو بیان کر دینے کے بعد آخری احتیاط کے طور پر اسلام نے پردہ کا حکم دیا ہے۔ لیکن دنیا کو دھوکہ دینے اور اسلام سے متنفر کرنے کے لئے دیدہ

دانستہ انہوں نے اسے چھپایا۔ اور اسلام پر ایسا اعتراض کیا جو حقیقتاً اس پر نہیں پڑتا تھا اگر ایسے لوگوں میں تعصب اور بددیانتی نہ ہوتی اور وہ اسلام کی اخلاقی اور روحانی تعلیم پر غور کرتے اور وہ دیانت داری سے پڑھتے کہ اسلام کے بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرما کر بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ اپنے آنے کی بعثت کا مدعا لوگوں کی اصلاح اور تکمیل روحانیت قرار دیا ہے۔ تو ایسا اعتراض کرنے کے بجائے وہ دنیا کو بتاتے کہ اس مذہب نے پاکیزگی، راستی، نیکی، بھلائی، تقویٰ طہارت کے حاصل کرنے اور انسان کو گندگیوں، برائیوں، خرابیوں اور گناہوں سے بچانے کے لئے اتنے علمی اور عملی طریق پیش کئے ہیں جن کا کوئی دوسرا مذہب مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اور اخلاقیات کا مسئلہ اس بہتر طریق پر سلجھایا ہے کہ دنیا میں کسی قوم یا فرد کی اجتماعی یا انفرادی کوششیں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔

اسلام کے فلسفہ اخلاق کا مضمون ایک جداگانہ حیثیت رکھتا ہے ورنہ ہم آپ کو تفصیل سے بتاتے کہ کس طرح یہی وہ مذہب اور ضابطہ شریعت ہے جس نے انسان کے طبعی جذبات اور اخلاقی حالتوں میں ایک معنوی امتیاز قائم کر کے ان کے استعمال کا موقع محل ہی نہیں بتایا بلکہ ان کے استعمال وسائل اور انہیں کمال تک پہنچانے کے لئے خود ہی ذرائع بیان کردئے ہیں۔ وہ اسلام ہی کا ضابطہ اخلاق ہے جس نے اخلاق میں علت ومعلول کے اصل کو پیش کر کے نیکیوں اور بدیوں کے مدارج بیان کئے اور اس طرح لوگوں کو بتایا کہ کس نیکی سے کون سی نیکی پیدا ہوسکتی ہے اور کس برائی کے پیدا کرنے والی کون سی بدی ہے۔ تمام کا تمام قرآن تقویٰ کی تعلیم سے بھرا پڑا ہے۔ اور اس کے تمام احکامات ومحرمات اسی ایک شرط سے مشروط ہیں۔ اس کے نازل کرنے والے نے یہ غلط طریق اختیار نہیں کیا کہ چند ظاہری قواعد اور بیرونی پابندیوں پر ہی تمام انحصار کیا ہو جیسا کہ اعتراض کیا گیا ہے بلکہ اس نے انسانی فطرت کے تمام شعبوں پر غور کر کے وہ تمام احکامات اور تجاویز مرتب کیں جو نفسانی جذبات اور حیوانی خواہشات کو مہذب بنانے والی تھیں اور بہت سے طریق حقیقی نیکی، تقدس اور پاکیزگی حاصل کرنے کے بتلائے۔

قدیم اور موجودہ دنیا کے تمام مذاہب پر اسلام ہی کو وہ تفوّق حاصل ہے کہ ایک طرف وہ

پاکیزگی اوراعلیٰ مدارج سے بھی بڑھنے کی تلقین کرتا ہے اور پھرایسے راستوں کی راہبری بھی اس کی طرف کرتا ہے جس پر چل کر انسان یقینی طور پر اپنے مقصود کو پاسکتا ہے اور حقیقی پاکیزگی اسے حاصل ہوسکتی ہے۔

غرض اسلام پر یہ اعتراض کرنا بالکل غلط ہے کہ اس کے قوانین واحکامات تہذیب ونفس کے فرض کوسرانجام دینے سے قاصر ہیں۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ اسلام نے جذبات انسانی کومہذب بنانے کے تمام اصول بیان کرنے کے بعد جن کی موٹی تقسیم کا شمار سات سوتک پہنچتا ہے۔انسانی کمزوریوں پر رحم کھاتے ہوئے پردہ کا بھی حکم دیا کہ اگر وہ کسی وقت نفس امارہ کا مغلوب ہوبھی جائے تو عورت کے پردہ کے باعث محفوظ رہے۔پس اسلام پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا۔

پردہ قید ہے؟

لبرل/سیکولرز کی طرف سے عورت کے پردہ کی مخالفت میں مختلف باتیں پڑھنے سننے کوملتی رہتی ہیں ، کئی جگہ یہ پڑھنے کو ملا کہ مولویوں نے عورتوں کو قید میں رکھا ہوا ہے انکو کسی قسم کی آزادی نہیں۔ان حضرات سے یہ پوچھنا چاہیے کہ قید کہتے کس کو ہیں؟

ہم بتاتے ہیں قید حبس یعنی طبیعت کے خلاف قید کو کہتے ہیں اور جو حبس خلاف طبع نہ ہواس کو قید ہرگزنہ کہیں گے۔مثلاً باتھ روم میں آدمی اپنی مرضی سے پردہ کرکے بیٹھتا ھے، اگر ہر حبس/ پردہ قید ہے تواسے بھی کہنا چاہیے کہ آج ہم بھی اتنی دیرقید میں رہے۔اس کوکوئی قید نہیں کہتا کیونکہ حبس طبعی ہے۔

ہاں اگر باتھ روم میں کسی کو بلاضرورت بند کردیا جائے اور باہر سے تالا لگا کر ایک پہرہ دار کھڑا کر دیا جائے اوراس سے کہہ دیا جائے کہ خبردار یہ آدمی یہاں سے نہ نکلنے پائے تو اس صورت میں بے شک یہ حبس خلاف طبع ہوگا اوراس کوضرور قید کہیں گے اوراس صورت میں بند کرنے والے پر حبس بیجا کا مقدمہ قائم ہوسکتا ہے۔پس ثابت ہوا کہ ہرحبس کوقید نہیں بلکہ حبس خلاف طبع کوقید کہتے ہیں۔۔

اعتراض کرنے والوں کو پہلے اس کی تحقیق کرنے کی ضرورت ہے کہ مسلمان عورتیں جو پردے میں رہتی ہیں۔وہ ان کی طبیعت کے موافق ہے یا خلاف؟حبس طبع ہے یا خلاف طبع ؟اس کے بعد انکو ایسا کہنے کا حق ہے۔

سب جانتے ہیں کہ پردہ مسلمان عورتوں کے لئے خلاف طبع نہیں ہے، کیونکہ مسلمان عورتوں کے لئے حیاء امر طبعی ہے، لہذٰا پردہ جس طبع ہوااور اس کو قید کہنا غلط ہے، بلکہ اگر ان کو بے پردہ رہنے پر مجبور کیا جائے، انکے حجاب پر پابندی لگادی جائے جیسے آزادی کے چیمپین اپنے ممالک میں لگارہے ہیں' یہ خلاف طبع بات ہوگی۔قید اس کو کہنا چاہیے۔ ہمارے ان ترقی پسندوں کے لئے ایسا کہنا نقصان دہ ہے۔اس حبس/ پابندی کے خلاف دو جملے بولنے سے بھی ان روشن خیالوں کی زبانوں پر چھالے نکل آتے ہیں۔

پردہ ترقی میں رکاوٹ ہے

آج ایک بہت بڑااعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ پردہ ترقی میں رکاوٹ ہے۔کہا یہ جاتا ہے کہ اگر پردہ نہ ہوتا تو مسلمان بہت زیادہ ترقی کرتے۔

ایک دفعہ یہی سوال کسی نے پوچھا تو اس سے یہ پوچھا کہ اچھا پھر یہ بتاؤ کہ وہ تمام اقوام جو کہ پردہ نہیں کرتیں کیا وہ سب ہی ترقی یافتہ ممالک ہیں۔ہونا تو پھر یہی چاہئے کہ اگر یہ پردہ ترقی میں رکاوٹ ہے،تو جو اقوام پردہ نہیں کرتیں وہ ترقی یافتہ ہونی چاہئیں جبکہ ایسا نہیں.گنتی کی وہ اقوام ہیں جو ترقی پر ہیں سب بے پردہ قومیں نہیں ہیں،تو پتہ چلا کہ بات یہ نہیں کہ پردہ کرنے سے ترقی میں رکاوٹ ہے.بلکہ یہ تو کچھ الگ معاملات ہیں۔

آج ہم ترقی کسے کہتے ہیں؟

کیا عورت کا گھر سے بے لباس ہو کر نکلنا یہ ترقی ہے؟؟؟

ترقی کو اگر ہم نے سیکھنا ہے تو وہ نبی علیہ السلام کی زبان مبارک سے سیکھیں۔

تاریخ سے ہمیں یہ بات پتہ چلتی ہے کہ نبی علیہ السلام اور تابعین اور تبع تابعین کا جو دور تھا یہ اسلام کی ترقی کا سب سے بہترین دور تھا۔مسلمانوں کی حکومت اس وقت سب سے زیادہ تھی۔ مسلمانوں کی عزت تھی۔ان کا فیصلہ چلتا تھا۔اب سوال یہ اٹھتا ہے کیا وہ لوگ بے پردہ تھے؟ کیا ھماری صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن بے پردہ تھیں؟

کیا تابعین تبع تابعین کی بیویاں پردہ نہیں کرتی تھیں؟ وہ سب تو پردے والیاں تھیں.بہترین

پردہ کرنے والیاں، اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والیاں، اللہ سے ڈرنے والیاں تھیں ۔اپنی اولاد کی پرورش اپنی گود میں سنت کے مطابق کرنے والیاں تھیں ۔ پتہ چلا کہ جو دور پردے کا تھا وہی دور ایسا تھا جس میں کہ اسلام عروج پر تھا۔

پردہ کے نتیجہ میں عورتیں معاشرہ سے کٹ جاتی ہیں

اس بنیادی اعتراض پر پردے کے سب معترضین کا اتفاق ہے کہ عورتیں معاشرے کا نصف حصّہ ہیں لیکن پردہ نے معاشرے کی اتنی بڑی آبادی کو گوشہ بنا کر رکھ دیا ہے اور اس طرح سے انھیں فکری، تمدنی اور ثقافتی لحاظ سے پیچھے دھکیل کر پسماندہ کردیا ہے، خصوصاً اس اقتصادی دوڑ کے زمانے میں فعال انسانی قوتوں کی ضرورت زیادہ ہے لیکن پردے کی صورت میں اس اقتصادی دوڑ میں عورتوں سے فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا ہے، جبکہ ثقافتی اور سماجی مراکز میں بھی ان کی جگہ اس طرح خالی رہے گی، اس طرح سے عورتیں معاشرے کا غیر پیداواری حصّہ بن کر ایک بوجھ بن جائیں گی۔

لیکن یہ اعتراض کرنے والے چند امور سے بالکل غافل ہیں یا جان بوجھ کر تغافل برتتے ہیں کیونکہ اولاً: کون کہتا ہے کہ اسلامی پردہ عورت کو گوشہ نشین بنا دیتا ہے اور اسے معاشرے کے منظر سے دور پھینک دیتا ہے گزشتہ زمانے میں شاید ضروری تھا کہ اس سلسلے میں ہم استدلال پیش کریں لیکن آج انقلاب اسلامی کے بعد تو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم خود دیکھتے ہیں کہ عورتیں گروہ در گروہ اسلامی پردے کے اندر ہر جگہ موجود ہوتی ہیں، دفتروں، کارخانوں، سیاسی مظاہروں، ریڈیو، ٹیلی ویژن، اسپتال اور مراکز صحت میں خصوصاً جنگ کے زخمیوں کی دیکھ بھال کے لئے اور اسی طرح میدانِ ثقافت میں اور تعلیمی اداروں میں یہاں تک کہ دشمن سے جنگ کے میدان میں ہر کہیں پر عورتیں موجود ہیں۔

خلاصہ یہ کہ یہ کیفیت ان تمام اعتراضات کا دندان شکن جواب ہے ہاں انقلاب سے پہلے اگر ہم "امکان" پر بات کرتے تھے تو آج اس کا "وقوع" اور "موجودگی" ہمارے سامنے ہے اور فلاسفہ نے کہا ہے کہ کسی شے کے امکان کی بہترین دلیل اس کا وقوع ہے اور یہ آج ایسا آشکار ہے کہ محتاج بیان نہیں۔

ثانیاً: کیا گھر کو چلانا، بچوں کی تربیت کر کے انھیں آبرومند بنانا اور ایسے انسان تیار کرنا کہ جو آئندہ اپنے توانا بازوؤں سے معاشرے کے عظیم پہیوں کو چلا سکیں، کوئی کام نہیں؟

جو لوگ عورت کی اس عظیم خدمت کو مثبت شمار نہیں کرتے وہ اس امر سے بے خبر ہیں کہ ایک خاندان ایک صحیح و سالم اور آباد و متحرک معاشرے کی تعمیر میں کیا کردار ادا کرتا ہے۔

وہ خیال کرتے ہیں کہ بس یہی صحیح راستہ ہے کہ ہمارے مرد اور عورتیں مغربی مرد اور عورتوں کی طرح صبح سویرے گھر سے نکلیں بچوں کو پرورش گاہوں کے سپرد کر دیں یا گھر میں چھوڑ کر دروازے بند کر جائیں اور خود دفتر یا کارخانے کی طرف روانہ ہو جائیں اور اُن اَن کھلی کلیوں کو اسی عمر سے قید خانے کا تلخ ذائقہ چکھنے کے لئے چھوڑ جائیں۔

یہ لوگ اس امر سے غافل ہیں کہ یہ عمل بچوں کی شخصیت کو درہم و برہم کر دیتا ہے، اس طرح بے روح انسانی احساسات سے عاری بچے پروان چڑھتے ہیں کہ جو معاشرے کے لئے بوجھ ہی نہیں بلکہ اس کے مستقبل کے لئے خطرہ بھی ہوتے ہیں۔

کیا برقع عورت کو باندھ دیتا ہے؟

دوسرا اعتراض ان کا یہ ہے کہ پردہ ہاتھ پاؤں کو باندھ دینے والا لباس ہے اور بھاگ دوڑ اور کام کاج میں بالخصوص جدید مشینی دور میں ایک بڑی رکاوٹ ہے، ایک عورت آخر اپنی حفاظت کرے، اپنی چادر سنبھالے، بچے کو تھامے یا اپنا کام کاج کرے؟

لیکن یہ اعتراض کرنے والے ایک نکتے سے غافل ہیں اور وہ یہ کہ پردہ ہمیشہ چادر اور برقعے کے معنی میں نہیں ہے بلکہ ایسا لباس جو جسم کو ڈھانپ دے وہی پردہ ہے، اگر چادر سے ہو تو کیا ہی بہتر اور جہاں چادر سے نہ ہو تو مکمل پہناوے پر قناعت ہو جائے گی۔

ہماری کسان اور دیہاتی عورتیں کاشت اور کٹائی کا کام کرتی ہیں، دھان کے کھیتوں میں ان کا کام کچھ زیادہ ہی مشکل ہوتا ہے انھوں نے یہ اہم اور مشکل کام اسلامی پردے کے ساتھ انجام دے کر ان اعتراضات کا جواب دے دیا ہے اور اس امر کی نشاندہی کی ہے کہ ایک دیہاتی عورت اسلامی پردے کے ساتھ بعض اوقات مردوں سے بھی زیادہ اور بہتر کام کرتی ہے اور اس کام میں

اس کا پردہ ہرگز رکاوٹ نہیں بنتا۔

پردہ کے نتیجہ میں مرد زیادہ حریص بن جاتے ہیں؟

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ پردہ عورتوں اور مردوں کے درمیان حائل ہوکر مردوں کو زیادہ حریص بنا دیتا ہے، اس سے ان کے حرص کی آگ بجھنے کے بجائے اور بھڑک اٹھتی ہے کیونکہ

اَلْاِنْسَانُ حَرِیْص عَلٰی یُمْنَعْ

جس چیز سے انسان کو روکا جائے اس پر زیادہ حریص ہوتا ہے۔ بالکل غلط سوال ہے کیا پردہ صرف عورتوں کا ہی ہے مردوں کے لئے بھی تو اسلام نے غضِّ بصر کی تعلیم دی ہے۔

پردے کا حکم دائمی یا وقتی ؟

پردے کا حکم ایک عارضی حکم تھا، مدینہ کے یہودی مسلمانوں کے خلاف سازش کرتے تھے، اُن سے بچنے کے لئے عارضی طور پر دیا گیا تھا۔ کیا بعد کے زمانوں کا اس حکم سے کوئی تعلق نہیں؟

یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے کہ پردے کا حکم ایک عارضی حکم تھا۔ قرآن کریم کے کچھ احکامات ایسے تھے جو مخصوص لوگوں کے لئے تھے، جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد کوئی ازواج مطہرات سے شادی نہ کرے، اس حکم کا تعلق آخری ام المومنین کی وفات کے بعد ختم ہو گیا۔ اسی طرح قرآن کریم کے بعض احکامات ایسے ہیں جو وقت کے تقاضوں کے مطابق چلتے ہیں، جیسے جنگ کے لئے تیاری کرو گھوڑوں سے۔ یہاں گھوڑوں سے مراد اسلحہ اور ذرائع جنگ ہیں نہ کہ جنس گھوڑا۔ آج کے دور میں ہم ٹینک، گولہ بارود سے جنگی تیاری کر کے اس حکم کی پیروی کر رہے ہیں۔ قرآن کریم کی ہر آیت کے نزول کا کچھ نہ کچھ دنیاوی پس منظر ضرور ہے۔ ایسا صرف اس لئے ہے تا کہ لوگوں کو احکامات یاد ہو جائیں، اُن کو پتہ چل جائے کہ اس کا نفاذ کس طرح ہوگا۔ جیسے ایک آیت ہے

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ (سورۃ المجادلہ آیت 2)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر

رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال وجواب سن رہا تھا، بیشک اللہ تعالیٰ سننے دیکھنے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس حکم کا پس منظر یا شان نزول بیان کیا ہے جو اس سے اگلی آیت میں درج ہے۔اس حکم کے بارے میں ہم یوں نہیں کہہ سکتے کہ اگر کوئی عورت اس طرح کی بات پر اعتراض کرے تو ہی نافذ ہوگا۔ یا وہ حکم وقتی حکم تھا کہ قرآن مجید کے مطابق کوئی عورت نبی کریم ﷺ کے پاس گئی، اعتراض کیا اور پھر نبی کریم ﷺ نے حکم صادر فرمایا۔اب نبی کریم ﷺ تو ہیں نہیں لہٰذا یہ حکم کالعدم ہوا۔ایسی بات بالکل نہیں۔ یہ حکم بھی تا قیامت لاگو رہے گا۔اسی طرح پردے کے حوالے سے حکم ہے۔اس کا پس منظر بے شک یہود کی سازشیں تھیں مگر اس کا اطلاق تا قیامت رہے گا۔ اگر موجودہ دور کے حالات دیکھے جائیں تو یہ بھی اسی طرح کے حالات ہیں جیسے نبی کریم ﷺ کے دور میں اس حکم کے نزول کے وقت تھے، آج بھی یہودی میڈیا اور اس کے حامی میڈیا کی کوشش ہے کہ مسلمانوں میں فحاشی پھیلے تو اس پس منظر میں بھی پردے کے حکم کا اطلاق ضروری ہے۔

قرآن کریم کی ایک اور آیت مبارکہ دیکھیں

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ ۚ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا (سورۃ الاحزاب 33)

"نبیؐ کی عورتو (یعنی بیویاں، بیٹیاں اور گھر کی دیگر خواتین)، تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان سے بات نہ کیا کرو کہ دل کی خرابی کا مُبتلا کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے، بلکہ صاف سیدھی بات کرو۔

اگر وقتی حکم کا فتویٰ لگانا ہے تو اس آیت پر بھی لگا دیں جس کی مخاطب صرف نبی کریم ﷺ سے متعلق عورتیں ہیں، اب وہ سب وفات پا چکی ہیں اس لئے شاید آپ آج یہ سوال کر دیں کہ آج کے دور میں خواتین نرم لہجے میں بھی بات کر سکتی ہیں۔اس طرح تو قرآن کریم کی اکثر محکم آیات وقتی قرار پا جائیں گی۔

میں پردہ کیوں کروں...؟

پردہ نہ کرنے کے تیرہ وجوہات کے جوابات

خواتین کو اسلام نے پردہ کا پابند اس لئے کیا ہے کہ ان کی عزت وعفت پر کوئی حرف نہ آئے۔ جس طرح ملک کی اعلیٰ شخصیات کو بلٹ پروف گاڑی اور حفاظتی دستہ دے کر ان کو قید کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ ان کی حفاظت مطلوب ہوتی ہے، اسی طرح ان گراں قدر موتیوں (خواتین) کو پردہ کے حفاظتی قلعہ میں قید نہیں کیا گیا بلکہ ان کی حفاظت کا سامان کیا گیا ہے۔

ان دنوں بعض آزاد خیال عورتیں پروپیگنڈہ سے متأثر ہو کر اسلامی اقدار کو پامال کر رہی ہیں۔ اور پردہ کے خلاف درج ذیل تاویلیں، اعتراضات اور مجبوریاں پیش کرتی ہیں۔ آپ پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ کیا یہ واقعی معقول ہیں...!!

(1) میں ابھی تک پردہ کی قائل نہیں ہوں

ایسی خاتون بتائے، کیا وہ بنیادی طور پر اسلام کی حقانیت کی قائل ہے؟ ظاہر ہے کہ اس کا جواب ہاں میں ہے کیونکہ اس نے کلمہ طیبہ پڑھ کر اللہ کی معبودیت اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور شریعت اسلامیہ کا اقرار کیا ہے۔

ہمارا دوسرا سوال محترمہ سے یہ ہے کہ جب آپ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانتی ہیں تو اللہ نے اپنے قرآن مجید میں اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فرمان میں پردہ کرنے کا حکم دیا ہے تو کیا آپ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ماننے کی قائل ہیں؟ یقیناً اس کا جواب ہاں میں ہوگا تو پھر سچے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم آجائے تو سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا ''ہم نے سنا اور مان لیا'' کہا جائے اور حکم پر عمل کیا جائے، وگرنہ زبانی اِقرار کسی کام کا نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب کی آیات 60،54،34،33 اور سورۃ النور کی آیات 32، 34

میں پردہ کا حکم دیا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تاکید کی ہے۔مثلاً حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: ''عورت سرتا پیر ستر (چھپانے کی شے) ہے'' (ترمذی)۔اگر یہ بہن واقعی اسلام کی قائل ہے اور نبی کریم کی اطاعت کا دم بھرتی ہے تو اسے اس سلسلے میں بھی اسلامی تعلیمات پر عمل درآمد کرنا چاہئے۔

(2) میں تو چاہتی ہوں مگر میرے گھر والے منع کرتے ہیں۔

''اللہ کی تابعداری کے خلاف کسی مخلوق کی تابعداری نہ کرو''۔(صحیح بخاری ومسلم)

اپنے گھر والوں، بزرگوں اور اساتذہ حتیٰ کہ والدین کا حکم آپ صرف اس صورت میں ماننے کی پابند ہیں جب تک وہ اسلامی احکام کے خلاف نہ ہو۔قرآن مجید کی آیات اور احادیثِ نبوی کی رو سے اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مقابلہ میں کسی اور کا حکم ماننا گناہ ہے۔

(3) میرے پاس برقعہ وغیرہ خریدنے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔

ہماری یہ بہن یا تو واقعی سچی ہے یا پھر حیلہ باز ہے اور اس کی مراد فیشن ایبل مہنگا برقعہ یا چادر وغیرہ ہے۔اگر یہ واقعی سچی اور مخلص ہے تو اسے کم از کم یہ تو معلوم ہوگا کہ مکمل شرعی لباس کے بغیر باہر نکلنا منع ہے۔انتہائی مجبوری میں برقعہ نہ سہی اپنے دوپٹہ/ چادر (جو بھی میسر ہو) سے مکمل گھونگٹ نکال کر باہر نکلے۔نیز اہل خیر کو چاہئے کہ جہاں وہ دیگر نیکیاں کرتے ہیں وہاں مسلم خواتین میں برقعہ/شرعی حجاب/ نقاب وغیرہ بھی تقسیم کریں تاکہ جو نہیں جانتے وہ بھی اس کی اہمیت وفرضیت کو جان لیں۔

جہاں تک ہماری بہن کا تعلق ہے تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اس کی شخصیت کا وقار زرق برق لباس اور مہنگے برقعہ/ فیشن ایبل حجاب یا قیمتی نقاب سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری میں ہے۔اصل عزت دار وہ ہے جو اللہ کے یہاں باعزت ہو۔فرمانِ الٰہی ہے: ''تم میں زیادہ صاحبِ عزت اللہ کے ہاں وہ ہے جو زیادہ صاحبِ تقویٰ ہے۔'' (سورہ الحجرات:15)

(4) ہمارے یہاں گرمی زیادہ ہے

ہماری اس بہن کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد رکھنا چاہئے: ''کہہ دیجئے کہ جہنم کی آگ زیادہ گرم ہے، کاش وہ سمجھ لیتے۔'' (التوبہ:82) صرف ٹھنڈے ٹھنڈے، آسان اور مرضی کے احکام ماننے سے جنت کا حصول ممکن نہیں۔ایک حدیث کا مفہوم ہے: ''جنت کو مشکل کاموں میں چھپا دیا گیا ہے

اور جہنم کو عیش وعشرت کے کاموں میں۔''(ابوداؤد)

(5) مجھے ڈر ہے کہ ایک بار پردہ کرنے کے بعد میں کہیں پردہ کرنا چھوڑ نہ دوں۔

دیکھئے ہماری اس بہن کو شیطان نے کیسے اپنے جال میں پھنسایا ہے۔اگر سوچ کا یہی انداز ہے تو کوئی کبھی نماز نہ پڑھے بلکہ کوئی بھی نیکی کا کام نہ کرے، یقیناً نیکی پر ثابت قدمی کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اور اس کے لئے وہ طریقے اختیار کئے جاتے ہیں جن سے ثابت قدمی نصیب ہو، مثلاً: نماز کی پابندی اور مشکلات پر صبر کے ساتھ اللہ سے مدد مانگی جائے (دیکھئے النساء: 6) نیز یہ دعا کثرت سے کریں۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا (سورۃ آل عمران:9)

یعنی اے ربّ! اب جبکہ تو نے ہمیں ہدایت دے دی ہے تو پھر ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا۔

نیکی میں اخلاص اور عزم پختہ ہو تو اللہ تعالیٰ ثابت قدمی عطا فرماتا ہے۔

(6) مجھ سے کہا گیا ہے کہ پردہ کروگی تو کوئی شادی نہ کرے گا۔

کوئی ہماری اس بہن کو یہ سمجھا دے کہ جو شخص خود اللہ کے احکامات کا پابند نہ ہو، وہ کبھی اچھا شوہر ثابت نہ ہوگا، نہ وہ خود تاک جھانک سے پرہیز کرے گا اور نہ تمہیں دوسروں کی نگاہوں کا کھلونا بننے سے روکے گا۔ نیز جس گھر کی بنیاد گناہ پر ہو، وہ گھر دنیا وآخرت کی بربادی سے بچ نہ سکے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈھیل تو ملتی ہے لیکن آخر کار ایسے گھرانوں کا انجام بہت برا ہوتا ہے۔ اخبارات بے پردہ گھرانوں کے المناک قصوں سے بھرے ہوتے ہیں اور نگاہِ عبرت چاہتے ہیں۔ یہ بھی ایک شیطانی خیال ہے وگرنہ کتنی باپردہ لڑکیاں ہیں جن کی شادی ہوگئی ہے اور کتنی بے پردہ ہیں جو شادی کیلئے پریشان ہیں کیونکہ شادی تو ایک نعمت ہے اور اللہ جسے چاہے اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے۔

(7) اللہ تعالیٰ نے مجھے حسن کی نعمت سے نوازا ہے، میں کیوں چھپاؤں؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نعمت کے اظہار کی اجازت دی ہے، اگر بطورِ شکر ہو نہ کہ بطورِ فخر وغرور فرمایا: وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (سورۃ الضحیٰ:12) یعنی اپنے ربّ کی نعمتوں کا ذکر کرو۔

سبحان اللہ! ہماری یہ بہن قرآن مجید کو حجت بنا رہی ہے اور خود قرآن مجید میں پردہ کی پابندی کا حکم دینے والی آیات (النور:31 اور الاحزاب:53، 59 وغیرہ) کو پس پشت ڈال رہی ہے اور

اگر واقعی اظہارِ نعمت مقصود ہے تو ایمان و ہدایت سے بڑھ کر نعمت کیا ہوگی اور اس نعمت کے اظہار کا تقاضا یہی ہے کہ

اولاً، قرآن مجید و سنت کے ہر حکم پر بلا چوں چرا عمل کیا جائے اور پردہ کو اختیار کیا جائے۔

ثانیاً، جس اللہ نے حسن دیا اسی کے حکم کے مطابق صرف شوہر کے سامنے اس حسن کا اظہار ہوگا، باقی سے پردہ اختیار کیا جائے گا، اور یہی حیاء ہے جو ایمان کا زیور ہے اور ایمان سب سے بڑی نعمت ہے۔

(8) میں جانتی ہوں کہ پردہ فرض ہے، جب مجھے توفیق ہوئی میں پردہ کرلوں گی۔

یہ بھی ایک عجیب شیطانی وسوسہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ سمجھ دے دی کہ پردہ فرض ہے تو اب کس توفیق کا انتظار ہے؟ جب بھی ارادہ کر کے عمل شروع کر دیا جائے تو توفیق ہوگئی اور اگر حیلے تراشے جائیں تو پھر ساری زندگی توفیق ہو ہی نہیں سکتی۔

(9) جلدی کیسی! ابھی میری عمر ہی کیا ہے؟ جب حج کرلونگی تو پردہ کرنے لگوں گی۔

اے بہن، موت چھوٹے اور بڑے کو نہیں دیکھتی۔ اللہ سے ڈریے، کہیں آپ کو یہ حیلہ بہانہ کرتے ہوئے بے پردگی یعنی اللہ کی نافرمانی کی حالت میں موت نہ آجائے۔ یاد رہے کہ موت کا فرشتہ آپ کی مرضی کا نہیں بلکہ اللہ کی مرضی کا پابند ہے۔ علاوہ ازیں پردہ پہلے فرض ہے اور حج بعد میں کیوں کہ حج تو استطاعت اور محرم کے ساتھ مشروط ہے۔

(10) ڈرتی ہوں کہ پردہ کرنے سے کسی مخصوص گروہ کی طرف منسوب کر دیا جائیگا۔

اسلام کی نظر میں صرف دو گروہ ہیں۔ ایک حزب اللہ یعنی اللہ کا گروہ؛ وہ اہل ایمان جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام پر عمل کرتے ہیں اور دوسرا حزبِ شیطان یعنی شیطانِ مردود کا گروہ، وہ لوگ جو حیلے بہانوں سے احکامِ اسلام کا عملاً انکار کرتے ہیں۔ یہ تو خوش نصیبی ہے کہ آپ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگی جو کہ ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا میں آپ کے جنتی ہونے کی علامت ہے۔ جبکہ جن کی نسبت شیطان کی طرف ہے اور اسی حالت میں وہ مرجائیں تو ان کے جہنمی ہونے کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کر دیا ہے۔ (دیکھئے سورۂ صٓ:86)

(11) پردہ تو اصل میں دل کا ہے

اول: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں اور صحابیات تو ظاہری پردہ (شرعی پردہ) بھی کیا کرتی تھیں۔ کیا آپ پر کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے؟ قرآن مجید وسنت میں دل کے پردے کی کوئی دلیل نہیں۔

دوم: پھر کل یہ بھی کہا جائے گا کہ نماز، روزہ، حج، نکاح بلکہ لباس کا پہننا بھی دل کا کام ہے، تو یوں سارا دین مذاق اور کھیل بن جائے گا۔

سوم: حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: ''بدن میں ایک ٹکڑا ہے اگر وہ صحیح ہو تو تمام جسم صحیح ہو جاتا ہے اور وہ خراب ہو تو تمام جسم خراب ہو جاتا ہے، خبردار! وہ دل ہے۔'' (بخاری ومسلم) یعنی دل میں جو کچھ ہوتا ہے اس کا اثر جسم پر مرتب ہوتا ہے۔ اگر آپ کے دل میں پردہ ہے تو پھر اس کو باہر بھی نظر آنا چاہئے۔ ورنہ آپ اپنے دعویٰ میں سچی نہیں۔

چہارم: حکومت کوئی قانون جاری کرتی ہے۔ آپ اس کی مخالفت کریں اور کہیں کہ قانون کا احترام تو دل میں ہے تو کیا آپ کو اس قانون سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے گا؟ مثلاً آپ ٹریفک کے اشاروں کی پابندی نہ کریں اور ٹریفک کانسٹیبل کے روکنے پر کہیں کہ قانون کا احترام تو دل میں ہے۔ تو کیا وہ آپ کا چالان نہیں کرے گا؟ یقیناً آپ کا چالان بھی کیا جائے گا اور جرمانہ بھی کیا جائے گا۔ کیونکہ قوانین کی پابندی صرف دلوں میں نہیں بلکہ ظاہر میں بھی کرنا لازمی ہوا کرتی ہے۔

(12) میں تو تین تین بچوں کی ماں بن گئی ہوں مجھے بھلا کس نے دیکھنا ہے۔

ارے میری بہنوں دیکھنے والوں نے تو تیس تیس بچوں کی ماں کو دیکھنا ہوتا ہے وہ باز نہیں آتے تو تم کیا تین بچوں کی بات کرتی ہو۔

(13) پردہ کرنے سے مرد زیادہ دیکھتے ہیں۔

یہ بھی ایک اعتراض ہے کہ جب ہم پردہ کر کے نکلتی ہیں تو لوگ زیادہ شوقیہ نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اب آپ خود ہی اس بات کو سوچ لیجئے کہ جو مرد باپردہ عورت کو اتنا شوقیہ نظروں سے دیکھتے ہیں۔ وہ مرد بے پردہ عورت کو کتنی ہوس ناک نظروں سے دیکھتے ہوں گے۔

پردہ کے حوالہ سے ایک دلچسپ گفتگو

انٹرنیٹ میں ایک یونیوسٹی کے طالبہ کے پردہ کے حوالہ سے اپنے استاد سے گفتگو موجود ہے۔ جوقارئین کے ازدیادعلم کے لئے یہاں شکریہ کے ساتھ درج کی جاتی ہے۔

طالبہ: کیا قرآن پاک میں کوئی ایک بھی ایسی آیت ہے جوعورت پرحجاب کی فرضیت یاپابندی ثابت کرتی ہو؟

ڈاکٹرجاسم: پہلے اپنا تعارف توکروایئے؟

طالبہ: میں یونیورسٹی میں آخری سال کی طالبہ ہوں، اور میرے بہترین علم کے مطابق اللہ تبارک وتعالیٰ نے عورت کوحجاب کا ہرگزحکم نہیں دیا، اس لئے میں بے پردہ رہتی ہوں، تاہم میں اپنی اصل سے بالکل جڑی ہوئی ہوں اوراس بات پراللہ پاک کا بہت بہت شکرادا کرتی ہوں۔

ڈاکٹرجاسم: اچھاتو مجھے چندایک سوال پوچھنے دو۔

طالبہ: جی بالکل

ڈاکٹرجاسم: اگرتمھارے سامنے ایک ہی مطلب والا لفظ تین مختلف طریقوں سے پیش کیا جائےتوتم کیا مطلب اخذکروگی؟

طالبہ: میں کچھ سمجھی نہیں۔

ڈاکٹرجاسم: اگرمیں تمہیں کہوں کہ مجھے اپنی یونیورسٹی گریجوایشن کی ڈگری دکھاؤ۔

یایوں کہوں کہ اپنی یونیورسٹی گریجوایشن کا رزلٹ کارڈ دکھاؤ۔

یا پھریوں کہوں کہ اپنی یونیورسٹی گریجوایشن کی فائنل رپورٹ دکھاؤ، توتم کیا نتیجہ اخذکروگی؟

طالبہ: میں ان تینوں باتوں سے یہی سمجھوں گی کہ آپ میرا رزلٹ دیکھنا چاہتے ہیں۔ اوران تینوں باتوں میں کوئی بھی تو ایسی بات پوشیدہ نہیں ہے جو مجھے کسی شک میں ڈالے کیونکہ ڈگری، رزلٹ کارڈیا فائنل تعلیمی رپورٹ، سب ایک ہی بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ آپ میرا رزلٹ

دیکھنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر جاسم: بس، میرا یہی مطلب تھا جو تم نے سمجھ لیا ہے۔

طالبہ: لیکن آپ کی اس منطق کا میرے حجاب کے سوال سے کیا تعلق ہے؟

ڈاکٹر جاسم: اللہ تبارک وتعالیٰ نے بھی قرآن مجید میں تین ایسے استعارے استعمال کیے ہیں جو عورت کے حجاب پر دلالت کرتے ہیں۔

طالبہ: (حیرت سے) وہ کیا ہیں اور کس طرح؟

ڈاکٹر جاسم: اللہ تبارک وتعالیٰ نے پردہ دار عورت کی جو صفات بیان کی ہیں انہیں تین تشبیہات یا استعاروں (**الحجاب، الجلباب، الخمار**) سے بیان فرمایا ہے جن کا مطلب بس ایک ہی بنتا ہے۔ تم ان تین تشبیہات سے کیا سمجھو گی پھر؟

طالبہ: خاموش

ڈاکٹر جاسم: یہ ایسا موضوع ہے جس پر اختلاف رائے تو بنتا ہی نہیں، بالکل ایسے ہی جیسے تم ڈگری، رزلٹ کارڈ یا فائنل تعلیمی رپورٹ سے ایک ہی بات سمجھی ہو۔

طالبہ: مجھے آپ کا سمجھانے کا انداز بہت بھلا لگ رہا ہے مگر بات مزید وضاحت طلب ہے۔

ڈاکٹر جاسم: پردہ دار عورتوں کی پہلی صفت (اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں، **وليضربن بخمرهن على جيوبهن**). باری تعالیٰ نے پردہ دار عورتوں کی جو دوسری صفت بیان فرمائی ہے، وہ یہ ہے کہ (اے نبیؐ، اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔**يايها النبى قل لازواجك وبناتك ونساء المؤمنين يدنين عليهن من جلابيبهن**)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے پردہ دار عورتوں کی جو تیسری صفت بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ (گر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔**واذا سالتموهن متاعا فاسالوهن من وراء حجاب**۔

ڈاکٹر جاسم: کیا ابھی بھی تمہارے خیال میں یہ تین تشبیہات عورت کے پردہ کی طرف اشارہ

نہیں کر رہیں؟

طالبہ: مجھے آپ کی باتوں سے صدمہ پہنچ رہا ہے۔

ڈاکٹر جاسم: ٹھہرو، مجھے ان تین تشبیہات کی عربی گرائمر سے وضاحت کرنے دو۔

عربی گرائمر میں ''الخمار'' اس اوڑھنی کو کہتے ہیں جس سے عورت اپنا سر ڈھانپتی ہے، تاہم یہ اتنا بڑا ہو جو سینے کو ڈھانپتا ہوا گھٹنوں تک جاتا ہو۔ اور ''الجلباب'' ایسی کھلی قمیص کو کہتے ہیں جس پر سر ڈھانپنے والا حصہ مُڑا ہوا اور اس کے بازو بھی بنے ہوئے ہوں۔ فی زمانہ اس کی بہترین مثال مراکشی عورتوں کی قمیص ہے جس پر ھُڈ بھی بنا ہوا ہوتا ہے۔ تاہم ''حجاب'' کا مطلب تو ویسے ہی پردہ ہی بنتا ہے۔

طالبہ: جی میں سمجھ رہی ہوں کہ مجھے پردہ کرنا ہی پڑے گا۔

ڈاکٹر جاسم: ہاں، اگر تمھارے دل میں اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے تو۔ اور ایک اور بات جان لو کہ: لباس دو قسم کے ہوتے ہیں: پہلا جو جسم کو ڈھانپتا ہے۔ یہ والا تو فرض ہے اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے۔ دوسرا وہ جو روح اور دل کو بھی ڈھانپتا ہے۔ یہ دوسرے والا لباس پہلے سے زیادہ بہتر ہے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد مبارک ہے کہ:

وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ

(سورۃ اعراف آیت نمبر 27)

ترجمہ: اور بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے

ہوسکتا ہے کہ ایک عورت نے ایسا لباس تو پہن رکھا ہو، جس سے اس کا جسم ڈھکا ہوا ہو لیکن اس نے تقویٰ کا لباس نہ اوڑھ رکھا ہو۔ تو ٹھیک طریقہ یہی ہے کہ وہ دونوں لباس زیب تن کرے۔

پردہ اور اسلام میں عورت کے مقام پر لگائے

جانے والے اعتراضات کا جائزہ

آج مغربی معاشرے میں مذہبِ اسلام سب سے زیادہ موضوع بحث بنا ہوا ہے۔اور بالعموم اس بحث کی وجوہات تکلیف دہ ہوتی ہیں ۔زیادہ تر بحث منفی پہلو رکھتی ہے ۔دہشت گردی اور انتہا پسندی کے بعد مسلم خواتین کی خراب حالت اور پردے کا معاشرتی نظام اس بحث کا سب سے زیادہ نزاعی موضوع ہوتا ہے ۔اگر چہ کہ اسلام مؤمنین کے لئے آزادی اور روشنی مہیا کرتا ہے ۔پھر بھی مغربی دنیا یہ سمجھتی ہے کہ اسلام میں عورتوں پر ظلم وتشدد کیا جاتا، اوران کو محکوم بنایا جاتا ہے ۔لہذا اس بات کی ضرورت ہے کہ خواتین کو اس مذہب سے نجات اور آزادی دلائی جائے ۔مسلم اور سابقہ مسلم مصنّفین جیسے وفا سلطان (جو کہ(A God Who Hates) یعنی ایسا خدا جو کہ بغض رکھتا ہے، کا مصنف ہے)اور ایان ہرشی علی جو Herticond اور دیگر بہت سی مخالف اسلام کتب کا مصنف ہے یہ سب مصنفین جو کہ تنقید اسلام میں انتہائی اذیت ناک ہیں ،وسیع پیمانہ پر ان کی حمایت کی جاتی ہے۔اوران کی تصانیف مغربی دنیا میں ہاتھوں ہاتھ بکتی ہیں ۔لہذا اس حصہ میں ہم درج ذیل امور کی وضاحت کی کوشش کریں گے۔

پردہ کیا ہے؟ اور پردہ کے متعلق حالیہ مغربی ردّ عمل (کیا ہے)

پردہ کا تاریخی پس منظر۔ عورت کی آزادی میں اسلام کا کردار

ایک پر امن اور ہم آہنگ معاشرے کی تخلیق میں پردے کا کردار

اس بات کو بھی سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ کیوں اسلام پر اسقدر تنقید اور حملہ کیا جاتا ہے۔

ہم مغربی معاشرے میں عورت کے مقام پر بھی ایک نظر ڈالیں گے اور یہ دیکھیں گے کہ آیا وہ حقیقتاً آزاد ہے؟

پردہ اور حالیہ مغربی ردّ عمل

پردہ خواتین کی انفرادیت کا ایک مذہبی یا سماجی عمل ہے۔ پوری دنیا میں مسلمانوں میں عام ہے پردہ کی دو صورتیں ہیں ۔ایک جسمانی جو کہ دو مخالف جنسوں میں تفریق کرتا ہے اور یہ اس بات کا متقاضی ہے کہ خواتین اپنے ابدان کو اس طرح ڈھانپیں کہ ان کی چمڑی اور اس کی بناوٹ چھپ جائے۔ بالعموم پردہ کا لباس ایک 'نقاب' یا headscarf ہوتا ہے۔اور بعض معاشروں میں چہرے کا ایک حصہ نقاب کے ذریعہ یا تمام بدن ایک برقعہ کے ذریعہ ڈھانپ دیا جاتا ہے۔اسلام میں پردے کا تعلق اگرچہ کہ عورت کی عصمت ،اسکی عزت اور شان کے تحفظ سے ہے تاہم مغرب میں پردہ شدید تنقید اور حملے کا نشانہ بن گیا ہے ملحد اور آزاد ناقد حجاب اور پردہ کی دوسری اقسام کو ایک پچھڑے پن ،اور ظالمانہ یا محکومانہ عمل کے طور پر دیکھتے ہیں اور اس کو ایک ایسا عمل خیال کرتے ہیں جو کہ خواتین کی آزادی اور انسانی حقوق کے منافی ہے۔

بہت سی سیاسی شخصیات اور صحافیوں نے پردہ کے خلاف کھل کر اظہار کیا ہے اور پردہ کو ایک انفرادیت کی علامت کے طور پر بیان کرتے ہیں جو کہ مسلم معاشرہ سے باہر دیگر لوگوں میں بے چینی پیدا کرتی ہے۔

مثال کے طور پر میتھو پارس ایک مشہور سیاسی اور سماجی تجزیہ نگار ''ٹائمز 23 نومبر 2013 میں زیر عنوان Even to athiests, Christianity opens minds: یعنی عیسائیت دہریوں کے لیے بھی ایک روشنی''، رقمطراز ہے۔

مختلف ادوار میں مختلف مذاہب کے ساتھ ،اور میں سمجھتا ہوں اسلام بھی ان میں سے ایک ہے (ایک انفرادیت کی علامت رہی ہے) پردہ حقیقت میں ایک علامت کے طور پر ہے کیوں کہ آپ میں اور ایک دوسرے شخص میں انفرادیت کے طور پر پردہ حائل ہو جاتا ہے۔جس میں دوسرا شخص کسی کی غلامی میں ہوتا ہے اور یہ آزادانہ رابطے کو ختم کر دیتا ہے۔ میں انسانی انفرادیت کی اس نمائش کو

پسند نہیں کرتا اور میں اس مذہب کو پسند نہیں کرتا جو اس کو نافذ کرتا ہے یا اس کی تعلیم دیتا ہے میرا یہودی ہسی ڈم Hassidim کے جنوبی لندن میں کالے لباس کو اس سے مستثنیٰ کرنے پر بھی یہی ردّ عمل ہے میں محسوس کرتا ہوں کہ ان لوگوں پر کسی کا تصرف ہے میں ان کی اولاد کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ہرگز لازمی نہیں ہے۔اور وہ اپنی راہ خود انتخاب کر سکتے ہیں۔میں آزاد روحوں (انسانوں) کو قید میں دیکھنے سے سخت نفرت کرتا ہوں۔

برطانیہ کے ایک معروف صحافی کیلمن میکنزی،سب سے زیادہ فروخت ہونے والے اخبار (The Sun) کے سابق ایڈیٹر،مزید ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے ایک انتہائی متنازعہ تحریر زیر عنوان'' چینل 4 کے ہاں Nice فرانس میں مسلمانوں کے خوف کو پیش کرنے والی ایک حجاب والی میزبان کیوں؟(have a presenter in a hijab Why did channel 4 fronting coverage of muslms terror in Nice میکنزی نے نیوز چینل 4 پر editorial stupidity یعنی بے وقوفی کا الزام عائد کیا ہے۔کیوں کہ اس نے نیوز اینکر فاطمہ مانجی کو اس وقت بھی حجاب پہننے دیا جب نائس میں ایک مسلمان نے ایک اور دہشتگر دانہ حملہ کیا۔چنانچہ فاطمہ مانجی نے میڈیا کے سربراہ کے پاس اسبات کی شکایت کی اور میکنزی پر تفریق کرنے اور ایذا دہی کا الزام لگایا تاہم تعجب انگیز بات یہ کہ (IPSO) یعنی'' Independent press standards org.'' نے محترمہ مانجی کی شکایت کو مسترد کر دیا اور اپنے بیان میں یہ تحریر کیا کہ میکنزی'' کو ایک دہشتگر دانہ حملہ کے ضمن میں جو کہ بظاہر اسلام کے نام پر کیا گیا تھا اپنے خیالات کے اظہار کا حق حاصل تھا اور ایک ایسی خاتون کا جو کہ اسلامی لباس میں ملبوس تھی اس واقعہ کی coerage کو پیش کرنا نامناسب تھا۔

یورپ اور زیادہ تر مغربی دنیا اسلام اور موجودہ دور میں اس کے مقام کے بارے بحث میں الجھتی چلی جارہی ہے۔ایک مسلمان عورت کا لباس اس بحث کا نقطہ مرکزی بن گیا ہے۔تمام یورپ میں نقاب اور headscarf اب ایک اختلافی سیاسی مسئلہ بن چکا ہے ان ممالک یا علاقہ جات

میں جہاں پردے پر مکمل یا جزوی پابندی عائد ہے ایک فرانس ہے جہاں اپریل 2011 سے پبلک جگہوں میں مکمل چہرے کے نقاب پر پابندی ہے۔اس پابندی کی خلاف ورزی کرنے والے پر 150 یورو کا جرمانہ ہے پبلک سکولوں میں ہر قسم کے مذہبی پردہ پر پابندی ہے۔ بیلجیئم میں بھی جولائی 2011 سے پبلک جگہوں پر مکمل چہرے کے پردہ پر پابندی ہے،سپین میں کئی قصبوں اور شہروں میں جس میں بارسی لونا Barcelona بھی شامل ہے چہرے کے پردہ پر پابندی ہے اسی طرح روس کے Stavrpol علاقہ میں سرکاری سکولوں میں حجاب پر پابندی کا اعلان کیا گیا اس پابندی کو عدالت میں چیلنج بھی کیا گیا تاہم روس کی عدالت عظمیٰ نے اس کو برقرار رکھا۔

دنیا میں مغربی افریقہ سے لیکر انڈونیشیا تک لگ بھگ 1.5 بلین مسلمان آباد ہیں اور وہ الگ الگ نسلوں اور تہذیب وتمدن سے تعلق رکھتے ہیں۔جیسے آپ ثقافتی اور تمدنی رسم ورواج اور عادات کو دیکھتے ہو کہ وہ بہت حد تک مختلف ہیں بالخصوص عورتوں سے معاشرت کے لحاظ سے ،اور یہ ثقافتی اور تمدنی رسم ورواج پندرہ سوسالہ اسلامی تاریخ میں پھلے پھولے ہیں۔اسلامی پردہ کے حقیقی نظریہ اور اسکے پیچھے کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے ہمیں اسلامی تعلیم کے تمام سرچشموں قرآن مجید اور احادیث نبویہ کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

مغرب میں بیشتر لوگوں کا ماننا ہے کہ پردہ کا نظام اسلامی ایجاد ہے۔اور مغرب کے لئے یہ بالکل ایک نئی چیز ہے۔پردہ پر گہرائی سے غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پردہ غلامی یا محکومی کی علامت نہیں ہے اور یہ صرف اسلام یا مسلم ممالک کے ساتھ مخصوص نہیں تھا۔

پردہ کا تاریخی پس منظر

حجاب کا استعمال قدیم اسریا (میسوپوٹیمیا) میں اسلام ے سے قبل تیرہویں صدی قبل مسیح میں ثابت ہوتا ہے۔اس وقت حجاب کو ایک سماجی علامت کے طور پر پہنا جاتا تھا نہ کہ مذہبی طور پر۔آسرین قانون سوائے فاحشہ یا طوائف کے تمام خواتین کے لئے پبلک میں اپنا سرڈھانپنا لازمی

قرار دیتا تھا۔اسی طرح قدیم یونانی اوررومن زیورات یا ملبوسات سے پتہ چلتا ہے کہ حجاب پہننا اس زمانے میں ایک عام بات تھی اگرچہ کہ حجاب کی اہمیت یونانی اوررومن سوسائیٹی میں واضح نہیں ہے تاہم اس کا رواج ایک اعلیٰ معاشرہ میں عام تھا۔

یہودیت میں حجاب کا استعمال مذہبی اہمیت کا حامل تھا اور یہ معقولیت اور پاکدامنی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔یہودی عورتیں یہودی قانون کی تعمیل میں پبلک میں اپنے سرڈھانپتیں۔جیریمیس اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔''جب یروشلم کی کوئی یہودی عورت اپنے گھر سے باہر نکلتی تو اس کا چہرہ ڈھکا ہوا ہوتا تا کہ اس کا حلیہ ونقش ونگار پہچانے نہ جاسکیں۔''

ٹینیٹک عہد میں کسی یہودی عورت کا سر نہ ڈھانپنا اس کی پاکدامنی کے لئے ایک ہتک خیال کیا جاتا تھا۔یہودی معاشرہ میں حجاب نے عورت کے مقام کو بلند کیا آج بھی بعض تقلید پسند یا کٹر یہودی عورتیں سکارف پہن کر یا سرڈھانپ کر یہودی تعلیمات پر عمل کرتی ہیں۔

بائبل نے حجاب کی تعلیم اسلام سے بہت پہلے دی۔عہد نامہ قدیم میں لکھا ہے۔

''جب ری بیکا نے اپنی نظریں اوپر اٹھائیں تو ان کی نگاہ اسحاق پر پڑی اور وہ اونٹ سے اتر پڑیں۔تب اس نے خادم سے پوچھا کہ ہم سے ملنے کے لئے کھیتوں میں کون چل رہا ہے؟ خادم نے جواب دیا کہ وہ میرا مالک ہے تب وہ سرڈھانکنے کے واسطے سر کا کپڑا (سکارف) لینے کے لئے آگے بڑھی۔''(جینیسز :24۔64،65)

عہد نامہ جدید میں ہم پڑھتے ہیں؛

''ہر عورت جو ننگے سر دعا کرتی ہے یا غیب کی باتیں بتاتی ہے وہ اپنے سر کو شرمسار کرتی ہے کیوں کہ یہ ایسا ہے کہ جیسے ایک عورت نے سر منڈوایا ہوا ہو،اگر ایک عورت اپنے آپ کو نہیں ڈھانپتی تو اس کو اپنا سر بھی منڈوالینا چاہئے لیکن اگر سر منڈوانا عورت کے واسطے باعث ذلت ہے تو وہ ڈھنپی ہوئی ہونی چاہئے۔''

(کورنتھین ۔11۔6۔5)

جیسا کہ ان آیات میں بیان ہوا ہے توریت میں حجاب کا پہننا فطرتاً ایک پاکیزہ عمل قرار دیا گیا ہے۔حضرت مریمؑ کو بھی اکثر تصاویر اور نقش ونگار میں سر ڈھانکے ہوئے دکھایا گیا ہے۔دراصل ایک زمانے میں گرجا میں خدمت کے دوران کیتھولک خواتین کے لئے سر ڈھانپنا فرض تھا۔آج بھی نَنز (Nuns) اور جیکب امان (Amish) خواتین باقاعدگی سے اپنے سر ڈھانپتی ہیں۔

رسم رواج کی پابند ہندو خواتین بھی مردوں کی صحبت میں اپنا سر ڈھانپ لیتی ہیں اس سے یہ بات مذید واضح ہو جاتی ہے کہ حجاب کا پہننا صرف اسلام سے خاص نہیں ہے۔بسا اوقات یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ پردہ عورتوں کی ساڑھی کے ساتھ ایک ڈھیلے پلو یا دھاگے دار سکارف سے مکمل ہوتا ہے۔لہذا حجاب کو اس کے ثقافتی اور مذہبی پس منظر میں سمجھنا چاہیئے۔

مغرب کا یہ نظریہ کہ حجاب ایک مسلمان عورت کی آزادی اور مساوات میں مخل ہے تو پھر یہ توریت کی حیثیت کی بھی مخالفت ہے۔جیسا کہ سینٹ پال نے فرمایا؛

''ایک مرد کو اپنا سر نہیں ڈھانپنا چاہیئے ۔کیوں کہ وہ خدا تعالیٰ کی عظمت کا پرتو ہے ۔تاہم عورت مرد کی شان ہے ۔کیوں کہ مرد عورت کے لئے پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ عورت مرد کے لئے پیدا ہوئی یہی وجہ ہے کہ عورت پر مرد کے اختیار کی علامت کے طور پر اسکے (عورت کے) سر پر کوئی نشانی ہونی چاہیئے۔'' (1۔کارنتھین 11۔7۔10)

چنانچہ سینٹ پال کے بقول پردہ مرد کی عورت پر اتھارٹی کی ایک نشانی ہے ۔ایک باپردہ عیسائی عورت صرف اسی حد تک پاکباز ہے وہ اپنے کردار کو مرد سے کم تر سمجھتی ہے۔شاید یہی وجہ ہے کہ مغرب کے کئی لوگوں کے خیال میں پردہ کم تر، ماتحت اور پستی کی ایک علامت ہے۔توریت کے مصنّفین نے حوّا پر گناہ میں سبقت کا الزام عائد کر کے اس بات پر مزید زور دیا ہے۔اور اس طرح حوّا کو اور دیگر عورتوں کو کم تر ظاہر کیا ہے۔

عورت کی آزادی میں اسلام کا کردار

اسلام سے قبل عرب معاشرے میں والدین عورت کو خاندانی عزت و ناموس کے لئے خطرہ خیال کرتے تھے اور شیر خوارگی میں ہی اس کو زندہ در گور کرنا مناسب سمجھتے تھے ایک بالغ خاتون کو صرف جنسی تعلقات کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا اور اس کو خریدا بیچا اور ورثہ میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ اسلام نے عورت کو اس ذلت اور بے بسی کی حالت سے اٹھا کر معاشرے اور خاندان میں ایک باوقار اور بلند مقام پر سرفراز فرمایا عورتوں کی حالت دنیا کے ترقی یافتہ حصوں میں بھی زیادہ بہتر نہ تھی۔

انسائیکلو پیڈیا بریٹینکا کے مطابق اگر کوئی عورت شادی کرتی اس کی جائیداد خود بخود اس کے خاوند کی طرف منتقل ہو جاتی اور وہ اس کو اپنی مرضی سے اور اس کی اجازت کے بغیر استعمال نہیں کر سکتی تھی ۔عورتوں کو اپنی جائیداد کی وصیت کرنے یا اس کے متعلق کوئی معاہدہ کرنے کی اجازت نہ تھی عورت کیساتھ اس سلوک کے کئی پہلو عیسائیت کے پھیل جانے کے بعد بھی جاری رہے عورت کی محکومی کے معاملہ میں مشرق و مغرب متحد تھے۔

یہودیت و نصرانیت کی طرح اسلام عورت کو ابتدائی گناہ کا مرتکب قرار نہیں دیتا جب مرد و عورت کا مسئلہ در پیش ہوا اسلام خدا کی نافرمانی کرنے کے ضمن میں حوّا کے آدم کو ورغلانے یا اکسانے کے نظریئے کو بھی ردّ کرتا ہے۔قرآن مجید کے بقول دونوں کو نصیحت کی گئی ۔اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کا دونوں کو ذمہ دار قرار دیا گیا اسی طرح اسلام اس خیال کی بھی نفی کرتا ہے کہ عورتیں ہی برائی کا ذریعہ ہیں۔

اسلام ہی وہ پہلا مذہب ہے جس نے علی الاعلان اس بات کو بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں دونوں مرد و عورت کا یکساں روحانی مقام ہے اور دونوں خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتے ہیں۔

''اور مردوں میں سے یا عورتوں میں سے جو نیک اعمال بجالائے اور مومن ہو، تو یہ وہ لوگ ہیں جو جنت میں داخل ہونگے اور وہ کھجور کی گھٹلی کے سوراخ کے برابر بھی ظلم نہیں کیے جائیں گے۔''

(سورۃ النساء آیت:125)

قرآن کریم کی درج ذیل آیت میں اس بات کومزید واضح کیا گیا ہے۔سورۃ الاحزاب آیت:
36 میں اللہ تعالیٰ نے تفصیل سے احکامات بیان فرمائے ہیں۔اسی طرح ایک اور مقام پرفرمایا

''جوکوئی مؤمن ہونے کی حالت میں نیک اور مناسب حال عمل کرے گا مرد ہوکہ عورت ہم اس کو یقیناً ایک پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ہم ان (تمام لوگوں) کوان کے بہترین عمل کے مطابق (ان کے تمام اعمال صالحہ کا) بدلہ دیں گے۔'' (سورۃ النحل آیت:98)

''جوکوئی ایمان کے مطابق عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت۔بشرطیکہ ایمان میں سچا ہووہ اور اس کے ہم مشرب لوگ جنت میں داخل ہونگے اور ان کواس میں بغیر حساب کے انعام دیا جائے گا۔'' (سورۃ المؤمن آیت:41)

اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔وہ نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں۔اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔یہ ایسے لوگ ہیں کہ اللہ ضرور ان پر رحم کرے گا۔اللہ غالب (اور) بڑی حکمت والا ہے۔''

''اللہ نے مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں سے ایسی جنّات کے وعدے کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں پاک رہائش گاہوں کا (بھی وعدہ کیا ہے) اور ان کے علاوہ اللہ کی رضامندی بڑا انعام ہے (جو ان کو ملے گا) (اور) اس کا ملنا بہت بڑی کامیابی ہے۔

(سورۃ التوبۃ آیت:71۔72)

''مؤمنوں کا ایمان بڑھانا) اس لئے ہوگا تا کہ وہ (اللہ) مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کی ایسی جنّتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔وہ ان میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے اور تا کہ وہ (اللہ) ان کے گناہ مٹادے اور اللہ کے نزدیک یہی بڑی کامیابی ہے۔'' (سورۃ الفتح آیت:6)

''چنانچہ ان کے رب نے یہ (کہتے ہوئے) ان کی (دعا) سن لی کہ میں تم سے کسی عمل کرنے

والے کے عمل کوخواہ مرد ہو یا عورت ضائع نہیں کروں گا۔تم ایک دوسرے سے تعلق رکھنے والے ہو۔''(سورۃ آل عمران آیت:196)

اسلام نے واضح طور پرعورتوں کی مردوں کیساتھ روحانی میدان میں ترقی میں برابری کو ہی بیان نہیں کیا ہے بلکہ عورتوں کوان کی روزمرہ زندگی میں بھی آزادی اورحقوق دیئے ہیں۔ان کواپنے فوائدحاصل کرنے کے لئے آخرت کاانتظارنہیں کرناہوگا۔اسلام نے توپندرہ سوسال قبل عورت کووہ حقوق دیئے تھے جوکہ غیراسلامی دنیانے کوئی دوسوسال قبل دیئے ہیں،جیسا کہ خاوند،والدین اور دیگررشتہ داروں سے ورثہ میں جائیداد پانے کاحق ،اپنی ذاتی جائیدادرکھنے اوراس کاانتظام وانصرام کرنے کاحق ،خاوند کے برے سلوک یااس کے ترک کیے جانے کی صورت میں خلع کاحق ،دوسری شادی کرنے کاحق ،تعلیم کاحق وغیرہ وغیرہ۔بیوی کے نان ونفقہ اوراولاد کی ذمہ داری خاوند پرڈالی گئی ہے۔جبکہ بچے کی نگہداشت پرمشتمل قوانین اوران کانفاذاس ملک میں حال ہی میں ہواہے۔

برطانیہ میں 1882ء میں پارلیمنٹ نے پہلی بار شادی شدہ عورتوں کی جائیداد کا ایکٹ(Married women's property act)پاس کیااوراس سےقبل عورت کوخاوند سے الگ اپنی جائیدادرکھنے کاحق حاصل نہیں تھا،اوراٹلی میں یہ قانون بہت بعدمیں 1919ء میں بنایا گیا۔1923ءمیں عورتوں سے برابر برتاؤ برطانیہ کے قانون میں طلاق یاخلع کی ایک وجہ تسلیم کیا گیا۔نیوزی لینڈ میں 1912ءمیں عورتوں کامتروک کیاجاناطلاق کی وجہ قرار دیا گیا۔اسی طرح ناروے میں 1909ءمیں ،سویٹرزلینڈ میں 1912ءمیں، پرتگال میں،1915ء میں,1917ء میں سویڈن میں،1918ء میں کیوبا میں،1918ء میں میکسیکو میں،919ء میں تسمانیا میں، 1923ءمیں وکٹوریہ میں، اورمختلف قسموں کے نارواسلوک پرعورتوں کوطلاق کی اجازت دی گئی لیکن اسلام نے چھٹی صدی عیسوی میں الہام الٰہی کی بناء پر نہ کہ عورتوں کی طرف سےان حقوق کی خاطرلڑائی کی بناءپر،ان حقوق کااعلان اورنفاذفرمایا۔

اگرچہ کہ عورت اورمرد روحانی ترقی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں یکساں درجہ رکھتے

ہیں۔تاہم ان کے مابین بعض قدرتی تفاوات کی بنا پر انسانی معاشرے کو بسہولت چلانے کے لئے ان کو مختلف ذمہ داریاں سونپیں گئی ہیں۔قوانین قدرت اور دنیا کے حقائق ان ذمہ داریوں کی بنا ہیں۔اللہ تعالیٰ نے انسانی فائدے وترقی کے لئے اس کی راہنمائی فرمائی ہے۔تاہم ہمیں یہ آزادی بھی دی گئی ہے کہ چاہے تو خدا تعالیٰ کی راہنمائی کو بروئے کار لائیں یا نہ لائیں۔ایسی صورت میں ہمیں ضرور اس کے نتائج بھگتنے پڑیں گے۔

ایک اسلامی معاشرے میں عورتوں کو تین عظیم الشان اور معزز مرتبے حاصل ہیں۔

اوّل بیٹی، اس مرتبہ میں عورت کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ بانئ اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''جو شخص اپنی بیٹیوں کی اچھی پرورش کرتا ہے اور اپنے بیٹے اور بیٹیوں میں کوئی فرق نہیں کرتا اس کو جنت میں میرا قرب حاصل ہوگا۔''

دوم بیوی، ایک اسلامی معاشرے میں مردوں کا اخلاقی معیار عورتوں سے تعلق یا سلوک کی بناء پر قائم ہوتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی سے حسن سلوک سے پیش آتا ہے''

سوم والدہ، اسلام نے ماں کے کردار میں عورت کا مرتبہ مرد سے بھی بلند قرار دیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔''

اسلام بچوں کی پرورش اور ان کی تعلیم وتربیت میں عورتوں کے عظیم الاشان کردار کو بھی تسلیم کرتا ہے اور یہ بھی کہ ان کا اور بنی نوع لئے انسان کے مستقبل کا انحصار ماؤں پر ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جس جنت کا ذکر فرمایا ہے اس سے دونوں جنتیں، یعنی جنت نظیر معاشرہ اور اخروی جنت مراد ہے۔اس طرح سے اسلام نے ماؤں کو ایک اعلیٰ مقام پر رکھا ہے۔

ایک پرامن اور مربوط معاشرے کے قیام میں پردے کا کردار

سارے قران مجید میں مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اسلام کا خدا ایک رحیم و کریم خدا ہے جس نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک پاک کتاب کی صورت میں ایک واضح پیغام عطا فرمایا اور اس کی ابتداء میں ہی یہ تحریر فرمایا کہ ''اسلام میں کوئی جبر نہیں ہے۔'' (سورۃ البقرۃ:257) مومنین کو صحیح اور غلط اور اندھیرے اور روشنی میں انتخاب کا اختیار دیا گیا ہے۔ایک مسلمان کے لئے اسلام امن اور ہم آہنگ معاشرے کی طرف لے جانے کا راستہ ہے۔تمام قرآن کریم میں خالقِ انسان اور خالقِ کائنات نے یہ واضح فرمایا ہے کہ اس نے کیوں اور کیسے ہمیں پیدا کیا اور ہماری ترقیات کے لئے کن چیزوں کی ضرورت ہے۔

سماجی اور اخلاقی قدریں ہی ہمیں بناتی ہیں وہ ہمیں ایک پہچان دیتی ہیں۔ایک مسلمان کی زندگی کا بنیادی مقصد خالق کائنات کی رضا حاصل کرنا ہوتا ہے۔اس کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ قران کریم میں یہ ہدایت فرماتا ہے۔

''بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) ہمیشہ باخبر ہے۔'' (سورۃ الحجرات آیت:14)

اسلامی معاشرے میں نیکی کے حصول کے لئے مردوں اور خواتین سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے تعاون کریں۔نہ یہ کہ وہ شیطانی طور پر ایک دوسرے کو برے کاموں کی طرف راغب کریں۔قرآن کریم ہدایت فرماتا ہے۔

''مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔یہی ہیں جن پر اللہ ضرور رحم کرے گا۔یقیناً اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔اللہ نے مؤمن مردوں اور عورتوں سے ایسی جنتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے دامن

میں نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔اسی طرح بہت پاکیزہ گھروں کا بھی جو دائمی جنتوں میں ہوں گے۔تاہم اللہ کی رضا سب سے بڑھ کر ہے۔یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔(سورۃ التوبۃ آیت:72،71)

مذکورہ بالا بیان میں استعارۃً اس جنت کا ذکر ہے جو اسلامی تعلیمات کے مطابق خدا تعالیٰ کے قرب کی صورت میں اسی دنیا میں حاصل ہوسکتی ہے۔باغات کے نیچے نہروں کا بہنا کبھی نہ ختم ہونے والی اور ہمیشہ ترقی پذیر خدا تعالیٰ کی محبت اور خوشنودی کی پیاس ہے۔جو کہ دراصل جنت ہے۔

خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ کسی عورت نے خواہ کتنا ہی بھڑکیلا لباس پہنا ہوا ہو اس پر نگاہ کر کے تمام مرد ہروقت اس کی طرف رغبت محسوس نہیں کریں گے۔تاہم معاشرہ جو کہ ایسے افراد کا مجموعہ جس میں مختلف معیار تقوٰی اور قوت ارادی رکھنے والے لوگ ہوتے ہیں جو کہ اسی لحاظ سے جنسی رغبت کا مقابلہ کرتے ہیں۔باطنی اخلاقی حالت کا صرف خدا تعالیٰ کو علم ہے۔اسی لئے یہ احتیاطی ہدایت دی گئی۔

''اے بنی آدم! یقیناً میں نے تم پر لباس اتارا ہے جو تمہاری کمزوریوں کو ڈھانپتا ہے اور زینت کے طور پر ہے۔اور رہا تقویٰ کا لباس تو وہ سب سے بہتر ہے۔یہ اللہ کی آیات میں سے کچھ ہیں تا کہ وہ نصیحت پکڑیں۔''

کسی بھی معاشرے کی پاکیزگی کے لئے مرد اور عورت دونوں کو چاہیے کہ وہ اس طرح سے سوچیں ،لباس پہنیں اور برتاؤ کریں کہ جس سے ان کے پاکیزہ خیالات اور اعمال ان کے طرز زندگی پر غلبہ پا لیں۔ان کو ایک ایسا معاشرتی ماحول تیار کرنے کی ضرورت ہے جو کہ زندگی کے حقیقی مقصد کو حاصل کرنے میں مد ہو،ہمارے خالق خدا تعالیٰ سے تعلق میں مد ہو۔عورتوں اور مردوں کے مابین جسمانی کشش شادی کے متبرک بندھن میں ہی اچھی اور پاکیزہ ہے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''اوراس کے نشانات میں سے ایک (یہ بھی) ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے جوڑے بنائے تا کہ تم ان کی طرف تسکین (حاصل کرنے) کے لئے جاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی۔یقیناً اس میں ایسی قوم کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں بہت سے

نشانات ہیں۔‘‘(سورۃ الروم آیت:22)

محبت کے طبعی تقاضے کو پورا کرنے اور تسکین کے لئے خدا تعالیٰ نے کنبے یا خاندان کو معمول کی ضرورتوں کے اظہار کی ایک محفوظ اور صحت مند جگہ بنایا ہے۔اللہ تعالیٰ نے یہ بھی سکھایا ہے کہ مردوں اور عورتوں کو اپنے کنبے یا خاندان سے باہر دیگر لوگوں کیساتھ کیسا برتاؤ کرنا ہے۔اس کا تفصیلی ذکر سورۃ النور آیت:32 میں فرمایا ہے

اس آیت میں مؤمن عورتوں کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ جب ان کا مردوں سے سامنا ہوتو وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی پاکدامنی کی حفاظت کریں اور اپنی زینت اور خوبصورتی خواہ وہ اختیار کی گئی ہو یا قدرتی ہو اس کا اظہار نہ کریں۔

مؤمن مردوں کو بھی اس سے پہلی آیت میں ایسا ہی حکم دیا گیا ہے۔فرمایا؛

’’مؤمنوں کو کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔یہ بات ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے۔یقیناً اللہ جو وہ کرتے ہیں،اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔‘(سورۃ النور آیت:31)لہذا یہ بالکل واضح ہے کہ اس نصیحت پر عملدرآمد مردوں اور عورتوں دونوں کی یکساں ذمہ داری ہے۔ان دونوں کو ایک دوسرے کا سامنا کرتے وقت غض بصر سے کام لینا چاہئے۔بالفاظ دیگر انہیں آنکھوں کا پردہ کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کے ہر حکم میں ایک عظیم حکمت پنہاں ہوتی ہے۔لہذا ہمیں ان منفعتوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے جو ان ہدایات پر عمل کے نتیجہ میں حاصل ہوسکتیں ہیں۔سورہ توبہ آیت 31 کے آخری الفاظ کہ’’یہ بات ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہے‘‘اور اسی طرح سورہ توبہ آیت 32 کے یہ الفاظ کہ’’تا کہ تم کامیاب ہوجاؤ‘‘ سے ظاہر ہے کہ یہ ہدایات مؤمنوں کی بہتری کے لئے ہیں اور اس لئے ہیں تا کہ وہ پاکیزگی اختیار کرسکیں اور پھر اس لئے کہ وہ اخلاقی گراوٹ سے اپنے آپ کو بچا سکیں۔

ایک مؤمنہ کے لئے پردہ کوئی ذلت یا رکاوٹ نہیں ہے بلکہ اس کہ برعکس یہ اس کی عزت ہے یہ

اس کوسماج کے بندھن سے آزاد کرتا ہے اوران قیود سے آزاد کرتا ہے جو اس کی ذہنی، اخلاقی اور روحانی ترقیات میں رکاوٹ ہیں۔ بلا شبہ اپنے آپ کی اور اپنے کردار کی حفاظت کر کے ایک عورت ایک معاشرے کوسماجی برائیوں جیسے زنا کاری، بیماریوں کے پھیلاؤ، ناجائز اولاد، زنا بالجبر اور طلاق سے بچاتی ہے۔

معاشرہ میں اپنا کردار ادا کرنے کے لئے ایک عورت کو اپنی جسمانی خوبصورتی یا لباس پر انحصار کی ضرورت نہیں۔اس کے اخلاق کسی قوم کے امن، خوشحالی اور ترقی کو طے کرتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ پیغمبر اسلام نے مردوں اور عورتوں دونوں کی دینی اور دنیوی تعلیم پر زور دیا ہے۔اور بلا شبہ تعلیم ہی ایک ترقی یافتہ معاشرے کا بنیادی عنصر ہے۔

4۔ یہ بات سمجھنا کہ کیوں اسلام اتنی تنقید اور حملوں کا شکار ہے

مغرب کو اسلام کا صدیوں سے علم ہے اور حالیہ مقابلہ میں اسرائیلی اور فلسطینی تنازعہ، عراقی جنگ جیسے واقعات نے اس کے دھیان کو اور زیادہ اس کی طرف مرکوز کیا ہے اور پھر اس کے بعد دہشتگردی کے خلاف جنگ نے گزشتہ دو واقعات پر اور زیادہ رنگ چڑھا دیا ہے۔ پہلے مقابلہ میں اسلام کو فوقیت اور غلبہ حاصل تھا (ایک ہزار کے طویل عرصہ تک) اور دوسرے مقابلہ میں مغربی جاگیردارانہ طاقت ایک غالب طاقت تھی اور بہت سے مسلم ممالک پر ان کا قبضہ تھا یہاں تک کہ مغربی جاگیردارانہ طاقت کے مسلم ممالک سے چلے جانے کے بعد بھی ان کا معاشی اور فوجی دبدبہ بہت غالب رہا۔ ولفریڈ کینٹویل سمتھ اس بات پر روشنی ڈالتے ہیں کہ کیوں ہم مغرب میں اسلام کے متعلق اتنا حاسدانہ نظریہ دیکھتے ہیں۔

''تاریخی دور کچھ ایسا رہا ہے کہ مغرب کا اسلامی دنیا سے رشتہ آغاز سے ہی دوسری کسی بھی تہذیب سے مختلف رہا ہے۔یورپ نے اسلام کو تیرہ صدیوں سے، اکثر ایک دشمن اور خطرہ کے طور پر جانا ہے۔اس میں اچنبے کی کوئی بات نہیں ہے کہ مغرب میں محمد دنیا کے کسی بھی مذہبی رہنما سے زیادہ کم توجہ کے حامل رہے ہیں اور دنیا کے دیگر کسی بھی مذہب کے بالمقابل اسلام کو سب سے کم سراہا

گیا ہے۔(WCS عہد جدید میں اسلام صفحہ 109)

مغرب کے تمدن کی بنیاد ہی ایک مخالفانہ یا حریفانہ نظام پر مبنی ہے۔جسکو مذہبی لٹریچر میں خدا اور شیطان کے مابین معرکہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔قومی اور فوجی سطح پر اس کو مسلم دنیا کے ساتھ صلیبی یا عیسائی جنگ کے طور پر دیکھ سکتے ہیں۔جیسا کہ ثابت ہے پہلی جنگ عظیم میں مغربی دنیا کے ہاتھوں اوٹومن کی شکست کے بعد مسلم دنیا مغرب کے لئے کوئی عسکری خطرہ نہیں رہی۔اور مسلم ثقافت کو خراب کرنے کی ضرورت نہ تھی۔مغربی دنیا اب دو نئے دشمنوں کیساتھ مشغول ہوگئی یعنی جرمنی میں نازی اور روس میں کمیونسٹ، مسلم دنیا نے ایک سانس لی مگر یہ زیادہ دیر چل نہ پائی کیوں کہ روس میں کمیونسٹ عہد نے 1970 اور 1980ء کی دہائی میں تنزل کی علامات دکھائیں۔25 دسمبر 1991 کو مغربی دنیا کو سویت یونین کے ٹوٹنے کے ساتھ ہی کرسمس کا ایک تحفہ ملا اور مسلم دنیا بھی یہ جان کر کہ وہ مغربی تنقید اور بنانے بگاڑ پیدا کرنے والے عمل کا بنیادی نشانہ بننے والی ہے، ایک برے خواب سے بیدار ہوئی۔سلطنت عثمانیہ کی شکست سے لیکر اسرائیل کے معرض وجود میں آنے اور پھر لمبی ایران عراق جنگ تک مسلم دنیا کے افتراق اور احمقانہ پن کا مغرب نے پورا فائدہ اٹھایا۔

مسلم تمدن و ثقافت کا سماجی، سیاسی اور ذہنی بگاڑ عراق پر عسکری حملے سے ایک دہائی پہلے سلمان رشدی کی ''Satanic Verses'' کیساتھ ہی شروع ہو چکا تھا۔رشدی نے گزشتہ چند صدیوں کی مستشرقین کی اسلام کے بارے میں تنقیدات کو جمع کیا اور اس کو ایک ناول کی صورت میں ڈھال دیا۔چونکہ رشدی مغربی علمی، ادبی اور نشریاتی حلقے میں مقبول تھا اس لئے ہر کوئی اس کے دفاع میں کود پڑا۔چنانچہ روز افزوں اربوں لوگوں کے مذہب، اسلام کو نشانہ تمسخر بنایا جانے لگا۔اور 1400 سو سالہ تاریخ اور ہر منصفانہ آواز کو جو کہ رشدی سے نالاں تھی، نظر انداز کر دیا گیا۔ٹی وی پروگرامز کے علاوہ اخبارات کے صفحات سیاہ داڑھی والے کٹھ ملاؤں سے بھرے ہوئے تھے جو کہ رشدی کے خلاف موت کی دھمکیوں کے راگ آلاپ رہے تھے۔رشدی کے مسئلہ نے جو جنون پیدا کیا وہ حیران کن تھا۔مثال کے طور پر کونر کریوز او برائن (Conor Cruise O'Brien) ایک سابق صحافی اور دی او بزرور (The Observer) کے چیف ایڈیٹر، نیو یارک یونیورسٹی میں ہیومینیٹیز

کے پروفیسر اور آئرش سینٹ کے ایک ممبر نے یوں تبصرہ کیا ہے۔

''کیوں کہ یہ نفرت انگیز ہے۔۔۔ایک مغربی جو کہ مسلم معاشرے کو سراہنا کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ایسی حالت میں کہ وہ مغربی اقدار سے منسلک ہے۔ یا تو وہ منافق ہے یا احمق، یا دونوں صفات سے کچھ حصہ رکھتا ہے درحقیقت ایک مسلم خاندان، ایک رذیل یا قابل نفرین ادارہ۔۔۔عرب اور مسلم معاشرہ بیمار ہے۔اور ایک عرصہ سے بیمار ہے۔گزشتہ صدی میں ایک مسلمان مفکر جمال افغانی نے لکھا''ہر ایک مسلمان بیمار ہے اور اس کا واحد علاج قرآن میں ہے۔'' بدقسمتی سے جتنا یہ علاج کیا گیا بیماری بدسے بدتر ہوتی گئی۔''

(دی ٹائمز The Times، 11 مئی۔1989)

اگرچہ کہ وہ تعصّب جو کہ جہالت اور تعلیم کی کمی کی وجہ سے ہو وہ ایک حد تک سمجھا جا سکتا ہے لیکن جو سراسر غرور اور تکبر کے نتیجہ میں ہو وہ افسوسناک اور شرمناک ہوتا ہے ۔کارن آرم سٹرانگ، Holy War(یعنی متبرک جنگ) کا مصنف ایک اور مثال پیش کرتا ہے۔

''ایک پروفیسر جو کہ فطرت انسانی کا مطالعہ کرنے والا، آزاد خیال اور مہربان انسان تھا، نے ایک مرتبہ سخت برہمی اور غصہ میں مجھے کہا؛ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں کہ مسلمانوں کا اصلیت میں کیا اعتقاد ہے، اور مجھے اس سے بھی کوئی غرض نہیں کہ وہ فی الحقیقت کیا کرتے ہیں۔مجھے صرف اتنا پتہ ہے کہ اسلام ایک برا مذہب ہے۔''

(منقول از رانا کبانی۔مکتوب بنام کرسٹن ڈم Christendom)

بہت سے دانشمند اور اہل علم لوگوں نے جیسے کہ جماعت احمدیہ کے سابقہ امام حضرت مرزا طاہر احمد (مصنف خلیج کا بحران) نے قبل از وقت ہی ان ناانصافیوں کے نتائج سے آگاہ کر دیا تھا جو کہ خلیج کی پہلی جنگ سے منسلک تھیں نیز یہ بھی کی مغرب اور مسلم دنیا کے مابین تعلقات خراب ہو جائیں گے۔اسی کا ایک بھیانک نتیجہ 9 / 11 کا دہشتگردانہ حملہ تھا جس کے بعد مغربی دنیا اور مسلمانوں کے درمیان رشتے بد سے بدتر ہو گئے۔

میڈیا کے پاس بلاشبہ ایک تباہ کن تلوار اور ایک ایسا نظریہ ہوتا ہے جو دنیا کی قسمت کو بنا سکتا

ہے۔جیسا کہ امریکہ کے ایک مشہور مبصّر گورو ڈل بیان کرتا ہے۔

''میں نے اپنی زندگی اور اپنے ملک میں گورنروں کو دیکھا ہے کہ وہ بہت آسانی سے نظریات کی ساز باز کرتے ہیں۔مخصوص نسلیں،بنی نوع انسان کے خودمختار طبقات،سیاسی نظام کو روزمرہ اور بے رحمانہ بنیادوں پر خراب اور نکما بنایا گیا ہے۔یہ نہایت ہوشیاری سے شعوری طور پر گھڑے گئے خودسر پیغامات ہیں جو کہ فضائی راستوں سے پھنکارتے ہوئے سورج کی پہلی کرن سے لے کر سورج ڈوبنے تک ٹی وی کے ذریعہ ہر ایک کے ذہن میں داخل ہوتے ہیں۔''

(Observer27،اگست1989)

گزشتہ چند دہائیوں سے ایک سوچے سمجھے طریقے سے مغربی گھروں میں مسلم کٹر واد،انتہا پسندوں اور دہشت گرد وں کے متعلق خبریں چرچا میں ہیں۔آجکل اسلام کو اس کے بعض پیروکاروں نے مسخ کر دیا ہے اور مخالفین نے اس کو بدنام کیا ہے۔متعصب اور مخالف مؤرخین نے بھی اس کو بدنما کیا اور میڈیا اور مصنفین اور علمی ہستیوں نے بھی اس کو تجارتی طور پر بدنما شکل میں پیش کیا ہے۔بہت سارے لوگ اسلام کو ایک بدترین مذہب اور اس کے پیروکاروں کو بدترین لوگوں کے طور پر دیکھتے ہیں۔

سن 2008ء میں ایک معروف جرنلسٹ پیٹر اوبرن نے جیمز جونز کیساتھ ملکر ''مسلم محاصرہ میں (Muslims under siege)'' کے زیرعنوان ایک عمدہ کتابچہ تیار کیا جس میں انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بعض تعصّبات کو منظرعام پر لاتے ہوئے بیان کیا۔

''جدید برطانیہ کے پاس Islamophobia اسلامی شدت پسندی ایک آخری اور مناسب تعصّب کے ہتھیار کے طور پر دکھائی دیتا ہے۔جیسا کہ اس کتابچہ میں وضاحت کی جائیگی۔اہم حلقہ جات میں اس کو دیکھا جاسکتا ہے؛معروف افسانہ نگاروں میں،آزاد اخبارات سے لیکر گارڈین اخبار تک کے کالم نویسوں میں اور انگلینڈ کے چرچ میں،غرض وسیع پیمانہ پر اس کا چرچا ہے۔گرجاؤں میں جانے والے پرجوش پیروکاروں اور شدت پسند ملحدین کو بھی ایسا ہی پایا جاسکتا ہے۔''کہ میں ایک اسلامی شدت پسند ہوں اور مجھے اس پر فخر ہے۔'' گارڈین رقم طراز ہے۔کالم نگار ٹانی بی

انڈیپنڈنٹ 3 میں ''Islamophobia'' دی سنڈے ٹائمز کے کالم نگار راڈ لٹل ایک تقریر کے عنوان میں بڑے مؤثر انداز میں کہتے ہیں کہ ''مجھے بھی اسی میں شمار کریں''

رچرڈ ڈاکنز: ''میں نے قرآن مجید نہیں پڑھا ہے۔لہذا میں بائبل کی طرح اس کی آیت اور سورہ کا حوالہ نہیں دے سکا لیکن میں اکثر کہتا ہوں کہ آج اسلام برائی کی سب سے بڑی طاقت ہے۔''

''اسلام تسلی دینے والا ہے؟ عورت کو کہو کہ binbag یعنی کوڑا دان میں ملبوس ہو اس کی گواہی کی اہمیت مرد کی گواہی سے آدھی ہے اور زنا کے ثبوت کی گواہی کے لئے 4 مردوں کی گواہی کی ضرورت ہے۔''

کیا مغرب میں عورتیں فی الحقیقت آزاد ہیں یا انہیں برباد کیا گیا ہے

ہمارے افکار اور حقائق مغرب سے کافی حد تک مختلف ہیں۔جس طرح مغرب میں بعض لوگ مسلم خواتین کو مظلوم اور محکوم سمجھتے ہیں اسی طرح بعض مسلمان مغربی خواتین کو جنسی خواہشات پوری کرنے والی اشیاء، استحصال شدہ اور ذلیل سمجھتے ہیں۔لیکن یہ بات واضح ہے کہ وہ مسلم جو کہ مغرب میں رہتے ہیں وہ دونوں قسم کے لوگوں کے احمقانہ پن کو جانتے ہیں۔اور ہر ایک ثقافت اور تہذیب میں اچھی چیزوں کو ڈھونڈنے کی ہر ممکن سعی کرتے ہیں۔

گزشتہ چند دہائیوں میں مغربی تہذیب وثقافت نے خواتین کی آزادی اور حقوق کی بہتری کے لئے کافی کچھ کیا ہے۔تاہم مغربی معاشرہ خواتین کے استحصال اور اس کی ننگ کو کاروں، اشیائے خوردنی سے لیکر فیشن تک کو بڑھاوا دینے کی خاطر استعمال کرنے کے لئے ملزم رہا ہے۔آزادی اور خودمختاری کے نام پر بعض بے باک اور بے ایمان لوگوں نے خواتین کو انسانی خصائل سے بھی محروم کر دیا ہے۔برطانیہ کے سب سے زیادہ بکنے والے اخبار دی سن The Sun میں (Playboy's Bunny Girls) اور nude pages اس کی واضح مثالیں ہیں۔ٹیکنالوجی میں حیرت انگیز ترقی کی بنا پر فحاشی اب جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی ہے اور سن 2015 میں گلوبل پارن انڈسٹری کی کمائی 97 بلین ہوگئی۔

انیسویں اور بیسوی صدی میں مغرب میں خواتین کی اپنے حقوق کے لئے جدوجہد پر توجہ مرکوز کی گئی اور بہت کامیاب ہوئی، عیسائیوں کی رسمی اقدار اور تعلیمات کا بگاڑ اور اسی طرح سے منشیات کا باہم پہنچنا نیز 1960 کی دہائی میں مانع حمل گولیوں کی ایجاد خواتین کی آزادی کو گدلے پانی میں لے گئی۔نتیجۃً کئی خواتین نے اطاعت گزار گھر والی بننے سے انکار کر دیا اور اپنی عفت کو جلا دیا۔اور میڈیا، فیشن میگزین اور مس ورلڈ جیسی مقابلہ حسن جیسی تقاریب کے ذریعہ اپنے جنسی استحصال پر خوش تھیں۔جنسی کشاکش نے مغربی معاشرے کو کئی لحاظ سے بدل دیا۔

ان تمام آزادیوں کا نتیجہ گزشتہ ساٹھ ستر سالوں میں مذہبی اقدار اور رسوم سے لاتعلقی تھا ۔امریکہ اور یورپ میں دو ہزار لوگوں پر ایک حالیہ سروے نے یہ ظاہر کر دیا کہ لوگ اوسطاً اپنی زندگی میں کتنے جنسی ساتھی رکھتے ہیں۔ برطانیہ اور امریکہ کے لوگوں نے کہا کہ اپنے ہی ساتھی پر کفایت جنسی لحاظ سے قدامت پسندی کی علامت ہے۔سروے میں شامل برطانوی باشندوں نے کہا کہ جنسی لحاظ سے آٹھ ساتھی ایک معیاری بات ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں امریکہ میں یہ معیار سات ہے اور چودہ ساتھی آزادانہ جنسی میل ملاپ کا آغاز ہے۔جبکہ امریکہ میں یہ معیار پندرہ ہے۔

چودہ فیصد شادی شدہ خواتین نے اپنی ازدواجی زندگی کے دوران اپنے ازدواجی رشتے سے باہر جنسی تعلقات قائم کیے اپنے ساتھ کام کرنے والوں کے ساتھ جنسی تعلقات رکھنے والے مردوں اور عورتوں کی تعداد 36 فیصد رہی۔وہ مرد وخواتین جنہوں نے اپنے کاروباری دوروں کے دوران زنا کا ارتکاب کیا ان کی تعداد 35 فیصد رہی۔آفس آف نیشنل سٹیٹکس Office Of National Staeistics کے اعداد وشمار پر مبنی (Independent-Oliver Duggan) کی رپورٹ کے مطابق اگر موجودہ رجحان جاری رہا تو بیشتر بچے ازدواجی رشتے سے باہر پیدا ہونگے۔2014 کی ایک اور رپورٹ نے یہ ظاہر کیا کہ ہزار میں سے نصف لوگ ہی شادی کریں گے۔جبکہ آج ساٹھ سالہ بزرگوں میں سے نوے فیصد نے شاید ہی کبھی شادی کی تھی۔

(office for national statistics,Benson 2014)

تیرہ سے پندرہ سال کی عمر کے پنتالیس فیصد بچے دونوں والدین کے ساتھ نہیں رہ رہے

ہیں۔نصف خاندانوں کی علیحدگی پہلے دوسالوں میں ہی ہوجاتی ہے۔جو والدین سالم یا ثابت رہتے ہیں ترانوے فیصد شادی شدہ ہوتے ہیں۔

(Benson 2013 A,data from understanding society)

چار میں سے ایک لڑکی چودہ سال کی عمر میں پہنچتے ہی طبی طور پر تناؤ میں مبتلا ہوتی ہے۔ایک تحقیق کے مطابق جس نے یہ نئی تشویش پیدا کردی کہ برطانیہ میں نوخیز بچے ذہنی بیماری میں مبتلا ہیں۔حکومت کی جانب سے کرائے گئے ایک سروے میں یہ پایا گیا کہ چودہ سال کی عمر میں چوبیس فیصد لڑکیاں اور نو فیصد لڑکے ذہنی تناؤ کا شکار ہیں۔ان میں مایوسی،تھکاوٹ،اکیلا پن اور اپنے آپ سے نفرت جیسی علامات پائی گئیں۔

ہم سب جانتے ہیں کہ نوجوان لڑکیوں کو بالخصوص اپنے سکول کی عمر میں کتنے دباؤ کا سامنا ہوتا ہے۔ہم سب شاہد ہیں کہ ایک بیس یا تیس کی تعداد والی کلاس میں چند لڑکیوں اور لڑکوں کو dates کے لئے درخواست کی جاتی ہے۔اور باقی ماندہ ناخوش،مایوس اور نظرانداز کیے جانے کی وجہ سے ایک مسلسل ڈر کی کیفیت سے دوچار ہوتے ہیں۔جب وہ جن کو نظرانداز کردیا جاتا ہے ان کا بھی کسی سے رابطہ ہوتا ہے تو لڑکیاں موقع ہاتھ سے نکل جانے کے ڈر سے ہر چیز کو داؤ پر لگانے کے لئے تیار ہوجاتی ہیں۔بہرحال ان کے تعلقات جو کہ دباؤ میں بنتے ہیں اور ٹوٹ جاتے ہیں جس کے بعد مایوسی اور ذہنی تناؤ پیدا ہوتا ہے۔چند تعلقات کے بعد مایوسی لازمی ہے۔ان بے چاری لڑکیوں کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا اور بہت سارے معاملات میں لڑکوں کی بھی یہی کیفیت ہوتی ہے۔ان بے بس روحوں کو پھر اپنے آپ کو سدھارنے اور نئے اور جائز تعلقات قائم کرنے کی طاقت اور سمت کیسے ملے۔ان میں سے بہت سارے بلاشبہ رسمی تعلقات کو رد کرتے ہوئے شہوت پرستی اور جذبات میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔اور کئی مخالف جنس کیساتھ تعلقات جو کہ شادی اور والدیت کے متقاضی ہیں، کو ختم کردیتے ہیں۔

باوجود آزادی اور مادی کششوں کے مغربی معاشرہ اپنے آپ میں امن میں نہیں ہے۔اور یہ یقیناً ہمیں ان تمام مسائل کا تسلی بخش حل بتانے سے قاصر ہے جن سے ہم دوچار ہیں۔مغرب میں

کسی وقت مذہبی احکامات زندگی کا ضابطہ حیات تھے لیکن آج وہاں مذہب تنزّل کی طرف جارہا ہے اورلوگ انتہائی تعیّش کی طرز زندگی اور مادیت کی طرف مائل ہیں۔یہی چیز انفرادی خاندانوں کے ٹوٹنے ،ازدواجی بندھن کی کمی ،طلاق میں زیادتی ،ناجائزحمل اورناجائز اولاد کی پیدائش کا باعث بنی ،منتشر خاندانوں کے بچے اور بالغ صغرسنی میں ہی تعلیم چھوڑکر سگرٹ بیڑی سے منشیات اور خطرناک منشیات جیسے سماج مخالف کاموں میں مشغول ہوگئے۔ان تمام اشیاء کی افراد،خاندانوں اور پورے معاشرے کوایک بھاری قیمت چکانی پڑی۔

صرف اعتدال پسند مسلمانوں کا ہی یہ نظریۂ نہیں ہے۔بلکہ وقتاً فوقتاً معروف مفکرین جیسے لندن کے لاٹ پادری ،آرٹی ریورچرڈ چارٹریس نے بھی کہا کہ برطانیہ میں آزاد جنسی میل ملاپ ،علیحدگی اور طلاق ایک متعدی مرض کی صورت اختیار کر چکا ہے۔اور کچھ انوکھا کرنے کی ضرورت ہے۔(2جون2012ء)

اسلام میں ایک جوان لڑکی کوکسی بھی وقت اپنی آن بان اورشان سے سمجھوتہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔وہ پاکدامنی کیساتھ سوچتی ،برتاؤ کرتی اور ملبوس ہوتی ہے تمام افراد معاشرہ بالخصوص نوجوانوں سے اس کی عزت کی امید کی جاتی ہے وہ اپنے افراد خاندان اور رشتہ داروں کے سامنے اپنی خوبصورتی کا اظہار کرنے میں آزاد ہے نہ کہ پوری دنیا پر۔اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ وہ بن بیگ(bin bag) میں مقید ہوجائے جیسا کہ پروفیسر ڈاکن اوردوسروں نے الزام لگایا ہے۔

اگرہم اپنے آس پاس نگاہ دوڑائیں توہم مشاہدہ کرسکتے ہیں کہ روحانیت روبہ تنزّل ہے اور ایک ایسانظام معرض وجود میں آچکا ہے جو بیکار ہے۔جبکہ اسلام ایک ایسانظام پیش کرتا ہے جو کہ کارآمد ہے اسلام کے پیش کردہ اہم اور وسیع نظام میں خواتین کا بڑا کردار ہے۔ہمارا تجربہ شاہد ہے کہ مردوں اور خواتین کے مابین سماج میں جتنازیادہ آزادانہ میل ملاپ ،دوستیاں،ڈیٹنگ ،پارٹیز وغیرہ ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مابین جوقدرتی جذب رکھا ہے اس سے اتنے ہی اس بات کے امکانات ہیں کہ اس کے نتیجہ میں ان کے مابین ایسے تعلقات استوار ہوتے ہیں جو معاشرہ کے اخلاق کے لئے مہلک ثابت ہوتے ہیں۔اسلام اس آزاد اور بے لگام جنسی میل ملاپ سے روکتا ہے۔

خلاصہ

اسلام کا انتہائی مقصد ایک ایسے پرامن اور مربوط معاشرہ کا قیام ہے جہاں نیکی اور تقویٰ،خوشی اور راحت کا ذریعہ ہو۔اسلام میاں اور بیوی ،والدین ،اولاد ،بہن بھائیوں اور ایک وسیع کنبے کے رشتہ میں ایک مضبوط جذباتی تعلق استوار کرتا ہے ایک ایسا تعلق جو کہ راحت اور تعاون مہیا کرواتا ہے اور جس کا نتیجہ خوشی ،دلی اور ذہنی تسکین ،ہم آہنگی ،اعتماد،اور استقلال ہوتا ہے ۔ایسے معاشرہ میں ہی انسان کی محبت کی طبعی ضرورت بہت سے پاکیزہ ذرائع سے پوری ہوتی ہے ،جس سے ہر کوئی تسلی اور اطمینان پاتا ہے۔

مسلمانوں کو قرآن کریم میں یہ دعا سکھائی گئی ہے؛

''اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ !ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔''(سورۃ الفرقان آیت:75)

بہت سارے مغربی نقادوں کے اسلامی پردہ کے متعلق خیالات کی بنیاد ان کے حقیقی اسلامی تعلیمات کے تئیں ناقص سمجھ اور جانبدارانہ روّیہ کی عکاسی کرتی ہے۔جیسا کہ ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ نقاد یہ سمجھتے ہیں کہ پردے کا مغرب سے کوئی تعلق نہیں ہے اور پردہ ایک مسلم خاتون کی آزادی اور مساوات میں حائل ہے اور مسلمانوں کو مغربی معاشرے کا حصہ بننے سے روکتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ پردہ کی جڑیں بہت گہری ہیں اور پردہ خواتین کی آزادی اور مساوات کو یقینی بناتا ہے اور بجائے مغربی معاشرہ میں مسلمانوں کے ضم ہونے کے راستے میں ایک روک بننے کے پردہ مغربی معاشرہ کے لئے مفید ثابت ہوسکتا ہے۔

اور بالآخر یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ نظام پردہ کی پابندی نہ کرنے پر شریعت اسلامیہ نے کوئی سزا تجویز نہیں کی ہے۔اسلام میں کوئی جبر نہیں ہے(سورۃ البقرۃ آیت:257)پردہ کا بنیادی مقصد ایک مسلم خاتون کا تحفظ اور اس کو معاشرے میں اپنے کردار کے لئے آزادی مہیا کرنا ہے۔جہاں پردے سے یہ مقصد حل نہیں ہوتا وہاں اسلام اس کی شرائط میں سہولیات فراہم کرتا ہے۔

❀❀

پردہ

ایک امریکن احمدی خاتون کی نظر میں

ایک امریکن احمدی خاتون کی نظر میں دینی پردہ کی جو اہمیت ہے اسے انہوں نے نظم میں پیش کیا ہے۔ جو امریکہ کی لجنہ اماء اللہ کے سرکلر Lajna News کے جنوری 1980 سال 1 نمبر شمار 16 میں شائع ہوئی ہے۔ اس نظم کا آزاد اردو ترجمہ مکرمہ ومحترمہ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ نے کیا ہے، جو ذیل میں درج کیا ہے۔ جو احمدی بہنیں اس معاملہ میں پوری احتیاط نہیں کرتیں اُن کے لئے لمحہ فکر یہ ہے

جب گھر سے نکلتی ہے باہر
اک اسلامی عورت پردے میں
بُرقعے میں چھپائے زینت کو،
تسکین نظر کو ملتی ہے
یہ عورت ایسی عورت ہے
جو اپنے رب کے ہر فرمان کو جان سے زیادہ جانتی ہے
جو اس کی خوشی کی دنیا کو ہر شئے سے سوا گردانتی ہے
یہ عورت ایسی عورت ہے
ایمان بھی جس کا پختہ ہے
جانتی ہے کہ اس کے لئے بس اس کے سوا چارہ نہیں
ہر حکم پہ اپنے مولا کے چُپ چاپ جُھکا دے گردن کو
وہ اس کی رضا میں راضی ہے

یہ عورت ایسی عورت ہے
جو شرم وحیاء کا پیکر ہے
اس عورت کی ہر اک نیکی دُنیا کو راہ دکھائے گی
کہ روشنی کا مینار ہے یہ
یہ عورت ایسی عورت ہے
جو ایسا کپڑا اوڑھتی ہے
جو اس عورت کی عزت ہے
جو اس عورت کی عصمت ہے
کیا خوب حفاظت کرتی ہے
یہ پردہ ایسا پردہ ہے
جو اللہ کی اس بندی کو مذہب کے قریں لے آتا ہے
یہ عورت اپنے مولا کے فرمان کو پورا کرتی ہے
اور اپنے آقا سے باندھے پیمان کو پورا کرتی ہے۔

(بحوالہ مصباح، پاکستان جون جولائی 2009ء صفحہ 56)

❁❁

باب ہشتم

پردہ کے متعلق احمدی عورتوں کے قابل تقلید نمونے

باب ہشتم میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ آج کے فیشن زدہ معاشرہ میں احمدی خواتین کی اوّلین ذمہ داری ہے کہ وہ پردہ کی افادیت واہمیت کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنے کے لئے کوشش کریں نیز اس باب میں احمدی عورتوں کے اس سلسلہ میں عملی نمونے بھی پیش کئے گئے ہیں۔

احمدی خواتین جنہوں نے پردے کے سلسلے میں نیک قدم اٹھایا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

''۔۔۔بڑی کثرت کے ساتھ مختلف جماعتوں کے عہدیداران کے بھی اور خود ان مستورات کے بھی خطوط آرہے ہیں جنہوں نے اپنی غفلتوں پر اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کی اور بڑے ہی درد کے ساتھ توبہ کی اور آئندہ کے لئے یہ عہد کیا کہ وہ ان شاء اللہ تعالیٰ اسلام کی ہر تعلیم پر پوری طرح کاربند رہیں گے۔

یہ خطوط ایسے عجیب قلبی جذبات اور کیفیات پر مشتمل ہوتے ہیں کہ ناممکن ہے کہ ان کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور ان خواتین کے لئے دل سے دعائیں نہ نکلیں ان خطوط میں بعض ایسے واقعات بھی بیان ہوتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر از جماعت سوسائٹی پر بھی اس تحریک کا گہرا اور وسیع اثر پڑا ہے۔اور وہ یہ ماننے پر مجبور ہوگئی ہے کہ آج اگر کسی جماعت نے اسلامی قدروں کو زندہ رکھا تو وہ جماعت احمدیہ ہوگی۔

ایک خط میں جس میں انہی باتوں کا ذکر تھا ایک دلچسپ واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے کچھ بچیاں جو پہلے بے پردہ تھیں انہوں نے اس تحریک کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حیرت انگیز تبدیلی

کا مظاہرہ کیا۔ایک اور خاندان کی بچیاں جو پردہ کرتی ہیں انہوں نے جب اپنی غیر احمدی سہیلیوں کو یہ واقعات سنائے اور یہ مثالیں بتائیں تو ان کی والدہ لکھتی ہیں کہ ان میں سے دولڑکیاں بے اختیار کہہ اٹھیں کاش! ہم بھی کسی احمدی گھرانے میں پیدا ہوئی ہوتیں۔۔۔

پھر حضور نے فرمایا کہ:''۔۔۔وہ تمام احمدی بچیاں اور خواتین جنھوں نے پردے کے سلسلے میں نیک قدم اٹھایا ہے ان کے دل میں اس وقت خاص طور پر نیک آواز کو قبول کرنے کا مادہ پیدا ہو چکا ہے اوران کی توجہ اپنے رب کی طرف ہے اور وہ اس خیال سے لذت یاب ہورہی ہیں کہ ہم نے خدا کی رضا کی خاطر یہ قدم اٹھایا ہے۔۔۔''

(خطبہ عیدالاضحیہ 21رمئی 1994۔خطبات طاہر عیدین صفحہ 563)

اسلامی پردہ کے متعلق سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی اہلیہ کا عملی نمونہ

اسلامی پردہ کے بارے میں ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ اسلامی پردہ عورتوں کو بند کر دیتا ہے اوراُن کی ترقی کی راہ کو مسدود کرتا ہے۔سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کو 1936ء میں ایک وفد نے یہی شکایت کی تھی جس پر آپ نے انہیں اپنی اہلیہ کا کمرہ دکھایا کہ کس طریق پر وہ رہ رہی ہیں۔آپ کی اہلیہ کی سلیقہ شعاری اور کمرہ کی صفائی کو دیکھ کر سارے وفد نے اسلامی پردہ کی تعریف کی اور اس کی خوبیوں کا اقرار کیا۔

سر محمد ظفر اللہ خان صاحب تحریر کرتے ہیں کہ

''1936ء کی گرمیوں میں جنوبی افریقہ سے ایک خیر سگالی وفد شملے آیا جس کے قائد جنوبی افریقہ کے ایک وزیر مسٹر ہوف مئیر تھے انہوں نے میری رہائش گاہ ''دی ریٹریٹ'' میں انسٹی ٹیوٹ کو خطاب کیا اس موقع پر ایک لطیفہ ہوا۔وفد کے ایک رکن نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم شادی شدہ ہو؟ تو میں نے اثبات میں جواب دیا۔اس پر اُس نے پوچھا کہ کل سیسل ہوٹل میں جو دعوت ہمارے اعزاز میں تھی اس میں تمہاری بیوی شامل تھی؟ میں نے کہا نہیں۔اُس نے کہا وہ شملہ میں نہیں ہے۔

میں نے کہا وہ شملہ میں ہی ہے لیکن وہ پردہ کرتی ہے اور مردوں کی محفل میں نہیں جاتی اس نے پوچھا بھلا وہ کیوں؟ میں نے پردہ کی اسلامی تعلیم مختصر طور پر اسے بتائی اور اُس پر کچھ گفتگو ہوتی رہی۔ آخر میں نے کہا کہ اتفاق کی بات ہے کہ اس وقت میری بیوی میری والدہ کے ہمراہ عورتوں کی ایک مجلس میں گئی ہوئی ہیں۔ جاتے وقت انہیں کوئی خیال نہ تھا کہ کوئی غیر مرد اُن کے کمرہ میں داخل ہوگا۔ وہ اپنے کمرہ میں جس حالت میں تھیں اُسی طرح چھوڑ گئی ہیں اگر آپ اور آپ کے وفد کے کوئی اور صاحب پسند کریں تو میں آپ کو ان کمروں میں لے چلتا ہوں آپ ان کو دیکھ کو اندازہ کر لیں کہ ہمارے یہاں پردہ دار عورتوں کی معاشرت کا کیا طریق ہے۔ وہ سب آمادہ ہو گئے اور میں انہیں اوپر لے گیا۔ کمرے چاروں طرف سے کھلے ہوئے تھے برآمدے کے بغل میں ایک چھوٹے کمرے میں جس کی تین دیواریں شیشے کی تھیں ایک لکڑی کی ایزل پر سامنے کے پہاڑی منظر کی ایک نیم کش تصویر تھی جو میری بیوی ان دنوں تیار کر رہی تھی۔ سنگار میز پر ضروری اشیاء قرینے سے رکھی ہوئی تھیں۔ ایک کمرہ میں ایک تخت بچھا ہوا تھا الماریوں میں کتابیں اور رسالے پڑے ہوئے تھے۔ کچھ زیبائش کا سامان بھی تھا ہر کمرہ سے اردگرد کی پہاڑیوں کے منظر نظر آتے تھے۔ جب ہم نیچے آ گئے تو جن صاحب نے مجھ سے پردہ کے بارے میں سوال کیا تھا میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے پردہ کے متعلق کیا اندازہ قائم کیا۔؟ اس نے کہا میری ہی نہیں ہم سب کی رائے ہے اگر پردہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے تو ہم سب پردہ کے مستحق ہیں۔ ہمیں تو یہی خیال تھا کہ پردہ دار عورتیں قیدیوں کی مانند زندگی گزارتی ہیں۔ انہیں گھر کی چار دیواری کے اندر محصور ہونا پڑتا ہے دہلیز سے باہر قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ خانہ داری کے امور کے علاوہ نہ انہیں کسی بات کا علم ہوتا ہے نہ انہیں کسی چیز میں دلچسپی ہوتی ہے۔ جب میں نے اپنے گھر میں اس بات کا ذکر کیا تو میری بیوی نے کہا بھلا یہ بھی کوئی بات ہے میری غیر حاضری میں تم غیر مردوں کو ہمارے کمروں میں لے آئے کیا یہ پردہ کے خلاف نہیں؟ میں نے کہا الاعمال بالنیات۔ میرے ایسا کرنے سے ہماری معاشرت کے ایک پہلو کے متعلق ان کی غلط فہمی کی کسی حد تک اصلاح ہوگئی اور وہ نیک اثر لے کر گئے۔

(بحوالہ تحدیث نعمت۔ سر محمد ظفر اللہ خاں صفحہ 480)

ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کا پردہ کے متعلق عملی نمونہ

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ پاکستان کی بے لوث خدمات کا ذکر فرمایا اور خصوصاً آپ کے پردہ کے پابند ہونے کا ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا کہ باوجود دنیا کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے پردہ کبھی بھی اُن کے کسی کام میں روک نہیں بنا۔ اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ میں جماعت کے لوگوں کے آپ کے بارے میں تاثرات کا بھی ذکر فرمایا۔ جس میں اکثر نے آپ کی دیگر خصوصیات کے علاوہ باپردہ ہونے کا بھی ذکر فرمایا۔

چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ فرمودہ 16 اکتوبر 2016ء کے کچھ اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا

''آج میں جماعت کے دو خادموں کا ذکر کروں گا جن کی گزشتہ دنوں وفات ہوئی ہے جن میں سے ایک مکرم بشیر احمد رفیق خان صاحب ہیں۔ اور دوسری فضل عمر ہسپتال کی شعبہ گائنی کی ڈاکٹر نصرت جہاں ہیں۔ جو انسان بھی دنیا میں آیا اس نے ایک دن یہاں سے رخصت ہونا ہے لیکن خوش قسمت ہوتے ہیں وہ جن کو اللہ تعالیٰ دین کی خدمت کی بھی توفیق عطا فرمائے اور انسانیت کی خدمت کی بھی توفیق عطا فرمائے۔'' حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

''دوسرا ذکر جیسا کہ مَیں نے کہا محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں مالک صاحبہ کا ہے جو حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب کی بیٹی تھیں۔ 11/ اکتوبر 2016ء کو لندن میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ تھیں تو یہ ربوہ میں لیکن برٹش نیشنل تھیں۔ ہر سال آیا کرتی تھیں۔ اور اپنی پیشہ وارانہ مہارت کو بڑھانے کے لئے بھی مختلف ہسپتالوں میں جاتی تھیں اور کچھ عرصہ سے بیمار تھیں۔ کچھ علاج بھی کروا رہی تھیں اس لئے یہاں تھیں اور یوکے (UK) کے جلسہ کے بعد ایک دم ان کو انفیکشن ہوا۔ چیسٹ (chest) انفیکشن ہوا۔ بڑھتا چلا گیا۔ پھر پھیپھڑوں نے کام کرنا بند کر دیا لیکن

اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کافی ریکوری (recovery) ہوگئی تھی اور ڈاکٹر کچھ پُرامید بھی تھے۔لیکن ساتھ ہی یہ خطرہ بھی تھا کہ اگر دوبارہ انفیکشن کا حملہ ہوا تو بچنا مشکل ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر تھی دوبارہ ایک دن اچانک حملہ ہوا اور اس بیماری کے بعد چند گھنٹوں میں ان کی وفات ہوگئی۔

ان کی پیدائش 15 /اکتوبر 1951ء کی ہے۔کراچی میں پیدا ہوئیں۔ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کے والد محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب بھی پرانے خادم سلسلہ تھے۔حضرت خان ذوالفقار علی خان صاحب کے بیٹے تھے۔ان کا آبائی وطن نجیب آباد ضلع بجنور تھا جو یُوپی (UP) میں واقعہ ہے۔انہوں نے یعنی ڈاکٹر نصرت جہاں کے دادا نے 1900ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بذریعہ خط بیعت کی اور پھر 1903ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ملاقات کی سعادت پائی۔حضرت مولانا خان ذوالفقار علی خان صاحب گوہر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق اپنے بیٹے مولانا عبدالمالک خان صاحب کو بچپن سے ہی دین کے لئے وقف کر دیا تھا گو ان کی پیدائش بعد کی ہے۔1911ء میں ان کی پیدائش ہوئی۔مولانا نے مدرسہ احمدیہ میں داخل ہونے کے بعد 1932ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کیا۔اس کے بعد ان کو ایک بڑی اچھی ملازمت مل گئی لیکن مولوی عبدالمالک خان صاحب کے والد نے انہیں لکھا کہ مَیں نے تمہیں اس لئے نہیں پڑھایا کہ تم دنیا کماؤ۔کسی ایک کو دین بھی کمانا چاہئے۔یہ خط ملتے ہی مولانا عبدالمالک خان صاحب نے استعفیٰ دیا اور قادیان واپس آ کر مبلغین کلاس میں شمولیت اختیار کر لی اور یہی اخلاص اور وفا کا جذبہ تھا جو ڈاکٹر نصرت جہاں میں بھی تھا۔یوکے (UK) سے انہوں نے تعلیم حاصل کی۔ پہلے ایم۔بی۔ایس پاکستان سے کیا پھر یُوکے (UK) سے سپیشلائز کیا۔اَور کہیں بھی وہ جاتیں تو لاکھوں روپیہ روزانہ کما سکتی تھیں۔لیکن دین کی خدمت کے لئے، انسانیت کی خدمت کے لئے چھوٹے سے شہر میں، ربوہ میں آ کر آباد ہوگئیں اور ہسپتال کی اُس وقت جو بھی ضرورت تھی اُس ضرورت کو پورا کیا اور پھر تمام عمر بے نفس ہو کر ایسی خدمت کی جو انتہائی معیار پر پہنچی ہوئی تھی۔ان کے بارے میں بہت سے لوگوں نے مجھ سے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے، سب بیان کرنے مشکل ہیں۔بعض مَیں آگے جا کے بیان کروں گا۔ان کی

ایک ہی بیٹی ہیں عائشہ نزہت وہ اس وقت یو کے میں ہی اپنے خاوند کے ساتھ مقیم ہے۔ان کے تین بچے ہیں۔جیسا کہ میں نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحبہ نے پاکستان میں فاطمہ جناح میڈیکل کالج سے ایم۔بی۔بی۔ایس کیا پھر انگلستان سے آر۔سی۔او۔جی یعنی گائنی سپیشلسٹ کا کورس کیا Royal College of Obstetricians and Gynaecologists۔ 1985ء میں فضل عمر ہسپتال میں اپنی خدمات کا آغاز کیا اور 20/اپریل 1985ء سے اب تک یہ خدمت سرانجام دیتی رہیں۔جیسا کہ میں نے کہا بیمار بھی تھیں۔ان کو کچھ جگر کی بیماری تھی اس کے علاج کے سلسلہ میں یہ رخصت لے کر 5/اپریل کو لندن آئی تھیں۔علاج ہو رہا تھا اور علاج اللہ کے فضل سے کامیاب ہو گیا تھا۔پھر ان کو جلسہ کے بعد چیسٹ انفیکشن ہوا اس سے بھی کچھ حد تک لگ رہا تھا کہ واپسی ہے لیکن پھر اچانک حملہ ہوا اور وفات ہوئی۔

ان کے داماد مقبول مبشر صاحب کہتے ہیں خدا پر نہایت درجہ توکل تھا۔عبادت کا ذوق تھا۔قرآن سے محبت تھی۔خلافت سے گہری وابستگی تھی۔پوری طرح شرح صدر سے خلافت کی اطاعت،خدمت خلق،مریض کی شفا اور آرام ان کی پہلی ترجیح تھی۔اور جو باتیں یہ بیان کر رہے ہیں مَیں ذاتی طور پر بھی گواہ ہوں یہ کوئی مبالغہ نہیں ہے بلکہ حقیقت میں یہ باتیں ہیں جواُن میں تھیں۔ہر سرجری سے پہلے اور علاج سے پہلے دعا کرتیں۔روزانہ صدقہ دیتیں۔ربوہ میں موجود بزرگوں کو اپنے مریضوں کی شفایابی کے لئے کہتیں۔بہت سے نادار مریضان کا اپنی جیب سے یا قریبی دوستوں کے خرچ سے علاج کرواتیں۔جماعت کے پیسے کا بھی بہت درد رکھتی تھیں۔ہر وقت کوشش کرتیں کہ کم سے کم خرچ ہو۔جماعت کا ایک روپیہ بھی ضائع نہ ہو۔یہ کہتے ہیں کہ مَیں لاہور میں پرائیویٹ ہسپتال میں کام کرتا تھا تو مجھ سے پوچھتیں کہ فلاں چیز تم نے کس کمپنی سے کس قیمت پہ خریدی ہے اور فلاں دوائی تم کس کمپنی سے کس قیمت پہ خریدتے ہو۔پھر اگر موزوں ہوتی تو وہی چیز فضل عمر ہسپتال کے لئے ان اداروں سے کم قیمت پر خرید کرواتیں۔والدین سے بھی محبت تھی ان کی خدمت بھی بہت کی۔ان کی والدہ کی لمبی بیماری کے باوجود ان کی انہوں نے بہت خدمت کی۔اپنے فرائض بھی پورے کئے اور والدہ کی خدمت بھی کی۔اور اپنی بیماری بھی آخری ایام میں بڑی ہمت سے گزاری۔آخری بیماری کے دوران

تقریباً دو مہینے ہسپتال رہی ہیں۔ ہمیشہ یہی کہتی تھیں کہ تلاوت سناؤ۔ گھر میں بھی بچوں کو نماز اور تلاوت کی تاکید کرتیں۔ کوئی نیکی کی بات بچوں میں دیکھتی تھیں، تلاوت کرتے دیکھتیں تو خوش ہوتیں اور انعام دیتیں اور دعا دیتیں۔ **مبشر صاحب کہتے ہیں ہماری بیٹی جب بارہ سال کی ہوئی تو اس کو سر ڈھانپنے اور پردے کا خیال رکھنے کی تلقین کرتیں** اور حضرت امّاں جان اور دیگر بزرگوں کے حوالے سے چھوٹی چھوٹی مگر اہم باتیں بچوں کو مثال یا واقعہ کی صورت میں سناتیں۔ **خود بھی پردے کی بہت پابند تھیں۔ پس اگر والدین اور ان کے بڑے بچوں کو یہ نصیحت کرتے رہیں تو پھر لڑکیوں میں جو حجاب نہ لینے کا حجاب ہے وہ ختم ہو جاتا ہے بلکہ جرأت پیدا ہوتی ہے۔**

حضور انور نے ان کے بارے میں احباب جماعت کے تأثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا

''ڈاکٹر نوری صاحب جو ربوہ میں طاہر ہارٹ کے انچارج ہیں وہ کہتے ہیں کہ گزشتہ نو سال سے زائد عرصہ سے محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کے ساتھ فضل عمر ہسپتال کے زبیدہ بانی وِنگ اور طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں کام کرنے کا موقع ملا۔ ان میں بعض ایسی صفات تھیں جو آجکل بہت کم ڈاکٹروں میں پائی جاتی ہیں۔ بہت ہی نیک، دعا گو، اعلیٰ اخلاق کی حامل، خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والی، اپنے مریضوں کے لئے دعائیں کرنے والی، پردہ کی باریکی سے پابندی کرنے والی، قرآن کریم کا وسیع علم رکھنے والی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُسوہ پر عمل کرنے والی خاتون تھیں۔''

''مبشر ایاز صاحب جو ہمارے جامعہ ربوہ کے پرنسپل ہیں ان کے چاق و چوبند ہونے اور پردے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ہماری یہ ڈاکٹر صاحبہ بھی برقع میں ملبوس عین پردے کی بہترین شکل کو اختیار کئے ہوئے فوجی جوانوں کی طرح بھاگ دوڑ کرتی ہوئی نظر آتی تھیں۔ جو خواتین پردے کو روک سمجھتی ہیں ان کے لئے یہ بہترین رول ماڈل تھیں۔ سارا سارا دن کام کرتی رہتیں اور بڑی ایکٹو (active) رہتیں پھر بھی کبھی تھکاوٹ کا اظہار نہیں ہوا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21 اکتوبر 2016ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 11 نومبر 2016ء)

میں نے پردہ اپنی مرضی سے اختیار کیا ہے

مکرم تسمیہ منظور صاحبہ۔کینیڈا

کیا میں پردہ اختیار کرتی ہوں؟ کیا یہ میری روزمرّہ کی زندگی میں رکاوٹ بنتا ہے؟ الحمدللہ میں سن 2000 سے احمدی مسلمان ہوں۔ میں ایک بیوی، ماں، بہن اور سند یافتہ ٹیچر (استانی) ہوں۔ میرا پردہ یا حجاب کبھی میری ذمہ داریوں اور خواہشات کے پورا کرنے میں رکاوٹ نہیں بنا۔

میں پاکستان میں لیکچرار تھی، پھر میں دبئی آ گئی جہاں میں نے پانچ سال بطورِ سینئر سائنس ٹیچر کام کیا۔ میں 2003ء میں اپنے خاوند اور اپنی بڑی بیٹی کے ساتھ ہجرت کر کے کینیڈا آ گئی۔ میری دو بیٹیاں کینیڈا میں پیدا ہوئیں۔ میرے خاوند اور میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں گھر رہ کر اپنی اولاد کی تربیت کروں۔ جب میری سب سے چھوٹی بیٹی پہلی کلاس میں پہنچی تو میں نے تحقیق کرنا شروع کی کہ کیسے میں اپنا کیریئر کینیڈا میں شروع کر سکتی ہوں۔ میں نے یارک یونیورسٹی میں بیچلر آف ایجوکیشن (تعلیم سے متعلق فیلڈ) میں داخلہ حاصل کیا۔ داخلہ حاصل کرنے کے لئے میرے راستے میں بہت سی روکیں آئیں اور ایک موقع پر جب میں بالکل امید چھوڑ بیٹھی، خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ جو شخص اس سے مدد مانگے، وہ ہمیشہ اُس کی مدد اور رہنمائی کے لئے موجود ہے۔ میں دعا کے ساتھ آگے بڑھتی گئی۔ میری کلاس میں صرف دو حجاب والی خواتین تھیں۔ میرے علاوہ دوسری خاتون نے اپنے پہلے کی کچھ تعلیم یارک یونیورسٹی سے ہی حاصل کی تھی، اس لئے اُنکے کچھ دوست اِس کلاس میں موجود تھے، جبکہ میں بالکل نئی تھی۔ مجھے اِس بات کا احساس ہوتا تھا کہ میرے کلاس فیلو (ہم جماعت) مجھ سے خوف کھاتے ہیں اور مجھ سے بات کرنے سے کتراتے ہیں۔ مگر جب ہم نے چھوٹے گروپ میں کام کرنا شروع کیا، تو اِن ساتھیوں نے مجھ سے میرے کے مذہب متعلق سوال کرنے شروع کیے کہ میں کیوں پردہ اختیار کرتی ہوں؟ کیا میرا خاوند مجھے یہ پہننے پر مجبور کرتا ہے۔ میں انہیں سمجھاتی

کہ یہ میری اپنی مرضی کے مطابق ہے، اور یہ کہ کوئی مجھے اس پر مجبور نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے ماحول میں جہاں انجان اور غیر رشتہ دار مرد بیٹھے ہوں، پردہ مجھے اطمینان اور سکون بخشتا ہے۔ ہماری گفتگو میں احمدیہ مسلم جماعت کا تعارف بھی کرواتی اور بتاتی کہ ہماری جماعت کو کئی ممالک میں ظلم وستم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

جیسا کہ میں حساب (Maths) اور فزکس کی ٹیچر ہوں، میرے پہلے حساب کے پریکٹیکل کے دوران ہمارے ڈپارٹمنٹ میں نو (9) مرد اور صرف چار خواتین تھیں۔ کینیڈا اور یورپین ممالک میں جب لوگ پہلی مرتبہ ملتے ہیں تو مصافحہ کرنے کا رواج ہے۔ میں نے اپنے استاد کو یہ بات شروع میں ہی بتا دی کہ میں مردوں کے ساتھ ہاتھ نہیں ملاتی، وہ یہ بات سمجھ گیا اور اُس نے باقی ڈیپارٹمنٹ کو بھی اس سے آگاہ کر دیا۔ میرا کوٹ اور حجاب پہننا بھی کبھی مسئلہ نہیں بنا؛ میرے طلباء اور میرے ساتھی میرے علم، میرے ٹیکنالوجی کے استعمال اور لیکچر کو پُرلطف بنانے سے کافی متاثر تھے۔

کینیڈا میں رہتے ہوئے میری پڑھائی کے دوران یا کام کے دوران اگر مجھے کوئی دقت پیش آئی، تو میں نے فوراً اپنے پیارے آقا کو خط لکھ دیا۔ اور میرا جو بھی مسئلہ ہوتا ایسے حل ہو جاتا جیسے کوئی مسئلہ تھا ہی نہیں۔ میں اپنی تمام بہنوں کو، جنہیں اپنا کیریئر بنانے میں کسی بھی مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، یہی گزارش کروں گی کامل یقین کے ساتھ اِس راستہ پر چلیں، اُنکی تمام مشکلات دور ہو جائیں گی۔ میرے جاننے والے بعض بزرگوں نے مجھے یہ مشورہ دیا کہ میں کینیڈا کے طور طریقے اپنا لوں تاکہ آسانی سے گھل مل سکوں، لیکن میں اس سے کتراتی رہی، اور الحمدللہ، میں نے اپنے پیارے حضور کی باتوں پر عمل کیا اور آہستہ آہستہ میں اپنی منزل کی طرف گامزن ہوں۔

مجموعی طور پر کینیڈا ایک مختلف النوع کلچروں سے بنا ملک ہے، اور یہاں ہر ایک کے حقوق کا احترام کیا جاتا ہے۔ تمام خواتین جو اپنا کیریئر بنانا چاہتی ہیں، میں اپنے تجربے کی بنا پر انہیں یہی مشورہ دوں گی اگر ہمارا خلافت سے مضبوط تعلق ہو اور ہم خلیفہء وقت کی ہدایات کے مطابق عمل کریں تو حجاب کسی کے لئے کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کرتا۔

پردہ مجھے بااختیار انسان بناتا ہے

مکرمہ نادیہ کوثر احمد صاحبہ۔کینیڈا

اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ جو اس میں سے ازخود ظاہر ہو۔اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں۔(سورۃ النور، آیت 32)

حجاب: میرے مطابق اِس سے مراد وہ سر پہ اوڑھنے والا کپڑا ہے جو مسلمان خواتین پبلک میں پہنتی ہیں۔سوال یہ ہے کہ اس اوڑھنے والے کپڑے میں کیا شامل ہے؟ کیا یہ محض ایک عام سا کپڑا ہے؟ یہ سوال اصل میں ایک شناخت کے متعلق ہے جس میں ایک علامت، ذہنیت اور پورا طرزِ زندگی شامل ہیں۔پیس ولج ٹورنٹو کینیڈا میں بڑے ہوتے ہوئے، پردہ کے معاملہ میں میرے بزرگ میرے لئے نمونہ رہے ہیں۔ پردہ کے ساتھ جو جذبات اور تجربات ملحق ہیں، یہ ایک ایسا سفر ہے جسے بیان کرنا مشکل ہے۔ پردہ ایک ایسا concept ہے جسے خود مجھے سمجھنا پڑا، اور اسکا مقصد اور حقیقی معنی مجھے اِسے اپنانے کے بعد سمجھ آنے شروع ہوئے۔لوگوں میں یہ ایک غلط خیال پایا جاتا ہے کہ اسلام عورتوں کو پردے کے ذریعہ سے قید کر دیتا ہے۔جبکہ میں پردے کو جیل کی سلاخوں کی طرح نہیں سمجھتی، بلکہ اسے ایک ایسا دروازہ سمجھتی ہوں جو آزادی کی طرف کھلتا ہے۔ پردہ مجھے با اختیار انسان بناتا ہے، اور ساتھ ہی میرے آزاد طرز زندگی کو باوقار اور پُرعزت بنا دیتا ہے۔مغربی ممالک میں بڑے ہوتے ہوئے، جہاں آزادی اور فیشن کا اظہار عریانیت اور بے حیائی سے کیا جاتا ہے، ایک انسان یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ سر پر پہنا ہوا حجاب روزمرّہ کے کاموں میں رکاوٹ بنے گا۔ یہ محض ایک غلط خیال ہے۔ باپردہ ہو کر میں ایسی زندگی گزارتی ہوں جو نیکی اور حیاء سے بھری ہوئی، انسانی عقل کے عروج کو ظاہر کرتی ہے۔اگر ہم پیچھے جا کر دیکھیں تو ہمیں پتہ لگتا ہے کہ انسان

شروع میں بالکل ننگا تھا، اور جیسے جیسے اُسکی ذہنیت نے ترقی کی، اُس نے اپنے آپ کو ڈھانکنا شروع کر دیا۔آج مغربی دنیا میں رہتے ہوئے میں اپنے آپ کو بااختیار محسوس کرتی ہوں، اور یہ خیال رکھتی ہوں کہ اعلیٰ ترین انسانی تمدن کا مظہر بنوں۔

یونیورسٹی میں پڑھتے ہوئے اور کئی بار انٹرویو وغیرہ میں مجھ سے یہ پوچھا گیا ہے کہ حجاب میرے لئے کیا معنے رکھتا ہے۔اس کا جواب محض ایک لفظ میں اگر ادا کیا جائے تو وہ 'احترام' ہے۔ میں اپنی ذات کا احترام کرتی ہوں اور اپنے حُسن کو اپنے قابو میں رکھتی ہوں۔ یونیورسٹی میں کئی ساتھیوں نے اِس بات کا اعتراف کیا ہے کہ پردے کے مفہوم کو سمجھ کر اُن کے دلوں میں میرے لباس کے لئے احترام اور بھی بڑھ گیا ہے۔ میں حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق دو ڈگریاں مکمل کر رہی ہوں، جن میں سے ایک آغازِ بچپن سے متعلق ہے، جبکہ دوسری ڈگری بیچلر آف ایجوکیشن (تعلیم سے متعلق) ہے۔ یونیورسٹی میں چار سال پڑھتے ہوئے حجاب کسی موقع پر میرے لئے رکاوٹ نہیں بنا بلکہ میں تو خدا تعالیٰ کی برکات دیکھتی ہوں جو میرے ہر قدم پر میرے لئے ہدایت کا باعث بنتی ہیں۔

میں جب بھی باحیاء طریق پر اپنے حجاب کے ساتھ گھر سے باہر نکلتی ہوں، تو یہ میرے اور تمام دنیا کے لئے ایک یاد دہانی کے طور پر ہے کہ میں اپنی عزت واحترام کی حفاظت کے لئے کر رہی ہوں۔ میں اسلام کی سچی تعلیمات کا نمونہ بننا چاہتی ہوں، اور جو لوگ اس طرزِ زندگی کی خوبصورتی کو نہ سمجھتے ہوئے غلط تصورات اسلام کے ساتھ باندھ چکے ہیں، میں ان تصورات کا قلع قمع کرنا چاہتی ہوں۔ مجھے پردہ کی طاقت اور حکمت سکھائی گئی ہے اور اور یہ میرے عقائد اور اقدار میں رچ بس گئی ہے۔ میری ایک باپردہ مسلمان عورت کی حیثیت سے شناخت مجھے ہمت دیتی ہے کہ ہر روز بہتر سے بہتر بنتی چلی جاؤں۔ یہ میرے لئے اعلیٰ معیار قائم کرتا ہے کہ میں دنیا پر ظاہر کروں کہ پردہ کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہیں کرتا، بلکہ یہ کامیابی کا زینہ ہے۔ اِسی کے ذریعہ سے مجھے آزادی کا اصل معنی سمجھ آیا ہے، ایسا طرزِ زندگی جس میں میرا عزت اور وقار قائم ہے۔

پردہ بطور مسلمان عورت کے میری پہچان ہے

ڈاکٹر فوزیہ زکریا صاحبہ۔کینیڈا

ایک ایسے معاشرہ میں رہتے ہوئے جہاں اسلام دشمنی کی فضا عام ہے اور اس میں ذاتی تشخص، طاقت اور سیاست کی ملاوٹ نے مزید مسائل پیدا کر دئے ہیں ایک باہر سے دیکھنے والے شخص کے لئے اسلام کی پیروی اور پردے کا اہتمام انتہائی مشکل امر نظر آتا ہے۔مگر میرا ذاتی تجربہ اکثر مثبت ہی رہا ہے۔

1991ء میں کینیڈا منتقل ہونے کے بعد اور طب کے پیشہ سے منسلک ہونے کی وجہ سے میری زندگی مختلف ادوار سے گزری ہے۔الحمدللہ، کسی بھی دور میں پردہ میری راہ میں رکاوٹ نہیں بنا۔ بلکہ اس کے برعکس میں محسوس کرتی ہوں کہ یہ محض خدا کا فضل ہی ہے کہ بظاہر ایک کپڑے کا ٹکڑا مجھے اسلام کا سفیر بنا دیتا ہے اور مجھے روزمرہ کی زندگی میں اپنے مذہب کا علمبردار بننے کا موقع ملتا ہے۔ حجاب پہننے کی وجہ سے میں لاکھوں کے ہجوم میں بھی ایک مسلمان عورت کی وجہ سے پہچانی جاتی ہوں جس کی وجہ سے یہ احساس ہمیشہ میرے ساتھ رہتا ہے کہ میرے اعمال و کردار بھی اسلام کی نمائندگی کرنے والے ہوں۔ مجھے احساس رہتا ہے کہ حجاب کی وجہ سے لاکھوں لوگوں کی نظریں میرے اعمال و افعال کا جائزہ لے رہی ہیں۔حجاب مجھے اسلام کے بارے میں پیدا ہونے والے غلط تاثرات کو دور کرنے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔اور محض خدا تعالیٰ کے فضل سے میں حتی الوسع اپنی ذاتی اور پیشہ وارانہ زندگی میں ان مواقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتی ہوں۔

اپنے بچوں کے اسکول میں رضا کارانہ خدمت کرتے ہوئے کئی دفعہ ننھے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہوا کہ میں ان کی ماؤں اور اساتذہ سے مختلف کیوں دکھتی ہوں۔ مجھے ایسے موقعوں پر ان بچوں کو سمجھانے کا موقع ملا اور میں امید رکھتی ہوں کہ بڑے ہونے پر یہ دوسرے لوگوں سے زیادہ اسلام کو سمجھنے والے ہوں گے۔

آج کے مادی دور میں انسان کی ظاہری شکل وصورت بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کہا تو یہی جاتا ہے کہ کسی کو اس کی ظاہری صورت پر نہ پرکھو مگر ہوتا ہمیشہ ایسا ہی ہے۔ جب میں نے کلینک شروع کی تو میرے ذہن میں بھی یہ خیال تھا کہ ممکن ہے کہ میری ظاہری صورت کی وجہ سے بعض مریض میرے پاس آنے سے کترائیں گے۔ مگر ایک مریض کی بات نے مجھے حیران کر دیا جب اس نے مجھے بتایا کہ اس نے مجھے اپنے ڈاکٹر کے طور پر اس لئے چنا ہے کیونکہ اس معاشرہ میں پردہ کرنا ثابت کرتا ہے کہ میں ایک مضبوط، انفرادی شخصیت کی مالک ہوں۔ میں نے ہمیشہ حجاب کو اپنے لئے طاقت کا موجب سمجھا ہے کیونکہ میرے نزدیک حجاب ایک کپڑے کے ٹکڑے کا نام نہیں بلکہ ایک با حیاء زندگی گزارنے کا نام ہے۔

میرا حجاب بطورِ مسلمان میری پہچان ہے اور میں اس کی وجہ سے اسلام کی سفیر ہوں۔ اس کی وجہ سے اکثر مریض مجھ سے اسلام کے بارے میں منفی تاثرات جو کہ میڈیا پر عام ہوتے ہیں ان کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور مجھے ان کا جواب دینے اور اسلام میں عورت کے اصل مقام کے بارے میں بتانے کا موقع ملتا ہے۔ اکثر مجھے انہیں سمجھانے کا موقع ملتا ہے کہ بعض چیزوں کا تعلق اسلام سے نہیں بلکہ کلچر سے ہے۔ ایک دفعہ ایک پولیس افسر نے مجھ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ جب میں مسلمان عورتوں کے لئے دروازہ کھولتا ہوں تو وہ میرا شکریہ ادا کئے بغیر چل پڑتی ہیں، کیا اسلام میں عورت کا مرد سے بات کرنا ممنوع ہے؟ اسی طرح ایک دفعہ ایک مریض نے مجھ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ بعض مسلمان عورتیں حجاب پہنتی ہیں اور بعض نہیں؟ الحمدللہ، مجھے اس طرح کے سوالوں کا جواب دینے کا موقع ملتا رہتا ہے۔

حجاب بطور مسلمان عورت کے میری پہچان ہے اور کیونکہ کلینک میں میں واحد مسلمان ڈاکٹر ہوں اس لئے میرے حجاب سے مجھے پہچانتے ہوئے اکثر لوگ ہونے والے واقعات کے متعلق مجھ سے سوال کرتے رہتے ہیں جن کی وجہ سے مجھے اپنے علم میں اضافہ کرنے کا بھی ہمیشہ خیال رہتا ہے۔ الغرض، حجاب کوئی قید یا رکاوٹ نہیں بلکہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

❁❁

پردہ مجھے آزادی حفاظت اور وقار دیتا ہے

مکرمہ ثمینہ نوید خان صاحبہ۔ برطانیہ

پاکستان میں بڑے ہوتے ہوئے میں اپنا سر نہیں ڈھانکتی تھی۔ اگر چہ میرے والدین نے مجھے دینی شعار سکھائے تھے لیکن کسی معاملہ میں زبردستی نہیں کی۔

شادی کے بعد جب میں برطانیہ منتقل ہوگئی، مجھے احساس ہوا کہ اجنبیوں کے ملک میں سکارف حجاب میری پہچان بنے گی۔ حجاب نے مجھ پر بہت اثر کیا۔ اس لحاظ سے کہ میں اپنے آپ کو کس طرح دیکھتی ہوں اور دوسروں کے ساتھ کس طرح پیش آتی ہوں۔

میں رجسٹرڈ مترجم کے طور پر کام کرتی ہوں۔ جب میں کام کے لئے گھر سے نکلتی ہوں تو پیشہ ورانہ لباس کے ساتھ سکارف بھی پہنتی ہوں۔ میں اعلیٰ عدالتوں میں برطانیہ کے بہترین وکلاء کے ساتھ بغیر کسی مشکل کے کام کرتی ہوں۔ حقیقتاً، انسان کی ذاتی کامیابیاں دیکھی جاتی ہیں، نہ کہ اس کا لباس۔ میں سمجھتی ہوں کہ لباس کسی طرح سے بھی عورتوں کی ترقی میں رکاوٹ نہیں ہے۔ مزید اقتصادی ترقیات کی راہیں کھلی ہیں۔ پردہ مجھے زیادہ آزادی، حفاظت کا احساس اور وقار دیتا ہے۔

ایک چیز میں نے نوٹ کی ہے کہ مغربی اور دیگر اقوام کے لوگوں سے میں زیادہ قبولیت اور مروّت پاتی ہوں۔ جو کوئی عداوت کبھی پیش آتی بھی ہے تو وہ دیگر ایشیائی لوگوں سے (مردوں اور عورتوں سے) اور یہ رویّہ سخت احساسِ کمتری کا نتیجہ ہوتا ہے۔

مجھے یہ تبصرے بھی ملے ہیں کہ سکارف کس قدر سمارٹ اور باوقار لگتا ہے۔ اس قسم کے تبصرے سننے پر مجھے اس پروفیسر کی بات یاد آتی ہے جو اپنے شاگردوں سے کہتی تھی کہ ’’سکارف چہرہ کا فریم ہے جو پہننے والی کے حسن اور وقار کو بڑھاتا ہے۔‘‘

میں ایک باپردہ ڈاکٹر کے طور پر جانی جاتی ہوں

مکرمہ ڈاکٹر قرۃ العین عینی رحمٰن صاحبہ

اس بات میں تو کوئی اشتباہ نہیں تھا کہ میں نے پردہ کرنا ہے صرف یہ فیصلہ باقی تھا کہ میں نے کس قسم کا پردہ کرنا ہے۔ پردہ ایک ایسی چیز ہے جس کے ساتھ ہی میں پروان چڑھی ہوں۔سکول آتے جاتے میں نے دوپٹہ اوڑھنا اور کالج کے زمانے میں ایک لمبے کوٹ کیساتھ اس میں اور ترقی ہوگئی۔اپنی بقیہ زندگی میں میں کس قسم کا پردہ اپناؤں اس بارے میں میں نے بڑے ہی محتاط رنگ میں سوچا اور اس پردے کو میں یونیورسٹی سے شروع کرنا چاہتی تھی۔اٹھارہ سال کی عمر میں اپنے گھر سے دور لندن میں لڑکیوں کی رہائش گاہ میں میڈیسن میں اپنا کیرئیر بنانے کے لیے (جس کی مجھے خواہش تھی) قیام ایک بڑا قدم تھا۔یہ وہ جگہ تھی جہاں لوگوں اور دوستوں کا ایک وسیع حلقہ تھا۔چونکہ میری زندگی کا یہ ایک اہم موڑ تھا لہذا میں نے سوچا کہ پردہ کرنے کا یہی مناسب وقت ہے جو میری والدہ کرتی تھی۔وہی ایک ایسی خاتون تھی جو میرے لئے نمونہ تھی اور اسی کی طرز کا پردہ میں کرنا چاہتی تھی وہ ایک روایتی نقاب کے ساتھ اپنا منہ اور ماتھا ڈھانپ لیتی تھی مجھے خوف تھا کہ میں اپنی پڑھائی اور کام کے دوران ایسا کیوں کر سکتی ہوں۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ ایک ملاقات کے دوران میرے والد نے پوچھا تو حضور انور نے فرمایا کہ یونیورسٹی میں پڑھائی کا ایک ماحول ہوتا ہے لہذا چہرہ کے ایک حصہ کو ڈھانپنے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن یونیورسٹی میں اور اس سے واپسی پر مجھے اپنی والدہ کی طرح پردہ کرنا چاہئے۔حضور نے مجھے یہ بھی نصیحت فرمائی کہ یونیورسٹی میں میں lipstick نہ لگاؤں۔شروع شروع میں مجھے اس قسم کا پردہ سنبھالنا بہت مشکل لگا اور اس کو الجھ جانے سے روکنا یا ہوا سے اس کا اڑنا بھی ایک مشکل تھی۔تاہم اس کو شروع کرنے کا یہ ایک صحیح وقت تھا۔یونیورسٹی میں میں نے اپنی پڑھائی کے تمام شعبہ جات اور بعض کھیلوں میں میں نے بھرپور حصہ

لیا۔ پردہ کبھی بھی لیکچر، لیبارٹری کے تجربات، ریسیرچ، چیر پھاڑ، اپریشن تھیٹر میں جانے، کوئی پیشکش کرنے یا پھر مریضوں سے بات چیت کے آڑے نہیں آیا۔

گریجویشن اور پوری جی پی ٹریننگ کے دوران مَیں نے کبھی یہ محسوس نہیں کیا کہ پردہ میرے کیریئر کی ترقی میں رکاوٹ ہے۔ نہ ہی کبھی میں نے یہ محسوس کیا کہ پردہ نے میرے کام یا روزمرہ کی زندگی میں کوئی پابندیاں کھڑی کر دی ہیں۔ میرا ماننا ہے کہ یہ میری پہچان کا ایک حصہ ہے اور یہ کہ میں اسی کی وجہ سے ایک مسلمان چینی ڈاکٹر کے طور پر جانی جاتی ہوں۔ میرے پردہ کے تئیں کبھی کوئی تحقیر آمیز یا بھدے کلمات نہیں کہے گئے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ میں اے اور ای میں کام کر رہی تھی اور گرمی کے دن تھے۔ اس وقت میں ہمیشہ ایک سفید کوٹ پہنا کرتی تھی جبکہ آجکل اس کو نہیں پہننے دیا جاتا ایک مریض جس کا میں بیڈ پر معائنہ کر رہی تھی، کے بزرگ رشتہ دار نے مجھے حیران ہو کر پوچھا کہ مجھے اس کوٹ اور سکارف میں گرمی نہیں لگتی، میں نے جواب دیا کہ ہاں جس طرح ہر کسی کو گرمی لگتی ہے اسی طرح مجھے بھی لگتی ہے لیکن پردہ کوئی ایسی چیز نہیں تھا جس کو میں موسم کے مطابق کاٹوں یا تبدیل کروں۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر چیز عطا کی ہے اور جو کچھ بھی میں حاصل کر پائی ہوں یہ محض اس کے فضل اور رحم کا نتیجہ ہے۔ اس لئے اگر میں ایک حکم پر بھی عمل نہ کر پائی جو دراصل میرے ہی فائدے کے لئے ہے تو میں بے حد احسان فراموش، ناشکر اور نافرمان کہلاؤں گی جس طرح ہم اپنی تعلیم اور روز مرہ زندگی میں مزید ٹریننگ کے لئے کوشش کرتے ہیں اس طرح ہمیں اپنی روحانی زندگی میں بھی ٹریننگ کی ضرورت ہے۔ اسلام ظاہر اور پھر باطن پر بڑا زور دیتا ہے کیوں کہ یہی کسی کام یا پروجیکٹ کی شروعات ہے۔ مثلاً نماز سے پہلے ہمیں وضو کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ ہم عبادت کے لئے ظاہری طور پر صفائی اختیار کر لیں یہی چیز ہمیں باطنی صفائی اور طہارت میں مدد کرتی ہے۔ اس لئے جب ہم نے ایک دفعہ پردہ کی فلاسفی اور حکمت کو سمجھ لیا اور ہم نے یہ فیصلہ کر لیا کہ ہم پردہ کریں گیں پھر ہم زندگی میں جو بھی حاصل کرنا چاہیں یا مکمل کرنا چاہیں ہم کر سکتی ہیں۔

اس غلطی خوردہ خیال کو رفع کرنے کے لئے کہ اسلام نے خواتین پر پابندیاں عائد کر دی ہیں

ہمیں ضرور پردہ کرنا چاہئے اور زندگی کے ہر میدان میں کمال حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ یعنی تعلیم میں، کام میں، بچوں کی پرورش اور والدین کی نگہداشت میں۔ کبھی بھی پست ہمتی نہ ہو بلکہ شروع سے ہی بلندیوں تک پہنچنا مقصد ہو۔ یہی سب سے بڑا جہاد ہے کیوں کہ اس میں اپنی فضول اور بے مہابہ خواہشات کے خلاف ایک جدو جہد ہے۔ یہ بات بالخصوص مغربی معاشرہ سے متعلق ہے جہاں ہر پہلو سے اسلام کو اعتراض کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اور ظاہری حلیئے اور بناوٹ پر بہت زور دیا جاتا ہے۔

میرا پردہ

مکرمہ ڈاکٹر امۃ المجیب صاحبہ۔ امریکہ

الحمدللہ، خاکسار کی خوش قسمتی ہے کہ اس عاجز کو پردے کے اہتمام سے متعلق اپنے ذاتی تجربات پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ میں نے 16 سال کی عمر میں پردہ کرنا شروع کیا اور پردے کے لئے پاکستان کے طریق کے مطابق نقاب والا برقع پہننا شروع کیا۔ پردے کا یہ طریق میرے لئے بہت ہی سہولت کا موجب رہا اس لئے میں آج تک اسی طریق پر پردے کا اہتمام کرتی ہوں باوجود اس کے کہ مجھے کام یا ذاتی سفر کے لئے تمام دنیا گھومنے کا موقع ملتا ہے۔

خلفائے کرام کی دعاؤں کی بدولت ، اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت سے تعلیمی اور پیشہ وارانہ اعزازات سے نوازا۔ پاکستان میں قیام کے دوران میٹرک سے لے کر ایم ایس سی تک ہر امتحان میں مجھے گولڈ میڈل حاصل کرنے کی توفیق ملی۔ اس کے بعد میں آکسفورڈ منتقل ہوگئی جہاں میں نے میتھے میٹیکل فزکس میں D.Phil کی ڈگری حاصل کی۔ آکسفورڈ میں قیام کے دوران مجھے نیٹو اور یورپین فزکس سوسائٹی کی کانفرنسوں میں یونیورسٹی کی نمائندگی کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ نیٹو سمر سکول میں مجھے مزید یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ عشائیہ کے موقع پر مخصوص معززین کے ساتھ میزِ صدارت پر بیٹھنے کے لئے مجھے بھی منتخب کیا گیا، اور اس انتخاب کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ ’’ کانفرنس اور سکاٹ لینڈ

کی پہاڑیوں میں سیر کے دوران مذہبی اقدار (پردہ) کے التزام پر انتظامی کمیٹی کا اظہارِ خوشنودی۔‘‘
خدا کے فضل سے مجھے ملٹی نیشنل آئی ٹی کمپنی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں ہونے، حکومتِ دبئی کے لئے بطور مشیر برائے منصوبہ بندی کام کرنے اور یورپ، مشرق بعید، افریقہ اور امریکہ میں متعدد بین الاقوامی کانفرنسز میں شمولیت کی توفیق ملی اور میں نے یہ سب پردے کی مکمل پاسداری کے ساتھ کیا۔

ان تمام تر اعزازات میں سے جو اعزاز میرے لئے سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے وہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی طرف سے ڈی فِل کی ڈگری کے حصول پر لکھا گیا ایک خط ہے۔ میں نے یونیورسٹی کو انتہائی ادب سے آگاہ کر دیا تھا کہ میں اسلامی اقدار کی پابندی کرتے ہوئے تقریب تقسیم اسناد کے موقع پر وائس چانسلر سے مصافحہ نہیں کروں گی۔ میری درخواست کے جواب میں یونیورسٹی نے پہلی بار اپنی سات صدیوں پرانی روایت کو نظر انداز کرتے ہوئے مجھے مصافحہ نہ کرنے کی اجازت دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مجھے ایک خصوصی گولڈ میڈل سے بھی نوازا جس کے پیچھے یہ الفاظ کنداں تھے کہ ’’آکسفورڈ میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے دوران اسلامی اقدار کی پابندی پر۔‘‘

مجھے پاکستان، دبئی اور امریکہ میں مختلف عہدوں پر جماعت کی خدمت کی بھی توفیق ملی۔ دبئی میں مجھے بطور نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ اور امریکہ میں بطور لوکل صدر لجنہ کے طور پر خدمات سر انجام دینے کی توفیق ملی۔ آج کل مجھے امریکہ کی ایک اعلیٰ یونیورسٹی میں پڑھانے کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمدللہ، اسلام کی پاکیزہ تعلیمات پر میرا ایمان روز بروز بڑھتا ہی ہے۔ اکثر پردے کی پابندی سے کوئی منفی اثرات ظاہر نہیں ہوتے بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے خدا تعالیٰ ہمیشہ منفی تاثرات کو بھی مثبت اور توصیفی تاثرات اور مرعوبیت میں بدل دیتا ہے۔ فالحمدللہ۔

حجاب اور کوٹ میرے لئے قوّت اور محافظت کی علامت ہیں

مکرمہ ملیحہ شاہد صاحبہ۔کینیڈا

جب بھی میں کچھ دیر رک کر اپنی گزری ہوئی زندگی پر غور کرتی ہوں تو خدا تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کو دیکھتے ہوئے میرا دل خدا تعالیٰ کی حمد وثناء سے بھر جاتا ہے، خاص طور پر جب میں سوچتی ہوں کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے ہمیشہ مشکل اوقات میں میری صحیح راستہ کی طرف رہنمائی فرمائی۔اس ہی طرح کا ایک مشکل دور وہ تھا جب میں نے پہلی بار پردے کے حکم کی پیروی شروع کی۔

بچپن سے ہی میں نے اپنے گردو پیش میں ہمیشہ ایسی مضبوط کردار عورتوں کو دیکھا جو ہمیشہ پردے کی پابندی کرتی تھیں۔اپنے خاندان اور جماعت میں اس قسم کی مثالوں کو دیکھتے ہوئے مجھے بچپن ہی سے علم تھا کہ ایک وقت مَیں بھی ان اعلیٰ نمونوں کی پیروی کرنا چاہوں گی۔مگر مغربی ممالک میں پیدا ہونے اور پروان چڑھنے کے باعث اپنے مذہب سے میرا لگاؤ ہمیشہ آزمائش سے گزرتا رہا۔گو کہ ان دنوں بھی کینیڈا میں مختلف اقوام کے لوگ بستے تھے مگر اس کے باوجود پردے کی پابندی کرنے والی مسلمان خواتین پیشہ وارانہ زندگی میں دیکھنے کو کم ہی ملتی تھیں۔

نوجوانی کے دن انسان کی زندگی کا تجرباتی دور ہوتا ہے۔ان ہی دنوں میں میری والدہ نے مجھے پردے کی پیروی کرنے کی تلقین کی۔اس وقت میں اپنے ایمان میں اس قدر مضبوط نہیں تھی مگر اپنی والدہ کی اطاعت کرتے ہوئے میں نے مڈل سکول میں پردے کی پیروی شروع کردی۔مجھے یاد ہے کہ ان دنوں میرے لئے سب سے بڑا مسئلہ اپنے دوستوں کو یہ بات باور کرانا تھا کہ سر ڈھنکنے کے بعد بھی وہی شخص ہوں اور بدل نہیں گئی۔

بعد ازاں، ہائی اسکول شروع کرتے ہوئے میں نے سر ڈھانکنے کے ساتھ ساتھ کوٹ پہننا بھی شروع کردیا۔گو کہ یہ مرحلہ پہلے مرحلے سے نسبتاً آسان تھا کیونکہ میں ایک نئے اسکول جارہی تھی جس کی وجہ سے مجھے اس بات کی زیادہ پرواہ نہیں تھی کہ لوگ یہ سوچیں گے کہ ایک دم سے مجھ میں یہ

تبدیلی کیوں آئی۔مگر اس کے باوجود مجھے پردے کی تعلیم کی حکمت کی مکمل سمجھ نہیں تھی۔اسی طرح میں اپنے مغربی دوستوں سے مختلف بھی نظر نہیں آنا چاہتی تھی۔مگر پھر بھی میں نے اپنی والدہ کی تعظیم اور اطاعت میں پردے کی پابندی کی۔

ہائی سکول کے زمانہ میں میں نے اپنے دین اور اعتقادات کے بارے میں مزید سیکھنا شروع کیا،اور اپنے طور پر اپنے مذہب کو ایک نئے سرے سے جاننے کی کوشش کی۔ان ہی دنوں میں میری ملاقات ایک ایسی خاتون سے ہوئی جو کہ خود بیعت کر کے احمدی ہوئی تھیں جنہوں نے اس دور میں میری رہنمائی فرمائی۔ان کو دیکھ کر میں اکثر سوچتی تھی کہ اگر مجھے بھی خود فیصلہ کر کے احمدیت قبول کرنی ہوتی اور اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنا ہوتا تو کیا میں ایسا کرتی؟ میں نے اسلام کے احکامات بشمول پردے کے حکم کو بہتر سمجھنا اور اس پر غور کرنا شروع کر دیا۔میری زندگی کا یہ دور میری بیداری کا دور تھا جب میں نے اپنے دین کو سمجھ کر اس کو پھر سے اپنایا۔حجاب اور کوٹ جو میں ایک عرصہ سے پہن رہی تھی وہ میرے لئے محض پہننے والے کپڑے نہیں رہے بلکہ قوّت اور محافظت کی علامت بن گئے۔ ان کو پہننا اپنے والدین کی اطاعت سے بڑھ کر اپنے خالق کی عبادت کا عمل بن گیا۔اس وقت مجھے احساس ہوا کہ نہ صرف یہ کہ مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ لوگ مجھے حجاب اور کوٹ پہنا دیکھ کر مختلف سمجھتے ہیں، بلکہ میں مختلف ہونا چاہتی تھی۔

آج کل میں ایک ایسے پیشہ سے وابستہ ہوں جس میں بہت زیادہ عورتیں کام نہیں کرتیں کجا یہ کہ مسلمان عورتیں۔میں اس امر کو حوصلہ افزائی کا ذریعہ بناتی ہوں تا کہ میں اپنے مذہب کی بہترین مثال ان کے سامنے پیش کرسکوں۔گو کہ مجھے پردے کی پابندی کرنے میں بہت زیادہ مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑا مگر اس کی وجہ سے میں اپنے ایمان میں مضبوط تر ہوگئی ہوں۔میرا حجاب اور پردہ میرے مقاصد کے حصول میں کبھی رکاوٹ نہیں بنے بلکہ ان کی وجہ سے مجھے ہمیشہ عزت وتکریم ہی ملی ہے۔بعض ایسے مواقع بھی آئے ہیں جب مجھے سوچنا پڑا کہ فلاں پروگرام ویسے تو میری پیشہ وارانہ زندگی کے لئے فائدہ مند ہے مگر اس میں شامل ہوکر مجھے اپنے پردے کے اصول پر سمجھوتہ کرنا پڑے گا۔ایسے مواقع پر میں نے ہمیشہ خود کو یہی سمجھایا ہے کہ تمام دنیاوی افسران سے بالا ایک افسر اعلیٰ،

خدائے تبارک وتعالیٰ، آسمان پر بھی موجود ہے۔اس افسرِ اعلیٰ کے احکامات کی پابندی کبھی میرے لئے نقصان اور روک کا موجب نہیں بن سکتی، بلکہ وہ ہمیشہ میری حفاظت کرے گا اور صحیح راستے کی طرف رہنمائی فرمائے گا۔اور الحمدللہ ہمیشہ ہوا بھی ایسا ہی ہے۔

میں حجاب کے بغیر خود کا تصور بھی نہیں کر سکتی

مکرمہ عنبرین منظور صاحبہ، کینیڈا

میرا نام عنبرین منظور ہے اور میں نے 2000ء میں احمدیت قبول کی جب میں دبئی میں مقیم تھی۔ میرے لئے پردے کی پابندی دینِ اسلام اور مسلم کلچر کا حصہ ہے اور دبئی قیام کے دوران مجھے پردہ کرنے میں کبھی کوئی مشکل پیش نہیں آئی کیونکہ یہ وہاں کے کلچر میں عام سی بات ہے۔تین سال قبل حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے میرے خاوند کو کینیڈا منتقل ہونے کا مشورہ دیا اور 2013ء میں ہم مسی ساگا، کینیڈا منتقل ہو گئے۔کینیڈا اس لحاظ سے ایک بہترین ملک ہے کہ یہ مختلف قوموں اور مذاہب کے لوگوں کا ایک حسین مجموعہ ہے۔

گزشتہ سال میں نے Peel Regional Police کی خواتین ڈیپارٹمنٹ کی افسر ''لوری بلاشُک'' سے رابطہ کیا اور انہیں جماعت کی ایک مہم JesuisHijabi (میں ایک حجابی ہوں) کے بارے میں بتایا۔انہوں نے اس مہم میں شمولیت کے بارے میں مثبت اور پر جوش جواب دیا اور کہا کہ پیل ریجنل پولیس اس مہم کا حصہ بننا چاہے گی اور ہم حجاب کے بارے میں مزید جاننے کے خواہش مند ہیں۔اس پر ہماری ٹیم نے انہیں ''اسلام میں عورت کا کردار اور حجاب میرا ذاتی انتخاب'' کے موضوع پر پریزنٹیشن دی۔ الحمدللہ، پروگرام ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ بہت سی خواتین پولیس افسران نے حجاب پہنا اور لیا بھی اور بہت سے سوال بھی پوچھے۔ان سب نے ہمارے پروگرام کے انعقاد اور حجاب کے فلسفہ کے بارے میں مطلع کرنے پر شکریہ ادا کیا۔ Manager Diversity Relations Unit کی افسر Karen McCollough نے ہم سے پریزنٹیشن کی ایک کاپی

انہیں دینے کی بھی درخواست کی تا کہ وہ اور لوگوں کو بھی دکھا سکیں اور انہیں بتا سکیں کہ یہ ہے اصل اسلام۔ کیرن نے ہمیں Sports Hijab پہن کر دیکھنے کے لئے بھی کہا اور بتایا کہ پیل ریجن پولیس یہ حجاب پولیس افسران کے لئے خواتین کے دن پر پہننے کے لئے استعمال کر رہی ہے۔

ہم نے وہ حجاب پہن کر دیکھا اور ایک الگ کمرے میں جا کر بعض سوالات کے جواب بھی دئے۔ یہ ہمارے لئے بھی ایک سیکھنے والا تجربہ تھا جس میں ہمیں مختلف کپڑوں اور مٹیریل کے بنے ہوئے حجاب کے بارے میں پتہ چلا کہ ان میں سے کونسا زیادہ آرام دہ اور محفوظ ہے۔

پیل ریجنل پولیس نے اسلامی معاملات میں مشورہ دینے والے گروپ کے ارکان کو بھی مدعو کیا ہوا تھا۔ ایک غیر احمدی ممبر نے کہا کہ ''احمدیہ مسلم خواتین نے یہ ایک بہت اہم قدم اٹھایا جس کے ذریعہ وہ حجاب کے بارے میں آگاہی اور شعور پیدا کر رہے ہیں اور ہم اس کے لئے ان کے شکر گزار ہیں۔ اب ہم بھی ان کی اس مہم 'میں ایک حجابی ہوں' کا حصہ بنیں گے۔''

تمام تعریفیں خدا ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں حجاب کے بارے میں اس خوبصورت پیغام کو پہنچانے کی توفیق دی۔ میں حجاب کے بغیر خود کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ یہ میرا ذاتی فیصلہ ہے اور یہ میرا خدا تعالیٰ سے تعلق ہے۔ کسی کو میرے حجاب پر انگلی اٹھانے کی اجازت نہیں خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ حجاب میری پہچان ہے، یہ میرے لئے سب کچھ ہے اور میں اس کے سوا کچھ بھی نہیں۔

مجھے حجاب پہننے کی وجہ سے کبھی کوئی دقّت نہیں ہوئی

مکرمہ ڈاکٹر مبارکہ بشریٰ سمیع صاحبہ، یوکے

مجھے یاد ہے کہ اسّی کی دہائی میں ایک تربیتی کلاس کے دوران ہمیں سکھایا گیا تھا کہ پردہ ہمارے اپنے فائدہ کے لئے ہے خواہ اس کی پابندی بظاہر کچھ زحمت کا موجب ہی کیوں نہ ہو۔ جس طرح ہم سردی میں دستانے اور گرم کپڑے پہن کر اپنے آپ کو ٹھنڈ سے بچاتے ہیں اسی طرح پردہ بھی ہماری حفاظت کے لئے ہے۔ میں نے چھٹی کلاس میں حجاب پہننا شروع کر دیا تھا اور اس وقت

میں اپنی کلاس میں واحد ایشین نژاد اور مسلمان لڑکی تھی مگر مجھے کبھی ایسا محسوس نہیں ہوا کہ میرے کپڑوں میں یہ اضافہ کبھی میرے لئے رکاوٹ بنا ہو۔ میں مختلف کھیلوں بشمول کشتی رانی میں بھی حصّہ لیتی رہی اور مجھے کبھی یہ احساس نہیں ہوا کہ میرا حجاب ایسا کرنے میں روک بن رہا ہے۔ اس کے بر عکس میں اپنے دوستوں اور اساتذہ سے مذہب کے بارے میں بات کرنے میں زیادہ پر اعتماد محسوس کرتی تھی اور ہمیشہ اس بارے میں بات کرنے کو تیار رہتی تھی کہ میں اپنا سر کیوں ڈھنکتی ہوں۔ اسی طرح اٹھارہ سال کی عمر میں میں نے ہوائی جہاز اڑانے کی بھی تربیت لی اور اس میں بھی میرا حجاب کسی بھی لحاظ سے میرے لئے روک نہیں بنا۔

جب میں نے میڈیکل سکول شروع کیا تو اس وقت بھی وہاں میں واحد طالبہ تھی جو حجاب پہنتی تھی، مگر مجھے اس کی وجہ سے کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ جب میں دوسرے سال میں تھی تو میری ہسٹولوجی کی پروفیسر نے مجھے کہا کہ پہلے سال کا ایک طالب علم ہے جو کہ مائکروسکوپ سے سور کے جگر کو دیکھنے کو تیار نہیں۔ پروفیسر نے دیکھا کہ میں بھی مسلمان ہوں اور اپنے مذہب کی پابندی بھی کرتی ہوں مگر میں نے کبھی ایسا عذر پیش نہیں کیا۔ انہوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اس طالب علم سے بات کروں اور اسے سمجھاؤں۔ اگر میں حجاب نہ پہنتی تو عین ممکن تھا کہ میرے پروفیسر کو اس بات کا علم نہ ہوتا کہ میں ایک مسلمان ہوں۔

جب میں سینٹ جارج میڈیکل سکول میں تھی ان دنوں وہاں کوئی ایسا کمرہ نہیں تھا جس میں مختلف مذاہب کے پیروکار آ کر اپنے اپنے طریق سے عبادت کر سکیں۔ ان دنوں گرجہ ہی میں مصلے رکھے ہوتے تھے۔ ہسپتال کے چیپلن انتہائی مہربانی کا سلوک کرتے ہوئے مجھے چیپل ہی میں نماز پڑھنے کی دعوت دیتے اور اس طرح ایک بار پھر میرا لباس میری پہچان بنا اور مجھے اپنے مذہب کا سفیر بننے کا موقع ملا۔ میڈیکل سکول میں تعلیم کے دوران بھی میں نے کشتی رانی جاری رکھی اور اس دوران بھی میرا حجاب کبھی میری راہ میں رکاوٹ نہیں بنا۔ اسی طرح دیگر کھیل کھیلتے ہوئے بھی مجھے کبھی کوئی مشکل پیش نہیں آئی یہاں تک کہ Plane gliding میں بھی حجاب کی وجہ سے مجھے کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ مجھ سے زندگی میں صرف ایک بار یہ سوال پوچھا گیا تھا کہ میں حجاب کیوں پہنتی ہوں اور

وہ بھی لاہور، پاکستان میں شیخ زاید ہسپتال کے ڈائریکٹر کی طرف سے جس پر میں نے انہیں جواب دیا کیونکہ میں ایک مسلمان ہوں۔

خاکسار کو کئی سال عینیات کے شعبہ سے وابستہ رہنے کا موقع ملا اور اس تمام عرصہ میں میں نے پردے کی پابندی کی خواہ کلینک میں بیٹھتے ہوئے یا آپریشن تھیٹر میں۔ آپریشن تھیٹر میں سر کو ڈھانکا جاتا ہے اور ساتھ میں گاؤن بھی پہنا جاتا ہے جو درحقیقت پردے کا کام دیتا ہے اور اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنے پیروکاروں کے لئے آسانی پیدا کرتا ہے نہ کہ مشکل اور بے جا تکلیف۔ میرے مریض مجھ سے بعض دفعہ حجاب کرنے کی وجہ پوچھتے ہیں اور میں باخوشی انہیں حجاب کے فلسفہ سے آگاہ کرتی ہوں۔ بعض بڑی عمر کے مریض میرے حجاب کو پسند بھی کرتے ہیں۔

میں اب بھی مختلف کھیل کھیلتی ہوں مثلاً دوڑنا، یوگا، دیوار پیمائی وغیرہ اور مجھے حجاب پہننے کی وجہ سے کبھی کوئی دقّت نہیں ہوئی۔ الحمدللہ، میری بیٹی بھی حجاب پہنتی ہے اور اس نے مجھ سے بھی کم عمر میں حجاب پہننا شروع کر دیا تھا اور وہ اس بات کو خوب سمجھتی ہے کہ حجاب پہننے سے وہ اسلام کی ایک سفیر کے طور پر دیکھی جاتی ہے اور حجاب اس کی راہ میں کوئی روک نہیں بلکہ اس سے اسے ذمہ داری اور تکریم کا احساس ہوتا ہے۔

دورانِ سروس مجھے پردے کا اہتمام کرنے کی توفیق ملتی رہی

مکرمہ کرنل ڈاکٹر نصرت ظفر صاحبہ۔ کینیڈا

میں نے اپنی ابتدائی تعلیم ربوہ سے حاصل کی۔ میں نے جامعہ نصرت ربوہ ہی سے اپنی FSC (pre-medical) کی تعلیم مکمل کی۔ 1974ء میں جب پاکستان میں آئینی ترمیم کے ذریعہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیّت قرار دیا گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ہمیں خواتین کے لئے مخصوص میڈکل کالجز میں میرٹ کے اوپر داخلہ کی درخواستیں جمع کروانے کا حکم دیا اور اقلیّتوں کے لئے مختص سیٹوں پر داخلہ کی ممانعت فرمائی۔ محض خدا تعالیٰ کے فضل اور حضور کی دعاؤں سے 5 طالبات کو میرٹ پر فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور میں داخلہ مل گیا۔ ان دنوں مکرمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ

(مرحومہ) گنگا رام ہسپتال، لاہور میں ہاؤس جاب کر رہی تھیں، انہوں نے رہنے کے لئے ہمیں اپنے کمرے میں جگہ دی۔ڈاکٹر صاحبہ ہمارے لئے تعلیم کے ابتدائی دور میں ایک مشعلِ راہ تھیں اور ہمیں آپ کی گرانقدر نصائح سے مستفیض ہونے کا خوب موقع ملا۔آپ ہمارے لئے ہر میدان میں ایک بہترین نمونہ تھیں، کیا تعلیمی لحاظ سے اور کیا دینی لحاظ سے اور کیا دنیاوی لحاظ سے۔

میڈیکل کالج سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد میں نے پاکستان آرمی میں کیپٹن کی حیثیت سے شمولیت اختیار کر لی اور ساتھ ہی میری شادی بھی ہوگئی۔ مجھے پاکستان کی فوج میں پچیس سال مختلف ہسپتالوں میں بطورِ پیتھالوجسٹ (pathologist) کام کرنے کا موقع ملا اور میں کرنل کی حیثیت سے ریٹائر ہوئی اور مجھے قابلِ رشک خدمات سرانجام دینے پر صدرِ مملکت پاکستان کی طرف سے تمغۂ امتیاز بھی ملا۔ دورانِ سروس مجھے حتی الوسع پردے کا اہتمام کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ بطور پیتھالوجسٹ میں نے 23 سال پوسٹ مارٹم کئے۔ 2008ء میں، میں اپنی فیملی کے ساتھ بطور skilled worker کینیڈا منتقل ہوگئی۔کینیڈا میں بھی مجھے 4 سال مختلف ہسپتالوں اور کینیڈین بلڈ سروس کے ساتھ رضا کارانہ طور پر کام کرنے کا موقع ملا۔اسی دوران میں نے مکماسٹر یونیورسٹی سے ریسرچ ایسوسی ایٹ کی سرٹیفکیشن بھی مکمل کر لی۔ 2010ء سے میں نے ریسرچ ایسوسی ایٹ کی حیثیت سے سینٹ مائکل ہسپتال میں اور 2012ء سے ماؤنٹ سنائی ہسپتال میں کام شروع کر دیا۔ خدا کے فضل سے میں تین بچوں کی والدہ ہوں۔

پردے کے بارے میں دو واقعات کا خاص طور پر ذکر کرنا ضروری سمجھوں گی۔ایک دفعہ میں بعض اور لڑکیوں کے ساتھ انارکلی بازار میں تھی کہ حضرت سیدّہ مریم صدّیقہ صاحبہ نے ہمیں وہاں دیکھ لیا اور اس بات پر خاص خوشنودی کا اظہار فرمایا کہ ہم نے پردے کا مکمل اہتمام کیا ہوا تھا۔دوسرا واقعہ یہ کہ جن دنوں میری تقرری پاکستان رینجرز میں میڈیکل افسر کے طور پر تھی ان دنوں میں اپنے خاوند کے ساتھ بیٹھ کر Horse and Cattle Show دیکھ رہی تھی۔میرے کمانڈنگ افسر نے یہ نظّارہ دیکھا اور اگلے دن مجھ سے ذکر کیا کہ تمہارا خاوند کل ایک برقع پوش خاتون کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔میں نے اسے بتایا کہ وہ برقع پوش خاتون میں ہی تھی۔ الغرض، خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے

جاب کے دوران بھی پردے کا اہتمام کرنے کی توفیق ملتی رہی، فالحمدللہ۔

مجھے ہر جگہ پردہ کا اہتمام کرنے کی توفیق ملی

مکرمہ صبوحی صدیق صاحبہ۔امریکہ

میرا تعلق پاکستان سے ہے اور میں نے 14 سال کی عمر سے پردہ کرنا شروع کر دیا تھا۔شروع میں مَیں باہر جاتے ہوئے ایک بڑی چادر اوڑھ کر جایا کرتی تھی کیونکہ میری والدہ بھی اسی طرح چادر اوڑھ کر پردہ کیا کرتی تھیں۔1983ء میں میں امریکہ منتقل ہوگئی اور یہاں میری بہت سی عرب ممالک کی عورتوں سے دوستی ہوگئی اور میں نے بھی ان کی طرح پردہ کرنا شروع کر دیا۔کیونکہ پردو کا طریق ہر ملک میں مختلف ہے اس لئے میں نے بھی ان کی طرح بالوں کو ڈھکنے کے لئے تکونی سکارف پہننا شروع کر دیا مگر جب بھی میں پاکستان واپس جاتی تو وہاں کے طریق کے مطابق پردہ کرتی۔

کیلیفورنیا منتقل ہونے کے بعد میں نے پاکستانی خواتین کی طرح پردہ شروع کر دیا یعنی تکونی سکارف یا چکور ہیڈ سکارف کے ذریعہ۔شروع شروع میں یہ میرے لئے ایک مشکل امر تھا کیونکہ میری بہت سی پاکستانی دوست خواتین تھیں جو پردے کا اہتمام نہیں کرتی تھیں۔1990ء میں جب عراق اور امریکہ کی جنگ چھڑ گئی تو ان دنوں مسلمانوں کے لئے معاشرہ میں منافرت بہت زیادہ بڑھ گئی۔ایک دفعہ میں کچھ خریدنے کے لئے بازار جارہی تھی کہ کچھ نوجوانوں نے مجھے دیکھ کر گالیاں دینا شروع کر دیں اور پتھراؤ بھی کیا۔اس کی وجہ سے میں نے پرنٹڈ سکارف جو کہ اٹلی سے آتے تھے پہننا شروع کر دئے نیز جسم کو ڈھکنے کے لئے بھی رنگ دار کوٹ خرید کر پہننے شروع کر دئے۔یہ وقت میرے لئے مشکل وقت تھا مگر محض خدا تعالیٰ کے فضل سے اور گھر والوں کی معاونت کی وجہ سے مجھے اس دور میں بھی پردے کا اہتمام کرنے کی توفیق ملتی رہی۔

گزشتہ 15 سالوں سے مجھے کئی نجی تنظیموں میں رضا کارانہ طور پر خدمات انجام دینے کی توفیق ملتی رہی ہے۔ میں نے اس دوران ہمیشہ پردے کا خیال رکھا ہے۔کیونکہ کیلیفورنیا میں مختلف قومیتوں اور مذاہب کے لوگ موجود ہیں اس لئے مجھے کبھی بھی زیادہ مشکل کا سامنا نہیں ہوا بلکہ اکثر

لوگوں نے اس بات کو سراہا کہ میں اپنے ایمان اور عقائد پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے پردے کا خیال رکھتی ہوں۔ میں گزشتہ دو سالوں سے اپنے محلہ کی ایسوسی ایشن کی صدر کے طور پر کام کر رہی ہوں اور گو کہ ہمارے علاقہ میں نوّے فی صد افراد سفید فام ہیں مگر کبھی کسی نے اس بات پر برا نہیں منایا کہ میں پردہ کرتی ہوں۔کبھی کسی نے میرے ظاہر کو نہیں دیکھا بلکہ ہمیشہ اس امر کو سراہا ہے کہ میں اپنے علاقہ کی بہتری کے لئے جذبہ سے کام کرتی ہوں۔ میں نے مختلف رنگوں کے سکارف اور کوٹ خرید رکھے ہیں جن میں سے بعض پاکستان سے اور بعض امریکہ سے خریدے ہیں اور ہمیشہ باہر جاتے ہوئے اس بات کا پورا خیال رکھا ہے کہ میں نے مکمل پردہ کر رکھا ہو۔ میں یقیناً خوش قسمت ہوں کہ میرا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے جس کا ایک خلیفہ ہے جو ہمیشہ ہمیں ہماری ذمہ داریوں اور صحیح طریق پر زندگی گزارنے کے بارے میں ہدایات دیتے رہتے ہیں۔

سال 2018ء میں خاکسار کا ارادہ ہے کہ مقامی سیاست میں حصّہ لوں اور San Jose شہر کی کاؤنسلر کے لئے انتخابات میں حصّہ لوں۔بعض لوگوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ میرا پردہ میری انتخابی مہم میں رکاوٹ بنے گا اور مجھے سکارف اتار دینا چاہئے۔مگر میں نے انہیں یہی کہا کہ مجھے خدا پر مکمل ایمان ہے اور خواہ الیکشن کا نتیجہ کچھ بھی ہو مگر میں پردہ کرنا نہیں چھوڑ سکتی۔

امریکہ میں پردہ کرنا آسان نہیں اور کئی دفعہ مشکل کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے اور اس کے لئے بہت ہمت اور ثابت قدمی دکھانی پڑتی ہے۔ مجھے بھی اکثر اس طرح کے حالات کا سامنا کرنا پڑا ہے اور میں نے محسوس کیا ہے کہ اکثر کسی کانفرنس وغیرہ میں حصّہ لیتے ہوئے لوگ مجھے پردے کی وجہ سے گھور رہے ہوتے ہیں کیونکہ میڈیا میں پردہ کرنے والی خواتین کے بارے میں یہ تأثر دیا جاتا ہے کہ وہ مظلوم ہیں اور ان کو زبردستی پردہ میں قید کیا جاتا ہے۔ایسے مواقع پر میں درود شریف اور دعائیں پڑھنا شروع کر دیتی ہوں کیونکہ میں جانتی ہوں کے دعاؤں کے بغیر میں پردے پر مضبوطی سے قائم نہیں رہ سکتی۔

میں جانتی ہوں کہ مغربی معاشرہ میں ہماری نئی نسل کے لئے پردہ کرنا ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ اس طرح کے معاشرہ میں اپنے مذہب اور روحانی اقدار پر قائم رہنے کا صرف یہی گُر ہے کہ جماعت

کے ساتھ تعلق قائم رکھا جائے، حضورِ انور کے خطبات کو غور سے سنا جائے، ایم ٹی اے کے پروگراموں کو دیکھا اور سنا جائے اور اپنے لئے بہت زیادہ دعا کی جائے۔اسی طرح یہ چیز بھی بہت اہم ہے کہ انسان ایسے لوگوں سے دوستی اور صحبت رکھے جو اس کے دین کے لئے ممد ہیں۔ میرے دیکھنے میں یہی آیا ہے کہ امریکہ کے لوگ اس بات کو اچھی نظر سے دیکھتے ہیں کہ میں اپنے دین کے حکموں پر عمل کرتی ہوں اور اس کی وجہ سے مجھے مزید عزت دیتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول کرے اور ہماری خطاؤں کو معاف کرے۔آمین

میں نے پردہ کی تعلیم کو اعتماد سے اپنالیا

مکرمہ نادیہ عزیز اللہ صاحبہ، کینیڈا

مَیں مانٹریال، کینیڈا میں پیدا ہوئی اور وہیں پر پلی بڑھی۔ میری ہائی اسکول اور اُسکے بعد کی تعلیم حجاب پہنتے ہوئے گزری، اور یہ 11 ستمبر 2001 سے پہلے کی بات ہے۔

میرے والدین 1970 کی دہائی کے آخر میں ہجرت کر کے کینیڈا آئے۔ یہ امیگریشن کا آسان دور تھا، جب ہر پروفیشن کے شخص کو، خواہ وہ دنیا کے کسی بھی حصہ سے ہو، کھلے دل سے خوش آمدید کہا جاتا تھا۔

مانٹریال کو دنیا میں فیشن کا گہوارہ سمجھا جاتا ہے۔فیشن کا انداز جیسا بھی ہو، وہ کامیاب ہوجاتا ہے۔کسی بھی انداز کو مکمل بنانے کے لئے ایک چیز کی ضرورت ہوتی ہے، اور وہ ہے اعتماد۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۃ النور کی آیت 32 میں فرماتا ہے کہ ’’اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں، اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں‘‘

میں نے قرآن کریم کی اس تعلیم کو اعتماد کے ساتھ اپنالیا، اور مغربی معاشرے میں بڑے ہوتے ہوئے مجھے کسی مشکل کا سامنا نہیں ہوا۔ میرا چورس شفون کا سکارف میرا حجاب تھا۔اس کی وجہ سے میں دوستوں کے برے قسم کے دباؤ سے بھی محفوظ رہی۔ بلکہ اگر میں یاد کروں تو مجھ پر کبھی دباؤ نہیں ڈالا گیا، نہ ہی میرا مذاق بنایا گیا۔ ہاں، حجاب کے متعلق مجھ سے سوال ضرور کیے گئے۔

لیکن میرا حجاب کی طرف رجحان اور شوق دیکھ کر میرے تمام دوستوں نے مجھ سے ہمیشہ عزت کا برتاؤ کیا۔

حجاب کی وجہ سے میرا مطمع نظر ہمیشہ درست رہا۔ میرے ارد گرد کے لوگوں نے میرے کیریکٹر اور قابلیت کی بنیاد پر مجھے پرکھا، نہ کہ خوبصورتی کے لحاظ سے۔حجاب کی وجہ سے میرا اعتماد ہمیشہ مضبوط ہوتا چلا گیا اور اِس نے مجھے نڈر بنا دیا۔حجاب کی وجہ سے میں اپنے مقاصد حاصل کرنے میں کبھی پیچھے نہیں رہی۔ بلکہ اس کی وجہ سے میں اپنی تعلیم اور پھر پروفیشنل زندگی میں ہمیشہ ترقی کرتی چلی گئی۔

میں نے اپنا حجاب کبھی بھی اس طرح نہیں پہنا کہ مَیں اُس میں دُکھتی ہوئی نظر آؤں بلکہ میرا حجاب میرے مزاج کی طرح پرسکون اور آزاد رہا۔ جو اپنی ذات کا پرتو میں دنیا کو دکھانا چاہتی تھی، وہ حجاب کے ذریعہ سے مکمل ہوا۔ یہ ہمیشہ سے میری شناخت رہا ہے، اور آج بھی ہے۔

میں انتہائی فخر کے ساتھ سکارف پہنتی ہوں

مکرمہ سمانتھا عیسام صاحبہ۔امریکہ

سمانتھا عیسام اپنے خاوند کے ساتھ شکاگو، امریکہ میں رہتی ہیں اور پری اسکول کے بچوں کو پڑھاتی ہیں۔ انہوں نے 2014ء میں اسلام قبول کیا اور ان کے گھر والوں نے ان کی ہر ممکن حمایت کی۔سمانتھا رضا کارانہ طور پر بہت سے کام کرتی ہیں اور True Islam کی سوشل میڈیا ٹیم کا بھی حصہ ہیں۔آپ کو سیاحت اور دوڑنے کا بھی شوق ہے۔

جب مَیں نے پہلے پہل اسلام قبول کیا تو میری ایک قریبی دوست نے مجھ سے پوچھا کہ ’’تم حجاب تو نہیں پہنو گی ناں؟‘‘ اور جواباً میں نے سر ہلاتے ہوئے کہا کہ نہیں، ہرگز نہیں۔ میں کبھی بھی حجاب نہیں پہن سکتی۔اس وقت تک میں نے حجاب کے فلسفہ کو نہیں سمجھا تھا کہ یہ کس طرح مجھے پر اعتماد اور پر اختیار بنائے گا۔

بڑے ہوتے ہوئے، مجھے ہمیشہ اس دباؤ کا سامنا رہا کہ میں اپنے جسم کو مغربی معاشرہ کے مطابق ڈھال سکوں تا کہ میں نہانے والے کپڑوں میں خوبصورت دکھ سکوں۔ مغربی معاشرہ میں عریاں کپڑے پہننے کی ترغیب دی جاتی ہے اور میڈیا میں ایسے رول ماڈل دکھائے جاتے ہیں جو کہ عریاں لباس پہن کر اپنے جسم کی نمائش کر رہے ہوتے ہیں۔ ڈزنی بچوں کو شروع ہی ایسی شہزادیوں کو دکھاتا ہے جو کہ دبلی پتلی ہونے کے ساتھ ساتھ عریاں لباس میں جسم کے خدوخال کو ایسی صورت میں دکھاتے ہیں کہ چھوٹی بچیاں ان کے جیسا بننے کی کوشش کرتی ہیں۔ پس اس معاشرہ میں نشوونما پاتے ہوئے میں بھی ہمیشہ یہی خیال کرتی رہی کہ میرا ظاہری جسم اور حسن ہی میری پہچان ہے مگر اسلام کی حیاء کی تعلیم نے میرے خیالات کو یکسر بدل دیا۔

اسلام قبول کرنے کے چند ماہ کے اندر اندر ہی میں نے باحیاء لباس پہننا شروع کر دیا اور میں نے دیکھا کہ اس کا میری زندگی پر بہت ہی مثبت اثر ہونا شروع ہو گیا۔ مجھے احساس ہوا کہ اپنے اندر یہ تبدیلی پیدا کر کے میں انتہائی غیر محسوس طریق پر ایک انتہائی پرزور پیغام دنیا کو دے رہی تھی کہ مجھے میرے اخلاق اور ذہانت پر پرکھو نہ کہ میرے جسم کی بناوٹ پر۔ یہ ایک انتہائی طاقت بخشنے والا امر تھا اور اس کی وجہ سے میں نے خود کو پہلے سے بہت بڑھ کر ذہین اور بہادر محسوس کرنا شروع کر دیا۔

اس کے بعد مجھے اہم فیصلہ کرنا تھا یعنی میں نے باحیاء لباس پہننا تو شروع کر دیا تھا مگر کیا میں سکارف پہننے کے لئے بھی تیار ہوں؟ میں جانتی تھی کہ 23 سال سکارف نہ پہننے کے بعد اب اگر میں ایک دم سے سکارف پہننا شروع کر دوں گی تو لوگوں کی نظروں میں آجاؤں گی۔ میں اس بات سے بھی خوفزدہ تھی کہ اکثریت اسلام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے یہی خیال کریں گے کہ میں ایک مظلوم عورت ہوں جسے اسلام نے پردے میں قید کر دیا ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ کیا میرا پردہ دہشت گردی کے ساتھ منسوب کیا جائے گا؟ میری عیسائی فیملی اس بارے میں کیا سوچے گی؟ مگر میں اس دن کو کبھی بھی نہیں بھول سکتی کہ جب میں نے پہلی بار سکارف پہننا شروع کر دیا تو میری والدہ نے مجھے کہا کہ ''مجھے تم پر بے انتہا فخر ہے'' کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ یہ پردہ کسی جبر کا نتیجہ نہیں

بلکہ ایسا میں اپنی مرضی سے کر رہی ہوں اور ایسا کرنا میری اپنی خوشی کے لئے ہے۔

آج میں انتہائی فخر کے ساتھ سکارف پہنتی ہوں کیونکہ اس کی بدولت میں اپنے مذہب کی نمائندگی کر رہی ہوتی ہوں۔ پردہ کی وجہ سے فوراً دیکھنے والے سمجھ جاتے ہیں کہ میں ایک مسلمان عورت ہوں۔ مجھے گلی محلے میں دیکھنے والا ایک انجان شخص بھی دیکھ کر یقیناً سوچتا ہوگا کہ مسلمان بھی ہماری طرح عام انسان ہیں۔ میں ایک بیوی بھی ہوں، میں باقاعدگی سے دوڑتی بھی ہوں اور اسکول ٹیچر بھی ہوں۔ ایک ایسے معاشرہ میں جہاں اسلام کے بارے میں منفی تأثرات عام ہیں، میرے کم عمر طلباء خود دیکھتے ہیں اور تأثر قائم کرتے ہیں کہ ایک مسلمان عورت جو پردہ کرتی ہے کیسی ہوتی ہے۔ عین ممکن ہے کہ میرے پردے کی وجہ سے بڑے ہونے پر میرے طلباء یاد رکھیں گے کہ میں ایک مسلمان عورت تھی جس نے ان کی تعلیم اور نشو و نما میں مثبت کردار ادا کیا جس کی وجہ سے اسلام کے بارے میں بھی ان کے ذہن میں مثبت تأثر پیدا ہوگا اور خوف دور ہوگا۔

خدا تعالیٰ نے مسلمان مرد اور عورت دونوں کو باحیاء لباس پہننے اور پردہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ عورت کا حجاب کرنا بے وجہ ہرگز نہیں ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ نے پانچ وقت نماز کا حکم ذاتی فائدے اور روحانیت میں ترقی کے لئے دیا ہے اسی طرح پردہ کرنے میں بھی ہمارا ذاتی فائدہ ہے اور روحانیت میں ترقی کرنے کا ذریعہ ہے۔ باحیاء لباس پہننے نے مجھے پراعتماد بنا دیا ہے، اس کی وجہ سے میں محسوس کرتی ہوں کہ معاشرہ میں میری عزت اور تکریم میں اضافہ ہوا ہے اور سر پر حجاب اوڑھنے کی وجہ سے میں اپنے دین کی نمائندگی اور خاموش تبلیغ کر سکتی ہوں۔

میں نے پوری زندگی پردہ کا مکمل اہتمام کیا ہے

مکرمہ ڈاکٹر ملیحہ منصور صاحبہ۔ برطانیہ

میں نے اپنی پوری زندگی تعلیم کے حصول کے دوران بھی اور نوکری کرتے ہوئے بھی پردہ کا مکمل اہتمام کیا ہے اور میرے دیکھنے میں یہی آیا ہے کہ پردہ ایک عظیم الشان برکت کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اسلامی حجاب کی پیروی کرنے کی بدولت مجھے جسمانی اور روحانی لحاظ سے ہمیشہ حفاظت کا احساس ہوا۔ مجھے اپنی زندگی میں مختلف اداروں کا حصہ رہنے کی توفیق ملی ہے اور اس تمام عرصہ میں خاکسار نے ہمیشہ پردے کی پابندی کا خیال رکھا۔ تعلیمی دور میں مجھے ساؤتھ ویسٹ لندن، کیمبرج یونیورسٹی، امپیریل کالج کا حصہ رہی ہوں اور آج کل بطور ڈاکٹر NHS کے لئے کام کر رہی ہوں۔ اپنی زندگی کے ان تمام ادوار میں میں نے حتی الوسع اسلامی پردے کی پابندی کرتے ہوئے سکارف اور کھلا کوٹ پہن کر رکھا۔

حجاب میری پہچان کا ایک اٹوٹ حصہ ہے، اور میں نے اس کے پیچھے عظیم الشان حکمتوں کو مشاہدہ کیا ہے۔ مغرب کی مخلوط زندگی میں عورتوں کو کئی نہ چاہنے والی صورتِ حالات سے گزرنا پڑتا ہے۔ اسی قسم کی مخلوط محفلوں میں اسلام عورت کی حفاظت اور اس کو طاقت بخشنے کے لئے حجاب کا حکم دیتا ہے۔ ہم سب پہلے تأثر کی اہمیت کو خوب سمجھتے ہیں۔ میرے تجربہ میں یہی آیا ہے کہ حجاب کی وجہ سے شروع ہی سے ایک قطعی تأثر قائم ہو جاتا ہے۔ حجاب تاثر دیتا ہے کہ میں ایک مسلمان عورت ہوں جو تمام تر مشکلات کے باوجود پردے کی پیروی کرتی ہے اور حیاء کا میعار قائم کرتی ہے۔ میرے دیکھنے میں یہی آیا ہے کہ حجاب کی وجہ سے بعد میں پیدا ہونے والے کئی مسائل سے انسان بچ جاتا ہے، مثلاً پردے کی وجہ سے مردوں سے ہاتھ ملانے اور مخلوط محفلوں میں شامل ہونے کی زحمت سے انسان بچ جاتا ہے۔ اسی لئے عام خیال کہ برعکس میں یہی کہوں گی کہ حجاب ایک عورت کو معاشرہ کا کارآمد وجود بننے میں مدد کرتا ہے کیونکہ یہ ایک خاموش اعلان

ہوتا ہے کہ ایک مسلمان عورت کے کیا فرائض اور اعتقادات ہیں اور وہ معاشرہ سے کن اصولوں کے مطابق مل کر چلنا چاہتی ہے اور کن معاملات میں معاشرہ کو احتیاط کرنی چاہئے۔

جہاں تک میری پیشہ ورانہ زندگی کا تعلق ہے حجاب کبھی بھی میری راہ میں رکاوٹ نہیں بنا۔ یقیناً ماحول کے مطابق انسان کو بعض جگہ افہام وتفہیم سے کام لینا پڑتا ہے مگر اسلام ان تمام باتوں کو مدّنظر رکھتے ہوئے ان کی اجازت دیتا ہے۔ مثلاً آپریشن تھیٹر میں خاص لباس پہننے یا بعض خاص مواقع پر کہنی سے نیچے بازو کو ننگا رکھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس معاشرہ میں جہاں ظاہری شکل وصورت ہی سب کچھ ہے اسلام سب کو ایک ہی جگہ پر کھڑا کر دیتا ہے ایسی شکل میں کہ انسان اپنی ذہانت اور اخلاق واقدار سے پہچانا جاتا ہے نہ کہ جسم کی بناوٹ سے۔ جس طرح دنیاوی خزائن زمین اور سمندروں کی تہوں میں پوشیدہ ہیں اسی طرح اسلام عورت کو ایک خزانہ کی طرح پوشیدہ رکھ کہ اس کو جسمانی، معاشرتی اور ذہنی تکلیف سے بچانے کا خواہاں ہے۔

مجھے ہمیشہ یہ امر انتہائی عجیب محسوس ہوا ہے کہ مغرب مسلمان عورت کو آزادی دینے کے نام پر اس سے اس کا حجاب چھیننا چاہتا ہے اور کئی جگہ ایسا کرنے کے لئے قوانین کا سہارا بھی لیا جاتا ہے۔ اگر ایسے لوگ مسلمان عورتوں سے گفتگو کر کے سیکھنے کی کوشش کریں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ حجاب مسلمان عورت کو آزادی دینے کے لئے ہی ہے اور کسی بھی طرح ان کی راہ میں رکاوٹ یا قید نہیں ہے۔ طب کا پیشہ میرے لئے انتہائی اہم ہے مگر اگر مجھے مجبور کیا جائے کہ اپنے پیشہ یا پردے میں سے ایک چیز کا انتخاب کروں تو میں یقیناً پردے ہی کا انتخاب کروں گی۔ ایسے ظالمانہ قوانین جو حجاب پر پابندی لگاتے ہیں وہ صرف ناروا امتیازی سلوک کو قانونی حیثیت دیتے ہوئے مسلمان عورتوں کو گھر کی فصیل میں قید کرنے اور معاشرہ سے کاٹنے، اور معیشت میں سے ایک بڑے حصہ کو الگ کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں کرتے۔

ذاتی لحاظ سے حجاب میرے لئے ایک یاددہانی کا کام کرتا ہے کہ میں نے اپنی زندگی اسلامی اصولوں پر گزارنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ میرے لئے ایک یاددہانی ہے کہ حجاب کے ذریعہ سے میں بے تحاشہ فضلوں کو سمیٹنے کے علاوہ اپنی ظاہری ساخت کے لحاظ سے بھی اسلام کی نمائندگی

کر رہی ہوں۔ اور اس لحاظ سے مجھے اپنی اس عظیم ذمہ داری کا احساس رہتا ہے کہ میرے اعمال اسلام کے مطابق ہوں اور میرا ہر فعل خدا کی رضا کے لئے ہو۔

پردہ گندی نظر سے حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے

مکرمہ حیرا منیب صاحبہ۔ کینیڈا

میں نے یونیورسٹی آف ٹورانٹو سے میڈیکل ریڈئیشن سائنس اور ریڈئیشن تھیراپی کی تعلیم 2007ء میں مکمل کی۔ 2010ء میں میں پرنسس مارگریٹ ہسپتال سے بطور ریڈئیشن تھیراپسٹ مستعفی ہوئی اور تب سے اپنے گھر کو سنوار رہی ہوں۔ الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے مجھے تین خوبصورت بچوں سے نوازا ہے۔ اپنے فارغ وقت میں میں اپنی دوسری ڈگری کے حصول کے لئے پڑھ رہی ہوں۔ اسی دوران مجھے ایک کتاب لکھنے کا بھی موقع ملا جو ایڈیٹنگ کے مرحلہ سے گزر رہی ہے۔ کتاب کا عنوان ''بائبل کے انبیاء کی کہانیاں قرآن کی روشنی میں'' ہے۔

میں سولہ سال کی عمر میں کینیڈا منتقل ہوئی۔ میری پرورش ایک لبرل معاشرہ میں ہوئی جس کی وجہ سے میرے والدین نے مجھے کبھی پردہ کرنے پر مجبور نہیں کیا البتہ باحیاء لباس پہننے کی اہمیت پر زور دیتے رہے جس کی وجہ سے میں پردہ تو نہیں کرتی تھی مگر میرے کپڑے مناسب طور پر پورے جسم کو ڈھانکنے والے اور کھلّے ہوتے تھے۔

مگر وقت کے ساتھ ساتھ مجھے احساس ہوا کہ محض اتنا کافی نہیں۔ مجھے احساس ہوا کہ پردہ گندی نظر سے حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے۔ لیکن جس دن میں نے سر کو ڈھانکنے کا فیصلہ کیا میرے لئے ہر چیز بدل گئی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ان دنوں میں یونیورسٹی میں پڑھ رہی تھی۔ اس دن میں ڈھڑکتے دل کے ساتھ، جانے پہچانے چہروں سے بھرے ہوئے لیکچر ہال میں داخل ہوئی۔ ہر کوئی مجھے گھور رہا تھا۔ میرے قریبی دوست اس تبدیلی پر تشویش اور شک کا اظہار کرنے لگے۔ اس وجہ سے مجھے اپنے دوستوں کو چھوڑ کر کلاس میں موجود دو یا تین حجابی لڑکیوں کو دوست بنانا پڑا۔

الحمدللہ، انہوں نے مجھے بہت اچھے طریق سے اپنے ساتھ شامل کیا۔

جلد ہی ہمیں کلاس روم سے نکل کر عملی زندگی میں قدم رکھنا پڑا اور ہماری کلینکل پریکٹس کا دور شروع ہو گیا۔ کلینک کا سال عمومی طور پر کافی مشکل ہوتا ہے اور اس میں سخت مقابلہ بھی ہوتا ہے۔ میری ظاہری شکل وصورت کی وجہ سے مجھے کئی دفعہ مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا اور اکثر دوسرے مسلمانوں کے دہشت گردانہ واقعات پر اسلام کا دفاع بھی کرنا پڑا۔ میرے ہیڈ کاؤنسلر نے مجھے ایک بار یہ مشورہ بھی دیا کہ کلینک کے دوران میں حجاب کرنا ترک کر دوں اور گریجوئٹ ہونے کے بعد خواہ دوبارہ حجاب اوڑھنا شروع کر دوں۔ میں نے انہیں یہی جواب دیا کہ میں اپنی تعلیم کو تو چھوڑ سکتی ہوں مگر حجاب کو نہیں۔ کیونکہ اس وقت تک حجاب میری عزت کا نشان بن چکا تھا اور میں اس کے لئے سب کچھ قربان کرنے کو تیار تھی۔ اللہ کے فضل سے میں آج تک اپنی عزت کو فخر کے ساتھ پہنتی ہوں۔

پردہ کے سبب پر اعتماد محسوس کرتی ہوں

مکرمہ فرزانہ سنوری صاحبہ۔ کینیڈا

میں کینیڈا میں رہتے ہوئے پردے کے تعلق سے اپنے بعض واقعات آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گی 2005ء میں جب میں کینیڈا آئی تو ٹورانٹو کی سڑک پر چلتے ہوئے سائیکل پر سوار ایک شخص نے مجھے دیکھ کر کہا کہ اپنا حجاب اتار دو تم کینیڈا میں ہو نہ کہ افغانستان میں۔ اس کے اس جملہ نے مجھے زیادہ پریشان نہیں کیا، نہ ہی حجاب اتارنے کے بارے میں سوچنے پر مجبور کیا کیونکہ میں اسلام کی تعلیمات کی اہمیت وافادیت کو سمجھتی ہوں۔ اسی طرح کینیڈا آنے کے بعد جب میں بالغین کے ایک اسکول میں تعلیم حاصل کر رہی تھی جہاں پر مختلف قومیتوں کے لوگ تھے تو وہاں مجھے اکثر خصوصاً مسلمان عورتوں ہی سے حجاب اور لمبے کوٹ کے بارے میں بہت کچھ سننے کو ملتا۔ میں نے کئی باران عورتوں کو کہتے ہوئے سنا کہ جس قدر کس کر یہ حجاب باندھتی ہے اور جتنا لمبا اس کا کوٹ ہے اس

کی کبھی شادی نہیں ہو سکے گی۔ان باتوں نے بھی مجھے خاص تکلیف یا دکھ نہیں پہنچایا کیونکہ میں اپنے مذہب کی تعلیمات پر خوداعتمادی سے قائم تھی۔

پردے کے حوالے سے ایک مثبت واقعہ بھی آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گی۔ مجھے اونٹاریو کی گورنمنٹ کی طرف سے میری رضا کارانہ سرگرمیوں کو سراہتے ہوئے ایک اعزاز کے لئے چنا گیا تھا۔ دورانِ تقریب میں نے دیکھا کہ ایوارڈ پیش کرنے والا شخص ایوارڈ دیتے ہوئے خواتین کے ساتھ مصافحہ اور معانقہ بھی کر رہا ہے۔ یہ دیکھ کر مجھے کافی تذبذب ہوا یہاں تک کہ میں نے اپنے خاوند سے درخواست کی کہ وہ میری جگہ پر ایوارڈ لے آئیں مگر انہوں نے مجھے حوصلہ دلاتے ہوئے خود ہی اسلامی اقدار کی پابندی کرتے ہوئے ایوارڈ لینے کی ترغیب دی۔ جب میں ایوارڈ لینے گئی تو ایوارڈ دینے والے شخص نے انتہائی عزت اور تکریم کے ساتھ مجھ سے پوچھا کہ کیا میں یہ ایوارڈ آپ کو پیش کر سکتا ہوں۔اس موقع پر مجھے پردے کی وجہ سے اطمینان اور احترام کا احساس ملا۔

ایک مغربی معاشرہ میں رہتے ہوئے ہمیں مختلف قسم کے لوگوں، خیالات اور اعتقادات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہمارے لئے بہت ضروری ہے کہ ان مختلف لوگوں کے ہوتے ہوئے ہم اپنا ذاتی تشخص نہ کھو بیٹھیں۔ ہمارے پیارے آقا، رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک مکمل مذہب لے کر آئے ہیں جو ہمارے لئے ہر لحاظ سے مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ میں اپنے آپ کو انتہائی خوش قسمت سمجھتی ہوں کہ میں ایک احمدی عورت ہوں جسے میرے مذہب نے دنیا میں خواتین کے لئے موجود منفی رویہ سے بہت بالاتر کر دیا ہے۔ میں ایک مسلمان عورت ہونے اور پردے کے سبب سے اپنے آپ کو پر امید اور پر اعتماد محسوس کرتی ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ میرے مذہب نے مجھے ایک رحمان خدا پر کامل ایمان بخشا ہے۔

پردہ دار پیشہ ور ہوتے ہوئے میرا ذاتی تجربہ

مکرمہ سعدیہ خان صاحبہ۔ یوکے

میں حجاب پہننے والی ایک احمدی مسلمان عورت ہوں۔ میں نے شہر میں 8 سال ایک بڑے بینک میں کام کرتے ہوئے مختلف قسم کے ردِّعمل دیکھے ہیں، جو زیادہ تر مثبت تھے۔

پیشہ ورانہ ماحول میں حجاب پہننے کے بہترین نتائج میں سے ایک اچھا نتیجہ احترام تھا۔ پڑھے لکھے، سلجھے ہوئے لوگوں میں حجاب احترام کا باعث ہے۔ مجھے کبھی بھی اُن فحش تبصروں یا بیہودہ لطیفوں کا نشانہ نہیں بنایا گیا جو میرے ساتھ کام کرنے والی بعض غیر مسلم عورتوں کے بارے میں کئے جاتے۔ اور لنچ اور دیگر مصروفیات کے انتظامات کرتے ہوئے ہمیشہ خیال رکھا جاتا کہ میری ضروریات کے مطابق انتظام کیا جائے (چونکہ میں شراب خانوں یا کلبوں وغیرہ میں نہیں جاتی تھی)۔

بعض مواقع ایسے آئے جن میں میری موجودگی کی وجہ سے عداوت کا مظاہرہ کیا گیا۔ اگرچہ میں یقین سے تو نہیں کہہ سکتی کہ یہ حجاب کی وجہ سے تھا، لیکن پہلی ملاقات پر بعض گاہکوں کے تعصّبانہ رویّہ کی کوئی اَور وجہ بھی نہیں ہوسکتی۔ ایک گاہک نے تو کہہ بھی دیا کہ اُنہیں اس بات کی امید نہ تھی کہ ''میرے جیسی'' کو بینک میں یہ پوزیشن مل سکتی تھی۔

کام کے لئے روزانہ سفر کرنا میرے لئے کچھ دشواری کا باعث رہا۔ شہر اور دفتر پہنچ کر ہی میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھتی تھی۔ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ہوائی جہاز پر سفر کرتے ہوئے میری زیادہ جانچ پڑتال کی جاتی اور مجھے ہمیشہ زائد حفاظتی checkpoints میں سے گزارا جاتا۔ بعض ساتھی تو یہ سمجھتے تھے کہ مجھے ایسی میٹنگز سے معذرت کر لینی چاہئے جو لمبا سفر چاہتی ہیں گویا کہ میرا حجاب یا مذہب مجھے ایسے مقصد کے لئے اکیلے سفر کرنے سے روکتا ہے۔ مسافر میرے ساتھ ٹرین میں بیٹھنے سے گریز کرتے (خصوصاً اگر میرے ساتھ دیکھنے میں کوئی بھاری یا بڑا بستہ ہوتا) لیکن ایسے مسافر جو مجھے روزانہ دیکھتے تھے، اُنہیں کوئی مضائقہ نہ تھا۔ تجسّس بھری نظروں سے لوگوں کا دیکھنا

ہفتہ وار مشغلہ تھا۔ ملے ہوئے جذبات (مثلاً غصہ، خوف اور بے چینی) سے لوگ لازمی گھورتے تھے۔ اور میڈیا میں کسی قسم کی دہشت گردی کی خبر کے بعد تو کئی دن تک ایسے ہوتا۔ شہر میں کھلے طور پر اذیّت صرف بچوں کی طرف سے ملی۔ جبکہ وہ بھاگ کر گزر رہے ہوتے۔

میں پہلے بیان کر چکی ہوں کہ پیشہ ورانہ ماحول میں حجاب پہننے کا ایک بہترین پہلو وہ عزّت تھی جو اس کی وجہ سے ملتی تھی۔ لیکن اس سے زیادہ اہم وہ مکالمہ تھا جو اس کی وجہ سے شروع ہوتا۔ شہر میں کام کرتے ہوئے مجھ سے اپنے دین اور اسلامی نظریات کے متعلق بہت سوال کئے جاتے، جن سے میں خوش ہوتی تھی۔ میرے حجاب نے ہر قسم کی بحث کا آغاز کیا۔ کام پر پہنے جانے والے مناسب لباس سے لے کر مغربی ممالک کی پالیسیوں تک اور یہ کہ کیا بیرونی ممالک میں جمہوریت قائم کرنے سے دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے یا نہیں۔ اور میرے ساتھ کام کرنے والی عورتیں مجھ پر رشک کرتی تھیں کہ مجھے اپنے بالوں کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

پردہ پاکدامنی کا بہترین ذریعہ

مکرمہ حینا لطیف بھٹی صاحبہ۔ امریکہ

مکرمہ حنا لطیف بھٹی صاحبہ نے sociology (سماجیت) کے مضمون میں انڈر گریجویٹ اور گریجویشن کی ڈگریاں حاصل کیں اور اب وہ کالج میں سوشیالوجی sociology کی پروفیسر ہیں۔ ان کی تحقیقی دلچسپی میں انسانی تجارت، امریکہ میں بے گھر، اور نسلی اور مذہبی تعلقات جیسے مضامین شامل ہیں۔

اسلامی پاکدامنی کی حفاظت پر سب سے عام ایک اعتراض جو اٹھایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ حجاب مسلم خواتین کیلئے مغربی معاشروں میں ضم ہونے میں حائل ہے۔ تاہم یہ دلیل ضم ہونے کے بارے میں نہیں ہے بلکہ گہرائی میں یہ ایک ایسا بیان ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک خاتون کو کیسے ملبوس ہونا چاہئے۔

جب منفی قسم کے بیانات ان خواتین پر چسپاں کیے جائیں جو کہ حیادار لباس پہنتی ہوں۔تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ مغربی معاشرہ اپنے اس عمل میں خواتین پر کتنا ظلم کر رہا ہے۔خواتین کو ایسا لباس پہننے کی صلح دینا یا ان سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ کم حیا والا لباس پہنیں خواتین کو اپنی خوبصورتی کے تئیں بنسبت معاشرے میں ان کے کردار کے زیادہ باشعور بنانا ہے۔یہ چیز ان کی توجہ اور ان کے ارادہ کو تعلیم اور اپنا مستقبل روشن بنانے کی بجائے ایک بے حقیقت اور دشوار قسم کے خوبصورتی کے معیار کی طرف پھیرنے والی ہوگی۔مثال کے طور پر،کام کی جگہ پر ملبوس ہونا، یکسانیت کے طریق میں کسی کو اپنے مذہبی اور ثقافتی لباس کو چھوڑنے پر مجبور نہیں کرنا چاہئے۔ جب تک پیشہ وری کے معیار کو برقرار رکھا جاتا ہے۔تو ایک خاتون کا باحیا لباس اس کی کارکردگی پر کوئی اثر نہیں ڈالے گا۔

جب میں نے پہلی مرتبہ حجاب پہننا شروع کیا اس وقت میں اپنے کالج کے دوسرے سمسٹر میں تھی۔دیگر خواتین کی طرح جو کہ امریکن معاشرہ میں پرورش پا رہی ہیں میرے تجربہ میں بھی ایسے اوقات آئے جب میں نے اپنی خوبصورتی اور اپنے آپ کو معاشرے کے معیار کے مطابق ماپا۔ تاہم میں ایک ایسے گھر میں پروان چڑھی جہاں پر فیشن اور سٹائل کو اہمیت نہ تھی بلکہ میرے والدین نے حصول تعلیم کو سب سے بڑھ کر اہمیت دی۔باوجود اس کہ دن میں 8 گھنٹے باہر رہنا مجھے مسلسل معاشرے کے خوبصورتی کے معیاروں کی یاد دلانے والا تھا۔معاشرے کی امیدوں کے مطابق خوبصورتی سے واقف ہوتے ہوئے، میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ وہ واحد چیز جو امریکہ میں میری کامیابی میں مدد کر سکتی تھی وہ یہ ہے کہ اگر میں اس معیار کی اتباع کروں جو معاشرے نے قائم کیا ہے۔اور پھر اگر میں اس معیار کی اتباع کروں جو مغربی معاشرے نے قائم کیا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ مجھے اپنی شناخت،اپنے مذہب کو قربان کرنا ہوگا اور پھر ایک عورت ہونے کے ناطے میں معاشرے کو حیاء اور پاکدامنی کے متعلق اپنے نظریات کو چیلنج کرنے کا موقع فراہم کروں گی۔یہی وہ موڑ تھا جہاں پر میری پرورش اور ایک پاکدامن اور حیادار لباس کے متعلق میرے علم نے مجھے اس قابل بنایا کہ میں ایسی دنیاوی خواہشات اور امنگوں کی پرواہ نہ کروں کہ میں کیسا لباس پہنوں۔

میں نے sociology (سماجیت) کے غیر رسمی میدان میں تعلیم پائی اور بسا اوقات میں اپنی

کلاس میں اکیلی مسلم ہوتی تھی ۔اپنے کالج کے تمام(گریجویٹ اور نان گریجوٹ) سالوں میں حجاب پہنے ہوئے میں نے زیادہ راحت محسوس کی اور میں نے یہ سیکھا کہ ایک پردہ دار مسلم خاتون کے طور پر اپنی شناخت کو داؤ پر لگائے بغیر کالج کے طرز زندگی سے کیسے ہم اہنگ ہونا ہے ۔بنیادی تأثر اس بات کا کہ میں حجاب کیوں پہنوں ،حجاب پہننے کے مقصد کی سمجھ ہے ۔یہ بات بظاہر تو آسان لگتی ہے لیکن درحقیقت یہ بہت مدد کرتی ہے جب کوئی اس نظریئے کو جس پر وہ عمل کرتا ہے یقین بھی رکھتا ہے۔جس دن سے میں نے حجاب پہننا شروع کیا میں نے خود تحقیق شروع کی اور میں نے اپنے آپ کو سکھایا کہ میں کیوں اس بات پر عمل پیرا ہوں ۔مذہبی تقاریر ،خطابات اور مختلف کتب کے مطالعہ نے مقصد حجاب کو سمجھنے اور جو کردار یہ میری زندگی میں ادا کرتا ہے اس کو سمجھنے میں میری مدد کی ،میں سمجھتی ہوں کہ دنیا میں حقوق نسواں اور معاشرے میں ان کے کردار کے بارے میں جو سب سے مضبوط بیان کسی عالمی رہنما نے دیا وہ جماعت احمدیہ کے سربراہ ،خلیفہء اسلام حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دیا۔حضور نے فرمایا کہ کسی مرد کو کسی عورت پر حجاب تھوپنے کا حق نہیں ہے بلکہ مرد کو اپنی پاکدامنی کی طرف توجہ کرنی چاہئے ۔وہ لوگ جو ان تعلیمات کو مسخ کر کے صنف نازک پر تھوپنے کی کوشش کرتے ہیں اور اسی طرح وہ لوگ بھی جو پاکدامنی کے متعلق تعلیمات کے غلط معنے نکالتے ہیں۔ان کو حضور کا یہ جواب ملامت کرتا ہے۔

معاشرتی امیدوں پر اپنی ذاتی اقدار کو فوقیت دینا، میں جانتی ہوں کہ پیشہ وارانہ زندگی میں کئی دفعہ مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہوگا۔میں مانتی ہوں کہ میرا حیادار لباس میرے لئے تفریق پیدا کرے گا اور پیشہ وارانہ تعلقات کو برقرار رکھنے میں مشکلات پیدا کرے گا۔قبل ازیں حجاب کی وجہ سے مسلسل تنقید نے کئی دفعہ مجھے بے حس کر دیا کیوں کہ حیادار لباس پر گمراہ کن تبصرے ہوتے تھے۔انہی تجربات کی بنا پر میں نے یہ بھی سیکھا کسی طرح سے بھی میرے مذہب پر اعتراض نہ پڑے یا کبھی مجھے حجاب چھوڑنا پڑے ۔میرے حجاب پر مخالفانہ نظریات نے مجھے میرے موجودہ پیشہ میں پس ہمت کرنے کی بجائے میری مدد کی اور خوش قسمتی سے ایک پروفیسر کے طور پر کام کرتے ہوئے میں اس قابل ہوں کہ میرا پیشہ وارانہ لباس اسلامی اقدار اور لباس سے ہم اہنگ ہے۔

میں سمجھتی ہوں ایک مسلم خاتون کی حیاء اور پاکدامنی کے کردار کو پڑھنے اور سمجھنے کے لئے وقت نکالنے کے متعلق میرا اقدم ہی وہ واحد اور سب سے مضبوط وجہ تھی جس نے میرے مذہب کے بارے میں مجھے مضبوطی عطا کی۔ میں نے اپنے کالج کے زمانے میں یہ بھی سیکھا کہ امریکی معاشرہ خواتین کے ساتھ مساوی سلوک نہیں کرتا اور نہ ہی اس کو مساوی دیکھتا ہے۔ہم اس کی مثالیں اپنے معاشرے میں خاص طور پر میڈیا کی نظر سے خواتین کیساتھ سلوک کے ضمن میں دیکھ سکتے ہیں۔اس بات کو سمجھنے کے لئے کہ کیوں عورتوں کو اکثر جنسی خواہشات کو پورا کرنے والی چیزیں سمجھا جاتا ہے اور کیوں عورتوں کو اپنی پیشہ وارانہ زندگی میں رکاوٹوں کا سامنا ہوتا ہے مثال کے طور پر جین کلبورن کی معروف تحقیق بعنوان اشتہارات میں خواتین کا حلیہ یا وجود اور اسی طرح شراب اور تمبا کو پر ان کا تنقیدی مطالعہ ہمیں یہ سمجھ دیتا ہے کہ ہم کیسے اس بے ربطی کو سمجھیں۔ان کا انعام یافتہ مضمون ” Killing us softly “، یعنی ہماری خاموش موت، یہ سلسلہ وار مضمون یہ دکھاتا ہے کہ اشتہاراتی کارخانہ کس طرح مسلسل نسوانیت کے تئیں ایک ذلیل اور رجعت پسندی کے نظریئے کو تقویت دیتا اور پرکشش بناتا ہے۔مسز کلبورن کی خواتین کے تئیں سوچ نے بھی میری مدد کی کہ مغرب کا خواتین کے تئیں نظریہ آزادی کو میں اس لحاظ سے پرکھوں جس لحاظ سے ہمیں یقین کرنا سکھایا گیا ہے۔

مجھے خلیفہء اسلام کی مسلسل راہنمائی سے بھی مزید تقوت اور مدد ملی۔دنیا بھر میں رہنے والی لاکھوں خواتین خوش قسمت ہیں کہ ان کے پاس حضرت مرزا مسرور احمد کی راہنمائی میں ایک ایسا ڈھانچہ موجود ہے جو کہ خواتین کی رہنمائی کرتا ہے۔وہ ایک مشفق روحانی رہنما ہیں جو کہ خواتین کی مساوات کے تئیں صحیح نظریئے پر قائم ہیں۔جلسہ سالانہ 2017 جو کہ یورپ میں مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع ہے اور جلسہ سالانہ کے نام سے موسوم ہے اس جلسہ میں حضور انور نے خواتین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مغربی معاشرے کس طرح خواتین کے تحفظ کو نظر انداز کرتے ہیں۔ حضور نے یہ بھی ذکر فرمایا کہ سویڈن میں کس طرح خواتین پر مسلسل مظالم اور تشدد کے بعد،سویڈن کے سب سے بڑے تہوار کے منتظمین نے اس تہوار کو عورتوں کے لئے تشدد فری ماحول پیدا کرنے کی ایک کوشش کرتے ہوئے صرف خواتین کے لئے مختص کیا۔بہت سے لوگ یہ تنقید کرتے ہیں کہ یہ

ایک سخت طریقہ ہے۔خواتین کے تئیں بڑھتے ہوئے تشدد کی بنا پر مغربی معاشروں کو ایسے محتاط طریقے اپنانے پڑیں گے۔خواتین کے لئے محفوظ جگہیں فراہم کرنے کی یہ مثال خواتین پر تشدد کو روکنے کے ایک ذریعہ کے طور پر تسلیم کی جارہی ہے۔یہ حل یہودیت اور اسلامی شریعت میں متوازی ہے۔لہذا یہ بھی ایک وجہ ہے کہ اجتماع کے وقت خواتین کو الگ ٹھہرایا جاتا ہے یا الگ جگہ دی جاتی ہے۔خواتین پر تشدد ایک عالمی وبا ہے جس نے لاکھوں خواتین کی زندگی کو اجیرن کر دیا ہے امریکن معاشرے میں بھی یہ مسئلہ کوئی نیا نہیں ہے جبکہ حال ہی میں میڈیا میں یہ مسئلہ زیر بحث رہا ہے۔میں نے بھی غور کیا کہ اس مسئلہ کو مؤثر رنگ میں کیسے سلجھایا جاسکتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ میں خلیفۃ المسیح کی راہنمائی کی طرف متوجہ ہوئی کہ اس سماجی برائی کا کیسے سامنا کیا جائے۔کئی پہلوؤں سے حضور نے اس بات پر روشنی ڈالی کہ کیسے حضرت محمد ﷺ عرب میں اپنے ابتدائی زمانہ میں کئی دفعہ خواتین کے حقوق کے لئے لڑے۔ان مضامین میں حضور نے یہ بالکل واضح کر دیا کہ اسلام نے مسلم خواتین کو وہ حقوق جو مغربی اقوام نے خواتین کو اب دیئے ہیں صدیوں پہلے دیئے تھے۔حضور انور کے ہفتہ وار خطبات حجاب پہننے کی میری خواہش کے لئے مسلسل ایک چراغ کا کام کر رہے ہیں۔

آج بیشمار مغربی معاشروں میں کئی شعبوں میں ہم ،جنسی عدم مساوات اور ناانصافی مشاہدہ کرتے ہیں۔فیشن انڈسٹری بنیادی طور پر انہی جنسی بنیادوں پر قائم ہونے والا ایک شعبہ ہے۔کئی دفعہ مسلم خواتین ایک محرومی محسوس کرتی ہونگی کیوں کہ ہم اس انداز میں اس میں حصہ نہیں لے سکتیں لیکن اگر کوئی ذرا غور وفکر سے کام لے اور یہ سوچے کہ کیوں ایسے سٹائل اور فیشن کا رجحان ہے۔اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ یہ اچھا لگتا ہے۔بلکہ زیادہ تر فیشن کے رجحانات اس لئے پیدا ہوئے ہیں کیوں کہ وہ جنسی لحاظ سے جاذب نظر ہیں۔میں نے بحیثیت ایک استاد اس پہلو کو بھی لیا ہے ۔اور میرے طلباء کی اکثریت نے اس پر یہی رائے دی ہے۔لہذا دوبارہ وہی سوال اٹھتا ہے کہ خواتین کے لباس پہننے کے انداز میں ہمارا معاشرہ ان کی رہنمائی کے لئے کیسے کوشش کرے اور کیسے ان کو کنٹرول کرے جبکہ زیادہ تر لوگ ایسے معیار کے ردّعمل کو سمجھتے ہیں۔اس کا سب سے مشکل حصہ اس عادت کو بدلنا ہے۔کیوں؟ کیونکہ کارخانہ حسن لاکھوں امریکن خواتین کو داؤ پر لگا کر ہماری معیشت کو

پیدا کرتا اور اس کو تقویت دیتا ہے۔

مساوات پر بحث کے دوران میں نے متعدد مرتبہ یہ سنا ہے کہ حجاب خواتین کے حقوق کے تئیں ایک ظلم ہے۔اور خواتین کو یہ حق ہے کہ وہ جو چاہیں پہنیں۔تاہم یہ بحث بے کار ثابت ہوتی ہے جب یہ پتہ چلتا ہے کہ مسلم خواتین بھی جو چاہتی ہیں وہ پہنتی ہیں۔لوگوں کو ان خواتین کو جو اپنی مرضی سے اسلام کے اس حکم پر عمل کرتی ہیں ان خواتین کیساتھ گڈ مڈ نہیں کرنا چاہیئے جو بعض اقوام کے ہاتھوں سیاسی تشدد کا شکار ہیں۔وہ خواتین جن کو حجاب پہننے پر مجبور کیا جاتا ہے انہیں ایسی اقوام کے برے رویئے کا تجربہ ہے جو اپنی طاقت کے استعمال سے اپنے شہریوں کو کنٹرول کرتی ہیں۔ان حرکات کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ ایک بگاڑ کا نتیجہ ہے جو کہ غریب اور جاہل عوام میں دیکھا جاسکتا ہے۔

وہ خواتین جن کو ایسا کیریئر انتخاب کرنے میں دشواری پیش ہو جس میں حیادار لباس اور کیریئر دونوں ساتھ ساتھ چلیں ان کو میرا مشورہ ہے کہ وہ اس کیریئر کے طرز زندگی کے مثبت اور منفی پہلوؤں کا جائزہ لیں یہ جان کر کہ حیاء کے نظریئے اور حجاب پہننے کے ضمن میں آپ کس جگہ کھڑی ہیں اگر چہ اس ذاتی مقصد کی بنا پر سالوں بعد آپ کو عملاً اپنے کیریئر کا فیصلہ لینا پڑے،اور یہ چیز آپ کے پیشہ میں زیادہ اعتماد پیدا کرنے والی ہو تو (آپ ایسا ہی کریں)۔حسن کا یہ سماجی معیار وقت کیساتھ کوئی بہت زیادہ بدلنے والا نہیں ہے اس لئے میں دوبارہ بجائے معاشرہ سے مرعوب ہونے کے کہ وہ کیا چاہتا ہے کہ آپ کیا کریں جس چیز پر آپ کو ایمان ہے اس کو سمجھنے کی اہمیت پر زور دوں گی۔

اگر میں اپنے بارے میں بات کروں تو میں نے مغربی معاشرے کا معیار حسن ظالمانہ دیکھا ہے اور حجاب پہننے نے ایسے ردّعمل کا سامنا کرنے میں میری مدد کی ہے۔

پردہ۔میری شناخت کا واحد دائمی اظہار

مکرمہ ناجیہ ہمایوں صاحبہ، امریکہ

''تم مختلف ہو۔تم کیوں اس بات کا احساس نہیں کرتیں؟ یہی بات مجھے سب سے زیادہ تکلیف دیتی ہے۔جب میں احمدیوں کو عام لوگوں کی طرح برتاؤ کرتے ہوئے دیکھتا ہوں، حالانکہ وہ عام لوگ نہیں ہیں''

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع نے یہ الفاظ گلاسگو، سکاٹ لینڈ میں اپنے ایک خطبہ جمعہ کے دوران احمدی مسلمانوں کی ذمہ داریوں کے متعلق ارشاد فرمائے۔پہلی بار پڑھ کر ان الفاظ نے میرے دل پر گہرا اثر کیا اور مجھے احمدی مسلمان ہوتے ہوئے اپنی پہچان کو سمجھنے کی صلاحیت بخشی۔

آیئے میں تفصیل بیان کرتی ہوں۔میں امریکہ میں پاکستانی نژاد دوسری نسل میں سے ہوں۔ ساری زندگی میں اس عجیب معاشرتی کشمکش میں سے گزرتی رہی ہوں جس میں مہاجروں کے بچے ہمیشہ سے پھنسے ہوئے ہیں۔اِس ملک کے لئے ہم کچھ زیادہ ہی غیر ملکی معلوم ہوتے ہیں اگرچہ نادانستہ طور پر اِسی کو ہم اپنا گھر سمجھتے ہیں۔اور اُس ملک کے لئے ہم بہت دُور چلے گئے ہیں یہاں تک کہ ہماری اُس معاشرہ کی سمجھ محدود ہے کیونکہ ہمیں اس سے واسطہ نہیں۔لہٰذا ہم اُس مشترک ثقافتی ورثہ سے محروم ہیں جو انسان کو کسی قوم کا حصّہ ہونے کا احساس دلاتی ہے۔مہاجروں کی دوسری نسل میں سے کئی ہیں جو اپنی پہچان کی تلاش میں گُم ہوجاتے ہیں اور بالآخر نہ اِدھر کے رہتے ہیں، نہ اُدھر کے۔

یہ محض اللہ کا فضل ہے کہ میں اس قسم کے ثقافتی تصادم میں غرق نہ ہوئی۔اس کی خاص وجہ جماعت احمدیہ عالمگیر سے میری وابستگی ہے۔میری احمدی مسلم پہچان رنگ، نسل اور ثقافت سے بالا ہے۔ہماری الٰہی جماعت ایک قوم میں شروع ہوئی ہوگی لیکن اب دنیا کے تقریباً ہر قوم وقبیلہ تک پہنچ چکی ہے۔اس کا پیغام، جو کہ خدائے واحد کی آواز ہے، ہمارے روحانی اطوار سے بولتا ہے۔

پردہ کی پابندی کرنا ہماری پہچان کے لئے ایک ضروری ظاہری یاد دہانی ہے۔نہ صرف میرے

لئے بلکہ میرے گرد دنیا کے لئے بھی۔اس جماعت سے وابستہ ہونے کا کیا فائدہ اگر میرا نفس مطمئن ہو، پَر میں اسے پوشیدہ رکھوں؟اگر میں اپنے امریکی شہر میں ہر دوسرے امریکی کی طرح چلتی پھرتی رہوں جنہیں ابھی تک اِن مکمل تعلیمات کو قبول کرنے کا شرف حاصل نہیں ہوا تو میرا حجاب مجھے یاد دلاتا ہے کہ میں یقیناً مختلف ہوں۔

خواہ میں اپنی یونیورسٹی کی کلاس میں پیش کش (presentation) کررہی ہوں، یا کام پر گاہکوں اور ساتھیوں سے گفتگو کررہی ہوں،خواہ صرف روزانہ کے معمولات میں مشغول ہوں۔میرا حجاب میرے سر پر ہوتا ہے۔یہ میرے احمدی مسلمان ہونے کی پہچان کا عملی اظہار ہے۔یہ مجھے اپنی ذمہ داری کا احساس دلاتا ہے۔وہ ذمہ داری جو اندرونی اصلاح سے شروع ہوکر اپنے مذہبی اقدار کو دوسروں کے فائدہ کے لئے استعمال کرنے تک لے جاتی ہے۔پردہ کا حسن یہ ہے کہ وہ مجھے دونوں پہلوؤں کو ادا کرنے کی توفیق دیتا ہے۔اگرچہ یہ ظاہری ہے،لیکن اس کا روحانی اثر میری اندرونی اصلاح کا باعث ہے۔یہ اندرونی اصلاح مجھے دوسروں کی بہترین خدمت کرنے کے لئے زیادہ مستعد کرتی ہے۔میرا حجاب مجھے اپنی واحد دائمی پہچان یاد دلا کر سکون دیتا ہے۔یہ مجھے اور دنیا کو بتاتا ہے کہ میں عام انسان نہیں ہوں۔لیکن یہ خصوصیت میری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے۔

پردہ خاتون کے لباس کا ایک اہم حصہ ہے

مکرمہ ڈاکٹر عائشہ عرفان صاحبہ۔ امریکہ

میرا نام عائشہ عرفان ہے۔ میں گزشتہ دس سالوں سے امریکہ میں پرائمری کیئر فیزیشن کے طور پر کام کر رہی ہوں میں پیدائشی مسلمان ہوں تاہم میں نے 2009 میں احمدیت قبول کی اور الحمدللہ اس وقت سے میں نے پردہ کرنا اور اس میں مضبوطی اور باقاعدگی حاصل کی ہے۔ میں اس کو ایک فضل الٰہی اور خلافت کی ایک برکت سمجھتی ہوں۔ میرا کامل یقین ہے کہ پردہ کرنے کی طاقت مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس وقت عطا کی جب اس نے مجھے اپنے چنیدہ بندے خلیفۃ المسیح کو سننے کی کوشش کرتے ہوئے دیکھا۔ حضور انور نے مجھے یہ سمجھنے میں مدد کی کہ پردہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا حکم بالخصوص میری اپنی اصلاح اور بالعموم معاشرے کی اصلاح کے لئے ہے۔ اسی بات نے مجھے اس خوبصورت حکم پر عمل پیرا ہونے کے راستے میں جو بھی مشکلات اور رکاوٹیں تھیں ان پر غلبہ حاصل کرنے میں میری بہت مدد کی

پردہ خاتون کے لباس کا ایک اہم حصہ ہے۔ اس کی بناء پر میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ ایک عورت نامکمل، کشمکش کا شکار اور ننگی ہے۔ جب میں نے پردہ کرنا شروع کیا تو میری حیرت اور راحت کی بات یہ تھی کہ مجھے منفی تبصروں اور نتائج کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اس وقت میں ایک ہسپتال میں کام کرتی تھی۔ میں نے پردے کی وجہ سے کسی کے برتاؤ میں تبدیلی نہیں دیکھی لیکن میں از خود کافی تبدیل ہوگئی میں نے اپنا کام پہلے سے بڑھ کر تندہی اور بہتر رنگ میں کیا کیوں کہ میں نے یہ محسوس کیا کہ اب میں پہلے سے بڑھ کر اپنے آپ کو ایک مسلم خاتون کے طور پر پیش کر رہی ہوں۔ میں نے دوپہر کے کھانے کے دوران اور اسی طرح خالی اوقات میں فضول گپ شپ میں شامل ہونا بھی بند کر دیا۔ میں نے اپنے کام پر اچھی طرح سے دھیان دیا تا کہ اس کے مجھ پر اور میرے مذہب کے تئیں مثبت اثرات مرتب ہوں۔ میں نے پردہ پر لیکچر بھی دیئے اور ہمیشہ سامعین کو پر توجہ اور تعریف

کرتے ہوئے پایا۔

قریباً تین سال قبل میں نے اپنی ملازمت بدلنے کے لئے انٹرویو دینے شروع کیے۔ پردہ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس منفی سوچ کی وجہ سے جو مسلمان آجکل اور اس دور میں پیش کر رہے ہیں اور میرا پردہ واضح طور پر یہ بتا رہا تھا کہ میں مسلمان ہوں۔ مجھے یہ فکر دامن گیر تھی کہ مجھے کوئی ملازمت نہیں مل پائے گی۔ انٹرویو والے دنوں پردہ کو کم کرنے کی سوچیں میرے ذہن میں گزرتیں تھیں۔ تاہم ہر سوچ نے مجھے پردہ میں ثابت قدم اور مستحکم کر دیا۔ میں نے انٹرویو دیا اور الحمدللہ مجھے میری پسند کی ملازمت مل گئی۔

میں ہر روز بالغ مریضوں کو دیکھتی ہوں۔ جہاں تک طبّی علم کو حاصل کرنے اور اس کے نفوذ کا تعلق ہے تو میرا پردہ اس میں کبھی بھی روک نہیں بنا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس اس نے مجھے زیادہ عزت اور تحفظ عطا کیا ہے۔ میں نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرا سکارف کتنا خوبصورت ہے۔ اور کئی لوگوں نے مجھے فرشتہ معزز خاتون کہہ کر پکارا ہے۔ اپنی صحت کی دیکھ بھال کے تئیں وہ مجھ پر بھروسہ کرتے ہیں اور میں ایک مخلص مسلم خاتون ہونے کے ناطے خوف خدا سے ان کے بھروسے پر پورا اترنے کی کوشش کرتی ہوں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے انسانیت کی خدمت کی توفیق دی ہے۔ جیسا کہ مذکورہ بالا آیات میں ذکر ہے۔ میں اپنے پردے کی وجہ سے ممتاز ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے سماجی برائیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بھی میں معزز اور ممتاز ہوں وہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

ذاتی جدوجہد سے اطمینان قلب تک

مکرمہ نادیہ شمس صاحبہ۔امریکہ

نادیہ شمس کا تعلق لیک کونٹی آئی ایل امریکہ سے ہے۔انہوں نے میشی گون (Michigan) سٹیٹ یونیورسٹی سے کیمسٹری میں ماسٹر ڈگری حاصل کی اور بعدازاں کوینسی یونیورسٹی سے ایجوکیشن میں ماسٹر (ایم اے) کی ڈگری حاصل کی۔نادیہ نے کے 4 سکول میں ریڈنگ اسسٹنٹ کے طور پر کام کیا۔ایک پرائیوٹ کیتھولک ہائی سکول میں ریاضی اور سائنس پڑھائی۔اسی طرح سے لیک کونٹی کالج میں کیمسٹری بھی پڑھائی۔نادیہ ابھی زوئن میں لجنہ اماءاللہ کے تحت سکریٹری تبلیغ اور سکریٹری امور عامہ کی خدمت بجالا رہی ہیں اور وہ دو بیٹوں کی ماں ہیں۔

آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر میں اپنے آپ کو ایک ایسی پر اعتماد خاتون دیکھتی ہوں جس پر مجھے ناز ہے تاہم یہ وہ شخص نہیں ہے جس کو میں نے پروان چڑھتے دیکھا تھا۔میرا عکس جو چیز ظاہر نہیں کرتا ہے وہ اس کشمکش اور لڑائی کے نشان ہیں جو میں نے باطنی طور پر اپنے دل میں لڑی وہ انسان بننے کے لئے جو میں آج ہوں۔ایک پیدائشی احمدی مسلم ہونے کے ناطے جو کہ مغربی معاشرے میں رہائش پذیر ہے میرے عقیدے نے ایک منفرد قسم کا سفر طے کیا ہے۔میرے والدین نے مجھے دین کو دنیاوی فرائض پر ترجیح دینا اپنے ذاتی نمونہ کے ذریعہ سکھایا ہے۔درحقیقت میرا خیال نہیں ہے کہ میری فیملی نے کبھی کوئی جماعتی سرگرمی یا کام مسجد میں چھوڑا ہو۔میرے والدین روزانہ پنجگانہ فرض نماز کے پابند تھے اور باقاعدگی سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے۔تاہم میرے والدین نے اسلامی تعلیمات پر باقاعدگی سے پابند ہونے کے باوجود مجھے کبھی حجاب پہننے پر مجبور نہیں کیا جبکہ ان کی ہمیشہ یہ خواہش تھی کہ میں مناسب اسلامی لباس کے نظریے پر عمل کروں۔ان کا مجھے اس ضمن میں آزادی دینا اس وجہ سے تھا کہ میں ازخود بنا کسی تضاد کے پردہ کروں اور یہ کہ مساجد کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے جبھی میں مسجد میں کسی پروگرام میں

جاؤں میں حجاب پہنوں۔ مسجد میں اجلاسات وغیرہ میں حجاب پہننا میری عادت بن گئی تاہم بنا کسی تضاد کے حجاب پہننا ہی ایک ایسی بات تھی جس کو میں اپنے باطن سے الگ نہیں کر پائی تھی۔

ہائی سکول میں تعلیم کے دوران میں نے اسلامی تعلیمات کو زیادہ گہرائی سے سمجھنا شروع کیا جب کبھی بھی حجاب پہننے کا موضوع زیر بحث آتا تو یہ مجھے اپنے اندر ایک شرم اور گناہ کا احساس دلاتا جب میں مسجد میں مختلف پروگراموں میں جاتی تو میں سر ڈھانک لیتی مگر سکول یا کسی دوسری جگہ میں نہیں۔اگر میں نے اچانک اپنا سر ڈھانپنا شروع کیا لوگ کیا سوچیں گے اور کیا کہیں گے ؟اس وقت اپنی پہچان کو بدلنے کا تو سوال ہی نہیں تھا لوگوں کی حقارت بھری نظروں کا تو ذکر ہی کیا میں اپنے تمام دوستوں کو بھی کھو دوں گی۔عوام میں اپنے سر کو نہ ڈھانپنے کے سب بہانے میرے پاس تھے حتیٰ کہ ایک وقت میں نے اپنے آپ کو یہ کہتے ہوئے مطمئن کر لیا تھا کہ جب تک میں ایک لمبی ٹاپ اور پتلون پہنتی ہوں تو یہی میرے لئے ایک حیادار لباس کے طور پر کافی ہوگا۔تاہم میرا دل ودماغ مطمئن نہیں تھا کیوں کہ میری ضمیر ان بہانوں کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھی جو میں نے اپنے لئے بنائے تھے۔اپنے باطن کی گہرائی میں کھوئی ہوئی ،منتشر اور مایوسی محسوس کرتی۔میں جانتی تھی کہ اپنے اندرونی اطمینان اور شانتی کو پانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ میں اپنا سر ڈھانپنا شروع کر دوں۔اپنے تمام دوستوں اور فیملی کے سامنے اپنے آپ کو نئے روپ میں پیش کرنے کا خیال مجھے پریشان کن بھی محسوس ہوتا تھا۔مجھے یہ تشویش تھی کہ وہ مجھے اس تبدیلی کیساتھ قبول نہیں کریں گے اور میں تنہا رہ جاؤں گی میں نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ تبدیلی کرنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے وہ یہ کہ جب میں کالج جاؤں تب یہ تبدیلی کر سکتی ہوں اس طرح سے میں نئی جگہ میں نئے لوگوں کیساتھ ایک نئی پہچان شروع کر سکتی ہوں کوئی بھی اس فرق کو نہیں جانتا ہوگا اور میں اس نئی صورت میں قبول کی جاؤں گی۔

جب میں نے کالج جانا شروع کیا میں ایک لمبا ،کالے رنگ کا اوورکوٹ پہنتی اور سر پر کالا اسکارف لیتی۔وسطی مغرب میں ماہ اگست میں میرے کالج میں شدید گرمی ہوتی تھی۔لیکن یہ ایک ایسی بات تھی جس کو کرنے کی میں نے ٹھان لی تھی۔اس لئے میں اس کو برداشت کرتی۔دراصل

ایک بہت ہی اچھی ایشائی لڑکی سے کالج کے کیمپس میں مَیں نے دوستی کر لی ۔ہم دھوپ میں کھڑی ہوتیں تو وہ مجھے پوچھتی ۔کیا آپ نے گرم لباس نہیں پہنا ہوا؟ میں جواب دیتی ہاں ۔مگر جہنم میں اس سے بھی زیادہ گرمی ہوگی ۔ہم دونوں ہنستیں اور وہ کہتی ۔ہاں آپ ٹھیک ہی کہتی ہو۔سچ تو یہ تھا کہ مجھے بہت گرمی لگتی تھی ۔لیکن اس دور میں امریکہ میں میرے پاس ظاہری مناسب قسم کے لباس اور سکارف کا انتخاب محدود تھا۔

میری نئی پہچان کے راستے میں صرف گرمی ہی حائل نہیں تھی ایک دفعہ مجھے بعض مالی معاملات میں بات چیت کرنے کے لئے کیمپس سے باہر شہر میں جانا پڑا۔جیسے ہی میں چل رہی تھی میں نے دیکھا کہ لوگ مجھے معمول سے زیادہ گھور رہے ہیں مجھے بس سے جانا تھا بس کچھا کھچ بھری ہوئی تھی مجھے دیگر سواریوں کے ساتھ بس میں کھڑا ہونا پڑا وہاں لوگ صرف مجھے گھور ہی نہیں رہے تھے بلکہ بہت سے لوگ مجھ پر ہنس بھی رہے تھے۔میں سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اس دن لوگ میرے ساتھ اسقدر گستاخی کیوں کر رہے تھے کسی نے مجھے کچھ کہا نہیں میرے اپنے احساسات عدم تحفظ کے تھے۔یہ پہلا موقع تھا کہ لوگ میرے احساسات کو مجروح کر رہے تھے۔تمام راستے میں واپسی تک اسی طرح کی نظریں میرا پیچھا کرتی رہیں ۔جب بالآخر میں اپنے کمرے میں پہنچی اور دروازہ بند کیا میں نے بہت دکھی اور تنہا محسوس کیا جوں ہی میں نے اپنا کوٹ اتارا میں نے یہ محسوس کیا کہ میرا کوٹ اور قمیض میری شلوار میں پھنس گئے تھے۔اب لوگوں کا گھورنا اور ہنسنا میری سمجھ میں آ گیا تھا مجھے اسبات پر یقین نہیں ہوا کہ پورے دن دفتر جانے اور وہاں سے واپس آنے تک کسی ایک آدمی نے بھی مجھے یہ نہیں بتایا کہ میرا کوٹ اور میری قمیض پیچھے سے اوپر اٹھے ہوئے تھے۔میں یہ بھی جانتی تھی کہ کوئی مجھ سے اس وجہ سے نہیں بولا کیوں کہ میں ظاہری لباس کے لحاظ سے دوسروں سے مختلف لگتی تھی۔میں نے رونا شروع کیا اور یہ فیصلہ کیا کہ میں نے کوشش کر لی میں نے دل میں سوچا۔کہ اگر میں صحیح کر رہی ہوں تو میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا؟ دوسرے بعض ایام بھی ایسے تھے کہ میں اپنے کمرے میں یہ دیکھنے کے لئے آتی کہ میرا سکارف مجھے پتہ لگے بنا ہی میرے سر سے گر گیا۔

میری نئی دوستوں میں سے ایک خاتون حجاب پہنتی تھی جس کا تعلق ایک دوسرے مسلمان

فرقے سے تھا اور وہ میرے ہی ہوسٹل میں رہتی تھی وہ میرے دماغ میں ایک مخصوص قسم کا پردہ کرنے والی لڑکی کے لحاظ سے مناسب نہیں لگتی تھی وہ ایک مزاحیہ قسم کی لڑکی تھی اور لڑکیوں کے حلقہ میں مزاق کرتی رہتی تھی ۔وہ اپنی مسلم پہچان کیساتھ بہت پر راحت اور پر اعتماد لگتی تھی ۔میں نے اپنے آپ سے پوچھا مجھے کیوں ویسی ہمت نہیں ہوسکتی وہ مجھ سے پردہ کے متعلق بات کرنے کے راستے نکالتی رہتی۔شروع شروع میں مجھے اس سے گھبراہٹ ہوتی کیوں کہ میں نہیں چاہتی تھی کہ وہ سر نہ ڈھانپنے کی وجہ سے جو ابتری میں محسوس کرتی ہوں وہ مجھے اس سے بھی ابتر نہ بنادے۔اس کا بات کرنے کا ایک ایسا طریقہ تھا جس سے مجھے یہ محسوس ہونے لگا کہ وہ میری مدد کرنا چاہتی ہے نہ کہ مجھے پرکھنا۔میں نے اس سے پوچھا کہ وہ کب سے سر ڈھانپتی آرہی ہے۔اس نے جواب دیا کہ تمام زندگی سے۔میں نے سوچا کہ یہی اس مسئلے کی چابی ہوسکتی تھی۔میں نے سوچا کہ اگر میں بچپن سے ہی سر ڈھانپتی تو اب مجھے ایک بالغ خاتون کے طور پر ایسا مشکل وقت نہ دیکھنا پڑتا۔میں نے یہ بھی سوچا کہ وہ کتنی خوش قسمت تھی کہ اس کی پہچان میں ہمیشہ حجاب شامل رہا ہے۔اور اس بات کی وجہ سے مجھے اس پر اور رشک ہوا، مجھے یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں اس جیسی ہوتی۔اس کے اعتماد اور مضبوطی کو دیکھتے ہوئے میں نے اپنا سر ڈھانپنے کی ہمت جتانے کے لئے اس کی طرف جھکاؤ کا فیصلہ کیا تاہم کبھی سر ڈھانپنے اور کبھی نہ ڈھانپنے پر لوگ مجھ سے سوالات کرتے کہ میں اپنا سر ڈھانپنے میں مستقل مزاج کیوں نہیں؟ میں اسی حالت میں تھی کہ وہ دن آگیا جس نے میری زندگی اور میرے راستے کو ہمیشہ کے لئے بدل دیا۔

سرما کی چھٹیوں کے بعد جس دن میں واپس کالج جانے لگی میرے والد نے مجھے بات کرنے کے لئے الگ بٹھالیا انہوں نے مجھے کہا کہ میں واپس سکول نہ جاؤں اور واپس گھر آجاؤں۔میں حیران تھی صرف اس لئے نہیں کہ میرے والد نے اس سے قبل علیحدگی میں مجھ سے کبھی اس طرح بات نہیں کی تھی بلکہ اس لئے بھی کہ میں جانتی تھی کہ میرے گھر کے قریب کسی بھی مقامی کالج میں جانے کے لئے ہمارے پاس پیسے نہیں تھے۔سکول آنے جانے کے لئے میرے پاس کار بھی نہ تھی لہذا میں اس بات سے چکرا سی گئی۔راستے میں میں نے اپنے والد کو مجھے ایسی نگاہ سے دیکھتے ہوئے پایا جیسی

میں نے کبھی اس کے چہرے پرنہیں پائی تھی میں ان سے پوچھ سکتی تھی کہ کیا وہ سچ مچ مجھے واپس گھر لانا چاہتے ہیں میں انہیں یقین دلاتی کہ اس سال کے اختتام پر میں واپس گھر آ جاؤں گی تا کہ ہم جان سکیں کہ مجھے آگے کہاں داخلہ مل سکے گا۔ پھر میرے بھائی نے چار گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد سکول چھوڑا۔ اگلے سمسٹر کی کلاسز کے لئے میں چیزوں کو تیار کررہی تھی اور صاف صفائی کررہی تھی میں واپس اپنے کمرے میں آئی اور میرے کمرے کی ساتھیوں نے مجھے بتایا کہ میری بہن مجھے گھر فون کرنے کے لئے کہہ رہی ہے۔ جب میں نے گھر فون کیا تو میری بہن نے مجھے بتایا کہ میرے والد کو دل کو دورہ پڑا ہے اور اس نے مجھے انکے لئے دعا کرنے کو کہا۔ اگر اپنی بہن کی آواز میں میں نے ایک دکھ محسوس نہ کیا ہوتا تو میں اس بات پر یقین نہ کرتی۔ جو چیز کرنے کے لئے میں نے سوچا وہ دعا ہی تھی۔ میں باتھ روم میں وضو کرنے کے لئے گئی قبل اس کے کہ میں وضو مکمل کرتی میری کمرے کی ساتھی باتھ روم میں گئی مجھے باتھ روم سے لینے کے لئے گئی اور مجھے بتایا کہ آ کر فون رسیو کرو۔ میں جانتی تھی کہ خبر اچھی نہیں ہوگی جب میں نے فون اٹھایا میری بہن رو رہی تھی اور اس نے مجھے بتایا کہ والد صاحب کی وفات ہوگئی ہے۔

اگلی صبح میری مسلم دوست نے اور بعض دیگر دوستوں نے مجھے اپنے ساتھ نیچے چلنے اور ناشتہ کرنے کو کہا میں نہیں چاہتی تھی کہ انہیں شک ہو کہ کچھ گڑ بڑ ہے لہذا میں ان کے ساتھ شامل ہوگئی لیکن میں ویسا برتاؤ نہیں کر پا رہی تھی جیسا کہ میں بالعموم کرتی تھی میں کچھ بھی کھا نہ پائی اور میں خاموشی سے اپنی پلیٹ کے سامنے بیٹھی رہی جبکہ میرے چہرے پر اداسی تھی۔ جبکہ وہ بات چیت کر رہی تھیں میں نے محسوس کیا کہ گویا میرا سر پھٹ جائے گا۔ انہوں نے فوراً ہی یہ محسوس کرلیا کہ کچھ نہ کچھ گڑ بڑ ہے لیکن میں ان کو بتا نہ سکی کہ میرے والد کی وفات ہوگئی ہے۔ صدمہ کی حالت میں میں کوئی بھی بات نہیں کر پائی۔ بالآخر میں اس کو زیادہ برداشت نہ کر پائی اور میں نے انہیں بتایا کہ میں نے جانا ہے۔ اس دن تمام طلباء نئے سمسٹر کی کلاسز میں شامل ہو رہے تھے جبکہ میں گھر واپسی کے لئے سب سے پہلی بس کی ٹکٹ حاصل کرنے کے لئے کوشش کر رہی تھی۔ جب میں نے کیمپس کو پار کیا تو کوئی بھی ارد گرد نہیں تھا۔ کیمپس میں ہر چیز خاموش اور خالی خالی لگتی تھی۔ اور میری رہائش گاہ بھی

ایسی ہی تھی ، مجھے کچھ راحت محسوس ہوئی کیوں کہ مجھے کچھ تنہائی کی ضرورت تھی تا کہ میں اس کے بارے میں سوچ سکوں جو ابھی ابھی میری زندگی میں رونما ہوا تھا۔بس میں صرف شام کی ٹکٹ مہیا تھی اس لئے میں واپس اپنی آرام گاہ میں چلی گئی ۔زندگی میں پہلی دفعہ میں نے اپنے آپ کو بالکل تنہا محسوس کیا۔میں نے رونا شروع کیا اور اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ وہ میری مدد کرے اور وہ میرے ساتھ ہو مجھے اپنے والد سے ہمیشہ ہی ایک خاص قسم کا لگاؤ رہا ہے اس لئے ان کی جدائی نا قابل برداشت تھی ۔جوں ہی میں نے اپنے دل کی گہرائی سے دعا کی میرے آنسوں بے لگام ہو کر مسلسل میرے چہرے پر رواں ہو گئے ۔اچانک میں نے یہ محسوس کیا کہ کوئی میرے ساتھ ہے۔میں جانتی تھی کہ کمرے میں کوئی دوسرا انسان نہیں تھا لیکن کمرے میں کسی کی موجودگی کا یقین پختہ ہو گیا اور مجھے محسوس ہوا کہ ایک پرسکون راحت نے میرے دل کو بھر دیا ہے ۔اس وقت میرے دل ودماغ میں کوئی شبہ نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ اس کمرے میں موجود ہے ۔زندگی میں پہلی مرتبہ دعا کے دوران میں نے اللہ تعالیٰ کی موجودگی کو محسوس کیا۔میرے دل ودماغ میں کوئی شبہ نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے، زندہ ہے اور اس وقت مجھے سنبھالنے والا ہے میری زندگی کے بہت ہی مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو مجھ پر ظاہر کیا۔اس وقت وہی میرا محافظ اور میرا ساتھی بن گیا یہ چیز میری زندگی کو بدلنے والی تھی میں نے اسی وقت اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور پھر کبھی اس کو دور نہیں ہونے دیا۔

میرے والد صاحب کی وفات اور گھر سے دور ایک مشکل سمسٹر گزارنے کے بعد میں نے اپنے اس کالج کو چھوڑ دیا اور گھر کے نزدیک ایک کالج میں داخلہ لے لیا۔میں ہمیشہ یہ غور کرتی ہوں کہ جس دن مجھے میرے والد نے بات کرنے کے لئے بٹھایا تھا۔اسی دن میرے لئے کوئی اندرونی ہدایت مقدر تھی۔

چونکہ وہ میرے بارے فکرمند تھے اور میرا تحفظ چاہتے تھے۔وہ اپنی وفات کے بعد مجھے اپنی فیملی کی مدد سے دور نہیں رکھنا چاہتے تھے ۔خدا تعالیٰ سے ایک نئے تعلق کے بعد میں نے نمازیں اور قرآن کریم پڑھنا شروع کیا اسی طرح سے میں نے جماعت احمدیہ کے روحانی سربراہ کو

زیادہ سے زیادہ خطوط لکھنے شروع کیے۔اب میری عبادت بامعنی تھی کیوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک محبت کا تعلق محسوس کیا ایک دن میں قرآن کریم کی سورہ النور کی آیت نمبر 32 پڑھ رہی تھی جس میں اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے ایک مسلم خاتون کو کیسے پردہ کرنا چاہئے۔اب کی دفعہ میں نے نہ صرف شرم محسوس کی بلکہ مجھے یہ بھی محسوس ہوا کہ میں نے اس خدا کی نافرمانی کی جس سے میں بہت پیار کرتی ہوں۔اسی دوران میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ایک خطبہ جمعہ کی ریکارڈنگ سن رہی تھی۔اسی خطبہ میں حضورؒ نے فرمایا کہ منافقین سے خدا تعالیٰ کتنا ناراض تھا، جوں ہی میں نے یہ بات سنی میں زمین پر گر گئی اور مسلسل رونا شروع کر دیا، اگر میرا یہ دعوی ہے کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میرا اس خدا پر کامل یقین ہے تو پھر کیسے میں قرآن مجید سے اللہ تعالیٰ کے احکام چن سکتی تھی؟ میں اس سوچ کو برداشت نہیں کر سکتی تھی کہ وہ خدا جس سے میں اتنا پیار کرتی ہوں وہ میرے منافقانہ رویہ کی وجہ سے مایوس ہوگا۔میں نے اسی وقت خدا تعالیٰ سے ایک عہد کیا کہ میں صرف اس کی رضا کی خاطر اپنا سر ڈھانپنا شروع کرونگی۔میں نے یہ بھی عہد کیا کہ خدا تعالیٰ کی فرمانبردار بننے کے لئے جو بھی مشکل میرے راستے میں آئے گی مَیں اس کا سامنا کروں گی۔

ایک مرتبہ میں نے صحیح وجوہات کی بنا پر سر ڈھانپنا شروع کیا تو کوئی بھی چیز مجھے روک نہیں پائے گی۔مجھے اس کی بھی پرواہ نہیں ہوگی کہ لوگ مجھے گھور رہے ہیں اگر وہ مجھ سے ڈرے ہوئے دکھائی دیں گے تو میں انہیں شفقت سے ملوں گی تا کہ ان کو بھی معلوم ہو کہ میں بھی ان ہی کی طرح ایک انسان ہوں۔

مجھے یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ میری غیر مسلم سہیلیاں میری تبدیلی میں میری مددگار تھیں وہ مجھ سے پہلے سے بڑھ کر عزت سے پیش آنے لگیں میں نے یہ بھی دیکھا کہ میری مسلم سہیلیاں اور میرے رشتہ دار میرے لئے مشکل پیدا کرتے اور بسا اوقات مجھے چوٹ پہنچانے والی باتیں بھی کرتے حتیٰ کہ مجھے یہ بھی کہا جانے لگا کہ اگر تم حجاب پہنو گی تو کوئی تم سے شادی نہیں کرے گا لیکن کوئی چیز مجھے اس وقت حجاب پہننے سے نہ روک سکی میرا خدا تعالیٰ سے محبت کا رشتہ کافی مضبوط تھا جب بھی کوئی مجھے چوٹ پہنچاتا تو میں خدا تعالیٰ کے سامنے جاتی اور اپنے دکھ کو اسی کے سامنے رکھتی ہر دفعہ

اللہ تعالیٰ اس دکھ کے عوض طاقت اور مضبوطی عطا کرتا۔ میں ایک بہت ہی مضبوط شخصیت بن گئی بالخصوص اپنے عقیدہ میں، میں نے اس کے بعد کبھی اپنے من میں تضاد محسوس نہیں کیا، بلکہ اس کے برعکس میرے دل و دماغ اور روح میں سکون واطمینان تھا میں نے کبھی اتنا منکسر المزاج اور پراعتماد اپنے آپ کو محسوس نہیں کیا تھا۔ درحقیقت میرے بعض مسلم رشتہ دار جنہوں نے اس پاک تبدیلی پر مجھے برا محسوس کروانے کی کوشش کی وہ بھی میری مستقل مزاجی کو دیکھ کر حجاب پہننے لگیں۔ اب تک کئی اجنبی میرے پاس آئے جنہوں نے مجھے بتایا کہ میرے پردے میں انہیں کوئی بات بہت ہی خوبصورت محسوس ہوتی ہے۔ مناسب پردہ میری کسی بھی کامیابی میں روک نہیں بنا جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھے کیمسٹری میں بی اے اور ایم اے کی ڈگری اور پھر بہت ساری تعلیمی حصولیابیاں، ایوارڈ اور اسکالرشپ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

اب میں حجاب میں اتنی پرسکون ہوں کہ یہ میری پہچان کا ایک اہم حصہ بن گیا ہے۔ مجھے اس پر تو کوئی ناز نہیں ہے کہ مجھے مناسب حجاب پہننے میں کتنا وقت لگا لیکن میرے تمام سفر میں خدا تعالیٰ اور میرے دین کے تئیں جو میرا مضبوط تعلق استوار ہوا اس پر مجھے ناز ہے۔ حجاب پہننے نے میری زندگی ایسے مثبت طور پر بدل دی کہ میں کسی بھی مضبوط مخالف دعویدار کے سامنے اس کا دفاع کرنے کے لئے تیار ہوں اللہ تعالیٰ ہر عورت کو حجاب کے متعلق خوبصورت تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

حجاب روحانی ارتقاء کا ذریعہ

مکرمہ نصرت قادر صاحبہ، امریکہ

تم اس کو کیوں پہنتی ہو؟ تمہیں پتہ ہے کہ تم امریکہ میں ہو اور تمہیں یہ نہیں پہننا چاہئے؟ کیا تمہارے والدین تمہیں اس پر مجبور کرتے ہیں؟

یہ وہ سوالات ہیں جو مجھے پردہ کرتے ہوئے دیکھنے پر یہ سمجھتے ہوئے مجھ سے کیے جاتے ہیں کہ پردہ مجھ پر تھوپا گیا ہے نہ کہ یہ میری اپنی مرضی سے ہے۔ میری پیدائش امریکہ میں ایک احمدی مسلم کے طور پر ہونے کی وجہ سے میں اکثر یہ سنتی ہوں کہ میں نے حیادار لباس کے متعلق اسلامی ہدایت پر عمل نہیں کرنا۔ میں ایسے تبصروں کو خوش آمدید کہتی ہوں کیوں کہ یہ مجھے سیکھنے کا موقع دیتے ہیں۔ پردہ کرنے کی تعلیم کو میں نے اپنایا۔ حجاب میرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا ایک تحفظ ہے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جو میرے خالق سے روزانہ میرا رشتہ استوار کرتی ہے۔

جب ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے لئے باہر کی دنیا ٹھنڈی ہوتی ہے تو اس کو تحفظ کے لئے جلد کسی گرم کمبل میں لپیٹا جاتا ہے اور ایک ہیٹ پہنائی جاتی ہے جب کسی سردی کے دن ہم اپنے گھر سے باہر جاتے ہیں تو ہم بھی اپنے تحفظ کے لئے کئی کپڑے پہن لیتے ہیں۔ دھوپ اور گرمی کے دن بھی چمڑی اور آنکھوں کی حفاظت کے لئے ہیٹ کی تلاش ہوتی ہے۔ جسم اور صحت کی حفاظت کی یہ چیزیں اور ذرائع ہم میں سے اکثر لاشعوری طور پر بھی استعمال کرتے ہیں۔ اگر ہم اپنے اعمال پر غور کریں اور محاسبہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہم طبعی طور پر اپنے جسم کی حفاظت کرتے ہیں اور اکثر ہمارے سر بھی اس میں شامل ہوتے ہیں۔ تو پھر حجاب اور حیاء اور پاکدامنی کا تحفظ اتنا عجیب کیوں لگتا ہے؟ میں اکثر اپنے آپ سے یہ سوال کرتی ہوں بالخصوص مغربی معاشرے کے حوالے سے جس میں ہم نے کام کی جگہوں کے لئے خواتین کے خود ڈریس کوڈ (مخصوص لباس)

مختص کیے ہیں۔اور مسلم خواتین کے ڈریس کوڈ کے متعلق ہم بحث وتمحیص کرتے ہیں۔

مسلم خواتین کے لئے حیاءدار لباس بالخصوص اس مخصوص معاشرے کے لحاظ ہوتا ہے جس میں وہ رہتی ہے۔لیکن بالعموم حیاءدار لباس ایک مسلم خاتون خود طے کرتی ہے۔لباس کے طے کرنے میں قرآنی تعلیم بالکل واضح ہے کہ جسم کے لئے کھلا اور ڈھیلا لباس اور ایک ایسی اوڑھنی جو کہ سر، گردن اور جسم کے اوپری حصے کو بکلی ڈھانپ لے۔ایک مسلم خاتون کے طور پر اسلام میں قرآنی ہدات کے مطابق لباس پہننا میری اپنی پسند یا مرضی ہے میں دیکھتی ہوں کہ حجاب مجھے معاشرے کی امیدوں بالخصوص اپنے ذاتی حسن کو ظاہر کرنے کے برخلاف کئی قسم کی آزادی دیتا ہے۔اکثر خواتین کے لئے یہ بات کہ تم کب زیادہ خوبصورت ہو معاشرے کے مقرر کردہ معیار یہ طے کرتے ہیں لیکن میرے لئے یہ معیار ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو کب سب سے زیادہ خوبصورت دکھتی ہوں۔بالعموم خواتین جب معاشرہ کے مقرر کردہ خوبصورتی کے معیاروں پر توجہ کرتی ہیں تو وہ بسا اوقات اپنے آپ کو کمزور بھی محسوس کرتیں ہیں۔لیکن خواتین اگر خوبصورتی کے اپنے ذاتی تاثر پر توجہ کریں تو جو چیز ان کو مضبوط بنانے والی اور لاکھوں مسلم خواتین کا جو انتخاب ہوگا تو وہ حجاب ہے۔

مسلم خواتین جو کہ حجاب پہنتی ہیں انہیں اکثر حجاب کے بارے میں بحث کی ضرورت پڑتی ہے۔بالعموم ایسے مواقع پر میں ظاہری لباس وغیرہ کے بارے میں ذاتی پسند کے نظریئے کی وضاحت کرتی ہوں اور لوگوں کی انگلینڈ کی ایک حالیہ مثال کی یاد دلاتی ہوں کہ 2016 میں موسم گرما میں کہ جہاں ایک خاتون کو بجائے اونچی ایڑھیوں کے جوتے پہننے کے، فلیٹ یا چپٹے جوتے پہننے کے جرم میں کام سے ہٹا کر گھر بھیج دیا گیا۔اسے ہر وقت mascara اور lipstick استعمال کرنے کا بھی مطالبہ تھا۔اسپر اس مطالبے کا نفاذ کمپنی کی پالیسیز Policies کے مطابق تھا اور یہ ایک ایسا مطالبہ ہے کہ جس کے بارے میں میں لوگوں کو یاد دلاتی ہوں کہ لگتا ہے کہ خواتین کیا پہنیں اور پبلک میں کیسی لگیں یہ موضوع عالمی سطح پر مسلسل باعث تشویش ہے۔لیکن درحقیقت پوری دنیا میں خواتین کے بارے یہ عبث قسم کا معیار کہ وہ کیسی دکھیں، خواتین کے لئے یہ ایک عالمی مسئلہ بن گیا ہے ۔ایسا لگتا ہے کہ خواتین کی مساوات کا موضوع ان لوگوں کے ہی زیر بحث رہتا ہے جو خواتین کو متحدہ

ثقافت کی غیر منصفانہ امیدوں کونظر انداز کرتے ہوئے حجاب پہنتے دیکھتے ہیں۔اکثر خواتین یہ محسوس کرتی ہیں کہ اپنا لباس اور اپنا ظاہر انہیں خود طے کرنا چاہیئے۔نہ کہ متحدہ ثقافت کے معیار کو۔ایسا لگتا ہے کہ ثقافت یا تمدن مذہب سے بھی بڑھ کر پہناوے کے معاملے میں من مانی شرطیں منواتا ہے۔تا ہم یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ بہت سے لوگ اس کو میڈیا کی جانبداری پر مشتمل نہیں سمجھتے ہیں۔

بعض مسلم معاشروں میں خواتین پر حجاب پہننے کے تعلق سے جبر یا زبردستی اتنی ہی قابل اعتراض ہے جتنی کہ غیر مسلم معاشروں میں حجاب پر جبراً روک۔اگرچہ بعض مما لک حجاب کو جبراً نافذ کرتے ہیں لیکن یہ نظریہ کہ وہ تمام خواتین جو حجاب پہنتی ہیں ان کو مجبور کیا جاتا ہے یہ ایک طرح سے اس سوچ کی برتری کو ظاہر کرتا ہے کہ جس طرح ایک مسلم خاتون اپنی خوبصورتی کے معیار کو اپناتی ہے اسے مغربی طرز لباس اور خوبصورتی بڑھ کر ہے۔حجاب بہت سی مسلم خواتین کے لئے اللہ تعالیٰ سے ان کے تعلق کو بڑھانے والا ہے۔اور باوجود حجاب نہ پہننے کے معاشرتی دباؤ کے مغرب میں یہ اکثر مسلم خواتین کی اپنی پسند ہے۔بہت سے لوگ حجاب پہننے کو ظلم خیال کرتے ہیں لیکن کسی کی طاقت یا اختیار کو چھین لینا ظلم ہے۔جبکہ حجاب صرف عورت کے سر اور جسم کو ڈھانپتا ہے نہ کہ اس کی آواز ،ذہانت اور قابلیت کو۔مڈل ایسٹ میں مرد ایک پوشاک پہنتے اور اپنے سر کو ڈھانپتے ہیں۔ہم کبھی یہ نہیں سنیں گے کہ کوئی کہے کہ ان پر ظلم ہوا۔صرف مسلم خواتین کو حجاب کو کمزوری اور ظلم کے طور پر دیکھنا ایسا لگتا ہے کہ ایک خاتوں کو اس کے جسم کے اعتبار سے ہی با اختیار یا طاقتور سمجھا جاتا ہے نہ کہ اس کے ذہن کے اعتبار سے۔حجاب پہن کر ایک مسلم خاتون مکمل آزادی کا مظاہرہ کر رہی ہے جبکہ مادی اور دنیوی معاشرہ ایک خاتون کو یہ بتاتا ہے کہ اس کو کیسا دکھنا چاہیئے اس کا کتنا وزن ہونا چاہیئے اور اس کو کیا پہننا چاہیئے۔حجاب خواتین کو اپنی ظاہر سے بھی پرے جانے میں مدد کرتا ہے اور اس بات کی بھی حد بندی کرتا ہے کہ ایک خاتون کو کوئی کتنا مادی بنا سکتا ہے یا اسکی کتنی تجسیم کر سکتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ ایک خاتون کو اس کی ذہانت،قابلیت اور شخصیت سے ماپا جائے۔

ہم میں سے بہت ساری جو حجاب پہنتی ہیں یہ محسوس کرتی ہیں کہ حجاب کا کام سر ڈھانپنے کے سکارف یا جسم کے لئے حیاء دار لباس سے بہت بڑھ کر ہے۔یہ ایک طرز زندگی ہے اور یہ ہمیں یاد

دلانے والا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے لئےہمیں اپنی ذات میں کیسے عمل کرنا چاہئے۔اور یہی وہ بات تھی جس کا مجھے بہت چھوٹی عمر سے خیال تھا۔گیارہ سال کی عمر میں میں نے اپنی والدہ کو بتایا کہ میں اس جیسالباس پہننا چاہتی ہوں۔میں نے ان کو یہ بھی بتایا کہ جب کبھی میں اس کو پہنتی ہوں میں اپنی ذات میں ایک تحفظ محسوس کرتی ہوں۔انہوں نے یہ محسوس کیا کہ ابھی سے اس کی شروعات کرنا بہت جلد ہوگا اور مجھے اس کی جگہ ایک اور مناسب قسم کا لباس پہننے کے لئے دیا۔انہوں نے یہ محسوس کیا کہ یہ ایک ایسی چیز تھی جس کو میں خود تسلیم کروں اور جب میں اس کی عادی ہوجاؤ تو پھر میں اس عہد سے نہ پھروں جو میں برائے راست اللہ تعالیٰ سے باندھوں۔

بہت ساری امریکن نوجوان خواتین کی طرح مجھے بھی فیشن کا رجحان اور شغف تھا تاہم میں حجاب کا خیال رکھتی تھی باوجود ان خطبات کو سننے کے جن میں حجاب کے مقاصد پر روشنی ہوتی اور باوجود حجاب کی اہمیت کے بارے اپنی کھوج کے مجھ سے اس میں کوتاہی ہوجاتی اگرچہ کہ میں ہمیشہ ہی ایک سکارف پہنتی تھی۔لوگ بھی کہتے کہ کبھی ہم تمہارے سر پر سکارف دیکھتے ہیں اور کبھی نہیں دیکھتے۔بعض مرد حضرات نے بھی کہا کہ وہ مجھے نہیں دیکھ پائے کیوں کہ میں بنا سکارف کے ننگی لگ رہی تھی یہ ایسا ہی تھا کہ میری حجاب پہننے میں کوتاہی کو دیکھتے ہوئے گویا میرے امریکن دوست ہی مجھے میری پہچان کی یاد دلا رہے ہیں۔نتیجۃً حجاب کے بغیر میں اپنی ذات کو نقصان پہنچا رہی تھی اور باوجود نماز اور دیگر ارکان اسلام پر عمل کے میں جانتی تھی کے حجاب میں کوتاہی کی وجہ سے میں اپنے دین پر پوری طرح عمل پیرا نہیں۔

سالوں تک کبھی حجاب پہننے ور کبھی نہ پہننے کی حالت میں میرا رجحان جب میں سیدھے راستہ پر چل پڑوں تو حجاب کو مستقلاً لینے کی طرف تھا۔اگرچہ قرآن کریم کے بنا ترجمے کے میں نے کئی دور مکمل کئے تھے لیکن میں نے ابھی تک انگریزی ترجمہ کیساتھ اس کو نہیں پڑھا تھا۔بالآخر 2000ء کے ماہ رمضان میں میں نے دس دن میں انگریزی ترجمہ کیساتھ پڑھا اور اچانک میں نے اپنے آپ کو روحانیت کے راستہ پر پایا۔سن 2001 میں مجھے پہلا اعتکاف کرنے کی توفیق ملی جس میں کہ رمضان کے آخری دس دن میں مسجد میں ہی ٹھہرا جاتا ہے۔اس دوران میں قرآن کریم

کے مطالعہ میں مصروف رہی اور ساتھ ہی حج کرنے کے لئےبھی دعا کی۔ پہلا ہی اعتکاف ختم کرنے پر دو ماہ بعد ہی مجھے فریضہ حج ادا کرنے کی توفیق ملی اس توفیق کیساتھ ہی مجھے ایک نئی زندگی عطا ہوئی جہاں میں نے حجاب پہننا شروع کیا۔ میں تو یہی کہوں گی کہ اب میں ہلاکت کے کنارے پرنہیں تھی بلکہ میں نے اس کے مقصد کو سمجھ لیا تھا اور پھر ایک مسلم خاتون کے طور پر میری پہچان مجھے عزت محسوس کروا رہی تھی۔ مجھے ایک مسلم خاتون کے طور پر اپنی پہچان پر لطف محسوس ہوا۔ پھر میں نے یہ بھی دیکھا کہ مرد بھی میری زیادہ عزت کرنے لگے۔ میں امتیاز کی اس علامت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہوں اور میرے سر پر سکارف میرے خدا کیساتھ کیے گیے عہود کی یاد دلانے والا ہے اور ایک طرح سے اس مہم کا ایک جشن ہے۔ میرا حجاب مجھے یہ یاد دلاتا ہے کہ میرا خدا تعالیٰ مجھ سے اور میرے اعمال سے بڑھ کر ہمیشہ اب اپنی ہدایت کا انعکاس کرے گا۔ میں اس مقام کو پانے پر خوش تھی کہ اچانک میں نے ایک نئی اور حقیر دنیا دیکھی جو کہ ہمارے دیگر مسلمان بھائیوں کی حالت کو ظاہر کر رہی تھی۔

مجھے کبھی کبھار غیر مسلموں کی جانب سے دشمنی اور مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا جس میں میری ذات پر ایک جسمانی حملہ بھی شامل ہے۔لیکن میرے ہی مسلمان بھائیوں کی طرف سے مدد کی کمی مجھے بہت دکھی کرتی ہے اور اسی بات کا میں اکثر اظہار کرتی ہوں۔ جبکہ بہت سے لوگ حجاب پہننے کے ضمن میں غیر مسلموں کی طرف سے پیدا کی جانے والی مشکلات اور تکالیف کا ذکر کرتے ہیں لیکن ہم اندرونی مشکلات کی بات نہیں کرتے۔ بدقسمتی سے میں اپنی ہی مسلم بہنوں کو اکثر یہ کہتے سنتی ہوں کہ تم عجیب وغریب لگتی ہو یا پھر یہ کہ میرا اسکارف میرے تمام بالوں کو ڈھانپ لیتا ہے اور میں عجیب لگتی ہوں یہ دباؤ زیادہ خوفناک تھا کیوں کہ میں ان کا جواب نہیں دے پاتی تھی کیوں کہ ان کا تعلق خود مسلم گھرانوں سے تھا۔ثقافتی طور پر لوگ خواتین کو ایک خاص ماحول کے موافق اور ایک مخصوص انداز میں دیکھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ باوجود اس اسلامی تعلیم کے جس نے خواتین کو تمام بوجھوں سے آزاد کر دیا ہے۔خاونداوران کی فیملیزخواتین کے ظاہر پر اپنی ثقافتی چیزیں تھوپتے ہیں اسی سے پھر طے ہوتا ہے کہ ایک خاتوں نئی فیملی میں کتنا پر اعتماد محسوس کرتی ہے۔ ایسے وقت میں مدد نہ ملنا دکھ

بھرا ہوتا ہے بالخصوص ایسے حالات میں کہ ہمارا تعلق ایک ہی جماعت سے ہواور ہماری راہنمائی کے ذرائع یعنی خلیفہ وقت کے خطبات وغیرہ بھی مہیا ہوں۔

ہم میں سے بعض لوگوں کو پردہ کے ضمن میں بے اعتنائی نہیں برتنی چاہے اور اس ضمن میں حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔میری پھوپھی اس لحاظ سے میرے لئے حوصلہ افزا تھی۔وہ میری روحانی ترقی کا دھیان رکھتی تھی اور میری ہر کوشش کی حوصلہ افزائی کرتی تھی۔لیکن اس راستہ کو اپنانے میں مجھے کسی کی رکاوٹوں کا بھی سامنا تھا لیکن میری پھوپھی مجھے نصیحیت کرتی کہ مجھے ہر اس راستہ کو اپنانا چاہئے جو اللہ تعالیٰ کی طرف لیجانے والا ہو۔ مجھے یہ محسوس ہوتا تھا کہ لوگ مجھے چھوڑ دیں گے پر خدا نہیں چھوڑے گا۔اور میرا اس کے ساتھ عہد کسی بھی دوسرے کے ساتھ کیے گئے عہد سے زیادہ مضبوط ہے اور اگر میں اس سے مضبوط رشتہ استوار کرنا چاہتی ہوں تو مجھے ان تمام احکامات پر عمل کرنا ہوگا جو اس نے ایک مسلم خاتون کو دیئے ہیں۔انہی باتوں کو اپنے ذہن میں لئے میں حضور انور کو خط لکھتی اور حضور کو یہ بتاتی کہ میں باوجود لوگوں کے ہنسی کرنے کے حجاب ترک نہیں کروں گی اور میں حضور کو دعا کے لئے بھی کہتی کہ میں اللہ تعالیٰ سے کیے گئے عہد میں ثابت قدم رہوں۔ میں حضور کو لکھتی کہ میں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا چاہتی ہوں اور میں اسی موضوع پر حضور کے خطبات پر حضور کا شکریہ بھی ادا کرتی کیوں کہ یہی خطبات مجھے اپنے عہد میں مضبوطی عطا کرتے اور یہ ان لوگوں کی ہدایت کا بھی موجب بنتے جو ہنسی کرتے۔ چنانچہ حجاب میری ڈھال بن گیا اور میں نے جب اس کو مسلسل پہننا شروع کیا تو یہ میری روحانی ترقی اور کامیابی کا ذریعہ بنا۔

ہم ایک ایسے معاشرے میں رہتے ہیں جہاں اپنے آپ کو ڈھانپنا ایک ظلم خیال کیا جاتا ہے جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ اگر ہم اپنے اجسام اور چمڑی کی نمائش کریں تو یہ آزادی کا اظہار ہوگا۔اسی طرح سے معاشرہ خواتین سے کہتا ہے کہ یہ ہمارا جسم ہے اور یہ ہماری پسند ہے۔اس تناظر میں معاشرے کو میرے حیاء دار لباس کو بھی تسلیم کرنا چاہئے۔خدا تعالیٰ سے تعلق ہی وہ بنیادی وجہ ہے جسکی وجہ سے میں حجاب پہنتی ہوں یہ رشتہ یا تعلق مختلف لوگوں کے سامنے مختلف طور پر بیان کیا جاسکتا ہے اور یہ ایک انفرادی سفر ہے۔میری ذات کے لئے یہ سفر کم رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے لئے عمل

کرنے کے لحاظ سے زیادہ۔ یہ روزانہ کا تعلق اور رشتہ مجھے اپنے آپ سے اور اپنی حدود سے بے پرواہ کرتا ہے اور مجھے ایک ایسی طاقت سے جڑنے میں مدد کرتا ہے جو میری طاقت سے بڑی ہے۔

میں مشکور ہوں کہ میں روحانی ارتقاء کی بدولت ہی حجاب پہن پائی ہوں اور حجاب مجھے روزانہ یہ یاددہانی کرواتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے نہیں چھوڑے گا۔ مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ بہت سارے لوگوں کے لئے ظاہری خوبصورتی ہی پہچان اور کامیابی کے لئے ایک مقصد ہوتی ہے اور حجاب انہیں اس اظہار کے سامنے ایک روک نظر آتا ہے۔ لیکن میں یہ بھی جانتی ہوں کہ کسی کی خوبصورتی کو ہمیشہ ہر کوئی نہیں دیکھ سکتا خواہ وہ ظاہر ہی ہو اور اسی لئے یہ کہاوت ہے خوبصورتی دیکھنے والے کی آنکھوں میں ہوتی ہے۔ مسلم خواتین کے لئے اس خوبصورتی کو دیکھنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

پردہ وقار کی علامت ہے

مکرمہ سیفرا ایس سہیل صاحبہ۔ امریکہ

سیفرا ایس سہیل ایک پبلک ہیلتھ پروفیشنل ہیں اور وہ حال میں جانز ہاپکنز کمیونیکیشن پروگرام سینٹر میں کام کر رہی ہیں، انہوں نے فنانس بزنس ایڈمنسٹریشن میں لائیولا یونیورسٹی شکاگو سے bachelor کی ڈگری حاصل کی اور پبلک ہیلتھ میں ماسٹر کی ڈگری جانز ہاپکنز بلومبیرگ سکول سے حاصل کی۔ ایک جوان لڑکی کے طور پر میں نے قریباً ہر موسم گرما ٹیکساس میں اپنے دادا دادی کے ساتھ گزارا۔ انہی موسم گرما کے ایک سفر کے دوران میری دادی نے مجھے ایک ایسا سبق دیا جس کو میں نے آنے والے کئی سالوں تک کے لئے پلے باندھ لیا۔

ایک بہت ہی گرم دن میں ہم چند قدموں کی دوری پر ایک کریانے کی دکان میں جانے والے تھے اور جوں ہی میں نے اس سے اور گرمی سے بچنے کے لئے ایک اچھا بہانہ تیار کیا۔ میری دادی برقعہ اور حجاب پہنے دروازے پر نمودار ہوئی، میری زبان پر شکایات غائب ہوگئیں اور میری آنکھیں دکھ سے بھر گئیں۔ میں ٹیکساس کی دھوپ میں اپنی دادی کیساتھ چلتی رہی اور موسم یا بے چینی کے متعلق اس کے

تبصرے کا انتظار کرتی رہی لیکن اس کا کوئی ذکر نہ ہوا۔حجاب سے یہ میرا پہلا سامنا نہیں تھا لیکن یہ پہلا موقع تھا جب میں نے حجاب کی اہمیت کے بارے میں سوچنا شروع کیا۔میری دادی نے اتنی شدید گرمی میں ایسا لباس پہننے کا فیصلہ کیوں کیا؟ کیا سچ مچ اس بات کی پرواہ نہ کرنا آسان ہے کہ دوسرے اس کے بارے میں کیا سوچیں گے؟ میں ایک ایسی عمر میں تھی جہاں پاکستانی روایتی لباس میں گھر سے باہر جانا گھبراہٹ پیدا کرتا تھا کیوں کہ دیکھنے والوں کو میں پرسکون نہیں لگوں گی۔صرف یہی واقعہ نہیں تھا جو میرے حجاب پہننے کی وجہ بنا لیکن میں نے یہ محسوس کیا کہ یہ ایک کپڑا ہے جس کو مسلم خواتین پہنتی ہیں ۔لیکن یہ کسی اور گہری بات کی علامت تھی جس کو میں ابھی تک مکمل طور پر سمجھ نہیں پائی تھی۔

قریباً اس وقت جب میں ہائی سکول میں گئی میری ملاقات میری ایک پکی سہیلی سے ہوئی۔وہ صرف میری دوست نہیں تھی۔بلکہ وہ میری گہری مسلم سہیلی تھی۔وہ احمدی تھی اور میری طرح اس کے والدین بھی اس کی راہنمائی کرتے اور اس سے بھی وہی اچھی امیدیں وابستہ رکھے ہوئے تھے۔وہ بھی میری طرح دیکھنے والوں کے بیچ اپنے والدین کی امیدوں کو مدنظر رکھتے ہوئے سفر کررہی تھی۔وہ مجھے بہن جیسی لگتی تھی ۔اگلے چند سالوں میں میں نے ایک ساتھی کی اہمیت کو سمجھا جو ہمیں اپنانا چاہیے۔بہت دلچسپ بات یہ تھی کہ ہم کافی عرصہ تک بہترین سہیلیاں رہیں اگرچہ کہ ہم مختلف صوبوں میں رہیں تاہم موبائل فون اور پیغامات کے ذریعہ ہم روزانہ کئی دفعہ بات چیت کرتیں اور رابطے میں رہتیں۔اگرچہ کہ ہم جسمانی طور پر اکھٹی نہیں تھیں ہم سکول میں ایک دوسرے کے دوستوں کے بارے میں جانتی تھیں،تازہ ٹیلی ویژن شو کے بارے میں بات چیت کرتیں اور ہم ایک دوسری پر اس طرح بھروسہ کرتیں گویا کہ ہم ایک ہی سکول میں جاتی ہیں۔ہر مشکل گھڑی میں جس کا ہمیں سامنا ہوتا،خواہ وہ بالارادہ ہوتی یا بلاارادہ،وہ مجھے میرے مذہب کو یاد دلاتی اور اللہ تعالیٰ کی طرف واپس لے جاتی۔لیکن ایک جیسی ہونے کے باوجود ہم مختلف بھی تھیں۔وہ حجاب پہنتی تھی جبکہ میں نہیں۔اس نے مجھے یہ بھی سکھایا کہ کیسے وہی چیز جو تمہیں دوسروں سے الگ کرتی ہے وہی تمہاری زندگی کا سب سے مثبت پہلو ہوسکتا ہے۔اس نے مجھے وہی سبق سکھایا جو کئی سال پہلے میری دادی نے خاموشی سے سکھایا تھا۔یعنی ہمت،طاقت اور صبر اور استقلال کا سبق جس کی جڑیں ہمارے دین میں پیوست ہیں۔

ہائی سکول کے اتار چڑھاؤ سے گزرنے کے بعد اب زندگی کا ایک نیا باب لکھنے کا وقت تھا۔ جب میں انڈر گریجویٹ تعلیم شروع کرنے جا رہی تھی تو میرے ملے جلے جذبات واحساسات تھے۔ میری کئی دوستوں کی طرح جس میں میری بہترین سہیلی بھی شامل تھی اب میں گھر سے دور شکاگو کی رہائش گاہ میں قیام پذیر تھی ۔ ہر کوئی حاسد تھا کہ میرے والدین نے مجھے نا تجربہ کاری کے باوجود گھر سے دور رہنے کی اجازت دے دی۔لیکن میں نے محسوس کیا کہ ان کا حسد بے جا ہے۔جس جدو جہد سے یہ فیصلہ لیا گیا تھا ان کو اس کا کوئی اندازہ نہیں تھا ایک ہوسٹل میں رہنے کے فائدے مجھے بمشکل ہی اس دباؤ اور فیصلوں کے بالمقابل لگتے تھے جو میرے سامنے رکھے گئے تھے۔گھر چھوڑنے سے قبل میں نے یہ فیصلہ کیا کہ میرے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ میں ایسا رعب یا اثر اپنے اندر اکٹھا کروں جو کہ اس دباؤ اور فیصلے کو جھیلنے میں میری مدد کرے۔ مَیں نے یہ فیصلہ کیا کہ میں مسلسل اپنے آپ کو اپنی پہچان اور اپنے مذہب کو اپنی سہیلی کو یاد دلاتی رہوں گی۔ جو ہر وقت میری رہنمائی کرتی رہی ہے۔خواہ میں اس کو محسوس کروں یا نہ کروں ۔میرا حجاب اس کو استعمال کرتے ہوئے مَیں نے اس شہر کا سفر کیا اور انڈر گریجویشن کے تمام سالوں میں بھی حجاب میری پہچان رہا۔

گرمیوں کی ایک صبح میں نے شہر کے کیمپس سے لیکشور کیمپس کا عام سواری پر سفر کیا۔ٹرین کھچا کھچ مسافروں سے بھی ہوئی تھی جو کہ وسط راستہ میں ہی اتر گئے اور میں اور ایک اور آدمی اس میں رہ گئے ۔جلدی سفر شروع کرنے کی وجہ سے تھکے ہوئے ہونے کے وجہ میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اپنے بازوؤں کو بیگ کے اردگرد لپیٹ لیا۔ میں نے اپنے اردگرد کوئی دھیان نہ دیا حتی کہ میں نے ایک آواز سنی جو کہ اونچی اور غصہ سے بھری ہوئی تھی۔''شاید تمہارے اس بیگ میں بم ہے حیران و پریشان مَیں نے اس آدمی کو دیکھنے کے لئے سر اوپر اٹھایا جو اس ٹرین کار میں بیٹھا ہوا مجھ پر شور کر رہا تھا اور میرے قریب ہوتا جا رہا تھا۔''اس بیگ میں کیا ہے؟'''' کیا تم دہشتگرد ہو؟'' اور اس کے بعد ایسی بے ہودہ گوئی اور بکواس بکی گئی جس کی وجہ سے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں نے اپنا بیگ اٹھایا اور جلدی سے کار کے سامنے والی جگہ پر چلی گئی۔ میں اس بکواس سے صدمہ میں تھی۔اس خوفناک لمحہ میں اگر مجھے حجاب پہننے کے فیصلہ پر ہلکا سا بھی افسوس یا دکھ ہوتا۔تو مجھے وہ یاد نہ ہوتا۔لیکن جو چیز مجھے یاد ہے وہ ان لوگوں کا

ردّعمل ہے جواس ٹرین پرسوار ہوئے جوں ہی میں اپنی آنکھوں میں آنسوؤں کیساتھ اپنی سیٹ سے اٹھ کر گئی تو میں اپنے ہم سفروں کی تشویش سے مغلوب ہوگئی۔ایک بزرگ جوڑے نے مجھے اپنے ساتھ بیٹھنے کے لئے کہا۔ایک اور بزرگ نے کنڈیکٹر سے کہا کہ اس حملہ آور کوٹرین سے نکال دو۔اور ایک خاتون نے مجھے کہا کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔وہ میرے اترنے تک میرے ساتھ رہی۔اور ایک کیتھولک خاتون ہونے کے ناطے اس نے اپنی تعلیمات میرے ساتھ شئیر کرتے ہوئے مجھے تسلی دی اور اس نے بڑی شفقت سے میرے حجاب اوراسلام کے بارے میں پوچھا۔میں نے ان میں سے کسی کو دوبارہ نہیں دیکھا لیکن میں اکثر ان کی ذمہ دارانہ کاروائی اور شفقت بھرے الفاظ کے بارے میں سوچتی ہوں بالخصوص اس وقت جب میں اسلام دشمنی میں کئے گئے سوالات اور حجاب کے متعلق سوالات کا سامنا کرتی ہوں۔

چارسال کے بعد میں ایک انڈرگریجویٹ ڈگری لے کر گھر واپس آئی لیکن اگلا قدم اٹھانے کے لئے مجھے جدو جہد کرنی پڑی۔اپنی تعلیم کے دوران میں نے یہ محسوس کیا کہ وہ راستہ جو میں نے پہلے گھر سے جانے کے بعد دیکھا تھا وہ میرے لئے مناسب کیریئر والا راستہ نہیں تھا۔بہت سی دعاؤں اور فیملی اور دوستوں سے کافی بات چیت کے بعد میں نے اپنا راستہ میڈیسن سے بزنس کی طرف تبدیل کر دیا۔ایک غیر یقینی کیفیت میں کہ کیا ہوگا یا پھر بزنس ڈگری کو کیا کرنا ہوگا۔میں نے یہی کام کرنے کا فیصلہ کیا اور یہ سوچا کہ آگے دیکھا جائے گا۔پوسٹ گریجویشن جاب مارکیٹ بڑی مسابقتی نوعیت کی اور مشکل اورتھکا دینے والی تھی۔مَیں نے اپنے اوپر بھروسہ کرتے ہوئے یہ قدم اٹھالیا مگر غلط اندازے کی وجہ سے میں یہ لڑائی ہار گئی۔اپنے اوپر اس کا الزام نہ دھرتے ہوئے میں نے یہ سوچنا شروع کر دیا کہ میرا حجاب میری ملازمت میں روک ہے۔اگر کوئی انٹرویو اچھا نہ ہوتا تو میں یہ سوچتی کہ انٹرویوں لینے والا مسلمانوں کے تئیں متعصّب تھا۔وہ کپڑا جو کبھی میری حفاظت کا ذریعہ تھا اب وہ مجھے اپنے سر پر بوجھ محسوس ہونے لگا۔جب کہ حقیقت یہ تھی یہ بوجھ محسوس ہونا میرے کمزور ایمان کا نتیجہ تھا میں نے ایک حیاء دار لباس اپنایا لیکن میرے بالوں کے ظاہر ہونے سے ایک قسم کا اعتماد جو مجھ میں پیدا ہوا اس پر مجھے گناہ کا احساس بھی ہوتا تھا۔وہ یہ کہ حجاب کی محض ایک کپڑے سے بڑھ کر اہمیت ہے۔جب میں نے پہلی دفعہ حجاب پہننا شروع کیا میری والدہ نے مجھے بتایا کہ میں وہ انتخاب کر رہی ہوں جو مجھے ایک مسلم

ظاہر کرے گا اور یہ اسلام کی بھی نمائندگی کرے گا لیکن سب سے اہم بات یہ تھی کہ اسلام سچ مچ میرے دل میں تھا اور میں صحیح بنیادوں پر حجاب کو پہن رہی تھی اس بات کے بارے میں میں اکثر اپنی زندگی کے اس دور میں سوچتی ہوں جبکہ میں نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ ظاہراً میرے اعمال سے بڑھ کر کوئی اور گہرا ربط تھا کہ میں اا پنی ڈھال کو اپنے سے دور نہ کرسکی۔ میں نے اکثر یہ دعا کی کہ کوئی دروازہ کھلے اور اس وقت میری راہنمائی کرے۔

جب میں پوسٹ گریجویشن کے دور سے گزر رہی تھی تو بالآخر ایک چھوٹا سا دروازہ مجھے سہارد دینے کے لئے کھل گیا۔ مجھے مسجد میں بچوں کی ماہانہ کلاسز میں مدد کرنے کے لئے کہا گیا۔ پہلی ہی کلاس میں مجھے یہ محسوس ہوا کہ میری زندگی سے کئی چیز غائب ہے اس وقت حفاظت کے لئے نہیں بلکہ اس ذمہ داری کے لئے ایک طاقت کا ذریعہ ہے جو میرے پر ہے۔ میں نے اس چھوٹے دروازہ کو مزید کھولا اور دوبارہ حجاب پہننا شروع کیا۔ وہ چیزیں جوان بچوں نے میرے ساتھ شیئر کیں وہ بصیرت افروز اور غور وفکر پر مشتمل تھیں اور اس چیز کی میں نے بچوں کے ساتھ کام کرتے ہوئے امید نہیں کی تھی۔ میں نے یہ دیکھا کہ جو سوالات انہوں نے کیے وہ سکول، دوستوں اور ایک احمدی مسلمان کے طور پر معاشرے میں اپنے آپ کو ڈھالنے کے متعلق تھے اور یہ وہی سوال تھے جو دیگر مجھے دیکھنے والوں نے بھی کیے تھے۔ امریکی معاشرے میں ایک احمدی مسلمان کے طور پر اپنی پہچان کو سمجھنا قطع نظر عمر کے ایک مشترکہ جدوجہد تھی۔ ایک مسلمان کے طور پر آپ دوسروں سے الگ تھے خواہ وہ پہناوے کے لحاظ سے ہوں یا مذہبی رسومات کے لحاظ سے، حتیٰ کہ کھانے کے لحاظ سے بھی۔ اور پھر ایک احمدی مسلم کے طور پر آپ دیگر مسلمانوں سے بھی الگ ہوتے ہیں اور چھوٹی عمر میں ہی وہ اکثر تمہارے مذہب کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور یہ بھی پوچھتے ہیں کہ تم ان کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھتے وغیرہ۔

جوانی کی عمر میں جب مسلم بھی اور غیر مسلم بھی تمہارے مذہب کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ ان کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور کوئی ایسا 101 کورس بھی نہیں ہوتا جو اس مشکل میں تمہاری مدد کرے۔ میں نے اس دور سے گزرتے ہوئے یہ محسوس کیا کہ ایک مثبت انداز میں ایک احمدی مسلمان کے طور پر اپنی پہچان پر زور دینا بہت ضروری ہے۔ ہر ہفتہ میں نے گروپ کو پوچھا کہ تم سکول میں اپنے

دوست کو کیسے بتاؤ گے کہ احمدی مسلمان ہونے کا کیا مطلب ہے؟ ہم نے اس ضمن میں بات کی کہ احمدی مسلمان وہ ہیں جو حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو مسیح موعود مانتے ہیں۔اور خود اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے اس کے روحانی پیشوا جنہوں نے اس کے پیغام کو آگے بڑھایا ان کو خلیفہ کا لقب دیا گیا ہے ۔ایک احمدی مسلمان کے طور پر اس بابرکت جماعت کا حصہ ہونے کی برکات ،اور ایک اللہ تعالیٰ کے منتخبہ روحانی سربراہ کی راہنمائی وغیرہ یہ باتیں ہماری زیر بحث ہوتیں۔

طلباء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا ہفتہ وار خطبہ جمعہ سننا ہوتا اور اپنے الفاظ میں جو باتیں وہ سیکھیں یا جو انہیں زیادہ دلچسپ لگیں کا خلاصہ نکالنے کا کام دیا جاتا تھا۔ ہر کلاس کے اختتام پر میں اکثر ان سے جو بات انہوں نے سیکھی ہوتی یا جو سب سے زیادہ ان کو دلچسپ لگی ہوتی لکھنے کے لئے کہتی یا کوئی سوال پوچھنے کو کہتی ۔جو موضوعات اور نظریات ہم زیر بحث لاتے وہ اکثر مشکل ہوتے اور یہ ضروری ہوتا کہ وہ کوئی بھی بات جس میں انہیں مشکل پیش ہو شیئر کرنے میں شرم محسوس نہ کریں اور وہ یہ سمجھنے میں بھی میری مدد کریں کہ کون سے کاموں میں وہ لطف اندوز ہوتے ہیں۔ایک دن خطبہ جمعہ کے متعلق بات چیت کرنے کے بعد ایک ہاتھ کا لکھا ہوا نوٹ مجھے دیا گیا جس میں لکھا تھا۔''جو میں نے سیکھا ہے وہ یہ ہے کہ ستار کا مطلب غلطیوں کی پردہ پوشی کرنے والا۔خدا تمہاری غلطیوں اور گناہوں کو تمہیں معاف کرتا ہے۔''اس نوٹ نے میری آنکھوں میں آنسو لا دیئے کیوں کہ اس بچے نے اپنی سوچوں کو ایسے خالص انداز میں شیئر کیا جو مجھے بذات خود ایک خدائی پیغام لگتا تھا۔اس عرصہ کو میں اس طرح سے بیان کرسکتی ہوں کہ بظاہر تو میں چھوٹی لڑکیوں کو کلاس کے ذریعہ سکھا رہی تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو میں نے ان کو سکھایا اس سے کہیں بڑھ کر میں نے ان سے سیکھا۔

جو چھوٹا دروازکھلا وہ ایسا تھا جو میری زندگی میں کئی مواقع اور برکات لایا۔کئی سال بعد میں نے اپنی زندگی میں ایک نئے باب گریجویشن سکول کی شروعات دیکھی ۔جس طرح میں نے اپنی زندگی کے دیگر ابواب میں دین اور دنیا میں توازن برقرار رکھنے کے لئے جدوجہد کی اس طرح سے میں نے گریجویشن کی تعلیم بھی شروع کی ۔گھر سے ہزاروں میل دور ایک الگ شہر میں بود باش اختیار کرنا میں نے دیکھا کہ میرے گریجویشن سے قبل کے تعلیمی تجربات نے اب مجھے کافی طاقت اور اعتماد بخشا جس کی

مجھے اس نئے باب میں ضرورت تھی۔اپنے دین کے بارے میں مطالعہ کرنے اور سیکھنے میں کافی وقت صرف کرنے میں، کیوں کہ میں نے مسلم نوجوان خواتین کو پڑھایا تھا، میرے لئے معاشرہ کے حالات میں ایڈجسٹ ہونا آسان تھا لیکن بہر حال اس نئے باب کے دوران مجھے مسلسل سوالات پوچھنے اور سیکھنے کی ضرورت رہی۔کلاسز کے پہلے ہی ہفتہ میں ایک جوان خاتون میرے پاس آئی اور پوچھا ''ایک مسلم خاتون ہونے کے ناطے اسقاط حمل کے متعلق آپ کا کیا نظریہ ہے؟'' اس وقت مجھے اس کے جواب کے لئے الفاظ نہ مل پائے۔لیکن جس چیز نے میرے دماغ پر اثر ڈالا وہ یہ تھی کہ اس کے لئے اور دیگر کئی لوگوں کے لئے میں اسلام کے متعلق معلومات مہیا کرنے کا ایک ذریعہ تھی۔یہ چیز مجھے پھر اپنی والدہ کے پردہ کے متعلق یاددہانی کروانے کی طرف لے گئی یعنی اس وقت کی طرف جب میں نے پہلے پہل حجاب پہننا شروع کیا تھا اور یہی وہ زمانہ تھا جس کے بارے میں میں مسلسل غور کرتی رہتی تھی۔وہ دور مجھے صاف طور پر اس سبق کی یاددہانی کروانے والا تھا کہ میرا حجاب میرے ظاہری اعمال سے بھی زیادہ گہرا تھا۔اسی کی بدولت میں نے اپنے آپ کو مطالعہ کرنے،سوالات پوچھنے اور زیادہ سے زیادہ سیکھنے میں محو کر دیا اور اسی چیز نے مجھے ایک ایسی خاتون سے ملایا جو میری زندگی بدلنے والی تھی اور ایک دین کی روح پھونکنے والی معلّمہ تھی۔

میں نے ایسے لوگوں کی کہانیاں سنی ہیں جو ایک قلیل عرصے میں تمہاری زندگی بدل سکتے تھے۔میں نے ایسے لوگوں کے بارے میں بھی سنا ہے جن کو آپ کبھی ملے نہیں وہ بھی آپ کی زندگی میں بہت گہرا اثر چھوڑ سکتے ہیں۔بہت سے اچانک رونما ہونے والے مواقع کے ذریعہ میں ایک ایسی خاتون کو ملی جس نے یہ دونوں کام کیے۔میری مراد ڈاکٹر نصرت جہاں ملک سے ہے۔پیشہ سے فیزیشن،ڈاکٹر نصرت جہاں ملک نے فضل عمر ہسپتال ربوہ پاکستان میں بطور ڈاکٹر جماعتی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کی ۔وہ اس ہسپتال میں ماں اور بچہ کے وارڈ کی دیکھ ریکھ کرتی تھیں۔ان کے اسی ایک کام نے ہی مجھے حیران کر دیا کہ مرد کے دبدبہ والے میدان میں اور معاشرے میں ایک مسلم خاتون کامیابی سے ہسپتال کے ایک وارڈ کا انتظام وانصرام کرتی ہے۔اور اسے بھی حیران کن یہ بات تھی کہ وہ یہ سب کچھ قطع نظر اس کے کہ وہ ربوہ میں ہو یا لندن میں پردہ کے التزام کیساتھ کرتی تھی۔ڈاکٹر ملک میں، میں نے اپنے

پیشہ اور دین کے مابین توازن کی خوبصورتی دیکھی۔ حیاء اور پاکدامنی کو برقرار رکھنے میں ان کی ہمت اور طاقت متحد ہوتی تھی ظاہری لحاظ سے بھی اور اعمال کے لحاظ سے بھی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کا دین اور حجاب ان کے دنیوی معاملات میں کبھی حائل نہیں ہوا، یہ ایک ایسا نظریہ تھا جس کے بارے میں مجھے سالوں پہلے جدو جہد کرنی پڑی۔ میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ ان کا دین ہی ان کے اعتماد اور ان کے طبی کام کے لئے ایک برکت ہے۔ انہوں نے مجھے بہت ہی اہم باتیں سکھائیں جن کو میں اپنے پبلک ہیلتھ کیریئر میں اپنا سکتی تھی وہ باتیں، خلافت سے اٹوٹ رشتہ اور اپنے اعمال، کلمات، میل جول اور ظاہر میں بھی پورے اعتماد کیساتھ حیاء اور پاکدامنی کا التزام کرنا تھا۔ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ اسم بامسمیٰ تھیں۔ وہ حقیقت میں دنیا کی مددگار تھی انہوں نے ہی مجھے وہ سبق سمجھنے میں مدد کی جو اس وقت شروع ہوا تھا جبکہ میں ایک نوجوان لڑکی تھی اور اپنی دادی کے ساتھ ٹیکسز کی گرمی میں چل رہی تھی مجھے اس سے غرض نہیں ہے کہ دوسرے میرے بارے میں کیا سوچیں گے اور ماضی کے مشتبہ احساسات بھی بہت پہلے ختم ہو چکے تھے میں جانتی ہوں کہ پردہ کبھی بھی میرے کسی مقصد میں آڑے نہیں آیا۔ بلکہ اس کے برعکس وہ ہمیشہ ان مقاصد کو پانے کا ایک ذریعہ رہا ہے اور اگر خدا نے چاہا تو آئندہ بھی رہے گا۔

اپنے ذاتی حجاب کے بارے میں میری سمجھ سالوں پر محیط ہے۔ جس میں مختلف قسم کے احساسات کے کئی اتار چڑھاؤ شامل ہیں۔ لیکن جو چیز میری زندگی کے ہر مرحلہ میں ساتھ رہی ہے وہ یہ ہے کہ حجاب نے ایک خیر خواہ اور سچے دوست کی طرح ہمیشہ مجھے ایک سبق سکھایا ہے۔ لہذا جو چیز بظاہر میرے راستے میں ایک روک لگتی تھی وہ درحقیقت میرے لئے ہر وقت برکات کا ایک حقیقی ذریعہ ثابت ہوئی وہ دروازے جو ہر معرکہ کے بعد کھلنا شروع ہوئے وہ ہمیشہ اس ڈھال سے مربوط تھے یعنی وہ ڈھال جو اب میرے اعتماد کا ذریعہ اور زندگی کے ہر پہلو میں ایک ہمت دینے والی طاقت بن گئی ہے۔

پردہ روحانی وصف اور ضابطہ حیات ہے

ڈاکٹر سعدیہ ایاز۔ یوکے

جب میں سکول میں پڑھتی تھی تو کسی نے مجھے کہا تھا کہ تم جو بھی بنو، خواہ تم کتنی بھی تعلیم حاصل کرو، خواہ تم کتنا بھی کماؤ، خواہ تم کیسے جوتے ہی پہنو۔ لیکن لوگ جو چیز یاد رکھیں گے وہ تمہاری رحمدلی، ہمدردی، محبت اور اعلیٰ اخلاقی اقدار ہیں۔ تمہاری یہی باطنی خوبیاں تمہارے کمال کو دکھائیں گیں اور یہی بتائیں گیں کہ تم کون ہو۔ یہ باتیں مجھے ایک عیسائی پادری نے کہیں تھیں لیکن یہ باتیں تمام مذاہب کی تعلیمات میں پائی جاتی ہیں جس میں اسلام بھی شامل ہے۔ یعنی اپنے اندر وہ صفات اور وہ اخلاق پیدا کرنا جس کے نتیجہ میں ہم معاشرہ کے لئے نمونہ ٹھہریں۔

پردہ وہ روحانی وصف اور ضابطہ حیات ہے جو کہ اس دنیوی زندگی میں بھی اور اخروی زندگی میں بھی بے شمار برکات کا موجب ہے۔ ہماری زندگی کا مقصد رضائے الٰہی، خدا تعالیٰ کو اپنا محبوب و مقرب بنانا، اپنا ہادی اور مربی بنانا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اگر ہم خالصتاً اسی کے ہو جاتے ہیں ہیں، تو وہ بھی ہمارا ہو جائے گا۔ جب بچپن سے ہی یہ خیال ہمارے دل و دماغ میں پیوست ہو گا تو خواہ کتنی ہی روکیں اور اور مشکلات ہمارے راستہ میں حائل ہوں، ہم اپنے محبوب خدا کے احکامات کی کامل طور پر پیروی کریں گے اور انہیں اپنا حرز جان بنائیں گے۔

پردہ بھی انہی احکامات الٰہیہ میں سے ایک حکم ہے جس کا ایک مؤمنہ کے لئے نظر انداز کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیوں کہ ہم جانتی ہیں کہ اس حکم کی تعمیل سے ہمیں رضائے الٰہی نصیب ہو گی۔ احکام الٰہی کی تعمیل اپنی مرضی کے موافق نہیں ہوسکتی کہ بعض احکامات پر عمل کر لیا اور بعض کو چھوڑ دیا۔ پردہ کے حکم پر عمل کے نتیجہ میں ہمیں اللہ تعالیٰ کے دیگر کئی احکامات جیسے تبلیغ، عاجزی، انکساری اور پاکدامنی کا اظہار، عزت نفس وغیرہ نیکیوں پر عمل کی توفیق بھی ملتی ہے۔

جیسا کہ آپ کو اس کتاب میں مذکور بہت سی گواہیوں سے جو کہ افسانوی بیانات یا کہانیاں نہیں ہیں بلکہ اصل زندگی کی مثالیں ہیں، پڑھ کر معلوم ہوگا کہ ان میں سے کئی خواتین ہیں، جنہوں نے اپنے متعلقہ شعبہ میں عظیم الشان حصولیابیاں حاصل کی ہیں ۔ پردہ کو اگر روحانی ترقی کے مقصد کے لئے اپنایا جائے جائے اور اس پر عمل کیا جائے ۔تو یہ کبھی بھی دنیوی ترقی اور حصولیابیوں میں روک نہیں بنا ہے اور نہ کبھی بنے گا۔ انشاءاللہ۔ ایسے معاشرے میں جہاں جسمانی نمائش کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے وہاں اس کو اپنانے کے نتیجہ میں کئی مشکلات کا سامنا ہوسکتا ہے اور ایسے لوگ اس کی اہمیت اور مقصد پر سوالات بھی کھڑے کر سکتے ہیں ۔مگر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو اس کے راستے میں مجاہدہ کرتے ہیں یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ یقیناً ان کا رازق اور مددگار رہوگا۔لہذا ایک حقیقی مؤمنہ کے ذہن میں کبھی بھی یہ غلط فہمی نہیں ہوسکتی کہ پردہ اس کی تعلیم، پیشہ یا ترقی میں روک ہوسکتا ہے۔

میری لندن میں میڈیسن کی تعلیم حاصل کرنے کے دوران اور میری تمام پوسٹ گریجیوٹ ٹریننگ کے دوران پردہ کبھی بھی میرے لئے کسی قسم کی رکاوٹ نہیں بنا۔ میں خواہ ہسپتال میں ایک جونئیر ڈاکٹر کے طور پر کام میں مصروف ہوتی یا بورڈ کی میٹنگ میں شامل ہوتی اور رائل کالج میں مختلف حیثیتوں میں نیشنل میڈیکل کانفرنسز میں صدارت کے فرائض سرانجام دے رہی ہوتی اور یا پھر فیملی پلاننگ بورڈ کے ایک رکن کی حیثیت میں ہوتی، پردہ ہمیشہ میری پہچان رہا ہے۔اور مَیں خوش قسمت ہوں کہ مجھے کبھی بھی پردہ کی وجہ سے کسی قسم کے تفریق یا تعصّب کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔آج لندن میں ایک GP ٹریننگ پریکٹس کے طور پر کام کرتے ہوئے اور ایک GP تربیت کار اور تخمینہ کار ہوتے ہوئے میں اپنے پردہ کو اور بھی زیادہ وقعت دیتی ہوں کیوں کہ مَیں جانتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل پیرا ہونے کے نتیجہ میں ہی میں آج اس مقام پر ہوں۔

ہماری ترجیحات، آرزوئیں اور ذمہ داریاں وقت کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہیں۔تاہم ہمارا مقصد ہمیشہ خدا تعالیٰ کی رضا اور اس کی فرمانبرداری ہونا چاہیئے۔اس کی فرمانبرداری سے ہی ہمیں عقل ودانائی اور یہ قوی احساس حاصل ہوتا ہے کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں وہ صحیح ہے۔ یہ شعور اور سمجھ

ہمیں حاصل ہونا چاہیئے تا کہ ہم اُن لوگوں کو بھی جواب دے سکیں جو پردہ کی ضرورت اوراہمیت پر سوال اٹھاتے ہیں ۔جب ہمیں بخوبی اس بات کی سمجھ اور شعور ہو کہ ہمارا دین ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے تبھی ہمارے اندر خوداعتمادی پیدا ہوگی ۔اور تبھی ہم پردہ پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات بھی دے پائیں گیں۔

ہمیں یہ یادرکھنا چاہیئے کہ ہمارا مقصد صرف اُستانی یا ڈاکٹر یا وکیل یا پھر کوئی اور پیشہ اختیار کرنا ہی نہیں ہے بلکہ ہمارا مقصد بقیہ دنیا کے لئے ایک نمونہ قائم کرنا بھی ہے ۔اور جو بھی حصولیابی ہم حاصل کریں اس مقصد کو ہمیشہ تمام مقاصد پر فوقیت دیں۔

ہم جو بھی انتخاب کرتیں ہیں اس کے نتائج نکلتے ہیں ۔ پردہ کے متعلق انتخاب میں ہمیں اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ نہ صرف دنیوی بلاؤں اور برائیوں سے ہماری حفاظت کرنے والا ہو بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے سزا سے جو کہ سب سے بڑی سزا ہے اس سے بھی ہماری حفاظت کرنے والا ہو۔کیوں کہ جو سچی مؤمنہ ہوتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی محبت کی دعویدار ہوتی ہیں ، پردہ ان کے لئے انتخاب نہیں ، بلکہ طرز زندگی ہوتا ہے۔

بابِ نہم

اب ہم اپنی کتاب کے آخری باب میں داخل ہو چکے ہیں اس باب میں جیسا کے پہلے ابتدائیہ میں لکھا جا چکا ہے کہ پردہ کی اہمیت وافادیت کے حوالہ سے عورتوں کے مضامین اقتباسات و تبصرے درج کرنا مقصود ہے تا یہ بات عیاں ہو جائے کہ پردہ کی بنیادی غرض و غائت کو احمدی عورتیں سمجھتی ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ اگر کسی سے کوئی سُستی واقع ہو جائے تو اُسے دور کرے۔اور معترضین پردہ بھی اس حقیقت کو جان لیں کہ بہت سی ایسی عورتیں دنیا میں موجود ہیں جو پردہ میں ہی حقیقی سکون اور عافیت محسوس کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم احمدی ایک پاکیزہ زندگی گزار رہے ہیں۔جس کی پاکیزگی خدا تعالیٰ کے فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں اور خلفائے وقت کے تربیتی خطابات کی مرہون منت ہے لیکن جب ہم دوسرے معاشروں پر نظر ڈالتے ہیں تو اس بات کا شدت سے احساس ہوتا ہے کہ آج کی عورت نے مغربی تہذیب کے زیر اثر بے پردگی کو اختیار کر لیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب بھی شیطان کو موقع ملتا ہے وہ انسان کے جذبات کو مغلوب کر لیتا ہے۔نہ عورت نفسانی جذبات سے پاک ہے نہ مرد۔پھر عورت کو آزادانہ میل ملاقات اور نظر بازی کا موقع دینا ان کو اپنے ہاتھوں سے گڑھے میں ڈالنا ہے۔عام طور پر پردہ عورت کی ترقی کی راہ میں حائل سمجھا جاتا ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔عورت کا اصل دائرہ کار تو اس کا گھر ہے بچوں کی پرورش اور اس کی تربیت اس کا اصل کام ہے اور اسی کام کی صلاحیت اس کے اندر رکھی گئی ہے۔ بے پردہ پھرنے والی عورتوں کی نسبت پردہ میں رہ کر عورت باہر کے امور زیادہ بہتر طور پر سر انجام دے سکتی ہے۔

کتاب کے اس آخری باب میں پردہ کی فرضیت و اہمیت کے حوالہ سے چند عورتوں کے مضامین وشاعری درج کی جاتیں ہیں۔شاید عورتیں عورتوں کی باتیں زیادہ بہتر انداز میں سمجھ سکیں۔

پردہ......عورت کا حفاظتی حصار۔نومسلم خواتین کے تاثرات

مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ

اسلام نے پردہ کی شکل میں عورت کو اپنا علیحدہ تشخص عطا کیا ہے۔انہیں اپنے مستقل وجود کا احساس دلایا ہے۔مردوں کی ہوس کا اسیر ہونے سے بچایا ہے۔ بلکہ پردے کی شکل میں وہ ہتھیار عطا کیا ہے جوان کے تحفظ کا ضامن ہے۔

لیکن آج ہم ایک ایسے دور میں داخل ہو چکے ہیں جہاں خواتین کی آزادی،حقوق،مردوزن کی مساوات، انسانی آبادی کی بہبود اور روشن خیال تہذیب جیسے نعروں کی آڑ لے کر شیطانی تہذیب عام کرنے والے افراد ادارے اپنا شر انگیز کام کر رہے ہیں۔

بدقسمتی سے دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ،اس شیطانی تحریک کا سب سے مؤثر ذریعہ بن چکے ہیں اور اخبارات بھی دانستہ یا نادانستہ اس عمل میں استعمال ہورہے ہیں۔شیطانی تہذیب کے فروغ کے لئے کام کرنے والوں کا سب سے بڑا گروہ مسلمانوں کی نئی نسل اور خواتین ہیں وہ انہیں گمراہ کرنے کے لئے انسانیت کے لئے روشنی کی آخری کرن بھی ختم کر دینا چاہتا ہے۔''حقوق نسواں'' کے نام پر ''بربادی نسواں'' کا کام بہت سی تحریکیں کر رہی ہیں۔اس لئے ضروری ہے کہ انہیں کہ ہتھیار سے ان پر جوابی حملہ کیا جائے اور ان کو بتایا جائے کہ تمہاری تہذیب کو چھوڑ کر اسلام کی طرف رجوع کرنے والی نومسلم عورتوں کے پردے کے بارے میں خیالات کیا ہیں؟ اور تمہاری نمائش اور جھوٹی چکا چوند والی تہذیب کے بارے میں خیالات کیا ہیں؟

اسی غرض سے یہ چند اقتباسات اکٹھے کئے گئے ہیں۔

کارلوالاندلوسیا سابقہ نام۔شریفہ اسلامی نام۔ملک کا نام امریکہ

وہ کہتی ہیں کہ بطور غیر مسلم مغربی معاشرہ میں رہتے ہوئے نظریۂ شرم وحجاب کی میرے ذہن میں کوئی خاص اہمیت نہ تھی۔اپنی نسل کی دیگر خواتین کی طرح مَیں بھی اسے ایک فضول اور دقیانوسی چیز شمار کرتی تھی۔مجھے ان مسلمان عورتوں پر ترس آتا جو برقع پہنے ہوئے یا 'بیڈ شیٹ' لپیٹے سڑکوں پر چلتی پھرتی نظر آتیں۔

جب اللہ نے میری راہنمائی فرمائی اور مَیں نے مسلمان ہوکر حجاب پہنا تو بالآخر اس ماحول کو اصل روپ میں دیکھنے کی بھی اہل ہوگئ جس میں مَیں رہ رہی تھی۔اب مَیں دیکھ سکتی تھی کہ اس سوسائٹی میں زیادہ قدر ان خواتین کی ہوتی ہے جو عوام کے سامنے اپنے آپ کو زیادہ ننگا کر دیتی ہیں مثلاً اداکارائیں، ماڈل گرلز اور ڈانسرز وغیرہ۔مَیں اللہ تعالیٰ کی شکر گزار ہوں کہ جس نے اسکارف پہننے کے بعد مجھے ایک پہچان دی۔مَیں ان لوگوں سے دُور ہوتی گئی جو میری روح اور دل سے ہٹ کر میری شناخت کرتے تھے۔جب مَیں نے سر کو ڈھانپ لیا تو مَیں حسن و جمال کے اشتعال کے باعث ہونے والے استحصال سے بچ گئی۔جب مَیں نے سر کو ڈھانپا اور لوگوں نے دیکھا کہ مَیں اپنا احترام کرتی ہوں تو وہ بھی میرا احترام کرنے لگے۔

یاسمین اسلامی نام۔سابقہ نام للّی سابقہ مذہب عیسائیت ملک کا نام فرانس

اُن سے جب پاکستان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا

''سب سے زیادہ دکھ اور حیرت اس بات پر ہوئی کہ مسلمان ملک پاکستان میں خواتین پردے کے بغیر کھلے عام گھومتی ہیں۔فرانس میں تو ہمیں پردے میں دقّت پیش آتی ہے لیکن پاکستان میں تو کوئی وجہ نہیں کہ پردے کے احکامات پر عمل نہ کیا جائے۔کاش یہ خواتین مغربی تہذیب کی حقیقت سے آگاہ ہو جائیں،تو پھر کبھی اس کی تقلید کی خواہش نہ کریں۔بے حجابی عورت کو بے وقعت بنا دیتی ہے۔اسلام نے عورت کو بے حساب عظمت عطا کی ہے......اسلام میں عورت ایک ہیرے کی مانند ہے۔جبکہ مغربی تہذیب میں محض ایک پتھر ہے جو ادھر اُدھر لڑھکا دیا جاتا ہے۔خدارا مغربی

تہذیب کی چکا چوند پر مت جائیے۔ دُور کے ڈھول سہانے ہیں۔ ایک قدم اللہ کی طرف اٹھائیے اللہ خود بڑھ کر آپ کو تھام لے گا۔

کملا داس سابقہ نام ثریا اسلامی نام سابقہ مذہب ہندو ملک کا نام بھارت

وہ کہتی ہیں کہ مجھے مسلمان عورتوں کا برقعہ بہت پسند ہے۔ مَیں پچھلے 24 برسوں سے پردے کو ترجیح دے رہی ہوں۔ جب کوئی عورت پردے میں ہوتی ہے تو اسے احترام ملتا ہے، کوئی اس کو چُھونے اور چھیڑنے کی ہمت نہیں کرسکتا۔ اس سے عورت کو مکمل تحفظ ملتا ہے۔ اس سوال پر کہ کیا برقعہ آپ کی آزادی کو متاثر نہیں کرتا؟ انہوں نے کہا کہ مجھے آزادی نہیں چاہیے، مجھے اپنی زندگی کو باضابطہ اور باقاعدہ بنانے کے لئے گائیڈ لائن کی ضرورت تھی۔ ایک خدا کی تلاش تھی جو تحفظ دے۔ پردے سے عورت کو مکمل تحفظ ملتا ہے۔ پردہ تو عورت کے لئے ایک بُلٹ پروف جیکٹ ہے۔

خولہ لگا تا سابقہ مذہب عیسائیت ملک کا نام جاپان

وہ کہتی ہیں کہ اگرچہ میں حجاب کی عادی نہ تھی، لیکن اپنے مذہب کو تبدیل کرنے کے بعد فوراً ہی اس کا فائدہ محسوس کرنے لگی۔ مسجد میں اسلامی لیکچر میں پہلی مرتبہ شامل ہونے کے چند دن بعد مَیں نے ازخود سکارف خریدا۔ مَیں مسجد اور مسلمان بہنوں کے احترام میں ایسا کرنا چاہتی تھی۔ لیکچر روم جانے سے پہلے مَیں نے وضو کیا اور سکارف پہنا۔ اس تجربے نے مجھے اتنا مسرور اور مطمئن کیا کہ وہاں سے نکلنے کے بعد بھی اس مسرّت کو اپنے دل میں محفوظ کرنے کے لئے مَیں سکارف پہنے رہی۔ عوام میں یہ میرا سکارف پہننے کا پہلا مظاہرہ تھا اور مجھے اپنے اندر ایک فرق کا احساس ہوا۔ مَیں نے اپنے آپ کو پاکیزہ اور محفوظ سمجھا۔ مجھے احساس ہوا کہ میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوگئی ہوں۔

مَیں اپنے نئے ماحول میں مطمئن تھی۔ حجاب صرف اللہ کی اطاعت ہی کی علامت نہیں تھا بلکہ میرے عقیدے کا برملا اظہار بھی تھا۔ ایک حجاب پہننے والی مسلمان عورت جمِ غفیر میں بھی قابلِ

شناخت ہوتی ہے۔ یہ دوسروں کے لئے اللہ تعالیٰ کے وجود کی یاددہانی، اور میرے لئے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے اور سپرد کرنے کی یاددہانی تھی۔ میرا حجاب مجھے ہوشیار کرتا ہے کہ میرا طرزِ عمل ایک مسلم کی طرح ہونا چاہیے۔ جس طرح پولیس کا ایک سپاہی اپنی وردی میں اپنے پیشے کا لحاظ رکھتا ہے۔ اسی طرح میرا حجاب بھی میری مسلم شناخت کو تقویت دیتا ہے۔

آخر میں ایک برطانوی ٹیلی ویژن کے عملہ کی ایک خاتون میری واکر صاحبہ کا اقتباس مناسب ہوگا۔ جس نے پردہ یا حجاب کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ یہ خاتون Living Islam سیریز کے فلمائے جانے کے دوران مختلف اسلامی ممالک میں گئیں۔ وہ لکھتی ہیں

مَیں دو نائیجیرین خواتین زینہ اور فاطمہ سے ملی یہ دونوں خواتین اعلیٰ درجہ کی تعلیم یافتہ تھیں لیکن اب مغربی طرزِ زندگی کو چھوڑ کر باپردہ زندگی گزار رہی تھیں۔ جب انہوں نے بولنا شروع کیا تو اُن کی گفتگو میں مجھے اپنی اقدار پر نظرِ ثانی کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

اُن کا کہنا تھا کہ ''نقاب ایسے طرزِ زندگی کو دھتکارنے کا نام ہے جو عورت کی تذلیل کا موجب ہے جبکہ اسلام نے عورت کو عزت و وقار کے ایک بلند مرتبہ پر فائز کیا ہے۔ یہ آزادی نہیں کہ تم عورتوں کو برہنہ ہونے پر مجبور کرو صرف اس لئے کہ مرد عورتوں کو برہنہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ یہ تو ظلم ہے ظلم۔ جس طرح تمہاری نظروں میں نقاب مسلمانوں کے ظلم کا عنوان ہے بالکل اسی طرح ہماری نظروں میں مِنی سکرٹ اور مختصر بلاؤز ظلم کی علامت ہیں۔''

مَیری واکر خود کہتی ہیں کہ مغرب میں مرد عورتوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ وہ ہمیں یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم آزاد ہو چکی ہیں، لیکن درحقیقت ہم مَردوں کی نگاہوں کی اسیر ہو چکی ہیں۔ چاہے مَیں لباس کے بارے میں کتنا ہی اپنی خواہش پر اصرار کروں لیکن مَیں اس بات سے انکار نہیں کر سکتی کہ میرا انتخاب اکثر اس بات کا مرہونِ منت ہوتا ہے کہ مَیں کس لباس میں مَردوں کو زیادہ پُرکشش نظر آؤں گی۔ ایک حد تک مسلمان خواتین مجھ سے زیادہ آزاد ہیں۔ کیونکہ مجھے اپنی قسمت پر اختیار کم ہے۔ اب مَیں ان خواتین کو یہ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں کہ وہ ظلم کا شکار ہیں اور مَیں نہیں ہوں۔ میری زندگی بھی مَردوں کے دائرۂ اثر سے خالی نہیں جیسا کہ ان کی، لیکن مجھ سے تو انتخاب کی آزادی تک چھین لی

گئی ہے۔ان خواتین کے حالات اور دلائل نے بالآخر میری اپنی آزادی کے بارے میں، اپنے تصورات کی خامیوں کو مجھ پر آشکار کر دیا ہے۔‘‘

میری واکر کے مضمون کا یہ اقتباس اور یہ حُسنِ اعتراف اہل مغرب کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے۔اوران خواتین کی آنکھیں کھول دینے کے لئے بھی جو اندھا دھند مغربی عورت کی نقالی میں مصروف ہیں۔اُن کو یہی پیغام دینا چاہوں گی کہ

ہم کو آزادی نہیں عرشی خدا درکار ہے
ہم بہت مسرور ہیں پردے میں قصّہ مختصر

(روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 16 ستمبر 2011ء)

پردہ کے بارے میں میری چند عاجزانہ گذارشات

لیڈی امتہ الباسط ایاز صاحبہ، لندن

اسلام نے عورت کو چراغ خانہ اور رونق کا شانہ بنایا ہے اور اسی مقصد کے حصول کیلئے اِسے پردہ کا پابند بنایا ہے فی زمانہ جہاں اسلام کے باقی احکامات کو پسِ پشت ڈالا گیا ہے وہاں بعض حلقوں میں پردہ بھی دن بدن ختم ہو رہا ہے۔

شرعی پردہ کیا ہے؟ اس کا مختصر جواب تو یہ ہے کہ عورت کا بِلا حجاب مرد کے سامنے آنے پر پابندی۔ اس کی وضاحت قرآنِ کریم نے یوں کی ہے۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ (سورۃ النور آیت:32)

ترجمہ: (اے نبیؐ) تو مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو خود بخود ظاہر ہو اور اپنی چادریں اس طرح سے اوڑھا کریں کہ وہ سر سے سینہ تک آجائیں۔

غرض ان حالات میں عورت پر یہ فرض عائد کیا گیا ہے کہ وہ پردہ میں رہے اور جب وہ گھر سے باہر نکلے تو اپنے جسم کو اس طرح ڈھانک لے کہ کوئی حصہ دکھائی نہ دے۔ البتہ جسم کا جو حصہ خود ہی ظاہر ہو اسے چھپانے کا نہ تو حکم ہے اور نہ عملاً ممکن ہے قد اور چلنے کا انداز وغیرہ۔

يَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ سے ظاہر ہوتا ہے کہ چہرہ بھی پردہ میں شامل ہے۔ اس آیت میں چادر اس طرح اوڑھنے کا حکم ہے کہ گھونگھٹ سا بن جائے اور چہرہ چھپ جائے۔ اس ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں مُنہ چھپانے کا حکم نہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ قرآن تو

کہتا ہے کہ زینت چھپاؤ اگر چہرہ چھپانے کا حکم نہیں تو پھر زینت کیا چیز ہے جسے چھپانے کا حکم ہے"۔

یہ خیال غلط ہے کہ پردہ عورت کی ترقی میں حائل ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں جنگوں میں شامل ہوتیں، زخمیوں کو پانی پلاتیں، اور مرہم پٹی کرتیں ۔ جنگ جمل میں حضرت عائشہؓ نے اپنی فوج کی قیادت کی بعد میں مسلمانوں میں بہت سی نامور خواتین پیدا ہوئیں جو اپنے علم اور فضیلت کے لحاظ سے مردوں سے آگے تھیں۔جن سے ثابت ہوتا ہے کہ پردہ میں رہ کر بھی عورت ترقی کرسکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں سے فائدہ اٹھا سکتی ہے۔وہ پردہ میں رہ کر بھی پڑھ سکتی ہے مختلف علمی ، ادبی ، ثقافتی اور مذہبی مجالس میں شریک ہوسکتی ہے بوقتِ ضرورت عورتوں کی نمائندگی کرسکتی ہے اور ترقیاتی کاموں میں حصہ لے سکتی ہے۔

پس پردہ کا اصل مقصد صرف معاشرہ سے بے حیائی کا خاتمہ کرنا ہے جس کی جڑ مرد وزن کا آزادانہ اختلاط ہے۔اسلام نے اس سے روکا ہے یہ کسی صورت میں عورت پر ظلم نہیں بلکہ اس کی قدرومنزلت اور وقار بڑھانے کا طریقہ ہے اگر ہم یقین رکھتے ہیں کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور حقیقی زندگی کا راز اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے نہ کہ پردہ کو تحقیر کی نظر سے دیکھنے میں کیونکہ اسلام کی کوئی بھی تعلیم حکمت ودانائی سے خالی نہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بار بار پردے کا حکم دیا ہے۔کیا ہم نے کبھی ان احکام پر غور کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم کیوں دیا؟ اگر ہم تھوڑا سا غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم دے کر ہم عورتوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔عورت کو صنفِ نازک کہا جاتا ہے۔دانشوروں اور ادیبوں نے عورت کو خوشبو سے تشبیہہ دی ہے۔خدا تعالیٰ نے عورت کو بہت بڑا مقام عطا کیا ہے عورت بہن ہے، بیٹی ہے، بیوی ہے اور سب سے بڑھ کر ماں ہے۔خدا تعالیٰ نے عورت کو ایک عظیم رتبہ عطا کیا ہے۔ ہمارے مذہب اسلام نے عورت کو صرف بچے پیدا کرنے اور پالنے کی ہی ذمہ داری نہیں دی بلکہ اُسے مرد کے شانہ بشانہ چلنے کی اجازت بھی دی ہے۔افسوس کہ آج کے دور میں عورت نے اس کا صحیح فائدہ نہ اُٹھایا۔آزادی حقوقِ نسواں کی تنظیمیں جو عورت کو آزادی دلوانا چاہتی ہیں نے کبھی غور کیا کہ وہ کیسی آزادی چاہتی ہیں۔آج کی عورت آزادی کا

مطلب یہ لیتی ہے کہ اُس کے سر پر چادر نہ ہو کیونکہ وہ چادر یا برقع کے اندر رہ کر صحیح طور پر کام نہیں کرسکتی۔ پہلے عورت کی چادر اس کے کندھوں پر آئی پھر کندھوں سے سرکتی ہوئی بالکل اُتر گئی پھر اس کی جگہ دوپٹے نے لے لی اور اب تو دوپٹہ بھی کسی کے پاس شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ اگر ہوتا بھی ہے تو سر پر اوڑھنے کیلئے نہیں بلکہ صرف کندھوں پر رکھنے کیلئے۔ اگر آج کی عورت ایسی آزادی چاہتی ہے تو پھر یہ شکوہ کیوں کہ ہمیں باہر صحیح ماحول نہیں ملتا۔ ہماری طرف طرح طرح کی نظریں اُٹھتی ہیں۔

خدارا کبھی سوچیں کہ یہ نظریں اُٹھتی کیوں ہیں جب آپ زرق برق لباس پہن کر فل میک اپ میں ننگے سر باہر نکلیں گی تو نظریں خود بخود اُٹھیں گی۔ پھر جب آپ بن سنور کر نکلتی ہیں تو آپ کو مرد نہیں بلکہ مرد کی آنکھ سے شیطان دیکھتا ہے۔ کیا آپ نے اپنے نفس پر کبھی غور کیا ہے کہ جب آپ بن سنور کر گھر سے نکلتی ہیں تو کیا آپ کے دل میں یہ نہیں ہوتا کہ میں خوبصورت لگوں ہر کوئی مجھے دیکھے اور تعریف کرے؟ تو پھر شکوہ نہیں لیکن جب عورت پردہ میں باہر جائے گی تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ کوئی نظر اس عورت کی طرف اُٹھے۔ اگر اُٹھے گی بھی تو صرف برقعہ تک ہی رہے گی۔ برقعہ کے اندر تک نہیں جاسکے گی اور عورت برقعہ کے اندر رہ کر بہتر کام سرانجام دے سکے گی۔ باہر وہ عورت کام کر رہی ہوگی تو اسے یہ ڈر نہیں ہوگا کہ کوئی اس کی طرف کس نظر سے دیکھ رہا ہے اگر عورت کام کر رہی ہوگی تو اُسے بار بار یہ احساس ہوگا کہ وہ بہتر طور پر کام سرانجام نہیں دے رہی یہاں میں قصوروار صرف عورت کو نہیں ٹھہراؤں گی، اس لئے کہ تمام عورتیں ایک جیسی نہیں ہوتیں۔ اور نہ ہی عام مرد ایک جیسے ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے پردے کا حکم صرف عورت کو ہی نہیں دیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ مرد کو بھی پردے کا حکم دیا ہے لیکن مرد کو کہا ہے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔ عورت کو نظروں کے ساتھ ساتھ جسم کو بھی ڈھانپنے کا حکم دیا ہے اگر یہی آزادی ہے کہ سر سے دوپٹہ اتار کر پھینک دو تو میرے خیال میں ایسی آزادی پر تو لعنت ہے اس سے بہتر تو وہ غلامی ہے جس کے اندر عورت خود کو محفوظ رکھتی ہے۔

پردے کا حکم ہمیں آج نہیں ملا بلکہ آج سے چودہ سو سال قبل ملا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نابینا سے بھی پردے کا حکم فرمایا تھا۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ

عنہ نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا وہ تو نابینا ہیں لیکن تم تو نابینا نہیں ہو۔ہمیں تاریخ میں ایسے بے شمار واقعات ملتے ہیں کہ عورت نے پردے کے اندر رہ کر مردوں کو پڑھایا،جنگیں لڑیں،جنگوں کے دوران زخمیوں کو پانی پلایا۔آج بھی وہ مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی نظر آئے گی وہ ڈاکٹر بھی ہے، انجینئر بھی ہے،نرس بھی، پائیلٹ بھی اور استاد بھی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے جس نے جماعت احمدیہ کی عورتوں کو یہ توفیق بخشی کہ قرآن کریم کے احکام کو مکمل طور پر سمجھے اور عمل کرے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔آمین۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے کہ تو مومنوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ بات ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا موجب ہوتی ہے۔ یقیناً اللہ جو وہ کرتے ہیں ہمیشہ اس سے باخبر رہتا ہے اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی زینت نہ ظاہر کیا کریں۔ سوائے اس کے کہ جو اس میں سے خود بخود ظاہر ہوتی ہو اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں مگر اپنے خاوندوں کیلئے یا اپنے باپوں کیلئے یا اپنے خاوندوں کے باپوں کے لئے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی عورتوں یا اپنے زیرنگیں مردوں کیلئے یا مردوں میں سے اپنے خادموں کیلئے جو کوئی (جنسی) حالت نہیں رکھتے یا ایسے بچوں کیلئے جو عورتوں کی پردہ دار جگہوں سے بے خبر ہیں اور وہ اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ لوگوں پر وہ ظاہر کر دیا جائے جو عورتیں اپنی زینت میں سے چھپاتی ہیں اور اے مومنو تم سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔'' (سورۃ النور آیت:31۔32)

مندرجہ ذیل احادیث سے بھی پردہ کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

1۔حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حد سے بڑھی ہوئی بے حیائی انسان کو بدنما بنا دیتی ہے اور شرم و حیاء انسان کو خوشنما اور خوبصورت اور باوقار بنا دیتی ہے۔(جامع ترمذی ابواب البر والصلۃ)

2۔اُم المومنین حضرت سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں اور حضرت میمونہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے کہ ایک نابینا صحابی ابن ام کلثومؓ حاضر ہوئے حضور نے ہم دونوں کو اِن سے پردہ کرنے کا

حکم فرمایا میں نے عرض کیا۔کیا وہ نابینا نہیں وہ ہمیں دیکھ ہی نہیں سکتا؟ حضور نے فرمایا کہ کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کہ اس کو دیکھ نہیں سکتیں۔ (سنن ابوداؤد جلد نمبر 3 حدیث نمبر 720)

3۔حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دوزخیوں کے دو گروہ ایسے ہیں کہ اِن جیسا کسی گروہ کو میں نے نہیں دیکھا۔ایک وہ جن کے پاس بیل کی دموں کی طرح کے کوڑے ہوتے ہیں اور وہ ان کو مارتے پھرتے ہیں اور دوسرے وہ عورتیں جو کپڑے تو پہنتی ہیں لیکن حقیقت میں وہ ننگی ہوتی ہیں۔ناز سے لچکیلی چال چلتی ہیں لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے جتن کرتی پھرتی ہیں۔بختی اونٹوں کے لچکدار کوہانوں کی طرح ان کے سر ہوتے ہیں۔ان میں سے کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگی اور اس کی خوشبو تک نہ پائے گی۔حالانکہ اس کی خوشبو بہت دُور کے فاصلہ سے بھی آسکتی ہے۔ (صحیح مسلم کتاب اللباس)

کس قدر سخت الفاظ میں رسول کریم ﷺ نے ہمیں پردہ کا مفہوم سمجھا کر بتایا کہ اس حکم کی نافرمانی کرنے والی عورتوں کیلئے تو جنت کے دروازے بھی بند ہوں گے اس سے اس کی اہمیت اور ضرورت کا بخوبی سب کو پتہ چل جاتا ہے۔

اب میں چند آیات کی تفسیر وتشریح جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی سورۃ النور میں سے بیان فرمائی ہے درج کرتی ہوں ۔حضور نے فرمایا ’’ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے خلق احصان یعنی عفت کے حاصل کرنے کیلئے اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی بلکہ انسان کو پاکدامن رہنے کیلئے پانچ علاج بھی بتلائے ہیں۔یعنی یہ کہ

1۔اپنی آنکھوں کو نامحرموں پر نظر ڈالنے سے بچانا۔

2۔کانوں کو نامحرموں کی آواز سننے سے بچانا۔

3۔نامحرموں کے قصے نہ سننا۔

4۔اور ایسی تمام تقریبات سے جن میں اس بدفعل کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اپنے تئیں بچانا۔

5۔اگر نکاح نہ ہو تو روزہ رکھنا وغیرہ۔

اس جگہ ہم بڑے دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ اعلیٰ تعلیم اِن سب تدبیروں کے ساتھ جو

قرآنِ شریف نے بیان فرمائی ہے صرف اسلام ہی خاص ہے اور اس جگہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ انسان کی طبعی حالت جو شہوات کا منبع ہے جس سے انسان بغیر کسی کامل تغیر کے الگ نہیں ہوسکتا یہی ہے کہ اس کے جذبات شہوت محل اور موقع پا کر جوش مارنے سے رہ نہیں سکتے یا یوں کہو کہ سخت خطرہ میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے ہمیں تاکید ہے کہ ہم نامحرم عورتوں کو اور انکی زینت کی جگہ کو ہرگز نہ دیکھیں نہ پاک نظر سے اور نہ ناپاک نظر سے اور اُن کی خوش الحانی کی آوازیں اور ان کے حُسن کے قصے نہ سنیں۔ نہ پاک خیال سے اور نہ ناپاک خیال سے بلکہ ہمیں چاہیئے کہ ان کے دیکھنے اور سننے سے نفرت کریں جیسا کہ مردار سے تا ٹھوکر نہ کھاویں۔ کیونکہ ضرور ہے کہ بے قیدی کی نظروں سے کسی وقت ٹھوکریں پیش آویں سو چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور ہمارے دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں اس لئے اُس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی۔ اس میں کیا شک ہے کہ بے قید نظر ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے۔ اگر ہم ایک بھوکے کتے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر ہم امید رکھیں کہ اِس کتے کے دل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے جس سے بدخطرات جنبش کر سکیں۔

اسلامی پردہ کی یہی فلاسفی اور یہی ہدایت شرعی ہے خدا کی کتاب میں پردہ سے یہ مراد نہیں کہ فقط عورتوں کو قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے یہ ان نادانوں کا خیال ہے جن کو اسلامی طریقوں کی خبر نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ عورت مرد دونوں کو آزادانہ نظر اندازی اور اپنی زینتوں کے دکھانے سے روکا جائے کیونکہ اس میں دونوں مرد اور عورت کی بھلائی ہے۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 343۔344)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ نے اپنی ایک تقریر میں پردہ کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ کے درج ذیل ارشاد کو دہراتے ہوئے فرمایا کہ

''گھونگھٹ کا پردہ اِس پردہ کے جو آج کل ہمارے ملک میں رائج ہے زیادہ محفوظ تھا۔ بہر حال ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ دینی احکام پر عمل کرے (چہرہ کا پردہ کرے) اور اگر کہیں

اس عمل میں کمزوری پائی جاتی ہوتو اُسے دُور کرلے''۔ (بحوالہ الفضل 5اپریل 1960ء)

حضرت مصلح موعودؓ پردہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''شرعی پردہ جو قرآن شریف سے ثابت ہے یہ ہے کہ عورت کے بال گردن اور چہرہ کانوں کے آگے تک ڈھکا ہوا ہو۔اس حکم کی تعمیل میں مختلف ممالک میں اپنے حالات اور لباس کے مطابق پردہ کیا جاسکتا ہے۔'' (الفضل قادیان 8نومبر 1924ء)

''وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام میں مُنہ چھپانے کا حکم نہیں ان سے ہم پوچھتے ہیں کہ قرآن کریم تو کہتا ہے کہ زینت کو چھپاؤ اور سب سے زیادہ زینت کی چیز چہرہ ہی ہے اگر چہرہ چھپانے کا حکم نہیں تو پھر زینت کیا چیز ہے جس کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔ بیشک ہم اس حد تک قائل ہیں کہ چہرہ کو اس طرح چھپایا جائے کہ اس کا صحت پر کوئی اثر نہ پڑے۔مثلاً ایک باریک کپڑا ڈال لیا جائے یا عرب عورتوں کی طرز کا نقاب بنالیا جائے جس میں آنکھیں اور ناک کے نتھنے آزاد رہتے ہیں مگر چہرہ کو پردہ سے باہر نہیں رکھا جاتا۔'' (تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 301)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

''قرآن نے پردہ کا حکم دیا ہے انہیں (یعنی احمدی مستورات کو) بہر حال پردہ کرنا پڑے گا یا وہ جماعت کو چھوڑ دیں کیونکہ ہماری جماعت کا مؤقف ہے کہ قرآنِ کریم کے کسی حکم سے تمسخر نہیں کرنے دیا جائے گا۔نہ زبان سے اور نہ عمل سے اس پر دنیا کی ہدایت اور حفاظت کا انحصار ہے''۔

(الفضل 25نومبر 1978ء)

مزید پردہ کی اہمیت کو سمجھانے کیلئے حضورؒ نے ایک موقع پر اوسلو ناروے میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

''میں ایسی احمدی خواتین سے جو پردہ کو ضروری نہیں سمجھتیں پوچھتا ہوں کہ انہوں نے پردہ کو ترک کر کے اسلام واحمدیت کی کیا خدمت کی؟ آج بعض یہ کہتی ہیں کہ ہمیں یہاں پردہ نہ کرنے کی اجازت دی جائے۔پھر کہیں گی سمندر میں نہانے اور ریت پر لیٹنے کی اجازت دی جائے، پھر کہیں گی کہ شادی سے پہلے بچے جننے کی اجازت دی جائے۔میں کہوں گا کہ پھر تمہیں دوزخ میں جانے کیلئے

بھی تیار رہنا چاہیئے۔ وہ اپنے آپ کو ٹھیک کر لیں قبل اس کے کہ خدا کا قہر نازل ہو"۔

(رپورٹ دورہ مغرب اگست 1980ء)

یہ بیان بھی سبھی نے پڑھا ہوگا جو الفضل 28 فروری 1983ء کے اخبار میں چھپا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

"بڑی شدت کے ساتھ خدا تعالیٰ نے میرے دل میں یہ تحریک ڈالی ہے کہ احمدی مستورات بے پردگی کے خلاف جہاد کا اعلان کریں کیونکہ اگر آپ نے بھی یہ میدان چھوڑ دیا تو پھر دنیا میں اور کون سی عورتیں ہوں گی جو اسلامی اقدار کی حفاظت کیلئے آگے آئیں گی۔" (الفضل 28 فروری 1983ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک دوسرے موقع پر پردہ سے متعلق فرمایا کہ:

"یہاں نشوونما پانے والی بچیاں اپنے سر کے بالوں کے بارے میں ایک ذہنی الجھن میں مبتلا ہیں۔ وہ سمجھتی ہیں کہ بالوں کو ڈھانک کر رکھنا ایک دقیانوسی بات ہے۔ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف نیم دلی سے قدم اُٹھاتی ہیں نہ کہ بشاشت قلبی سے۔ وہ دراصل یہ کہہ رہی ہوتی ہیں کہ اے خدا تو ہمیں اس طور سے قبول فرمالے کہ ہم دوپٹہ اوڑھے ہوئے ہیں مگر اس طور سے جس طور سے یہودی اپنے اپنے سر کی پُشت پر ایک چھوٹی سی ح نما ٹوپی پہنے ہوئے ہوتا ہے۔ پس تُو اپنی طرف اُٹھا ہوا یہ ادھورا قدم بھی قبول فرمالے لیکن اگر آپ سب کچھ خدا کی خاطر کرتی ہیں تو پھر یہ بالکل نامناسب ہے۔ یاد رکھیں کہ عورتوں کے خدوخال کا سب سے دلکش حصہ ان کے بال ہوتے ہیں بالخصوص جبکہ وہ سامنے کی طرف لٹکے ہوں۔ بعض لڑکیوں کو میں نے دیکھا ہے کہ جب وہ دوپٹہ اپنے سر پر کھینچتی ہیں تو ایسے طریق سے کہ جس سے ان کے بال سامنے کی طرف جھک آئیں (اور ایسا کر کے وہ خیال کر لیتی ہیں کہ) اب میں دونوں معاشروں کی لڑکی نظر آؤں گی۔ اسلامی معاشرہ کی بھی اور غیر مسلم معاشرہ کی بھی۔ مگر یہ نامناسب ہے۔ آپ لوگوں کو استقامت کا مظاہرہ کرنا چاہیئے؟ جس بات پر میں زور دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ دوپٹہ اوڑھنے یا پردہ کرنے سے قبل آپ لوگوں کو اپنے آپ سے یہ سوال کرنا چاہیئے کہ کیا میں خدا تعالیٰ کی زیادہ پرواہ کرتی ہوں یا انسانوں کی؟ اگر جواب یہ ہو کہ میں انسانوں کے مقابل پر خدا کی زیادہ پرواہ کرتی ہوں تو انسانوں کی واہ واہ سے آپ بے نیاز

ہو جائیں گی وہ جو چاہیں کہتے پھریں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔صرف اللہ ہی اللہ باقی رہ جائے گا۔ یہ سب سے اہم ترین سوال ہے جو آپ لوگوں کو دوپٹہ اوڑھنے یا باقاعدہ طور پر اختیار کرنے سے پہلے ضرور اپنے آپ سے پوچھنا چاہیئے۔اگر آپ کے سر کے بال یہ فیصلہ کرلیں کہ ہمیں صرف اس بات کی پرواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے متعلق کیا کہتا ہے تب آپ کو لوگوں کی باتوں کی ایک ذرّہ بھر بھی پرواہ نہ ہوگی۔'' (اردو ترجمہ از ایم ٹی اے بچوں کی کلاس 6 جون 1948 لندن)

انسانی فطرت میں یہ بات ازل سے خصوصاً پائی جاتی ہے کہ وہ خوبصورت چیز کی طرف خود بخود مائل ہو جاتا ہے بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ وہ چیز اسے اپنی طرف مائل کر لیتی ہے۔وہ چیز خواہ خوبصورت پھول کی سی ہے۔پھول کی خوبصورتی اور اس کے تازہ دم رہنے کے کچھ اصول ہوتے ہیں۔اسی طرح خدا تعالیٰ نے عورت کی زندگی کے بھی کچھ اصول بتا دیئے ہیں۔اگر پھول پودے پر کھلا رہے تو اچھا لگتا ہے عورت گھر کی چار دیواری کے اندر اور باہر پردہ کی حدود میں ہی بھلی لگتی ہے۔بے پردگی جو کہ بے حیائی کے زمرے میں آتی ہے عورت کی شخصیت کو مسخ کر دیتی ہے۔آج کل بے پردگی کو فیشن کے طور پر اپنایا جا رہا ہے جو کہ صاحب ایمان ہستیوں کے لئے قابل اذیت اور تکلیف دہ بات ہے۔پردہ کے بارے میں کسی کو نصیحت کی جاتی ہے تو بے پرد لوگوں نے آپ کے سوالوں کے جواب بہت پہلے سے گھڑ کر رکھے ہوتے ہیں۔مثلاً برقعہ کی نصیحت کرنے پر اکثر یہ جواب سننے میں آتا ہے کہ پردہ عورت کی آنکھوں میں ہوتا ہے لیکن سوال تو یہ ہے کہ آپ کی اپنی آنکھوں میں تو پردہ ہے لیکن ضروری تو نہیں کہ اُس نامحرم مرد کی آنکھ میں بھی پردہ ہو جو آپ کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔اِس میں بھی قصور آپ کا ہی ہے کہ آپ نے خود ہی اپنی زینت کو کسی پر ظاہر کیا ہے۔

یہ بات نہایت اذیت ناک ہے کہ بے پردگی کا بھوت آہستہ آہستہ احمدی خاندانوں پر قبضہ جمانے کی کوشش میں ہے خدارا پردے کو مذاق نہ بنائیں یہ آپ کے اپنے فائدے کے لئے ہے۔ احمدی عورت کی تو پہچان ہی پردے سے ہوتی ہے۔اپنی بچیوں کو چھوٹی عمر سے ہی دوپٹہ لینے کیلئے تیار کریں۔ناصرات کو ذرا بڑی ہونے پر انہیں اس بات پر تیار کرنا شروع کر دیں کہ کچھ عرصہ بعد برقعہ پہننا ہے کہ بعد میں کوئی مسئلہ نہ ہو کیونکہ ازواجِ مطہرات اور اُس دور کی دوسری خواتین نے

پردہ میں رہ کر شجاعت اور بہادری کے کئی کارنامے سرانجام دیئے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے ہر فعل پر نظر رکھیں کہ کہیں ہم بے پردگی کی طرف تو مائل نہیں ہو رہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری غلطیوں اور لاپرواہیوں کا خمیازہ ہماری آئندہ نسل کو بھگتنا پڑے۔ تمام دنیا میں سوائے جماعت احمدیہ کے تمام معاشروں میں پردہ کو ترقی کی راہ میں روکاوٹ سمجھ کر اس کی اہمیت کو اس طرح نظرانداز کر دیا گیا ہے کہ نئی نسل روایتی حیاء اور پردہ کا مذاق اڑاتی نظر آتی ہے ہمارے معاشرے کی عورت پہلے تو برقع سے نکلی اُور چادر میں آئی چادر چھوٹی ہو کر دوپٹہ بن گئی اور آج دوپٹے سے عاری جسم اور نیم برہنہ بدن کو ماڈرن ازم کا نام دے دیا گیا ہے لیکن ہمیشہ یاد رکھیں کہ ماڈرن ازم اور بے حیائی میں کچھ نہ کچھ فرق تو ہوتا ہی ہوگا۔ آپ خود ہی سوچیں کہ سڑکوں پر ننگے سر گھومنے والی عورت کیا ماڈرن ہوگی؟

اب خدا کے فرمان کو پورا کرنا ہے تو احمدی عورت نے کرنا ہے۔ پس اے خدا کی باندیو! تمام معاشرے کی اصلاح کا بوجھ خدا نے تمہارے کندھوں پر ڈالا ہے۔ عورت کا زیور تو پردہ ہے اور یہی پردہ عورت کا محافظ بھی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری آئندہ نسلیں اسلام سے اتنی دُور ہو جائیں کہ ہم اُنہیں دیکھتے ہی رہ جائیں اور اُن کے واپسی کے راستے محدود ہو جائیں۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پردہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''نفس کو پھسلنے سے بچانے کیلئے صرف برقع یا حجاب کام نہیں آئے گا اگر آپ برقع پہن کر مردوں کی مجلسوں میں بیٹھنا شروع کر دیں، مردوں سے مصافحے کرنا شروع کر دیں تو پردہ کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اس کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پردہ کا مقصد تو یہ ہے کہ نامحرم مرد اور عورت آپس میں کھلے میل جول نہ کریں۔ آپس میں نہ ملیں دونوں کی جگہیں علیحدہ علیحدہ ہوں۔ اگر آپ اپنی سہیلی کے گھر جا کر اس کے خاوند، بھائیوں یا رشتہ داروں سے آزادانہ ماحول میں بیٹھی ہیں۔ چاہے مُنہ کو ڈھانک کر بیٹھی ہوں یا منہ ڈھانک کر کسی سے ہاتھ ملا رہی ہیں تو یہ تو پردہ نہیں ہے۔ جو پردہ کی غرض ہے وہ تو یہی ہے کہ نامحرم مرد عورتوں میں نہ آئے اور عورتیں نامحرم مردوں کے سامنے نہ جائیں۔ ہر ایک کی مجلسیں علیحدہ ہوں بلکہ قرآنِ کریم میں تو یہ بھی حکم ہے کہ بعض ایسی عورتوں سے جو بازاری قسم

کی ہوں یا خیالات کو گندہ کرنے والی ہوں اُن سے بھی پردہ کرو۔ ان سے بھی بچنے کا حکم ہے۔ اس لئے احتیاط کریں اور ایسی مجلسوں سے بچیں۔''

(جلسہ سالانہ کینیڈا مستورات سے خطاب 4 جولائی 2004ء مطبوعہ اخبار الفضل 23 ستمبر 2005ء صفحہ 8)

پردہ عورت کا وقار ہے، عورت کی زینت ہے اس کا حُسن ہے اس جملے میں خود اتنا وقار ہے کہ اس سے بڑا وقار جماعت احمدیہ کی مستورات کیلئے کیا ہوگا۔ آج سے چودہ سو سال قبل عورت کی کیا حیثیت تھی مگر ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عورت کو اس کا حق دلوایا اور اُسے ایک بلند مقام پر پہنچا دیا اور عورت کو معاشرہ کا ایک قیمتی وجود قرار دیا تو پھر کیوں عورت اس وقار، زینت اور حسن کو حاصل کرنا نہیں چاہتی۔ عورت تو ایک شیشہ ہے عورت تو ایک شفاف چادر کی مانند ہے اگر عورت کو کوئی غیر محرم مرد دیکھ لے تو اس کی شان میں کمی آنے لگتی ہے۔ تو کیوں عورت اپنی شان میں کمی آنے دے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو مقام عورت کو معاشرہ میں دلوایا اُسے کیوں کھودیں بلکہ اس مقام کو برقرار رکھنے کیلئے پردہ کریں اور ایسا پردہ کریں۔ جس سے عورت کا وقار قائم رہے اور ایسا پردہ کریں جو قرآنِ کریم کے مطابق ہو خواہ وہ چادر ہی کیوں نہ ہو۔

پردہ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ ایک ایسا نازک زمانہ ہے کہ اگر کسی زمانہ میں پردے کی رسم نہ ہوتی تو اس زمانہ میں ضرور ہونی چاہیئے تھی کیونکہ یہ کلجگ ہے اور زمین پر فسق وفجور اور شراب خوری کا زور ہے اور دلوں پر دہریہ پن کے خیالات پھل رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے احکام کی دلوں سے عظمت اُٹھ رہی ہے۔ زبانوں پر سب کچھ ہے اور لیکچر بھی فلسفہ اور منطق سے بھرے ہوئے ہیں۔ مگر دل روحانیت سے خالی ہیں۔ ایسے وقت میں کب مناسب ہے کہ غریب بکریوں کو بھیڑیوں کے بنوں میں چھوڑ دیا جائے۔''

(لیکچر لاہور روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 174)

آپ کے زمانے کا مقصد صرف اور صرف عورتوں کی اصلاح ہے اور انہیں صراط مستقیم پر چلنے کا حکم دیا ہے تا کہ وہ راستہ نہ بھٹک جائیں اور ہمیشہ سیدھے اور سچے راستہ پر چلیں۔ پردہ کی ضرورت

اور اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اس زمانہ میں جب لجنہ اماء اللہ کی تنظیم قائم ہوئی یعنی 1922ء میں میرے خیال میں قادیان میں شاید گنتی کی دس عورتیں ہوں گی جو لپ اسٹک لگاتی ہوں گی غرض وہ زمانہ کچھ اور تھا اب کچھ اور زمانہ ہے پہلے مثلاً بے پردگی کا سوال ہی نہیں تھا۔ کسی کے ساتھ ہماری کوئی دشمنی ہے نہ کسی کے خلاف غصہ ہے صرف انکی اصلاح کی کوشش کرنا ہی ہمارا فرض ہے۔ پس آج میں نے ہنسی ہنسی میں متنبہ کر دیا تا کہ کل آپ کو یہ شکایت نہ ہو کہ آپ ہمیں کہتے تو ہم اپنی اصلاح کرتیں تم پردہ کرو اس کیلئے میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ برقع پہنو۔ کیونکہ قرآن نے برقع پہننے کا حکم نہیں دیا لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ پردہ کرو تم جو زینت اپنے باپ اور اپنے خسر کے سامنے ظاہر کر سکتی ہو وہ غیر مرد کے سامنے ظاہر نہ کرو۔ اگر تم نے اپنی عصمت اور عزت کی ویسی حفاظت کرنی ہے جو خدا کی نگاہ میں اور اُس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ میں اور اس کے بندوں کی نگاہ میں ہے تو تمہیں قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنا پڑے گا''۔

اتنے پیار سے حضورؒ پردہ کی تعلیم کو ہمیں سمجھاتے ہیں مزید فرمایا:

''جہاں تک برقع کا تعلق ہے اگر ایک سوسائٹی میں برقع رائج ہے اور چادر اس کی جگہ لے رہی ہے تو یہ دیکھنا پڑے گا کہ اس طرح اسلامی پردہ کی روح کو کوئی نقصان پہنچتا ہے یا نہیں اگر اس سے نقصان نہیں پہنچتا تو اسکا فیصلہ یہی ہوگا کہ چادر لینے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر واضح طور پر اور یقینی طور پر قدم ضلالت اور گمراہی کی طرف اُٹھ رہے ہوں اور یہ خطرہ ہو کہ رفتہ رفتہ پردہ بھی اُٹھ جائے گا صرف برقع نہیں اُٹھے گا۔ اس وقت امام اگر قدم نہیں اٹھاتا تو وہ مجرم ہوگا اور خدا کے سامنے جواب دہ ہوگا۔'' (مطبوعہ الفضل ربوہ 27 دسمبر 1983ء صفحہ 3)

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ یونانی عورت سختی سے پردہ کی پابند تھی مگر گھریلو کام سرانجام دیتی تھی۔ روس میں سخت پردہ کا رواج تھا جب ہم سے پہلے یورپین عورتیں پردہ کر سکتی ہیں تو ہم کیوں نہیں کر سکتیں۔ میں دل کی گہرائیوں سے دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب بہنوں کو قرآن کریم کے اس حکم کی احسن رنگ میں پابندی کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ 1983 کے دوسرے دن کے خطاب یعنی 27 دسمبر 1983ء کے خطاب میں فرمایا:

''قرآن کریم بعض میدانوں کو واضح کرتا ہے اور مختلف موضوعات پر روشنی ڈالتا ہے کہ مخصوص جگہوں پر کس قسم کے پردہ کی ضرورت ہے۔ پھر بدلتی ہوئی صورتِ حال میں چیزوں کی نوعیت بدل جاتی ہے چنانچہ پردہ کی ظاہری شکل وصورت اور شرائط پر ضرورت سے زیادہ زور نہیں دینا چاہیئے۔ جس چیز پر توجہ مرکوز رہنی چاہیئے وہ پردہ کی روح کے خلاف سرکشی اور بغاوت کا جذبہ ہے۔''

(الفضل ربوہ 10 جنوری 1984ء صفحہ 2)

آج کل پوری دنیا بالخصوص مغربی معاشرہ میں اسلامی پردہ زیر بحث ہے اور اس سے متأثر ہوکر کمزور طبع کی حقیقی تقاضوں کی حق تلفی کرتی نظر آتی ہیں۔ حالانکہ اگر پردہ کو سمجھ لیا جائے تو ہر عورت پردہ کرنے میں فخر محسوس کرے۔ اللہ تعالیٰ نے پردہ کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے فرمایا تا کہ وہ پہچانی جائیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ اِس امر میں پہچانی جائیں کہ وہ شریف اور عزت دار عورتیں ہیں اور کسی کو خواہ وہ کمزور ایمان یا اخلاق والا بھی ہو، اس بات کی جرأت ہی نہ ہو کہ ان عورتوں کو کسی بھی قسم کی ایذاء دے سکیں گویا اللہ تعالیٰ نے پردہ کی غرض وغایت ہی عورت کی عزت وحرمت کی حفاظت قرار دیا ہے اس پہلو سے اگر کوئی عورت پردہ ترک کرتی ہے تو گویا وہ خود اپنی حفاظت کی ڈھال کو پرے پھینکتی ہے۔

پھر اس بات پر بھی بحث کئی مرتبہ چل نکلتی ہے کہ پردہ کیا ہے؟ اس ضمن میں بہت سے سوال اُٹھائے جاتے ہیں کہ پردہ نظر کا ہونا چاہیئے۔ چہرہ پردہ میں شامل نہیں یا آنکھ میں حیاء ہونی چاہیئے وغیرہ وغیرہ۔ اس بارے میں مَیں نے اس موضوع کو چھیڑ کر خلفاء کی تقاریر کتب اور خطابات سے مختلف حوالے اور الفاظ میں وضاحت تو لکھ دی ہے ایسے لوگ جو اعتراض کرتے ہیں عموماً وہی ہوتے ہیں جو لفظ بولنا جانتے ہیں مگر ان کے معنی نہیں جانتے۔ ان تحریروں سے تمام اعتراضات کے شافی جوابات آجاتے ہیں۔ بعض لوگ تو اپنی کمزوریوں یا احساسِ کمتری کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں۔ چہرہ تو اس لحاظ سے اوّل طور پر پردہ میں شامل ہے۔ حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے فرمایا:

’’اے عورت تو ایسے باریک کپڑے کا برقع مت پہن کہ اس میں سے تیرے کپڑے نظر آئیں۔‘‘

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ پردہ جس کی موجودہ شکل برقع ہے، اس رنگ اور طرز کا ہونا چاہیئے کہ چھچھوراپن نظر نہ آئے بلکہ عزت دار ہونا ظاہر ہو۔ برقع کا کپڑا اتنا باریک نہ ہو کہ کپڑے نظر آئیں اور نہ چھوٹا ہو بلکہ لمبائی ٹخنوں سے کچھ اُوپر ہو کہ پاؤں میں اٹکنے کا ڈر نہ ہو، ماتھے کے بال ڈھکے ہوئے ہوں۔ آنکھیں ننگی رکھنے کا مطلب صرف آنکھیں ہیں نہ کہ ٹھوڑی تک کا حصہ۔

پردہ دین اسلام کا ایک حکم ہے اگر ایک حکم کی نافرمانی کی جائے تو آہستہ آہستہ راستہ کھل جاتا ہے اور انسان جو فطرتاً کمزور ہے دوسری نافرمانیوں کے لئے جواز نکالتا چلا جاتا ہے اور آخر کار پکا فاسق بن جاتا ہے۔ لیکن شیطان اس کو تسلیاں دیتا دیتا چلا جاتا ہے کہ تم فلاں سے بہتر ہو، فلاں ہو حالانکہ روحانی ترقی کا ایک ہی گر ہے جس کو حضور انور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ فرمودہ 26 مئی 2006 میں فرمایا:

’’ہر احمدی کو چاہیئے کہ جب بھی کوئی نصیحت یا خلیفہ وقت کی طرف سے کسی معاملے کی طرف توجہ دلائی جائے تو پہلا مخاطب اپنے آپ کو سمجھے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ احمدی نسل میں پاک اور صاف سوچ پیدا کی جائے۔‘‘ (بحوالہ خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 256 مطبوعہ قادیان)

ہر احمدی بہن کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ میں یہ سوچ پیدا کرے اور اپنا محاسبہ اس طرح کرے کہ میں خدا کے حکم سے جزوی یا کلی طور پر پہلو تہی تو نہیں کر رہی۔ اگر ہر احمدی عورت یہ سوچ پیدا کر لے تو احمدی عورتوں کا معاشرہ دین کو پھیلانے میں بھی سبقت لے سکتا ہے کیونکہ ایک نیکی یا بھلائی دوسری بھلائیوں اور نیکیوں کے لئے راستہ بناتی ہے۔

پردہ کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 26 ستمبر 1986ء کو مانٹریال (کینیڈا) میں ایک خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں پردہ کی اہمیت اور ضرورت کے بارے میں نصائح فرمائیں۔ جس کی تلخیص درج ہے۔ حضورؒ نے فرمایا:

’’ٹورنٹو میں ایک مخلص خاتون نے پردہ کے بارے میں سوال کیا تھا۔ اس بچی کا سوال اس

لائق ہے کہ اس پر توجہ دی جائے۔سوال یہ تھا کہ پردہ پر زور دیا جاتا ہے۔اس پر عمل یوں ہوتا ہے کہ مشن ہاؤس میں تو خواتین سر ڈھانپ لیتی ہیں اور پردہ کا ادنیٰ معیار پورا کر رہی ہوتی ہیں لیکن جب باہر جاتی ہیں تو خوب سج دھج کر جاتی ہیں اور پردہ کا قطعاً خیال نہیں کرتیں۔فرمایا میں نے کئی مرتبہ جماعت کو اس طرف متوجہ کیا ہے لیکن مغربی دنیا میں خصوصیت سے یہ مضمون بار بار یاد دہانی کے لائق ہے۔ پردہ کے بارے میں ہماری خواتین کے دو گروہ ہیں پہلا جو پاکستانی طرز کے برقع میں ملبوس پردہ کی پابند ہیں۔ دوسرا جو پردہ سے باہر نکلنے کے آخری کنارہ پر کھڑی ہیں جب نصیحت کی جاتی ہے تو چادر لے لیتی ہیں اور جب نصیحت میں ذرا دیر ہو جاتی ہے تو وہ چادر اُتار لیتی ہیں جس سوسائٹی میں وہ ہیں وہ حالات مختلف ہیں۔ وہ باغیانہ خیالات کا اظہار تو نہیں کرتیں لیکن ان کے دل مطمئن ہیں۔ اور ان میں لوٹ جانے کا رجحان قائم رہتا ہے۔ پہلے گروہ کے دو حصے ہیں اوّل جو خود پردہ کی پابند ہیں اور دوسروں کیلئے دعا کی درخواست بھی کرتی ہیں اور خود بھی کرتی ہیں۔ یہی ہیں جو صادقات کہلانے کی مستحق ہیں ۔دوسرے وہ ہیں جو نادانی کے نتیجہ میں یا نیکی کے تکبر میں مبتلا ہو کر جماعت کی خواتین پر اعتراض کرتی ہیں۔ وہ اپنی اس نیکی کو کہ وہ پردہ کر رہی ہیں خدا پر ایک احسان سمجھتی ہیں نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اس نیکی کی توفیق بخشی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نیکی کے اعلیٰ مقام پر فائز فرمایا۔

احمدی خواتین پر مغربی تہذیب میں بہت بڑی ذمہ داری ہے نیکی دراصل وہی ہے جو باقی رہ جاتی ہے باقیات الصالحات میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ نیکی وہ ہے جو بقاء پانے کی اہلیت رکھتی ہے۔ ایسی خواتین جو پردہ کی پابند تھیں جب اُن پر سے دباؤ اُٹھ گئے اگر ان کی پردہ والی نیکی قرآنی نیکی ہوتی تو وہ باقی رہتی اور اُن سے کبھی بھی الگ نہ ہوتی۔ اس وقت اسلام کی جنگ مغربی تہذیب سے ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اسلام کی معاشرت اور تہذیب کو مغربی تہذیب پر فائق کر کے دکھائیں۔

میں نے بارہا بتایا ہے کہ پردہ کیلئے برقع ضروری نہیں۔ ہم نے برقع کو پردہ بنا لیا تھا حالانکہ برقع بہت سخت پردہ ہے اس پردہ کی نسبت جس کا اسلام میں ذکر ہے۔ کئی جگہوں پر برقعے پنجاب سے بھی زیادہ سخت شکل میں موجود ہیں۔ احمدیت کا برقع دوسرے برقعوں سے آسان ہے ہم نے

برقع کو پردہ بنایا ہوا ہے اس برقع کو چھوڑنے کیلئے طرح طرح کے عذر اور بہانے نفس نے تراشے اور یوں احساس کمتری کی بنا پر برقع کو الگ کردیا یعنی پردہ چھوڑ دیا کہ دنیا کیا کہے گی کہ کتنی پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ یہ برقع پوش خواتین ہیں اور شرمندگی سے اپنی گردن کو جھکایا اور پھر مغربیت کے اثر کے نیچے گردن جھکتی ہی چلی گئی۔

اپنی تہذیب کی قدروں کو سمجھیں اس میں ہی آپ کا سکون مضمر ہے۔پس پردہ ہو یا دیگر اخلاقی تقاضے ہوں یہی وہ میدان ہے جس میں آپ نے فتح حاصل کرنی ہے۔آپ آنحضرت ﷺ کی خاتمیت کی حفاظت کریں۔حفاظت کا حق ادا کریں آنحضرت ﷺ کا کتنا پیارا کلام ہے کہ ماؤں کے قدموں کے جنت حاصل ہوگی۔محبت اور پیار سے نصیحت کرتے جائیں۔اِسی طریق سے کامیابی حاصل ہوگی۔'' (بحوالہ خطبات طاہر جلد 5 صفحہ 619 تا 628 ناشر نظارت نشر و اشاعت قادیان)

حضورؒ نے فرمایا: ''میں کچھ عرصہ سے محسوس کر رہا ہوں کہ اسلام پر جو بلائیں ٹوٹ رہی ہیں اُن میں سے ایک بہت بڑی بلا بے پردگی ہے۔مختلف جہتوں سے مختلف شکلوں اور مختلف بہانوں سے یہ بلا مسلمان عورتوں پر ٹوٹ رہی ہے۔اور دنیا کے اکثر ممالک میں مسلمان عورت پردے سے باہر آ گئی ہے۔ یہاں تک کہ بعض مسلمان ممالک میں یہ فتویٰ بھی دیا جانے لگا ہے کہ پردہ حرام ہے چنانچہ ابھی چند دن ہوئے لبیا میں یہ فتویٰ شائع کیا گیا کہ اسلام میں پردہ نہ صرف یہ کہ ضروری نہیں بلکہ حرام ہے اور اب کوئی عورت پردہ نہیں کرے گی اور جو کرے گی وہ قانون شکن ہوگی۔ بہرحال وہ مسلمان ممالک جو اسلام کے پاسبان سمجھے جاتے تھے خود ان ممالک میں بھی یہ وبا اس شدت کے ساتھ پھیل رہی ہے کہ قرآنِ کریم کے احکام کی خلاف ورزی ہی نہیں بلکہ ان کو بالکل الٹا یا جا رہا ہے۔صرف احمدی مسلمان عورت ایسی عورت تھی جس سے یہ توقع تھی کہ وہ اس میدان میں جہاد کا بہترین نمونہ دکھائے گی اور بھاگنے والوں کے قدم روکے گی اور بازی جیت کر دکھائے گی۔لیکن بڑی حسرت اور بڑے دکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ خود احمدی خواتین نے بھی اس میدان میں کمزوری دکھانی شروع کر دی رفتہ رفتہ بے پردگی کی وباء پھیلتی رہی پہلے یہ بڑے شہروں میں شروع ہوئی اور پھر چھوٹے قصبات میں بھی جا پہنچی اور یہ محسوس ہونے لگا کہ گویا اس میدان جہاد میں ہم بازی ہار

رہے ہیں۔اس لئے میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ اور بڑی شدت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ تحریک ڈالی ہے کہ احمدی مستورات بے پردگی کے خلاف جہاد کا اعلان کریں کیونکہ اگر آپ نے بھی یہ میدان چھوڑ دیا تو پھر دنیا میں اور کون سی عورتیں ہوں گی جو دینی اقدار کی حفاظت کیلئے آگے آئیں گی۔ بے پردگی کے جواز میں مختلف بہانے اور عذرات تراشے جاتے ہیں ان کی فہرست لمبی ہے لیکن میں نے یہ دیکھا ہے کہ اب سب سے زیادہ جس چور دروازے سے بے پردگی نے حملہ کیا ہے وہ چادر ہے چادر جس کا مقصد قرآن کریم کی رو سے پردہ ہے، بالکل برعکس مقصد کیلئے استعمال ہونے لگی ہے۔''

میری عزیز بہنو اور بچیو! دیکھا آپ نے کس درد سے حضورؒ نے پردہ پر زور دیا ہے۔اسے ایک جہاد قرار دیکر ہمیں اس کی پابندی کی طرف توجہ دینی اور دلانی چاہیئے۔اب تو ایک احمدی عورت ہی رہ گئی ہے جو اپنا امتیازی نشان پردہ کو ہی بنا کر سب سے ممتاز ہوسکتی ہے اور اسلام کی علمبردار قرار دی جاسکتی ہے۔اے میری بہنو آیئے اور ملکر ایک مہم چلائیں جس سے نہ صرف ہم اپنی پہچان آپ ہوں بلکہ ہمارے دل بھی مطمئن اور پرسکون ہوں اور اپنی آنے والی نسلوں کی وہ مائیں کہلائیں جن کے قدموں کے نیچے جنت کی حقدار ہم بھی اور ہماری اولادیں بھی ہوں وہ اِسی طرح ہوسکتا ہے کہ ہم قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام، خلفاء کے خطابات اور ارشادات سے کما حقہ استفادہ کریں ان کو پڑھ کو خود بھی عمل کریں اپنی میٹنگز میں پڑھ کر سنائیں اور بڑے ہی پیار سے ان بہنوں اور بچیوں کو سمجھایا کریں جن میں قدرے کمی ہے۔ پردہ کرنے میں یا پردہ کا رجحان ہی نہیں۔ یہ کچھ مشکل کام نہیں۔

ہمتِ مرداں مدد خدا

اللہ کرے اس کتاب میں جو تعلیمات، ارشادات، خطابات اور مضامین شامل ہوئے ہیں اُن کے فیض اور دلوں پر اثر سے ہم پردہ کے میدان میں ایک عظیم الشان انقلاب کا مشاہدہ کریں۔اور ہر احمدی عورت اسلامی پردہ کا دنیا میں بہترین نمونہ ہو۔آمین۔ بالآخر دُعا کے ساتھ آپ سے اجازت لیتی ہوں۔

حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ کے دو اہم خطابات

(1) اسلام میں پردہ کی اہمیت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اہم ارشاد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُّنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان)

تم میں سے جو شخص کوئی خلاف اخلاق یا خلاف دین بات دیکھے تو اسے چاہئے کہ اس بات کو اپنے ہاتھ سے بدل دے لیکن اگر اسے یہ طاقت حاصل نہ ہو تو اپنی زبان سے اس کے متعلق اصلاح کی کوشش کرے اور اگر اسے یہ طاقت بھی نہ ہو تو کم از کم اپنے دل میں ہی اسے بُرا سمجھ کر دعا کے ذریعہ بہتری کی کوشش کرے لیکن یہ آخری صورت سب سے کمزور قسم کا ایمان ہے۔

پردہ اسلامی احکام میں سے ایک اہم حکم ہے۔ قرآن مجید میں صاف الفاظ میں پردے کا حکم ہے احادیث اور روایات سے صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور صحابیات رضی اللہ عنہن نے قرآن کے اس حکم کو سمجھا اور اس پر عمل فرمایا۔ موجودہ زمانہ میں مسلمانوں میں سے بہت بھاری تعداد مستورات کی اس حکم پر مائل نظر نہیں آرہی۔ اور ان کی تقلید میں بعض احمدی مستورات بھی اس رو میں بہتی نظر آرہی ہیں کہ پردہ ضروری نہیں۔ اس بُرائی کو جماعت کی مستورات میں سے دور کرنے کے لئے جو یقیناً خلاف دین و خلاف شریعت ہے۔ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی تعمیل میں کہ تم میں سے جو شخص کوئی خلاف دین بات دیکھے تو اسے چاہئے کہ اس بات کو اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ لیکن اگر یہ طاقت حاصل نہ ہو تو اس کے متعلق اپنی زبان سے اصلاح کی کوشش کرے اور یہ بھی طاقت نہ ہو تو پھر اسے دل میں بُرا جانتے ہوئے اظہار نفرت ہی

کرے۔ بے پردگی کی موجودہ رَو کے متعلق خواتین جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے اصلاح کی کوشش کروں گی۔ ممکن ہے کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ اگر کوئی بے پردہ ہو تو تمہیں کیا؟ اس اعتراض کو ہی دور کرنے کے لئے میں نے اپنے مضمون کی ابتدا ہی حدیث سے کی ہے۔

بُرائیاں کس طرح پھیلتی ہیں

اس حدیث میں بھی یہی مضمون بیان کیا گیا ہے کہ بہت سی برائیاں صرف اس لئے پھیلتی ہیں کہ لوگ انہیں دیکھ کر خاموشی اختیار کر لیتے ہیں اور انکے ازالہ کے لئے کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا جاتا۔ اس طرح برائی کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے ایک شخص برائی کرتا ہے اسے روکا نہیں جاتا جس کے نمونہ سے اور بھی خراب ہو جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ لوگوں کے دلوں سے بُرائی کا رعب کم ہونے لگتا ہے کسی سوسائٹی میں سے کسی بُرائی کو دور کرنے کے دو ہی طریق ہیں۔ایک یہ کہ کسی کو کوئی بُرا کام کرتے دیکھ کر سمجھانا اور نصیحت کرنا۔ جو لوگ گندگی کی دلدل میں پوری طرح داخل نہیں ہوتے وہ نصیحت کے ذریعہ سنبھل جاتے ہیں۔ دوسرا ذریعہ بدی سے بچنے کا وہ رعب ہے یا بدنامی کا ڈر ہے جو اس بُرائی کے متعلق کسی سوسائٹی میں پایا جاتا ہوا یک انسان اس لئے بھی بُرائی سے محفوظ رہتا ہے کہ اگر میں نے یہ بُرا فعل کیا تو میری سوسائٹی اور میرے ملنے جلنے والے اسے بُرا فعل سمجھیں گے لیکن اگر اس کے بُرے فعل پر اس کے ملنے جلنے والے نفرت کا اظہار نہ کریں تو آہستہ آہستہ بُرائی کا رعب اس کے دل سے نکل جائے گا۔ موجودہ زمانہ میں مغربی تہذیب کے زیر اثر ہمارے ہاں بھی یہ کمزوری پیدا ہوتی نظر آ رہی ہے کہ ایک شخص خلاف اخلاق یا خلاف دین حرکت کرتا ہے مگر دیکھنے والے خاموش رہتے ہیں اس بُرائی کے سدِّ باب کی کوشش نہیں کرتے محض اس خیال سے کہ ہم کیوں اپنے کسی عزیز دوست یا سہیلی سے جھگڑا مول لیں ہمیں ان کے ذاتی افعال سے کیا سروکار۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ جس بدی پر آج وہ اپنے کسی عزیز یا دوست کو نہیں روکتے کل کو وہ پھیلے گی اور ان کا گھر بھی اس کا شکار ہوگا جو آگ آج کسی اور کے گھر میں لگی ہے کل کو ان کے گھر میں بھی ضرور لگے گی۔

بے پردگی کی موجودہ رَو

بے پردگی کی رو جو اس وقت عورتوں میں پھیل رہی ہے وہ بھی آگ کی طرح ہے جو آہستہ

آہستہ سلگ رہی ہے اگر آج ہمارے ہمسایہ کا گھر اس آگ سے جل رہا ہے اور اس آگ کو ہم نے روکنے اور بجھانے کی کوشش نہ کی تو کل یقیناً ہمارا گھر بھی یہ آگ بھسم کردے گی۔

پس میری بہنو! اس آگ کو بجھانے میں ہمارے ہاتھ بھی جلیں گے اور کپڑے بھی تعلقات بھی خراب ہوں گے۔ دوستیاں بھی چھوڑنی پڑیں گی۔ ملنے والیوں کے منہ بھی بنیں گے۔ طعنے بھی سننے پڑیں گے۔ لیکن کس کی خاطر۔؟ اپنے پیدا کرنے والے رب کی خاطر جس نے ہمیں پیدا کیا۔ دنیا کی نعمتوں سے نوازا اور بطور احسان پردہ کا واضح حکم قرآن مجید میں نازل فرمایا اور اپنے آقا محمد رسول اللہ ﷺ کی خاطر جو دنیا کے لئے اور خاص طور پر طبقہ نسواں کے لئے رحمت کا بادل بن کر آئے ہزاروں درود اور سلام اس محسن پر جس نے عورت کی ہستی کو جو دنیا بھر میں ایک ذلیل ہستی سمجھی جاتی تھی خاک سے پاک کیا۔ اس کو سوسائٹی کا ایک قابل قدر اور قابل احترام وجود بنا دیا۔ اس کو اتنا بلند مقام عطا فرمایا کہ ماں کی خدمت کو جنت قرار دے دیا گیا۔ لیکن وہی عورت اعلیٰ اور ارفع مقام حاصل کر کے اپنے اسی محسن کے حکموں کی صریحاً خلاف ورزی کر رہی ہے جس کی بدولت اس نے یہ مقام حاصل کیا۔ محض عیسائی اقوام کی عورتوں کی اندھی تقلید میں مغربی دنیا عرصہ دراز تک عورت کو مظالم کا تختہ مشق بناتی رہی ہے۔ آج وہاں اس کا ردعمل ہو رہا ہے۔ لیکن اسلام فطرت کا مذہب ہے۔ مسلمان عورتوں کو مغربی مستورات کی نقل میں اسلام کے واضح احکام کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہی ان پر رحم فرمائے اور انکو سمجھ عطا فرمائے۔ آمین۔

بے پردگی کی وجوہ

اس تمہید کے بعد اس سوال کی طرف آتی ہوں کہ اسلام کے ایک صریح حکم کی خلاف ورزی کرنے اور پھر اس پر اصرار کرنے کی کیا وجہ ہے۔ اور اس کی اصلاح کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔ بے پردگی جس کا رجحان دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ دراصل اس کی وجہ اسلام کی تعلیم سے ناواقفیت اور مغربیت کا تتبع ہے۔ ایک لمبے عرصہ تک مسلمان ہندوؤں کے ہمسایہ رہے ان کی صحبت میں پردہ کے معاملہ میں مردوں نے عورتوں پر اتنی سختی کی کہ وہ بالکل بے دست و پا ہو کر رہ گئیں۔ جہالت ان میں عام ہوگئی۔ علم و عمل سے وہ بالکل بے بہرہ ہوگئیں۔ انگریزوں کی حکومت میں آہستہ آہستہ تعلیم کا

پھر رواج ہوا۔اور مسلمان عورتوں نے بھی ہر بات میں انگریزوں کی تقلید شروع کر دی۔اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہوا کہ انگریز اس ملک سے چلے گئے۔غلامی کی زنجیریں کٹ گئیں۔مسلمانوں کو آزادی ملی مگر ظاہری آزادی۔ان کی روح ابھی غلام ہے کیونکہ جب تک کسی قوم کا ذہن غلام رہے وہ قوم آزاد نہیں سمجھی جاسکتی۔مسلمان قوم بظاہر آزاد ہوگئی لیکن فیشن اور مغربیت کی تقلید کی لعنت میں ایسی گرفتار ہوئی کہ آہستہ آہستہ ان کی تقلید میں مذہبی احکام کو بھی پسِ پشت ڈال دیا۔ پردہ ایک اسلامی حکم ہے۔مسلمان عورتوں نے مغربی عورتوں کی بے پردگی کو اپنا کر اسلام کے ایک حکم سے لا پرواہی اختیار کر لی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ **مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ** (مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 50) کہ جو شخص اپنی ملت اور قوم کا طریق چھوڑ کر کسی دوسری قوم سے مشابہت اختیار کرتا ہے وہ اسی قوم میں سے سمجھا جائے گا۔اس مختصر سی لیکن نہایت پُرحکمت حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو ہوشیار فرمایا ہے کہ وہ کبھی کسی دوسری قوم کی تہذیب اور تمدن کے نقال نہ بنیں بلکہ اس یقین کے ساتھ ترقی کی طرف قدم اٹھاتے جائیں کہ اسلامی تمدن ہی بہترین تمدن ہے اور اسلامی شعار پر قائم رہتے ہوئے ہی وہ فتح پاسکیں گے۔ورنہ ذہنی طور پر غلام اور محکوم ہو جائیں گے۔مگر افسوس کہ اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس اعلیٰ درجہ کی حکیمانہ تعلیم کے باوجود آج کل کے مسلمان مرد بھی اور عورتیں بھی اپنی انفرادیت کو کھو کر مغربی ممالک کے ذہنی طور پر غلام بن چکے ہیں۔مسلمان مردوں کی داڑھیاں غائب ہوئیں اور عورتیں گھر کی زینت بننے کی بجائے سڑکوں کی زینت بننے کے لئے بے پردہ ہو کر باہر نکل آئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لئے جو دعائیں فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ:۔

''نہ آئے ان کے گھر تک رعب دجال''

آپ سب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روحانی اولاد ہیں کم از کم ہماری جماعت کی عورتوں کو تو ایسے افعال سے پرہیز کرنا چاہئے اور اپنے تئیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس دعا کا مستحق ثابت کرنا چاہئے۔عام طور پر یہ خیال پیدا ہو چکا ہے کہ بغیر مغربی اقوام کی تقلید کے ....

ہم ترقی نہیں کر سکتے اس کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''قومی ترقی قومی ترقی کے گیت تو گاتے ہیں لیکن کوئی مجھ کو یہ بتائے کہ کیا پہلے زمانہ میں جب قوم بنی تھی وہ یورپ کے اتباع سے بنی تھی؟ کیا مغربی قوموں کے نقش قدم پر چل کر انہوں نے ساری ترقیاں کی تھیں اگر یہ ثابت ہو جاوئے کہ ہاں اسی طرح ترقی کی تھی تو بے شک گناہ ہوگا کہ اگر ہم اہل یورپ کے نقش قدم پر نہ چلیں لیکن اگر ثابت نہ ہو اور ہرگز ثابت نہ ہوگا پھر کس قدر ظلم ہے کہ اسلام کے اصولوں کو چھوڑ کر قرآن کو چھوڑ کر جس نے ایک وحشی دنیا کو انسان اور انسان سے باخدا انسان بنایا۔ایک دنیا پرست قوم کی پیروی کی جائے جو لوگ اسلام کی بہتری اور زندگی مغربی دنیا کو قبلہ بنا کر چاہتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کے ماتحت چلتے ہیں قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے۔اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں...... جب تک مسلمانوں کا رجوع قرآن شریف کی طرف نہ ہوگا ان میں وہ ایمان پیدا نہ ہوگا یہ تندرست نہ ہوں گے۔عزت اور عروج اسی راہ سے آئے گا ۔جس راہ سے پہلے آیا۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 409-410 ایڈیشن 1960ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جب تک مسلمان قوم کے مرد اور عورتیں قرآن کے احکام پر عمل نہیں کریں گے وہ ترقی نہیں کر سکتے۔

بے پردگی کی دوسری وجہ یہ بھی ہے جو عورتیں پردہ ترک کرتی ہیں یا پردہ صحیح نہیں کرتیں وہ اس حکم کی صحیح تعریف نہیں سمجھ رہی ہوتیں۔ایک طبقہ وہ ہے جو کہتا ہے قرآن مجید میں پردہ کا حکم ہے ہی نہیں دوسرا طبقہ کہتا ہے حکم تو ہے لیکن وہ ایک عارضی حکم تھا۔جو صرف اس زمانہ کے لئے تھا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لئے تھا۔تیسرا طبقہ کہتا ہے کہ پردہ سے مراد یہ نہیں منہ ڈھانپو بلکہ یہ کہ صرف جسم ڈھانپ لو یا مردوں سے گھلا ملا نہ کرو۔وہ ایک واضح حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بھی یہ سمجھ رہی ہوتی ہیں کہ ہم نے خلاف ورزی نہیں کی اور کوئی گناہ نہیں کیا۔

قرآن مجید میں پردہ کا حکم

پردہ کا حکم قرآن مجید میں ان آیات میں نازل ہوا تھا۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذَالِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔(سورۃ الاحزاب آیت:60)

ترجمہ:۔اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی بیویوں سے کہہ دے کہ (جب وہ باہر نکلیں) اپنی بڑی چادروں کو سروں سے گھسیٹ کر اپنے سینوں تک لے آیا کریں۔ یہ امر اس بات کو ممکن بنا دیتا ہے کہ پہچانی جائیں اور ان کو تکلیف نہ دی جائے اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

پردہ کا حکم ان آیات میں اس بنا پر نازل ہوا کہ مردوں نے عورتوں کو اذیت پہنچائی اور شرارتیں کیں۔ یہ حالت اب بھی اسی طرح قائم ہے اور جب تک دنیا میں ان دونوں جنسوں کا وجود ہے قائم رہے گی۔ کہا جا سکتا ہے کہ اب وہ زمانہ نہیں کہ عورتوں کو کوئی ایذا دے لیکن ایذا کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں مکر وفریب اور عورتوں کو دھوکا دے کر ایذا پہنچائی جاتی ہے اور اس ایذا سے بڑھ کر کون سی ایذا ہو گی کہ ایک عورت کی عزت پر حرف آ جائے اور اس کی تمام زندگی خراب ہو جائے پھر یہ کہنا بھی غلط ہے کہ اب وہ زمانہ نہیں کہ عورتوں کو کوئی ایذا دے سکے۔ اخبارات کا مطالعہ کرنیوالے جانتے ہیں کہ شاید ہی کوئی دن ناغہ ہوتا ہو گا۔ جس دن اس قسم کی کوئی خبر نہ ہو جس میں موجودہ بے راہ روی اختیار کرنے والی عورت کا کسی کی ہوا و ہوس کا شکار بن جانے کا ذکر نہ ہو۔ ظاہری ایذا کو قانون اور حکومت روک سکتی ہے۔ لیکن کسی عورت کی عزت پر حرف آنے کو صرف اخلاق کا قانون ہی روک سکتا ہے۔ جب ان قوانین میں کوئی ایسی دفعہ نہ ہو جس سے کلی طور پر عورت کی عزت محفوظ رہ سکے تو پردہ کے سوا اور کون سا ذریعہ ہے اور پردہ بھی ویسا ہو جیسا کہ امہات المومنینؓ یا صحابیاتؓ کیا کرتی تھیں اور امہات المومنینؓ اور صحابیاتؓ کے نقش قدم پر چلنا ہی آج بھی ہر مسلمان عورت اور لڑکی کا فرض ہے یہ کہنا بھی غلط ہے کہ پردہ صرف ازواج مطہرات کے لئے تھا قرآن مجید دائمی شریعت ہے اور اس کا ہر حکم ہر زمانہ کے لئے ہے مذکورہ بالا آیات کے الفاظ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ صاف بتاتے ہیں کہ ہر مسلمان اور مومن عورت کے لئے پردہ کا حکم تھا۔ جو بہنیں پردہ ترک کرتی ہیں وہ قرآن کے ان الفاظ کے مطابق کسی صورت میں بھی نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ کہلانے کی مستحق قرار نہیں

پاسکتیں۔ میری بہنو! اللہ تعالیٰ کا آپ پر کتنا فضل ہے کہ اس نے آپ کو مسلمان گھروں میں پیدا کیا۔ مسلمانوں کی بیویاں اور بیٹیاں بنایا۔ لیکن آپ ایک قرآنی حکم پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے اپنے آپ کو مومنوں کی بیویاں نہیں کہلاسکتیں کیونکہ مومنین کی بیویوں کے لئے تو خدا اور اس کے رسول کے حکم کی اطاعت کے طور پر لازم ہے کہ وہ پردہ کریں۔ اسلام نے اگر عورتوں کو مردوں میں خلا ملا کرنے سے باز رہنے کا حکم دیا ہے تو ان کو ایسے اعلیٰ حقوق بھی عطا فرمائے ہیں جو باوجود تہذیب وتمدن کے انتہائی کمال تک پہنچنے کے ابھی تک مغربی ممالک کی عورتوں کو حاصل نہیں اور جن کو مغربی ممالک کی خواتین باوجود اپنے پرزور مطالبات کے آج بھی پوری طرح حاصل نہیں کرسکیں۔

اگر یہی سمجھ لیا جائے کہ پردہ ایک قید ہے تو یہ حقوق اس قید کا ایسا نعم البدل ہیں جن پر ہزار آزادیاں قربان۔ اور اگر وہ حقوق صحیح طور پر ادا کئے جائیں تو عورت کو کبھی کوئی تکلیف جسمانی یا روحانی نہیں ہوسکتی۔

مغرب کی عورت جس کی تقلید آج مسلمان عورت بھی کرنے کی کوشش کر رہی ہے مرد کے دوش بدوش ہر محکمہ میں نظر آ رہی ہے۔ لیکن آج مغرب کی عورت کی ظاہری ترقی کے ساتھ ساتھ اخلاقی انحطاط اور تنزل جو ہو رہا ہے وہ روز روشن کی طرح نظر آ رہا ہے جس کی وجہ سے مغرب کی دنیائے تمدن میں ایک ہل چل پڑ چکی ہے جس پر ان ممالک کے بڑے بڑے مصلحین غور کر رہے ہیں اور افسوس کرتے ہیں کہ کیوں صنف نازک کو تمدنی زندگی میں یہ مرتبہ دیا گیا۔ جس کی وجہ سے وہ ہر کام میں آزادی سے حصہ لیتی نظر آتی ہے۔ انشاءاللہ وہ وقت آنے والا ہے۔ جب دنیا اسلام کے لائے ہوئے اصولوں کے سامنے سر جھکا دے گی۔ کیونکہ وہی فطرت کے عین مطابق ہیں۔

مسلمان عورتوں کے فرائض

مسلمان عورتوں کے فرائض کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں توجہ دلائی ہے۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ - (سورة الروم آیت:22) عورت اپنے شوہر کے لئے تسکین کا باعث ہو۔ بچوں کی تربیت اور پرورش اعلیٰ درجہ کی کرے گھر کو سارے خاندان کے لئے راحت کدہ

بنائے۔آپ غور کریں کیا یہ ممکن ہے کہ عورت بے پردہ ہو۔دفتروں میں ملازمتوں کے سلسلہ میں دھکے کھاتی ہو۔اور وہ اپنے مذکورہ بالا فرائض کو صحیح رنگ میں ادا کر سکے؟ مردوں کے ساتھ آزادانہ خلا ملا کے ساتھ وہ اس معیار پر کیسے پوری اتر سکتی ہے جو اسلام اس کے لئے مقرر کرتا ہے۔

یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نوع انسان کو دو اصناف میں پیدا کیا تو خود یہ تقسیم اس بات کا ثبوت ہے کہ دونوں کے فرائض جدا اور دونوں کا میدان عمل الگ الگ ہے اور اسلام کا تقاضا یہ ہے کہ عورت اپنے میدان عمل سے باہر نہ جائے اور یہی پردہ کی غرض ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک پیشگوئی

موجودہ زمانہ کی بے پردگی اور ایسا لباس پہننے کے متعلق جو قریباً ننگا لباس ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی بھی ہے آپ فرماتے ہیں ۔نِسَآءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ لَایَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ (مسلم کتاب اللباس والزینۃ)

کہ آخری زمانہ میں ایسی عورتیں ہوں گی جو بظاہر لباس پہنیں گی مگر فی الحقیقت عریاں ہوں گی۔لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچنے والی ہوں گی۔اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی۔ ایسی عورتوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ ہماری مستورات کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس حدیث کو جو اس زمانہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل بیان فرمائی تھی اور جس میں موجودہ زمانہ کی عورتوں کا صحیح نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے جو اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت کی ایک بھاری دلیل ہے اپنے سامنے رکھیں اور جس انجام کی طرف اس حدیث میں توجہ دلائی گئی ہے اس سے بچیں۔اللہ تعالیٰ ہی ان کو سمجھ اور عقل عطا فرمائے کہ وہ اسلام کے حکموں پر چلیں۔ان کے دلوں میں مغرب کی اقتدا سے نفرت ہو اسلام کے احکام پر ہی چلنا وہ فخر سمجھیں۔جس میں ہماری نجات ہے۔ ہماری اولادوں کی نجات ہے اور ساری دنیا کے لئے نجات ہے۔

کیا چہرہ چھپانا ضروری نہیں؟

ایک طبقہ جیسا کہ میں پہلے بھی ذکر کر چکی ہوں یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اسلام میں پردہ تو ہے۔لیکن

چہرہ کا چھپانا ضروری نہیں ۔ یہ ایک غلط خیال اور عقیدہ ہے جوان کے دلوں میں جم گیا ہے اور جس کی نہ قرآن تصدیق کرتا ہے نہ حدیث نہ صحابیاتؓ کے عمل سے اس عقیدہ کی تصدیق ہوتی ہے۔قرآن مجید صاف صاف فرماتا ہے لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ (سورۃ النور آیت 32) وہ زینتوں کو ظاہر ....نہ کریں سب سے زیادہ زینت کی چیز عورت کا چہرہ ہے۔وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ چہرہ چھپانے کا حکم نہیں ۔وہ آخر پھر زینت کس چیز کو قرار دیتے ہیں ۔جس کے چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔اسی سلسلہ میں مجھے یہ بھی کہنا ہے کہ جو بہنیں پردہ تو کرتی ہیں لیکن اپنا برقعہ ایسا سلواتی ہیں جن سے ان کے جسم کا حصہ نمایاں نظر آتا ہے۔وہ بھی اسلامی پردہ پرعمل نہیں کرتیں۔ پردہ خواہ چادر سے کیا جائے یا برقعہ سے اس کی غرض یہ ہے کہ عورت کی زینت کو ظاہر نہ کرے سوائے ان لوگوں کے جن کے سامنے زینت کے اظہار کرنے کی قرآن مجید میں اجازت ہے۔ ہماری جماعت کی مستورات کو ایسے برقعے پہننے سے احتراز کرنا چاہیئے۔

صحیح بخاری کی ایک حدیث اس عقیدہ کے متعلق کہ چہرہ کا پردہ ہے یا نہیں ایک فیصلہ کن حدیث ہے اور اس حدیث میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے۔یہ پردہ کے احکام نازل ہونے کے بعد کا واقعہ بیان کیا گیا ہے وہ حدیث یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ قبیلہ بنو مصطلق کی شرارتوں کے انسداد کے لئے مدینہ سے نکلے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے ہمراہ تھیں۔سفر سے واپسی پر ایک جگہ رات کے وقت آرام کی خاطر قیام فرمایا۔حضرت عائشہ بیان فرماتی ہیں کہ میں رفع حاجت کے لئے ایک طرف گئی۔واپس آکر مجھے معلوم ہوا کہ میرے گلے کا ہار غائب ہے اس خیال سے کہ میرا ہار گر نہ گیا ہو۔میں پھر اسی طرف واپس گئی۔اسی اثنا میں آنحضرت ﷺ نے روانگی کا حکم فرمادیا۔ لوگوں نے حضرت عائشہ کا خالی کجاوہ اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا۔اس زمانہ میں حضرت عائشہؓ کی عمر چھوٹی اور جسم دبلا تھا۔کجاوہ اٹھا کر لانے والوں کو اس بات کا احساس نہ ہوا کہ وہ خالی ہے۔قافلہ روانہ ہو گیا۔اور حضرت عائشہؓ پیچھے رہ گئیں۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ قافلہ روانہ ہو چکا ہے تو میں بہت گھبرائی۔میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اب یہاں سے چلنا ٹھیک نہیں۔کیونکہ جب آنحضرت ﷺ کو میرے پیچھے رہنے کا علم ہوگا تو آپ ﷺ ضرور اس جگہ

تشریف لائیں گے۔ چنانچہ میں وہیں بیٹھی رہی۔حتیّ کہ مجھے نیند آ گئی۔صبح کے قریب ایک صحابی صفوانؓ بن معطل وہاں پہنچے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کو قافلہ سے پیچھے رہنے کا اس لئے حکم دیا تھا تا گری پڑی چیزوں کا خیال رکھیں۔ جب صفوانؓ نے مجھے وہاں اکیلے سوئے ہوئے دیکھا تو فوراً پہچان لیا۔کیونکہ وہ پردہ کے احکام نازل ہونے سے قبل مجھے دیکھ چکے ہوئے تھے۔انہوں نے گھبرا کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ پڑھا۔ان کی آواز سے میں جاگ پڑی اور میں نے جھٹ اپنا منہ چادر سے ڈھانپ لیا۔ پھر انہوں نے اونٹ پر مجھے بٹھا کر اور خود ساتھ پیدل چل کر قافلہ تک پہنچا دیا۔ (صحیح بخاری کتاب الشھادات)

یہ حدیث صحیح بخاری کی ہے جو اسلام میں قرآن مجید کے بعد کتب میں سب سے بڑا درجہ رکھتی ہے اور اس کی راویہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہے۔جن کے متعلق خود آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا کہ نصف دین عائشہؓ سے سیکھو۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ سے فَعَرَفَنِیۡ حِیۡنَ رَاٰنِیۡ وَکَانَ رَاٰنِیۡ قَبۡلَ الۡحِجَابِ۔(صحیح بخاری کتاب المغازی) یعنی صفوان نے مجھے دیکھ کر اس لئے پہچان لیا کہ وہ پردے کے احکام نازل ہونے سے پہلے مجھے دیکھ چکا تھا سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پردہ خواہ کسی طرح بھی کیا جائے۔اس کے ہوتے ہوئے کسی عورت کی شناخت ممکن نہ تھی۔

پھر اسی حدیث کے یہ الفاظ کہ فَخَمَّرۡتُ وَجۡھِیۡ بِجِلۡبَابِیۡ۔یعنی میں نے صفوانؓ کے الفاظ سنے تو میں نے فوراً اپنا چہرہ چادر سے ڈھانپ لیا۔اس بات کا قطعی ثبوت ہیں کہ اسلامی پردہ میں چہرہ کا چھپانا ضروری ہے اگر اسلام چہرہ کو چھپانے کا حکم نہ دیتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیوں منہ ڈھانکتیں۔اور کیوں یہ الفاظ فرماتیں پردہ کے احکام کی تفصیل میں جانے کے لئے ہمیں بہر حال یہی دیکھنا پڑے گا کہ جس زمانہ میں پردہ کے احکام نازل ہوئے اس زمانہ کی مستورات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان کے مطابق قرآنی احکام کو کس طرح سمجھا۔اور کس طرح عمل کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت ایک فیصلہ کن روایت ہے آپ نے براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے تربیت حاصل کی آپکا عمل عین قرآنی احکام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشادات کے مطابق تھا۔یہاں یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ جلبات کا لفظ عربی زبان میں دوپٹہ کے

لئے نہیں آتا۔ بلکہ اس کپڑے یا برقعہ کے لئے آتا ہے جو عورت زینت والے لباس کے اوپر اس لئے اوڑھے کہ اس کی زینت چھپ جائے۔ اس لئے ضروری ہے کہ برقعہ ایسا ہو جو زینت چھپانے والا ہو نہ کہ ایک نئی زینت کو پیدا کرنے والا جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔

صحابیات کے درخشندہ کارنامے

غرض اسلامی پردہ کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ عورتوں کو قیدیوں کی طرح گھروں کی چار دیواری میں محصور رکھا جائے۔ جس طرح آج کی بے پردگی انتہا پر جا پہنچی ہے اسی طرح آج سے کچھ عرصہ قبل کا سخت پردہ بھی اسلام کی تعلیم کے خلاف تھا۔ اسلام افراط اور تفریط سے روکتا ہے۔ اسلام اگر ایک طرف عورتوں اور مردوں کے ناواجب اختلاط کو روکتا ہے تو دوسری طرف وہ عورتوں کو جائز آزادی عطا کرتا ہے۔ چنانچہ اسلامی تاریخ بتاتی ہے کہ پردہ کی پابندی کے باوجود صحابیات سفروں میں مردوں کے ساتھ جاتیں سواری کرتیں۔ جنگوں میں حصہ لیتیں۔ جنگوں میں مریضوں کو مرہم پٹی کرتیں پانی پلاتیں وغیرہ۔ اسی طرح علمی میدان میں بھی وہ کسی سے کم نہ تھیں۔ جو جو کام صحابیات نے پردہ کے ساتھ سرانجام دیئے۔ اس کا عشر عشیر بھی آج کی عورتوں میں نظر نہیں آتا۔ اور یہ دعویٰ ہے کہ ترقی کا زمانہ ہے اور پردہ ترقی کی راہ میں روک ہے۔ اگر ترقی سے مراد مردوں سے آزادانہ خلاملا۔ مردوں کی مجالس میں شرکت ہے تو بے شک ایسی ترقی میں پردہ روک ہے لیکن اگر ترقی سے مراد اس مثالی معاشرہ کا پھر سے قیام ہے جو آنحضرت ﷺ کے ذریعہ قائم ہوا اور جس کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے تو اس ترقی میں پردہ روک نہیں کیونکہ آپ کی بعثت کی غرض اللہ تعالیٰ نے الہاماً آپ کو یہ بتائی تھی کہ یُحْیِ الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ آپ دنیا میں حقیقی اسلام کو جس کا صرف نام دنیا میں باقی رہ گیا تھا اور اسلام کی روح غائب ہو گئی پھر سے قائم کریں گے اور قرآنی شریعت کے احکام کو دنیا میں پھر سے رائج کریں گے ۔ کیونکہ قرآنی شریعت کے احکام پر عمل کرنے سے دنیا کی نجات اور ترقی وابستہ ہے۔ جس قسم کی قربانیاں صحابیات نے دیں۔ کیا ہماری بہنیں دعویٰ کر سکتی ہیں کہ پردہ چھوڑ کر بھی اس قسم کے کام کسی نے کئے ہیں۔ اسلامی تاریخ جن قربانیوں کی مثالوں سے بھری پڑی ہے اس قسم کا ایک کام

بھی پردہ چھوڑنے والی عورتوں کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔

جنگ یرموک میں عیسائی لشکر نے جب یکدم حملہ کیا تو اسلامی لشکر مقابلہ کی تاب نہ لا کر وقتی طور پر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوا۔ اس وقت مسلمان عورتوں نے خیمے توڑ توڑ کر ان کی لکڑیاں ہاتھوں میں پکڑ لیں اور مسلمان سپاہیوں کے گھوڑوں کے منہ پر مار مار کر ان کو واپس دشمن کے لشکر کی طرف دھکیل دیا۔ ان عورتوں میں سے ایک ہندہ بنت عقبہ بن ربیعہ بھی تھیں جو کسی زمانہ میں اسلام کی شدید دشمن رہ چکی تھیں۔ پیچھے ہٹنے والے مسلمان سپاہیوں میں ابوسفیان بھی تھے جو ہندہ کے خاوند تھے۔ ہندہ نے ان کے گھوڑے کو خیمہ کی لکڑی سے مارا اور کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخالفت میں تو تم سب سے آگے تھے۔ اب اسلام قبول کر کے میدان جنگ سے بھاگتے ہو! جب ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں نے یہ نظارہ دیکھا تو کہا واپس چلو دشمن کی تلواروں سے مسلمان عورتوں کے ڈنڈے زیادہ سخت ہیں۔ چنانچہ تاریخ بتاتی ہے کہ لشکر واپس لوٹا اور فتح پائی۔

اسی طرح اسی جنگ کا واقعہ ہے کہ ایک شب اسلامی لشکر کے کمانڈر حضرت ابوعبیدہؓ چکر لگانے کے لئے باہر نکلے تو انہوں نے محسوس کیا کہ اسلامی لشکر کے اردگرد دو شخص پھر رہے ہیں آپ کو شبہ ہوا کہ دشمن کے جاسوس نہ ہوں۔ چنانچہ آپ تفتیش کے لئے آگے بڑھے اور آواز دی ''کون ہے؟'' اس پر حضرت زبیرؓ آگے بڑھے۔ ان کے ساتھ ان کی اہلیہ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ تھیں۔ انہوں نے کہا کہ آج مسلمان چونکہ تھکے ہوئے تھے۔ اس لئے میں اور میری بیوی دونوں پہرہ کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔

کیا آج کی بے پردہ خواتین میں قومی خدمت کا یہ جذبہ یا کام کرنے کی یہ روح موجود ہے یا وہ محض دنیاداری فیشن اور مغربیت کا شکار ہو کر رہ گئی ہیں۔ ایک اسلامی حکم چھوڑنے کے ساتھ وہ بہت سی نیکیوں سے محروم ہو کر رہ گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نافرمانی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نافرمانی کی مرتکب ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمائے۔

اطاعت امام کی اہمیت

اسلام کی تعلیم اطاعت امام کے محور پر گھومتی ہے۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی

الْاَمْرِ مِنْکُمْ (النّسآء:60) میں بھی یہی تعلیم دی گئی ہے کہ کوئی شخص نجات حاصل نہیں کرسکتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خلفاء کا کامل فرمانبردار نہ ہو۔اسی کی تعلیم قرآن میں ہے اسی کی تعلیم حدیث میں ہے۔جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عورتوں سے بیعت لینے کا ارشاد ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ ۔اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ -

(سورۃ الممتحنۃ آیت:13)

ترجمہ:اے نبی جب مومن عورتیں تیرے پاس آئیں (اور) اس (امر) پر تیری بیعت کریں کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ ہی (کسی پر) کوئی جھوٹا الزام لگائیں گی جسے وہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سامنے گھڑلیں اور نہ ہی معروف (امور) میں تیری نافرمانی کریں گی تو تُو اُن کی بیعت قبول کر اور اُن کے لئے اللہ سے بخشش طلب کر۔یقیناً اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اگر یہ عورتیں یہ وعدہ کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امر معروف میں نافرمانی نہیں کریں گی تو آپ ان کی بیعت لے لیں۔گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کے لئے علاوہ دوسری شرائط کے جو مندرجہ بالا آیت میں بیان کی گئی ہیں ایک ضروری شرط یہ بھی ہے کہ بیعت کرنے والی عورت یہ عہد کرے کہ آپ کی اطاعت کامل طور پر کرے گی۔اور کسی امر میں نافرمانی کی مرتکب نہ ہوگی اور آپ کے تتبع میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے خلفاء بیعت کے وقت یہ الفاظ دہراتے رہے ہیں کہ جو آپ نیک کام بتائیں گے اس پر عمل کروں گی۔ٹھنڈے دل سے غور کرنے والی بات ہے کہ کیا پردہ کرنا نیک کام ہے یا پردہ چھوڑنا نیک کام ہے۔اگر ہماری وہ بہنیں جو پردہ کرنے کے معاملہ میں سست ہیں ٹھنڈے دل سے اس بات پر غور کریں گی کہ کیا وہ شرائط بیعت پر پوری اترتی ہیں۔تو وہ ضرور ندامت محسوس کریں گی اور ان کو

احساس ہوگا کہ اس طرح وہ اپنے خلیفہ۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۔آنحضرت ﷺ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمان ہیں۔ بیعت کرتے وقت تو انہوں نے کہا تھا کہ جو آپ نیک کام بتائیں گے ان میں آپ کی فرمانبرداری کروں گی۔لیکن عمل ان کا اس کے خلاف ہے جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کشتی نوح میں فرماتے ہیں:

''جو شخص امور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے تیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔'' (روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 19) کیا پردہ کرنا امور معروفہ میں سے نہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند ارشادات

ممکن ہے کہ کسی کو خیال پیدا ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پردہ کے معاملہ میں سختی کا اظہار نہیں فرمایا تو ان کی غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند حوالہ جات پیش کرتی ہوں۔الحکم۔3 اکتوبر 1903ء میں فرماتے ہیں۔

''ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا نہ کرے کہ مسلمانوں پر وہ دن آئے کہ ان کے مردوں اور عورتوں کی ایسی زندگی ہو جیسی کہ اہل یورپ مثلاً خاص لنڈن اور پیرس میں نمونہ پایا جاتا ہے۔ چونکہ زمانہ اپنی تاریکی کی انتہا تک پہنچ گیا ہے۔اس لئے اکثر لوگوں کی آنکھوں سے اسلامی خوبیاں مخفی ہوگئی ہیں۔وہ چاہتے ہیں کہ یورپ کے قدم بقدم چلیں یہاں تک کہ حکم قرآن "قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ" (النور:31) کو بھی الوداع کہہ کر اپنی پاک دامن عورتوں کو ان عورتوں کی طرح بنا دیں جن کو نیم بازاری کہہ سکتے ہیں۔''

اس حوالہ سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پردہ کو کتنی اہمیت دی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے مبعوث فرمایا کہ آپ اسلام کو پھر سے زندہ کریں۔ قرآن مجید کے ایک ایک حکم پر دنیا کو عمل کروائیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ بعض عورتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہیں اور آپ کو خدا تعالیٰ کا فرستادہ اور نبی تسلیم کرتی ہیں جو بیعت کرتے وقت کہتی ہیں کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گی۔ایک واضح اور صاف قرآنی حکم پر عمل نہیں کرتیں اور پردہ کے معاملہ میں کمزوری دکھا کر جماعت کی بدنامی کا موجب بنتی ہیں۔

حضرت آدم کے وقت سے اب تک شیطان مختلف طریقوں سے نسل انسانی کو بہکا تا رہا ہے۔جیسا کہ قرآن مجید کی سورہ حجر میں آتا ہے:۔

قَالَ رَبِّ فَاَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ ۝ قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ ۝اِلٰی یَوۡمِ الۡوَقۡتِ الۡمَعۡلُوۡمِ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغۡوَیۡتَنِیۡ لَاُزَیِّنَنَّ لَہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وَلَاُغۡوِیَنَّہُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ۝ اِلَّا عِبَادَکَ مِنۡہُمُ الۡمُخۡلَصِیۡنَ ۝(سورہ الحجر آیت 37 تا 41)

ترجمہ: اُس نے کہا اے میرے رب مجھے اُس دن تک مہلت دے جب وہ (بشر) اٹھائے جائیں گے۔اُس نے کہا پس یقیناً تو مہلت دئے جانے والوں میں سے ہے۔ایک معلوم وقت کے دن تک۔اُس نے کہا اے میرے رب چونکہ تو نے مجھے گمراہ ٹھہرا دیا ہے سو مَیں ضرور زمین میں (قیام) ان کے لئے خوبصورت کر کے دکھاؤں گا اور مَیں ضرور اُن سب کو گمراہ کروں گا۔سوائے اُن میں سے تیرے چنیدہ بندوں کے۔

شیطان کا بھر پور حملہ

اس زمانہ میں جو آخری زمانہ ہے شیطان نے پھر ایک بھر پور حملہ کیا ہے۔اس نے دعویٰ کیا تھا کہ اے میرے رب چونکہ تو نے مجھے گمراہ قرار دیا ہے میں ضرور تیرے بندوں کے لئے دنیا میں گمراہی کو خوبصورت کر کے دکھاؤں گا۔اوران سب کو گمراہ کروں گا۔مگر جو تیرے برگزیدہ بندے ہیں اور جو میرے فریب میں نہیں آسکتے وہ بچ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا تھا کہ جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کبھی تسلط نہیں ہوگا۔ہاں ایسے افراد جو تیرے پیچھے چلیں یعنی خود گمراہ ہوں وہ مستثنیٰ ہیں اور یقیناً جہنم ان سب کے لئے وعدہ کی جگہ ہے۔اس زمانہ میں شیطان کا یہ حملہ بے پردگی خلاف شریعت فیشن اور بے جا آزادی کے رنگ میں ظاہر ہوا ہے اور اس کا شکار عورتیں ہو رہی ہیں۔میں اپنی ان بہنوں سے دکھے دل کے ساتھ فریاد کرتی ہوں کہ خُدارا جب انہوں نے اسلام کو سچا مذہب سمجھ کر قبول کیا ہے جب وہ سمجھتی ہیں کہ ہماری نجات اس مذہب سے وابستہ ہے تو پھر انہیں یہ بھی غور کرنا پڑے گا کہ جس کو اپنا امام اور مطاع مانا ہے۔اس کے ہر حکم پر بلا چون و چرا سر تسلیم خم کرنا پڑے گا۔فلاح اور نجات اس طرح حاصل

نہیں ہوسکتی کہ دعوے تو بہت ہوں لیکن عمل اپنی مرضی کے مطابق ہو۔اس طرح آپ نہ دنیا کی رہیں گی نہ دین کی۔امید ہے کہ میری بہنیں کوشش کریں گی کہ ان کے افعال اسلام اوراحمدیت کے دامن پر دھبہ نہ ثابت ہوں۔ورنہ پھر ساری جماعت کوغور کرنا پڑے گا کہ وہ ان کا ساتھ دیں جو احکام قرآنی پر عمل نہ کرنے والی ہیں یا خدا اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور خلفیہ وقت کا۔

احمدی بھائیوں کی خدمت میں

آخر میں مجھے اپنے بھائیوں کی خدمت میں کچھ عرض کرنا ہے اگر کوئی عورت یا بچی پردہ چھوڑتی ہے تو وہ عورت یا بچی کسی نہ کسی کی بیوی۔بہن یا بیٹی ہوتی ہے اور اپنے باپ۔ بھائی یا خاوند کی بغیر مرضی اور اجازت اس فعل کی مرتکب نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (سورۃ النساء آیت35) کا درجہ عطا فرمایا ہے۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ) فرما کر اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اگر آپ کی بیویاں بہنیں یا بیٹیاں خلاف شریعت کام کریں گی تو اللہ تعالیٰ کے حضور ان کے افعال کی آپ سے بھی پوچھ گچھ ضرور ہوگی۔اس لئے ان کو شریعت کے احکام سے واقف کرانا اور ان پر عمل کروانا آپ کا کام ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے ایک خطبہ میں فرماتے ہیں:

''جو لوگ اپنی بیویوں کو بے پردہ باہر لے جاتے اور مکس پارٹیوں میں شمولیت اختیار کرتے ہیں اگر وہ احمدی ہیں تو تمہارا فرض ہے کہ تم ان سے کوئی تعلق نہ رکھو۔ان کی قوم اس فعل کی وجہ سے انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔''

اسی طرح آپ نے اپنے خطبہ مورخہ 6۔جون 1958ء میں جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ:۔

''باوجود اتنے بڑے انعام کے کہ خدا تعالیٰ نے لوگوں کی سہولت کے لئے ہر قسم کے احکام دے دیئے ہیں۔اگر کوئی شخص پردہ چھوڑتا ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ قرآن کی ہتک کرتا ہے ایسے انسان سے ہمارا کیا تعلق ہوسکتا ہے۔ہماری جماعت کے مردوں اور عورتوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے احمدی مردوں اور ایسی احمدی عورتوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہمارا ظاہر و باطن ایک جیسا ہو۔اور اپنے عمل کے

ذریعہ سے صداقت کی متلاشی روحوں کو اسلام کی طرف کھینچنے والی ہوں۔ اور ہمارا ہر عمل اور ہماری ہر حرکت اللہ تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ کی تعلیم کے مطابق ہو۔ آمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(بحوالہ مصباح جون 1965ء خطبات مریم جلد اوّل صفحہ 24 تا 37)

(2) پردہ میں بے پردگی

میری تحریر کا عنوان دیکھ کر بہت سی بہنیں چونک اٹھیں ہوں گی کہ اس کا کیا مطلب؟ پردہ میں بے پردگی کیسی؟ لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ پردہ کرنے والی خواتین میں سے ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو پردہ کرنے کے باوجود بے پردہ کہلانے کا مستحق ہے۔ پردہ کی اصل روح برقعہ نہیں۔ بلکہ یہ ہے کہ ایسے رنگ میں پردہ کیا جائے۔ جس سے عورت کا چہرہ اور اس کا جسم صنف غیر کی نظروں سے پوشیدہ رہے۔ اس کی زینت ظاہر نہ ہو۔ سوائے ان لوگوں کے جن کے سامنے زینت ظاہر کرنے کی اجازت قرآن مجید دیتا ہے۔ میرا مشاہدہ یہ ہے کہ ایک طبقہ خواتین کا ایسا ہے جو ظاہر میں تو پردہ کرتی ہیں۔ مگر حقیقت میں ان کو باپردہ خواتین نہیں کہا جاسکتا۔ اس ذیل میں مندرجہ ذیل خواتین آتی ہیں۔

(1) برقعہ تو پہننا لیکن نقاب چہرہ پر نہ ڈالنا۔

(2) کسی مجلس میں برقعہ پہن کر چلے جانا لیکن نقاب پیچھے پھینک کر یا برقعہ اتار کر مردوں کے سامنے ہو جانا۔

(3) اگر وہ مجلس دعوت کا رنگ رکھتی ہے تو بیروں کے سامنے ہو جانا۔ نوکروں مثلاً باورچی، بیرے، دھوبی، مالی، سقہ، جمعدار اور ڈرائیور وغیرہ سے پردہ نہ کرنا۔

(4) یونیورسٹی میں پڑھنے والی طالبات کا گھر سے برقعہ پہن کر جانا اور یونیورسٹی میں پرفیسروں اور یونیورسٹی میں پڑھنے والا طلباء سے پردہ نہ کرنا۔

(5) بازار سے سودا خریدتے ہوئے دکانداروں سے پردہ نہ کرنا۔

(6) ایسے رشتہ داروں کے سامنے ہونا جن سے پردہ کرنا ہے۔

(7) اتنا تنگ برقعہ پہننا کہ جسم کا ایک ایک عضو نظر آئے یا برقعہ ایسا مزین کرنا کہ خواہ مخواہ نظریں اس پر پڑیں۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید اس سلسلہ میں کیا روشنی ڈالتا ہے۔ کیا قرآن مجید کے نزدیک نوکروں، دکانداروں، بیروں وغیرہ کے سامنے ہونا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَاظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْاٰبَآءِ هِنَّ اَوْاٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْاَبْنَآءِ هِنَّ اَوْاَبْنَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْاِخْوَانِهِنَّ اَوْبَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْبَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِالتَّابِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلٰى عَوْرَاتِ النِّسَآءِ۔ (سورۃ النور آیت:32)

ترجمہ: اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھیں نیچے رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کیا کریں۔ سوائے اس کے جو آپ ہی آپ بے اختیار ظاہر ہو۔ اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینہ پر سے گذار کر اور اس کو ڈھانک کر پہنا کریں۔ اور اپنی زینتو ں کو صرف اپنے خاوندوں یا اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی (ہم کفو) عورتوں جن کے مالک ان کے داہنے ہاتھ ہوئے ہیں ان کے سوا کسی پر نہ ظاہر کیا کریں۔ یا ایسے ماتحت مردوں پر جو ابھی جواں نہیں ہوئے یا ایسے بچوں پر جن کو ابھی عورتوں کے خاص تعلقات کا علم حاصل نہیں ہوا۔

اس آیت میں تفصیلی احکام موجود ہیں کہ کس سے پردہ ہونا چاہئے اور کس سے نہیں۔ غور سے یہ آیت پڑھنے سے مندرجہ ذیل نتائج کا علم ہوتا ہے۔

(1) عورت کے لئے گھروں میں بھی اور مجلسوں میں سینہ کو اپنی اوڑھنی یا دوپٹہ سے ڈھانکنا

ضروری ہے۔آج کل کے فیشن کی طرح نہیں کہ ایک دوانگلی کی پٹی وی (V) کی شکل میں ڈال لی یا دوپٹہ کورسہ کی طرح بٹ کر گلے میں لٹکا لیا۔ یہ اس تمدن اور مثالی معاشرہ کے خلاف ہے ۔جس معاشرہ کا تصور اسلام پیش کرتا ہے۔موجودہ دور کی تہذیب نقالی ہے دجالیت کی ۔دجالیت کا فتنہ وہ عظیم الشان فتنہ تھا جس کی پیشگوئیاں تمام انبیاء کرتے چلے آئے تھے۔جس فتنہ سے بچنے کی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دعا سکھائی تھی کہ:

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ (سورۃ الفاتحہ:7)

الٰہی وہ گمراہ ہوگئے جنہوں نے تیرا راستہ جو صراط مستقیم تھا چھوڑ دیا۔ہم کبھی ان کے نقش قدم پر چلنے والے نہ ہوں بلکہ ان کے سایہ تک سے دور بھاگنے والے ہوں ۔مگر ہو کیا رہا ہے۔اسلام کے علمبرداروں کی عورتیں اور بچیاں پانچوں وقت دعا تو ضرور مانگتی ہیں لیکن نقل کرتی ہیں دجالیت کی ۔کیا اس صورت میں اسلامی معاشرہ پنپ سکتا ہے؟اسلام کو ترقی حاصل ہوسکتی ہے۔

(2)صرف اتنی ہی زینت ظاہر کرنے کی اجازت ہے جو خود بخود ظاہر ہوجائے اس پر ہمارا اختیار نہیں ۔مثلاً قد ہے،موٹاپا یا دبلا پن ہے ۔برقعہ پہننے اور صحیح طور پر پردہ کرنے کے باوجود قد چھپایا نہیں جاسکتا۔دیکھنے والے کو یہ ضرور پتہ لگ جائے کہ عورت لمبی ہے یا چھوٹے قد کی ۔اس طرح یہ بھی برقعہ کے باوجود ظاہر ہوجائے گا کہ عورت کا جسم موٹا ہے یا دبلا۔کتنا ہی کھلا برقعہ پہنو دبلا پن یا موٹاپا ظاہر ہوجاتا ہے لیکن اس کا مطلب وہ ہرگز نہیں جو آج کل ہورہا ہے اتنے تنگ برقعے سلوائے جارہے ہیں کہ گردن سے پنڈلیوں تک کے جسم کا ہر سائز نمایاں ہوجاتا ہے برقعہ تو پہنا جاتا ہے لباس اور جسم چھپانے کے لئے زینت کو مخفی رکھنے کے لئے اگر برقعہ بھی تنگ ہوجائے کہ اس میں جسم کا ہر عضو نظر آجاتا ہے۔تو برقعہ کا مقصد ہی فوت ہوجاتا ہے۔نقاب اتنی چھوٹی بنائی جاتی ہے کہ سینہ،کمر،چوٹی سب نظر آرہی ہوتی ہے۔اسی طرح نقاب یا برقعہ کو ایسا دلکش فیتے جھالریں وغیرہ لگا کر بنایا جاتا ہے کہ خواہ مخواہ ایک مرد کی نظر اس برقعہ کی دلکشی پر ٹھہرتی ہے۔بہر حال ان باتوں سے گریز کرنا چاہئے اور برقعہ کو پردہ کی خاطر پہننا چاہئے نہ کہ کسی اور مقصد کے لئے۔

اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہے کہ زینت کا اظہار عورت صرف مندرجہ ذیل کے سامنے کرسکتی

ہے یعنی ان کے سامنے بغیر پردے کے اچھے کپڑے زیور وغیرہ پہن کر آسکتی ہے۔

خاوند، باپ، خسر، بیٹے، خاوندوں کے بیٹے، بھائی، بھتیجے، بھانجے، شریف عورتیں، گھر کے پلے ہوئے نوکر، وہ چھوٹے لڑکے جو بطور نوکر کے رکھے ہوں۔ابھی جوان نہ ہوئے ہوں یا چھوٹی عمر کے بچے۔

اس فہرست میں کہیں یونیورسٹی کے پروفیسروں، طلباء، دکانداروں، بیروں، ڈرائیوروں کا ذکر نہیں، نوکروں سے بھی پردہ ہے وہ نوکر جو شروع سے گھر میں پلا ہوا سی گھر میں جوان ہوا ہو۔اس کے سامنے ہوا جاسکتا ہے مگر آج کل کیا حال ہے۔ایک باورچی آیا دو ماہ رہ کر چلا گیا نیا آ گیا۔ایک بیرہ آیا پندرہ دن بعد استعفیٰ دے دیا۔ایک ڈرائیور آیا تھوڑا عرصہ نوکری کی استعفیٰ دے دیا۔آج ایک سے پردہ ٹوٹا ہے۔کل دوسرے نوکر سے پرسوں تیسرے سے، حد بندی کوئی نہیں رہی، نہ ہی حجاب باقی رہ جاتا ہے۔نوکر لڑکوں میں سے بھی ان کے سامنے آنے کی اجازت ہے۔جو ابھی چھوٹے ہوں اور جوان نہیں ہوئے۔وہ خواتین یا لڑکیاں جو ایسی حرکات کی مرتکب ہو رہی ہیں۔اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔تو وہ ضرور اس نتیجہ پر پہنچیں گی کہ ان کے افعال نہ صرف شریعت کی خلاف ورزی کر رہے ہیں بلکہ اپنی سوسائٹی اور احمدیت کے لئے ننگ کا باعث ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ معاشرہ کی اصلاح کی طرف توجہ کی جائے۔اور خواتین اور بچیوں کو صحیح اسلامی مسائل سے آگاہ کیا جائے۔تا کہ وہ غلط فہمی میں مبتلا رہ کر کہ ہم تو پردہ کر رہی ہیں۔پردہ میں بے پردگی کا باعث نہ بنیں۔

جماعت کی ذمہ دار ہستیوں، لجنات کی عہدیداروں اور بچیوں کے ماں باپ اور عورتوں کے خاوندوں کو اس امر کی نگرانی کرتے رہنا چاہئے کہ پردہ حقیقی رنگ میں کیا جا رہا ہے یا نہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ (صحیح بخاری کتاب الجمعہ)

تم میں سے ہر شخص ایک گڈریے کی حیثیت رکھتا ہے جس سے اس کے گلے کے متعلق سوال قیامت کے دن کیا جائے گا۔

ہرلڑکی کی ماں اور باپ، ہرعورت کا خاوند، ہر بہن کا بھائی، ہر لجنہ کی صدر جواب دہ ہوگی خدا تعالیٰ کے حضور اسلامی شریعت کی خلاف ورزی کرنے والی عورتوں اور بچیوں کے لئے تم نے کیا کیا۔ مجھے تو کبھی سمجھ میں نہیں آئی کہ ماں باپ کی اگر صحیح نگرانی ہو تو بیٹی پردہ کیسے چھوڑ سکتی ہے یا پردہ سے بے پرواہی کس طرح اختیار کر سکتی ہے۔ یا ایسا لباس یا برقعہ کس طرح پہن سکتی ہے۔ جو ہماری تہذیب، تمدن اور شریعت کے منافی ہو۔ قریباً سارا دن ایک لڑکی اپنے ماں باپ کے سامنے رہتی ہے۔ ان سے چوری کچھ نہیں کرتی۔ جو کام کرتی ہے ان کی مرضی سے کرتی ہے۔ اس لئے بچی سے زیادہ ماں باپ قصوروار ہیں کیونکہ وہ ذمہ دار ہیں اپنی بچیوں کی تربیت کے۔ اور اگر کوئی شادی شدہ عورت صحیح رنگ میں پردہ نہیں کرتی تو اس کا خاوند ذمہ دار ہے۔ اگر لڑکیوں کو احساس ہو۔ اگر ہم نے کوئی فعل قرآن مجید کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات کے خلاف کیا تو ہمارے ماں باپ اتنی غیرت رکھتے ہیں کہ ہمیں سخت سزا دیں گے تو وہ کبھی بھی فعل خلاف شریعت کرنے کی جرأت ہی نہیں کر سکتیں۔ پھر صرف یہی جذبہ نہ ہو کہ ماں باپ کے ڈر سے ایک کام نہ کیا۔ بلکہ ماں باپ کا فرض ہے کہ بچیوں کے دلوں میں بچپن سے اللہ تعالیٰ کی محبت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت اور آپ کے لئے غیرت، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی اطاعت کا جذبہ پیدا کریں۔ قرآن سے ان کو عشق ہو۔ اس کو پڑھیں، سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ جب کسی کام کو کرتے ہوئے ان کے علم میں آئے کہ یہ قرآن کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے تو ایک سچی مسلمان لڑکی یا عورت سے ممکن ہی کیسے ہے کہ وہ یہ کام کرنے کی جرأت بھی کرے۔ جان بوجھ کر انسان زہر کبھی نہیں کھاتا۔ جان بوجھ کر انسان سانپ کے بل میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ پس ضرورت ہے کہ اپنی بچیوں کو دین کا علم اچھی طرح سکھایا جائے۔ شریعت کے مسائل سے آگاہ کیا جائے اور یہ کام اگر ایک طرف ماں باپ کے ذمہ ہے تو دوسری طرف ہمارے مرکزی تعلیمی اداروں اور لجنات کی عہدیداروں کے بھی ذمہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فرائض اور ذمہ داریاں صحیح طور پر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم صرف منہ سے مسلمان کہلانے والیاں نہ ہوں بلکہ حقیقی مسلمان ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا کہ

''اگر تم پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کرلوتو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی۔''

(الازھار لذوات الخمار صفحہ 381)

بظاہر دیکھنے میں کیا آسان بات اور خوشکن امر نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں بہت مشکل ہے۔ باون سال حضرت مصلح موعود عورتوں کی اصلاح اور بہبودی میں لگے رہے۔ اور آپ کی ساری کوشش یہی تھی کہ عورتیں قرآن مجید کے علم سیکھیں۔ قرآن پڑھیں اور پڑھائیں اور اپنی زندگیاں اس کے مطابق ڈھالیں۔ ان کی گودوں سے جو بچے پروان چڑھیں گے ان کی دینی تعلیم اور تربیت دینی ان کو پھر مشکل نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ خود دین سے آگاہ ہوں گی۔ مگر افسوس کہ یہ مقام ابھی ہم اپنی غفلتوں سے حاصل نہیں کرسکیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کی عورتوں کو بھی تحریک کی ہے کہ ہر عورت کو قرآن آتا ہو۔ جب ہر عورت نے قرآن پڑھا ہوا ہوگا، اس کا مطلب اسے آتا ہوگا، سارے مسائل سے واقف ہوگی۔ کیا کرنا ہے؟ کیا نہیں کرنا؟ تو کبھی بھی غلط راستے پر پڑ نہیں سکتی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطاء فرمائے کہ ہم قرآن پر خود عمل کرنے والیاں ہوں اور جو اسلامی شریعت سے ہٹ کر غلط راستے پر چلنے والیاں ہوں ان کی ہدایت کا موجب ہم بن سکیں۔ آمین اللھم آمین

(بحوالہ مصباح اگست 1966ء خطبات مریم جلد اوّل صفحہ 102 تا 106)

حرف آخر

پردہ ہی اصل زینت ہے

قارئین کرام! دراصل نسوانیت ایک خوشبو ہے خوشبو اگر ڈھانپ کر نہ رکھی جائے تو اڑ جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے عورت کو جو مقدس خوشبو دی ہے اس کا ڈھانپنا پردہ ہے۔ وہ وقت جلد آئے گا جب احمدی عورتوں کے ساتھ ساتھ دنیا کی سعید فطرت عورتیں بھی اس کی قدر کریں گی۔نعمت کی حفاظت اس کی قدر سے ہوتی ہے۔ دعا ہے کہ عورتیں اپنے بلند و بالا مقام و مرتبہ کو پہچانیں۔

روح کی صفائی کا تصور ہمیں صرف اور صرف اسلام میں ملتا ہے جس کا ایک حصہ پردہ کا حکم ہے۔سائنس اس ضمن میں ہم سے بہت پیچھے ہے۔ بے پردہ معاشرہ نے جس طرح کی بیماریوں سے ہمیں روشناس کرایا ہے اس میں سب سے بڑی مکروہ اور ڈراؤنی بیماری ایڈز ہے۔ جو مغربی ممالک میں وبا کی صورت اختیار کر گئی ہے اس سے ثابت ہوا کہ دینی اصولوں کے مطابق زندگی کو بسر کرنے والا انسان آج کے دور کا خوش قسمت ترین انسان ہے۔ اگر صفائی کے پہلو سے آنکھیں بند کی جائیں تو اس غفلت کے نتیجہ میں انسان پر خدا تعالیٰ کی طرف سے وبا کی شکل میں عذاب نازل ہوتا ہے ان وبائی امراض کی لپیٹ میں جب کبھی اقوام عالم آتی ہیں دنیا میں لاکھوں انسان فنا کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔

اسلام میں حکم ہے عورت مرد سے پردہ کرے یعنی بلوغت کی عمر کو پہنچ کر نامحرم سے پردہ کرے لیکن حضرت مسیح نے انجیل میں غیر عورتوں پر نگاہ ڈالنے سے روکا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام دونوں کا موازنہ کرتے عیسائی مذہب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ ڈالی وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کرے گا۔“

لیکن اس کے مقابل پر اسلام کہتا ہے کہ نہ بُری خواہش سے نہ اچھی سے عورت پر نظر ڈالنی ہی

نہیں چاہیے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کومخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (سورۃ النور آیت 31) تو مومنوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِن (سورۃ النور آیت 32) اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں۔

اسلام اگرایک طرف مرد کوغضّ بصر کی تاکید کرتا ہے تو دوسری طرف اس کی عورتوں کو بھی تاکید کرتا ہے دراصل دونوں کی نظروں کا ملنے سے بچانا ہے۔اورجسم کا وہ حصہ جس پر نگاہ ڈالنے سے آنکھ نہیں رہ سکتی وہ چہرہ ہے۔اس لئے عورت کا بلاحجاب مرد کے سامنے آنا اس سے بے تکلف ہونا چونکہ انسان کے حیوانی تقاضوں کو جوش میں لاتا ہے اورانہیں جذبات کے گڑھوں میں دھکیل دیتا ہے اس لئے عورت کوان سے بچنے کے لئے پردہ کا حکم دیا ہے۔

لعل وجواہر،موتی وسونا چاندی کومخمل کی ڈبیوں میں رکھا جاتا ہے تاکہ گردوغبار سے ان قیمتی اشیاء کی آب وتاب میں فرق نہ پڑے۔ پھر مقفل صندوقوں اورالماریوں میں محفوظ رکھا جاتا ہے تاکہ چوروں ڈاکوؤں کی دسترس سے محفوظ رہیں۔چونکہ عورت صنف نازک اورقیمتی پُرکشش مخلوق ہے اس لئے قرآن مجید نے اس کو بداخلاقی کے گردغبار اورمردوں ہی کی نگاہوں کے تیروں سے بچانے کے لئے پردہ کا حکم دیا ہے۔پردہ عورت کی عزت کا محافظ عصمت کا نگہبان اورقدرومنزلت کا مظہر ہے۔

اسلام نے عورت کا اصل مقام گھر قرار دیا ہے وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ نے بھی اس بات کوثابت کردیا ہے۔نمائش کلب،بازار،سینما سٹیڈیم عورت کی منزل نہیں۔اسلام میں عریاں لباس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہمارا اسلامی معاشرہ اسلامی تہذیب ہرگز اس بات کوتسلیم نہیں کرتا۔آج کل یورپ کی نقل میں بے پردگی کا سیلاب رواں ہے بڑے بڑے شریف خاندان اس سیلاب میں تباہ وبرباد ہوگئے ہیں۔باپردہ عورتیں بازاروں کی رونق بن گئیں۔

شیطان اپنے مکروفریب کی چالیں نئے نئے طریقوں سے چل رہا ہے اسلامی اقدار پرطرح طرح سے حملے ہورہے ہیں۔اکثر مسلمانوں کے اعمال ہی اسلام کو بدنام کرنے والے ہوگئے ہیں۔

ایسے پُرآشوب موقع پر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے ہمیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی توفیق عطا فرمائی اور قدرت ثانیہ کے مظہر خلفائے کرام کی بابرکت اور روحانی ہدایت ہر لمحہ نصیب فرمائی۔

ہمارے پیارے آقا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز وقتاً فوقتاً عورتوں کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ تا احمدیت کی نئی نسل روحانیت کے رنگ میں رنگین ہو کر تیار ہو۔ زمانہ کی مسموم ہوائیں پاکیزہ اور عفیفہ ماؤں کی گودوں میں پلنے والوں کا کچھ نہ بگاڑ سکیں۔

ایک موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

”پھر اپنے آپ کو باحیاء بنانا ہے کیونکہ یہ بھی ایمان کا حصہ ہے۔ حیاء بھی ایمان کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو جس طرح سے ڈھانپنے کا حکم دیا ہے اس طرح احتیاط سے ڈھانپ کر رکھنا چاہیے۔ زینت ظاہر نہ ہو۔ حیاء کا تصور ہر قوم اور مذہب میں پایا جاتا ہے۔ آج مغرب میں جو بے حیائی پھیل رہی ہے اس سے کسی احمدی بچی کو متأثر نہیں ہونا چاہیے۔ آزادی کے نام پر بے حیائیاں ہیں۔ لباس فیشن کے نام پر بے حیائیاں ہیں۔ ۔۔۔۔عورت کی فطرت میں جو اللہ تعالیٰ نے حیاء رکھی ہے ایک احمدی عورت کو اُسے چمکانا چاہیے۔ اُسے اور نکھارنا چاہیے پہلے سے بڑھ کر باحیاء ہونا چاہیے۔“ (الازھار لذوات الخمار جلد سوئم حصہ اوّل صفحہ 342)

اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 30 جون 2012ء کو جلسہ سالانہ امریکہ میں خواتین سے خطاب کرتے ہوئے عورتوں کو اُن کے مقام و مرتبہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے پردہ کی اہمیت بیان فرمائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس یاددہانی کے بعد اب مَیں اسلام کی اس تعلیم کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا جس کا ایک مومنہ عورت کے وقار سے تعلق ہے۔ یعنی پردہ کا حکم۔

پردے کا حکم صرف 1400 سال قبل کی خواتین کے کیلئے نہیں آیا تھا، یا صرف ایشیا یا تیسری دنیا کی خواتین کیلئے نہیں تھا۔ بلکہ پردہ ہر مسلمان عورت پر فرض کیا گیا ہے۔ چاہے وہ دنیا کے کسی بھی

خطہ میں رہنے والی ہو یا کسی بھی زمانے سے تعلق رکھتی ہو۔

اس کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ النور کی آیت نمبر 32 مع ترجمہ تلاوت فرمائی۔ بعدہ فرمایا

اگر آپ سمجھتی ہیں کہ آپ ان مومنات میں سے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکامات اور آنحضرت ﷺ کے احکامات پر عمل کرنے کا عہد کرتی ہیں اور امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے والی ہیں تو پھر یہ تعلیم آپ کیلئے اتنی ہی اہم ہے جتنی کہ یہ آنحضرت ﷺ کے دور کی خواتین کیلئے تھی۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں یہ حکم تمام مسلمان خواتین کیلئے ہے چاہے وہ کسی بھی خطہ ارض کی رہنے والی ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں یہ بھی واضح کر دوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان احکامات سے قبل مردوں کو بھی یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنی نظروں کو نیچا رکھیں اور مرد عورتوں کو کسی بھی طور بری نظر سے نہ دیکھیں۔ اس لئے اسلام نے کوئی ناانصافی نہیں کی اور نہ ہی طرفداری کی ہے۔

جنگوں میں عورتوں نے بڑے عظیم کام کئے

اسی طرح یہ بھی واضح ہو کہ اسلام یہ نہیں کہتا کہ عورتیں صرف گھر کی چاردیواری میں محصور ہو کر رہ جائیں۔ اگر ایسا ہوتا تو آنحضرت ﷺ کیوں کہتے کہ آدھا ایمان عائشہ رضی اللہ عنہا سے سیکھو اور لوگ سیکھا بھی کرتے تھے۔ یہ روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بعض اوقات ایسی مجالس سے بھی خطاب فرمایا کرتی تھیں جن میں مرد بھی بیٹھا کرتے تھے تا کہ ان سے اسلام سیکھا جائے۔ پھر جنگوں میں بھی عورتوں نے بڑے وقار اور بڑے جذبہ کے ساتھ اپنے فرائض کو نبھایا اور مختلف کام سرانجام دیئے۔ بعض خواتین کو جنگوں میں مرہم پٹی اور بعض دیگر خدمات سونپی گئیں۔ بعض خواتین نے تو جنگوں میں باقاعدہ لڑائی میں بھی حصہ لیا۔ حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ایک جنگ میں انہوں نے ایسی زبردست جنگی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا کہ مرد بھی ان کی بہادری پر حیران ہو کر رہ گئے۔ صرف آنحضرت ﷺ کو اس بات کا علم ہوا کہ یہ حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا ہیں جبکہ بعض دیگر مرد اس حیرانی میں یہ نظارہ دیکھ رہے تھے کہ گویا

کوئی جوان لڑکا جنگ لڑ رہا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو اس طرح ڈھانپا ہوا تھا کہ احساس بھی نہ ہوتا تھا کہ کوئی عورت لڑ رہی ہے۔ اسی طرح ایک اور جنگ کے موقع پر حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچاتے ہوئے بہادری کے عظیم جوہر دکھائے اور بعض زخم ایسے کھائے کہ کوئی با ہمت مرد بھی شاید ان زخموں کی تاب نہ لاسکتا۔ اپنی اس اولوالعزمی کے نتیجہ میں آپ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعریفی کلمات اور خوشنودی حاصل ہوئی۔

اس لئے آپ سب یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے جو احکامات قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں، ان پر عمل کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔ کیا آپ چاہتی ہیں کہ حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا جیسا مقام حاصل کریں۔ اگر آپ یہ سمجھتی ہیں کہ ویسے ہی بیٹھے بیٹھے آپ اس مقام کو حاصل کر سکتی ہیں تو یہ آپ کی غلطی ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے آپ کو ہر حال میں اپنی ذاتی خواہشات کو پس پشت ڈالنا ہوگا۔ اس احساس کمتری کا شکار نہیں ہونا کہ لوگ آپ کے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔ کسی قسم کے طنز اور مزاح سے آپ کے وقار کو کوئی فرق نہیں پڑنا چاہئے۔ اپنی زندگیوں کو قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں ڈھالیں تب جا کر آپ حقیقی مومنہ عورت کہلاسکتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج آپ ثابت کردیں کہ آپ صرف جلسہ میں ہونے کی وجہ سے پردہ نہیں کر رہیں بلکہ صرف خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کیلئے پردہ کر رہی ہیں۔ آپ ثابت کردیں کہ آپ صرف لجنہ یا جماعتی کاموں کیلئے حجاب اور باوقار لباس نہیں پہنتیں۔ آج آپ اس عہد کی تجدید کریں کہ کوئی بھی دنیاوی خواہشات آپ کو اپنے پردہ سے دور نہیں کرسکتیں۔ جو بھی تنگی اور سختی جھیلنی پڑے یا آپ کو لوگوں کی طرف سے مذاق کا نشانہ بنایا جائے آپ قطعاً اس کی پرواہ نہ کریں گی۔ بلکہ آپ نے یہ عہد کرنا ہے کہ آپ یہ سب صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے کر رہی ہیں اور اس راہ میں آپ دنیا کی کسی بھی چکا چوند اور مادیت سے ہرگز مرعوب نہیں ہوں گی۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ پردہ اور مذہبی لباس آپ کے وقار اور شرم وحیاء کا حصہ ہے اور اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک مومنہ عورت کو اس کی پابندی کرنے کا حکم دیا ہے۔

پردہ سے مراد سارے جسم کا پردہ ہے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مجھے بعض اوقات شکایات اور رپورٹیں ملتی ہیں کہ بعض عورتیں اپنے سروں کو اجلاسات کے موقع پر تو ڈھانپتی ہیں لیکن جب کسی شاپنگ مال جاتی ہیں بڑے تنگ اور فٹنگ والے کپڑے پہنتی ہیں، جینز پہنتی ہیں یا ایسی قمیصیں جو کہ بمشکل ان کی کمر تک آ رہی ہوتی ہے۔ یاد رکھیں کہ ایسا پردہ اور ایسی بے حیائی آپ کا مذہب سے مذاق ہے۔ بہت سے مواقع پر میں نے احمدیوں کو توجہ دلائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف چہرے کے پردہ کا حکم نہیں دیا بلکہ تمام جسم کے پردہ کا حکم دیا ہے۔۔۔ جب آپ اپنے گھر سے باہر جائیں تو یہ ضروری ہے کہ آپ کھلا اوورکوٹ پہنیں یا لمبی شال لیں اور یہ شال بھی پورے جسم کو ڈھانپتی ہو۔ حتیٰ کہ اس برقعہ کوٹ کے نیچے بھی آپ ٹی شرٹ یا چھوٹی سکرٹ نہ پہنیں۔ اگر آپ ایسا نہ کریں تو نہ صرف یہ پردہ کی خلاف ورزی ہے بلکہ اس سے آپ کی بے حیائی کا بھی اظہار ہو رہا ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔

اسلام کی پہچان حیاء ہے

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا کہ ہر مذہب کی ایک خاص پہچان ہوتی ہے اور اسلام کی پہچان حیاء ہے۔ ایسے افراد پر لعنت بھیجی گئی ہے جو پاکدامنی اختیار نہیں کرتے۔ لہٰذا اپنے ایمان کی حفاظت کرنے کیلئے اور اسلام کی اصل تصویر پیش کرنے کیلئے آپ کو ہر صورت میں اپنے لباس میں ہر قسم کی کمی کو دور کرنا ہوگا اور ہر صورت اپنی عفت کی حفاظت کرنی ہوگی کیونکہ ایسا کرنے سے آپ کا ایمان محفوظ ہوگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بہت ہی معمولی معیار کا پردہ آپ سے صرف اس بات کا تقاضا کرتا ہو کہ آپ صرف اپنے بال اور ٹھوڑی ڈھانپیں۔ تاہم اگر آپ نے اس قسم کا پردہ کرنا ہے تو پھر میک اَپ نہیں کرنا چاہئے۔ اسلام عورتوں کو کام کرنے سے نہیں روکتا، لیکن ایسے کام کی اجازت نہیں ہے جس میں نامناسب لباس پہن کر ایک مسلمان عورت کے وقار کا سمجھوتہ ہوتا ہو۔ یقیناً دنیا بھر میں ایسی احمدی عورتیں ہیں جو ڈاکٹر ہیں، ٹیچر ہیں، انجینئر ہیں، سائنسدان ہیں اور دیگر بہت سے ایسے پروفیشن اپنائے ہوئے ہیں، لیکن یہ تمام کام کرتے ہوئے بھی یہ خواتین اپنی عفت کا اعلیٰ معیار اور

پردہ کو برقرار رکھے ہوئی ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی آیت کے ضمن میں جو مَیں نے پہلے بیان کی تھی ،عورت کے پردہ اور شرم وحیاء کے بارے میں فرماتے ہیں۔

''یعنی ایمانداروں کو جو مرد ہیں کہہ دے کہ آنکھوں کو نامحرم عورتوں کے دیکھنے سے بچائے رکھیں اور ایسی عورتوں کو کھلے طور سے نہ دیکھیں جو شہوت کا محل ہوسکتی ہوں اور ایسے موقعہ پر خوابیدہ نگاہ کی عادت پکڑیں۔اور اپنے ستر کی جگہ کو جس طرح ممکن ہو بچاویں۔ایسا ہی کانوں کو نامحرموں سے بچاویں یعنی بیگانہ عورتوں کے گانے بجانے اور خوش الحانی کی آوازیں نہ سنیں۔ان کے حسن کے قصے نہ سنیں۔یہ طریق پاک نظر اور پاک دل رہنے کیلئے عمدہ طریق ہے۔''

پھر عورتوں کے بارے میں فرماتے ہیں:''ایسا ہی ایماندار عورتوں کو کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مردوں کے دیکھنے سے بچائیں اور اپنے کانوں کو بھی نامحرموں سے بچائیں یعنی ان کی پُرشہوت آوازیں نہ سنیں اور اپنے ستر کی جگہ کو پردہ میں رکھیں۔اور اپنی زینت کے اعضاء کو کسی غیرمحرم پر نہ کھولیں اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہوکر سر پر آجائے۔یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں۔اور اپنے پیروں کو زمین پر ناچنے والوں کی طرح نہ ماریں۔یہ وہ تدبیر ہے کہ جس کی پابندی ٹھوکر سے بچاسکتی ہے۔''

پھر فرماتے ہیں کہ:۔''اور دوسرا طریق بچنے کیلئے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور اس سے دعا کریں تا ٹھوکر سے بچاوے اور لغزشوں سے نجات دے۔زنا کے قریب مت جاؤ۔یعنی ایسی تقریبوں سے دور رہو جن سے یہ خیال بھی دل میں پیدا ہوسکتا ہو اور ان راہوں کو اختیار نہ کرو جن سے اس گناہ کے وقوع کا اندیشہ ہو۔جو زنا کرتا ہے وہ بدی کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔زنا کی راہ بہت بری راہ ہے یعنی منزل مقصود سے روکتی ہے اور تمہاری آخری منزل کیلئے سخت خطرناک ہے''۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔روحانی خزائن جلد10 صفحہ 341-342)

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس زندگی میں صراطِ مستقیم کے ہر مرحلہ پر بہت سی رکاوٹیں اور مشکلات ہیں اور ایک مومن مرد اور عورت کا یہ فرض ہے کہ ان مشکلات اور رکاوٹوں سے سرخرو ہوکر گزرے۔

اگر اسلام کی حقیقی تعلیمات کی ہمیشہ پیروی کی جائے تو عدم اعتمادی کبھی پیدا نہ ہوتی، جو بدقسمتی سے بہت سے خاوندوں اور بیویوں کے درمیان پیدا ہورہی ہے۔ان کے گھر جو صرف ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کرنے کی وجہ سے تباہ ہورہے ہیں، ہرگز تباہ نہ ہوتے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک مومن کی نشانی یہ ہے کہ وہ خدا کے احکامات کو اس نگاہ سے نہیں دیکھتا جس طرح روحانی اندھا اور بہرے دیکھتے ہیں۔لہٰذا ایک مومن کا یہ فرض ہے کہ وہ مستقل مزاجی سے تمام اسلامی تعلیمات اور حکموں پر مکمل طور پر عمل کرتا رہے۔یہ اس وجہ سے ہے کہ مومنوں کو گہرائی سے چیزیں پرکھنے کی صلاحیت دی جاتی ہے۔جبکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر اندھوں اور بہروں جیسا رویہ دکھانا منکرین کی علامت ہے۔ایسے لوگوں کی روحانی صلاحیت ختم ہوجاتی ہے اور وہ اس قابل نہیں رہتے کہ پاک اور نیک تعلیمات کو سن سکیں اور ان پر عمل کرسکیں۔لیکن آپ خواتین جنہوں نے امام الزماں کو مانا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی غلام تھے ہرگز اچھی باتوں کو چھوڑ نہیں سکتے اور اسی کا اطلاق احمدی مردوں پر بھی ہوتا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ بدقسمتی سے اس تمام تعلیم کی طرف توجہ کا سخت فقدان ہے لیکن مجھے امید ہے اور میں یہ توقع کرتا ہوں کہ میری آج کی یاددہانی کے بعد آپ سب دوبارہ سے اس طرف توجہ کریں گی اور روحانی طور پر ایک نئی روح پائیں گی انشاء اللہ۔مَیں یہ بھی امید کرتا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ تمام احمدی خواتین اب اپنے حقیقی مقام کو پہچانیں گی اور یہ بات سمجھ جائیں گی کہ دنیا کی چکاچوند اور کشش جو کہ خالصتاً سطحی ہے،اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔تمام سطحی چیزیں اس دنیا میں ہی رہ جائیں گی جبکہ آگے حقیقی اور نہ ختم ہونے والی زندگی ہی جائے گی اور جو بھی نیک اعمال ہم نے اس عارضی دنیا میں کئے ہیں ضرور ثمرآور ہوں گے۔

قرآن کریم کی ہر ہدایت کو اہم گردانیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا

مجھے بعض عورتوں اور حتیٰ کہ بچیوں کی طرف سے خطوط ملتے ہیں کہ کچھ عرصہ تک وہ بھی دنیا کی مادی اور سطحی چیزوں سے متأثر ہوگئی تھیں اور پھر وقت کے ساتھ انہوں نے جانا کہ یہ ان کی بڑی غلطی تھی۔وہ لکھتی ہیں کہ جو کچھ بھی ان کا اس دنیا میں تھا،سب ختم ہوچکا ہے اور اس کے ساتھ وہ خدا کے

غضب کی وارث بھی ٹھہری ہیں۔ مزید یہ کہ بعض مرد اور عورتیں بڑے افسوس اور دکھ کا اظہار کرتے ہوئے اپنی اولاد کی حالت کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ان کے الفاظ سے دلی تکلیف واضح ہوتی ہے کہ ان کے بچے نہ صرف مذہب سے دور چلے گئے ہیں بلکہ اپنے والدین کی طرف بھی توجہ نہیں ہے اور نافرمان ہیں۔ اس لئے قبل اس سے کہ بہت دیر ہو جائے اور قبل اس کے کہ آپ اس دنیا کی مادیت میں ڈوب جائیں، اپنے دلوں کو بکلی خدا تعالیٰ سے جوڑیں، اسی سے تعلق قائم کریں اور اس تعلق کو کبھی بھی زائل نہ ہونے دیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حقوق ادا کریں اور قرآن کریم کی ہر ایک ہدایت کو انتہائی اہم گردانیں اور اپنی بہترین صلاحیتوں کے مطابق اس پر عمل کریں۔ آپ کی ظاہری حالت قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق ہو کیونکہ یہ اس دنیا میں بھی اور اگلی زندگی میں بھی آپ کی فلاح کا باعث ہے۔

احمدی عورتوں کو مثال بننا چاہیے

وہ احمدی خواتین جو پاکستان سے آئی ہیں انہیں اپنی ذمہ داریوں کا زیادہ ادراک ہونا چاہئے کیونکہ احمدیت آپ کے خون میں زیادہ دیر سے موجود ہے بہ نسبت ان کے جو بعد میں احمدیت کی آغوش میں آئی ہیں۔ اس لئے انہیں نومبائعین یا مقامی احمدیوں کیلئے روشن مثال ہونا چاہئے اور دوسروں کیلئے یہ نمونہ صرف قرآن کریم کی ایک یا دو تعلیمات میں نہ ہو بلکہ انہیں ہر حکم پر عمل کرنے کی مثال بننا چاہئے اور اس طرح اپنے اردگرد تمام لوگوں کی ہدایت کیلئے روشنی کی کرن ہوں۔

لوکل احمدی خواتین سے آج مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ میں سے بعض کو اب احمدی ہوئے بہت عرصہ ہو چکا ہے اور آپ کے بچے اور پوتے نواسے بھی ماشاء اللہ احمدی ہیں۔ اس لئے صرف پاکستانی احمدی خواتین ہی ایسی نہیں ہونی چاہئیں جو مثالی نمونہ قائم کریں بلکہ آپ سب کو بھی دوسروں کیلئے نمونہ ہونا چاہئے۔ اسی طرح نومبائعین ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر پرانے احمدی اپنے اندر روحانی طور پر انقلابی تبدیلی پیدا نہیں کرتے تو یہ بات آپ کو ایسا کرنے سے مانع نہیں ہونی چاہئے۔ لہٰذا وہ جو حال ہی میں احمدی ہوئی ہیں انہیں روحانی انقلاب پیدا کرنے کا ذریعہ بننا چاہئے اور اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں میں حقیقی اسلام کی مثال پیش کرنی چاہئے۔ **ہمیشہ یاد رکھیں کہ وہ شخص جو پاکیزگی**

میں بڑھتا ہے، وہی اللہ تعالیٰ کو پیارا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کو پرانے یا نئے احمدی ہونے سے کوئی واسطہ نہیں بلکہ صرف پاکباز اور نیکو کاروں سے ہے۔ اللہ کرے کہ میرے الفاظ آپ لوگوں کے نیکی کے معیاروں کو بڑھانے کا باعث بنیں تا کہ احمدیت جو کہ حقیقی اسلام ہے، اس کا حسین بیج ہماری آنے والی نسلوں میں خوبصورت پھول کھلاتا رہے اور ہمیشہ اس کی بڑھوتی ہوتی رہے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 7 ستمبر 2012ء صفحہ 22۔23)

ایک اور مقام پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

''ایک احمدی عورت کا ایک تقدس، ایک مقام ہے جس کو بہر حال قائم رکھنا ہے۔ پھر ہر احمدی عورت نے تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی حیاء اور عصمت کی حفاظت بھی کرنی ہے۔''

(جلسہ سالانہ جرمنی سے خطاب فرمودہ 23 اگست 2008ء)

یہ بات نہایت اذیت ناک ہے کہ آج بے پردگی کا بھوت آہستہ آہستہ احمدی گھرانوں پر بھی قبضہ جمانے کی کوشش کر رہا ہے۔ خدارا پردے کو مذاق نہ بنائیں کہ یہ آپ کے اپنے فائدہ کے لئے ہے۔ احمدی عورت کی تو پہچان ہی پردہ سے ہوتی ہے۔ اپنی بچیوں کو چھوٹی عمر سے ہی دوپٹہ لینے کے لئے تیار کریں ناصرات معیار اوّل میں ہو جائیں تو انہیں اس بات کے لئے تیار کرنا شروع کر دیں کہ کچھ عرصہ بعد برقعہ پہننا ہے تا کہ بعد میں کوئی مسئلہ نہ ہو۔ پردہ عورتوں کی زندگیوں میں کوئی مسئلہ پیدا نہیں کرتا کیونکہ ازواج مطہرات اور اُس دور کی دوسری خواتین نے پردہ میں رہ کر شجاعت اور بہادری کے کئی کارنامے سرانجام دئے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ احمدی عورتیں اپنے ہر فعل پر نظر رکھیں کہ کہیں ہم بے پردگی کی طرف تو مائل نہیں ہو رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری غلطیوں اور لاپرواہیوں کا خمیازہ ہماری آئندہ نسلوں کو بھگتنا پڑے۔ آج تمام دنیا میں سوائے جماعت احمدیہ کے تمام معاشروں میں اور تمام فرقوں میں پردہ کی ترقی کی راہ میں رُکاوٹ سمجھ کر اس کی اہمیت کو اس طرح نظر انداز کر دیا گیا ہے کہ نئی نسل روایتی حیاء اور پردہ کا مذاق اڑاتی نظر آتی ہے۔ ہمارے معاشرے کی عورت پہلے تو برقعہ سے نکلی اور چادر میں آئی۔ چادر چھوٹی ہو کر دوپٹہ بن گئی اور آج دوپٹہ سے عاری جسم اور نیم برہنہ بدن کو ماڈرن

ازم کا نام دے دیا گیا ہے۔

اس فتنہ انگریز ماحول میں خدا تعالیٰ کا فرمان پورا کرنا ہے تو احمدی عورت نے کرنا ہے۔ پس اے خدا کی باندیو! تمام معاشرے کا بوجھ خدا تعالیٰ نے تمہارے کندھوں پر ڈالا ہے۔ عورتوں کا زیور تو پردہ ہے اور یہی پردہ عورت کا محافظ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی پردہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آخر میں خاکسار دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صدق دل وصدق نیت سے اپنے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تا ہم اُس کی رضا کی جنتوں کے دونوں جہانوں میں وارث بنیں۔ مضمون کا اختتام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی دعا سے کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

''پہلے بھی میری یہی دعا رہتی ہے اب بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جس رنگ میں اور جس شکل میں میری بہنوں! کو دیکھنا چاہتا ہے میری بہنوں! کو خود توفیق بھی عطا کرے کہ وہ رنگ اپنے اندر پیدا کریں تا وہ اپنے رب کی پیاری بن جائیں تا اُن کا رب اُن سے پیار کا سلوک کرے کہ پہلی اُمتوں کی عورتوں سے اس نے وہ سلوک نہ کیا تھا تا ہماری یہ بہنیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحابیات سے جاملیں اور دنیا کے لئے یہ پہچاننا مشکل ہو جائے کہ یہ پہلے گروہ کی طرف منسوب ہونے والی ہیں یا دوسرے گروہ کی طرف منسوب ہونے والی ہیں۔ اللھم آمین۔''

(مصباح ربوہ جون 1967ء)

تعارف

محترم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب

از طرف محترم عبدالماجد صاحب طاہر ایڈیشنل وکیل التبشیر ۔لندن

آپ نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ چھوٹی عمر میں تنزانیہ تشریف لے گئے۔ثانوی تعلیم وہاں حاصل کی۔ بعدہ کامن ویلتھ فیلوشپ پر انگلستان اعلیٰ تعلیم کے لئے گئے۔ وہاں نیوکیسل یونیورسٹی سے بی ایڈ جنرل کی ڈگری حاصل کی اور پھر لندن سے پوسٹ گریجویٹ ڈپلومہ اِن ٹیچنگ آف انگلش اورڈپلوما اِن کمپیرا یجوکیشن حاصل کرنے کے بعد اپنے یونیورسٹی آف لندن سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ بعدازاں امریکہ سے ہیومن ڈویلپمنٹ سے پی ایچ ڈی کی۔ تنزانیہ میں قیام کے دوران مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی ۔خاص طور پر ویسٹرن ریجن میں جماعت کے قیام اور استحکام کے لئے۔ بحرالکاہل کے جزائر طوالو میں احمدیت کا پودا لگانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ بعدہ قرآن کریم کا طوالو زبان میں ترجمہ مکمل کرا کے شائع کروایا۔ وہ مسجد احمدیہ اور مشن ہاؤس کی تعمیر ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اعزازی مبلغ کے خطاب سے نوازا۔ طوالو کے بعد بحرالکاہل کے دیگر جزائر ممالک میں احمدیت کے پودے لگانے کی توفیق ملی۔ 1996ء میں انگلستان آنے پر بطور آنریری کونسل جنرل آف طوالو تقرری ہوئی۔ انگلستان میں جماعت کے شعبہ تبلیغ کے ساتھ منسلک ہوئے۔ پھر بحیثیت قائد تبلیغ مجلس انصاراللہ خدمت کی اور پھر بطور صدر مجلس انصاراللہ یوکے خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ جماعت احمدیہ یوکے کے امیر رہے۔ قضا بورڈ کے ممبر اور قائم مقام صدر رہے۔ مرکزی مجلس افتاء کے

اعزازی رکن بھی اور جماعت احمدیہ یو کے کے سیکریٹری امور خارجہ کے خدمت بھی سپرد ہوئی۔ اب انٹرنیشنل ہیومن رائٹس کمیٹی کے صدر ہیں۔ احمدی ریفیوجیز اور اسائلم کے متلاشیوں کی خدمت کا خاص موقع مل رہا ہے۔ آپ وکالت تصنیف کی انگریزی تراجم کی ٹیم میں شامل ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر کئی بزرگان سلسلہ کی کتابوں کے انگریزی تراجم کر چکے ہیں۔ آپ طاہر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر ہیں نیز ورلڈ میڈیا فارم انٹرنیشنل کے ڈائریکٹر ہیں۔ ہیومن رائٹس میں خصوصی دلچسپی ہے۔ کامن ویلتھ کے ہیومن رائٹس یونٹ اور یواین او ہیومن رائٹس کونسل کے ساتھ منسلک ہیں۔ ایمنیسٹی انٹرنیشنل کے ممبر ہیں۔ اس طرح اور کئی انٹرنیشنل اور ریجنل اداروں کے ساتھ انسانیت کی خدمت کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔

آپ ایک اچھے مقرر اور نثر نگار ہیں۔ آپ کی تقاریر، مضامین اور انٹرویوز انٹرنیٹ پر اور مختلف رسالہ جات اور اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں،۔ آپ کی تصنیف 'وقف زندگی کی اہمیت اور برکات' بہت پسند کی گئی اور وقت زندگی کے انسائیکلو پیڈیا کا مقام دیا گیا ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے اور اس کا فرنچ ترجمہ بھی عنقریب شائع ہو رہا ہے۔ اس کا عربی زبان میں بھی ترجمہ ہو رہا ہے اور اس کے بارے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ اسے سارے جامعات میں بھجوایا جائے اور سب اس کے مطالعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ پردہ کی اہمیت اور برکات آپ کی چھٹی کتاب ہے جو منظر عام پر آرہی ہے اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور ان کے بابرکت نتائج مرتب ہوں۔

آپ نے ملازمت کی ابتدا بطور ٹیچر تنزانیہ سے کی۔ بہت تیزی سے ترقیات کی منازل طے کیں۔ ٹیچر سے ایجوکیشن افسر، انسپکٹر آف سکولز، چیئرمین ٹیچر ایجوکیشن بورڈ کے عہدوں پر بھی کام کیا۔ پھر انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن اور یونیورسٹی آف درالسلام میں اسی میں سینئر لیکچرار کے عہدوں پر کام کیا۔ بعدہ یواین او کے ادارہ FAO کے سینٹر برائے رورل ڈیویلپمنٹ فار افریقہ (CIRD AFRICA) کے ساتھ کام کیا۔ پھر کئی سالوں تک کامن ویلتھ اور یواین ڈی پی اور یونیسکو کے ساتھ فیلڈ ایکسپرٹ اور مشیر کی حیثیت سے خدمت کا موقع ملا۔

آپ کی حسن کارکردگی، علمی قابلیت اور انسانیت کی خدمت کے لئے خاص شوق اور ولولہ کو مختلف ممالک، اداروں، یونیورسٹیز اور تنظیموں کی طرف سے متعدد اعزازات کی صورت میں تسلیم کیا گیا۔ان میں سے چند ایک خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ملکہ برطانیہ کی طرف سے او بی ای اور کے بی ای کے اعزاز جن کے ساتھ سر کا خطاب ہے علاوہ ازیں جماعت احمدیہ کی طرف سے انسانیت کی ممتاز خدمت کا ایوارڈ بھی حاصل کیا۔ چند دوسرے اعزازات بھی الفریڈ آئن سٹائن نوبل میڈل فار پیس اعزازی ڈاکٹریٹ اِن ایجوکیشن، ایمبیسڈر آف پیس، مین آف دی ایئر 2009ء، اِن ہیومن رائٹس، انڈیا کی طرف سے ہندرتن اور نورتن کے گولڈ میڈل، پاکستان کی طرف سے رول ماڈل 2016ء ورلڈ نیشنز کانگریس کے سینیٹر اور امریکن بائیوگرافیکل انسٹی ٹیوٹ کے ڈپٹی گورنر، حال ہی میں کیمبرج یونیورسٹی کی طرف سے ایمبیسڈر آف نالج کا اعزاز۔اسی طرح 21ویں صدی کے گریٹ مائنڈز اور دنیا کی فیض رساں شخصیت میں آپ کو شامل کیا گیا۔ فالحمد لله علی ذٰلك۔ اللهم زد و بارك

تعارف محترمہ لیڈی امۃ الباسط ایاز صاحبہ

از طرف: محترم منیر احمد خادم صاحب

امۃ الباسط ایاز صاحبہ حضرت مولانا ابو العطا صاحب کی عقد ثانی مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ مرحومہ و مغفورہ کے بطن سے سب سے بڑی بیٹی ہے۔ دسمبر 1959ء میں آپ کی شادی مکرم ڈاکٹر سر افتخار احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ طوالو سابق امیر جماعت احمدیہ انگلستان اور سابق امیر جماعت احمدیہ طوالو ابن مکرم مختار احمد ایاز مرحوم سے ہوئی۔ اور شادی کے بعد آپ میاں کے ساتھ تنزانیہ مشرقی افریقہ تشریف لے گئیں۔

تنزانیہ جاتے ہی وہاں آپ کو بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال آیا اور آپ نے ایک رسالہ ''زجاجہ'' شروع کیا۔ اس پر آپ بہت محنت کرتیں۔ مضامین تیار کرنے کے علاوہ طباعت اور اشاعت کا کام بھی خود ہی کرتیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ رسالہ بہت ہی مقبول اور مفید ثابت ہوا۔

بعد میں تنزانیہ میں آپ کو دارالسلام، بکوبہ اور موجو گورو کی لجنات کی صدارت کی بھی توفیق ملی۔ 1984ء میں مستقل طور پر لندن تشریف لے آئیں۔ یہاں آتے ہیں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ڈاک کے کام میں معاونت کی توفیق ملی۔ اس کے ساتھ لجنہ کے رسالہ 'النصرت' کے ادارتی بورڈ پر کام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ومبلڈن حلقہ کی لجنہ صدر بھی رہیں اور اب بھی پھر اس خدمت پر مامور ہیں۔ آپ کو اپنے میاں کے ساتھ طوالو الجزائر میں خصوصی خدمات کی توفیق ملی۔ وہاں تبلیغ کے میدان میں نتیجہ خیز کام کرنے کا موقع ملا اور اللہ تعالیٰ نے پھل عطا فرمائے۔ وہاں لجنہ کا قیام اور پھر اس کے بعد لجنہ کی تعلیم و تربیت کے کام میں بہت محنت کرتی رہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے طوالو میں لجنہ کا کام جاری ہے۔ وہاں مسجد کی تعمیر تزئین میں بھرپور حصہ لیا اور اپنے ہاتھ سے مسجد میں عربی دعائیں لکھیں۔

بچوں کی تربیت کا اللہ تعالی نے خاص ملکہ عطا فرمایا چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر ان کے میاں کے ذکر کے ساتھ ان کا بھی ذکر فرمایا کہ باپ کی غیر حاضری میں اپنے بچوں کی بہت اچھی رنگ میں تربیت کر رہی ہیں۔

حضور انور کو آپ کی تحریر کا انداز بہت پسند تھا۔ حضور نے کئی مرتبہ خطوط میں اس کا اظہار فرمایا۔

مضامین لکھنے کا بہت شوق ہے اور نہایت دلکش انداز میں مضمون پیش کرنے کی صلاحیت ہے ۔مختلف ممالک کے جریدوں میں ان کے مضامین چھپتے رہتے ہیں ۔اور قارئین ان سے استفادہ کرتے ہیں ۔حال ہی میں رسالہ 'صدا' لندن کی ایک خصوصی اشاعت ''ہم عصر نمبر'' میں جو غالب اکیڈمی دہلی کی طرف سے شائع ہوا، میں آپ کا مضمون '' کتاب زندگی'' شامل کیا اور آپ کے تعارف میں لکھا:

'' امۃ الباسط ایاز ایک بیدار مغز ادیبہ ہیں۔ حال ہی میں آپ کی نہایت دلچسپ کتاب ''نشیمن'' شائع ہوئی ہے۔ رسالوں اور اخبارات کے لئے مضامین لکھتی رہتی ہیں ۔سماج اور معاشرے کی بہبود کے لئے کوشاں رہتی ہیں۔ عالمی فیڈریشن آف وُمن کی طرف سے ''امن کی سفیر'' کا اعزاز حاصل کیا تھا۔اس سال بھارت کی این آر آئی ویلفیئر سوسائٹی کی طرف سے ''وومنز لیڈرشپ'' کا اعزاز ملا ہے۔اسی طرح امریکن بائیوگرافیکل انسٹی ٹیوٹ نے آپ کو'ایمبیسڈر آف انگلینڈ' کے اعزاز سے نوازا۔

مرقاۃ العافیۃ سے قبل نشیمن کے علاوہ آپ کی تصانیف 'زجاجہ' 'قرینہ ضیافت' شائع ہو چکی ہیں۔آپ ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کی بیگم ہیں۔ڈاکٹر صاحب لندن میں جزائد طوالو کے سفیر ہیں اور ملکہ برطانیہ کی طرف سے او بی ای کا خطاب پا چکے ہیں۔''

قارئین سے درخواست ہے اللہ تعالیٰ صحیح رنگ میں سلطان القلم بنائے اور آپ کے عرفان سے دنیا تا دیر مستفید ہوتی رہے۔آمین۔

خاکسار۔منیر احمد خادم

سابق ایڈیٹر اخبار بدر قادیان دارالامان